# صوبائی کونسل پنجاب

## مباحثات

18 دسمبر 1982ء

(یکم ربیع الاول ۔ 1403ھ)

24/2/83

جلد 6 ۔ شمارہ 1

## سرکاری رپورٹ

صوبائی کونسل

پنجاب

## مندرجات

(ہفتہ ۔ 18 دسمبر 1982ء)


| | صفحہ نمبر |
|---|---|
| تلاوت قرآن حکیم اور اس کا اردو ترجمہ | 1 |
| فہرست صوبائی وزراء پنجاب | 2 |
| فہرست اراکین ، صوبائی کونسل پنجاب | 3 |
| جناب چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب کا افتتاحی خطاب | 12 |
| سالانہ ترقیاتی پروگرام 1982-83ء کا جائزہ | 41 |


یونیک پرنٹرز ۔ لاہور

# صوبائی کونسل پنجاب

## صوبائی کونسل پنجاب کا چھٹا اجلاس

ہفتہ ۔ 18 دسمبر 1982ء (یکم ربیع الاوّل 1403ھ)

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے 9 بجے صبح منعقد ہوا ۔ جناب گورنر لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان / چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

**اناؤنسر :** (جناب ابصار عبدالعلی) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز اراکین صوبائی کونسل پنجاب السلام علیکم ! صوبائی کونسل پنجاب کے چھٹے اجلاس میں ہم آپکو خوش آمدید کہتے ہیں ۔ جناب گورنر لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان جو کہ صوبائی کونسل پنجاب کے چیئرمین بھی ہیں تشریف لا چکے ہیں۔ ان کی اجازت سے اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوتا ہے ۔ جناب قاری علی حسین صدیقی تلاوت قرآن پاک فرمائیں گے ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ
فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ○
لَا خَيْرَ فِي كَثِيرٍ مِنْ نَجْوَاهُمْ إِلَّا مَنْ أَمَرَ بِصَدَقَةٍ أَوْ مَعْرُوفٍ أَوْ إِصْلَاحٍ
بَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللَّهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيهِ
أَجْرًا عَظِيمًا ○
وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَىٰ أَلَّا تَعْدِلُوا اعْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ
لِلتَّقْوَىٰ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ○

س نساء ۴ ۔ ایت ۵۹ ، ۱۱۴ س المائدہ ۵ ۔ ایت ۸

اے ایمان والو! اللہ اور اُس کے رسول کی فرمانبرداری کرو اور جو تم میں سے صاحب حکومت ہیں اُن کی بھی ۔ اور اگر تمہارے درمیان کسی بات میں تنازعہ واقع ہو جائے پس تم اللہ اور اُس کے رسول کے احکام کی طرف رجوع کرو ۔ اگر تم اللہ اور روزِ آخرت پر یقین رکھتے ہو تو اسی میں تمہارے لئے بہتری ہے اور اسی میں انجام کار کی خوبی ہے ۔

کچھ لوگوں کے اکثر مشورے اچھے نہیں ہاں ان لوگوں کے مشورے اچھے ہوتے ہیں جو سچی بات یا نیکی کی بات یا لوگوں کے درمیان اصلاح کرنے کو کہیں اور جو ایسے کام اللہ کی خوشنودی و رضا کے لئے کرے گا تو ہم اُس کو اجرِ عظیم عطا کریں گے ۔

اور تم کو کچھ لوگوں کی عداوت اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف چھوڑ دو تم عدل و انصاف ہی کیا کرو کہ وہ پرہیزگاری کے قریب تر ہے ۔ اور اللہ سے ڈرتے رہو بلاشبہ اللہ تمہارے تمام کاموں سے خبردار ہے ۔

وما علینا الا البلاغ

# صوبائی کونسل پنجاب

چیئرمین

لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان

گورنر / مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون "اے" پنجاب

معتمد صوبائی کونسل پنجاب

جناب محمد محبوب عباسی

## فہرست وزراء صوبائی حکومت پنجاب

| نمبر شمار | نام | محکمہ / محکمہ جات |
|---|---|---|
| 1 | چوہدری عبدالغفور | قانون |
| 2 | ملک اللہ یار خان | مال ۔ ریلیف صنعت و ترقی ، معدنیات محنت ، مقامی حکومت و دیہی ترقی |
| 3 | جناب غضنفر محمد خان | زراعت ۔ امداد باہمی پرورش حیوانات و جنگلی جانوران ، فشریز اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ، آبپاشی ، نقل و حمل |
| 4 | چوہدری حامد ناصر | تعلیم وصحت ۔ |
| 5 | جناب محمد نواز شریف | مالیات ۔ آبکاری و محصولات ۔ |
| 6 | سردار رفیق حیدر خان لغاری | خوراک ۔ |
| 7 | میاں صلاح الدین | مواصلات و تعمیرات ، ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ |
| 8 | میاں محمد ذاکر قریشی | اوقاف ، سماجی بہبود و زکواۃ نو آبادیات ، اشتمال اراضی آباد کاری و بحالیات ۔ |

# صوبائی کونسل پنجاب

چیئرمین

لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان

گورنر / مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر زون "اے" پنجاب

معتمد صوبائی کونسل پنجاب

جناب محمد محبوب عباسی

## فہرست وزراء صوبائی حکومت پنجاب

| نمبر شمار | نام | محکمہ / محکمہ جات |
|---|---|---|
| 1 | چوہدری عبدالغفور | قانون |
| 2 | ملک اللہ یار خان | مال ۔ ریلیف صنعت و ترقی ، معدنیات محنت ۔ مقامی حکومت و دیہی ترقی |
| 3 | جناب غضنفر محمد خان | زراعت ۔ امداد باہمی پرورش حیوانات و سنگلی جانوران ۔ فشریز اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ، آبپاشی ، نقل و حمل |
| 4 | چوہدری حامد ناصر | تعلیم وصحت ۔ |
| 5 | جناب محمد نواز شریف | مالیات ۔ آبکاری و محصولات ۔ |
| 6 | سردار رفیق حیدر خان لغاری | خوراک ۔ |
| 7 | میاں صلاح الدین | مواصلات و تعمیرات ، ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ۔ |
| 8 | میاں محمد ذاکر قریشی | اوقاف ، سماجی بہبود و زکوٰۃ نو آبادیات ، اشتمال اراضی آباد کاری و بحالیات ۔ |

فہرست اراکین کونسل

## منتخب اراکین صوبائی کونسل پنجاب

| نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|
| | **(ضلع لاہور)** | |
| 1 | میاں شجاع الرحمٰن | میئر لاہور میونسپل کارپوریشن |
| 2 | جناب اشفاق شاہد | ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن |
| 3 | ملک شاہ محمد اعوان | چیئرمین ضلع کونسل لاہور |
| 4 | ملک محمد یوسف اعوان | وائس چیئرمین ضلع کونسل لاہور |
| 5 | بیگم عارفہ طوسی | لیڈی کونسلر ، لاہور میونسپل کارپوریشن |
| | **(ضلع قصور)** | |
| 6 | راؤ خضر حیات خان | چیئرمین ضلع کونسل قصور |
| 7 | سردار محمد عارف خان | وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور |
| 8 | ملک محمد عاشق | چیئرمین میونسپل کمیٹی قصور |
| | **(ضلع اوکاڑہ)** | |
| 9 | سید امیر حسین شاہ | چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ |
| 10 | جناب نواب علی بھٹی | وائس چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ |
| 11 | ڈاکٹر ظفر اقبال | چیئرمین میونسپل کمیٹی اوکاڑہ |
| | **(ضلع شیخوپورہ)** | |
| 12 | چوہدری نثار احمد | چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ |

| نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|
| 13 | چوھدری رستم کلیفورڈ | وائس چیئرمین ضلع کونسل شیخوپورہ |
| 14 | چوھدری محمد اقبال ڈار | چیئرمین میونسپل کمیٹی شیخوپورہ |

(ضلع گوجرانوالہ)

| | | |
|---|---|---|
| 15 | چوھدری محمد غوث ورک | چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ |
| 16 | رانا نذیر احمد خان | وائس چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ |
| 17 | حاجی محمد اسلم بٹ | میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ |
| 18 | حاجی محمد یونس | ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ |

(ضلع گجرات)

| | | |
|---|---|---|
| 19 | نوابزادہ ظفر علی خان | چیئرمین ضلع کونسل گجرات |
| 20 | راجہ شوکت حسین | وائس چیئرمین ضلع کونسل گجرات |
| 21 | میاں مجید اکبر فاروق | چیئرمین میونسپل کمیٹی گجرات |

(ضلع سیالکوٹ)

| | | |
|---|---|---|
| 22 | چوھدری اختر علی | چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ |
| 23 | چوھدری محمد اکبر کاھلوں | وائس چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ |
| 24 | ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں | میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ |
| 25 | شیخ اللہ رکھا سوھنی | ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ |
| 26 | سیدہ ساجدہ نیر عابدی | لیڈی کونسلر ضلع کونسل سیالکوٹ |

| نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|
| | **(ضلع راولپنڈی)** | |
| 27 | شیخ غلام حسین | میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی |
| 28 | | ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی |
| 29 | جناب محمد بشارت راجہ | چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی |
| 30 | لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل | وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی |
| 31 | بیگم نجمہ حمید | لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی |
| | **(ضلع اٹک)** | |
| 32 | میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان | چیئرمین ضلع کونسل اٹک |
| 33 | جناب محمد واثق خان | وائس چیئرمین ضلع کونسل اٹک |
| 34 | الحاج شیخ امر اللہی | چیئرمین میونسپل کمیٹی اٹک |
| | **(ضلع جہلم)** | |
| 35 | ملک حبیب خان | چیئرمین ضلع کونسل جہلم |
| 36 | سردار نواب خان | وائس چیئرمین ضلع کونسل جہلم |
| 37 | راجہ محمد افضل | چیئرمین میونسپل کمیٹی جہلم |
| 38 | ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا | لیڈی کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم |
| | **(ضلع سرگودھا)** | |
| 39 | نواب زادہ محمد سعید قریشی | چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا |

| نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|
| 40 | ملک علی انور ٹوانہ | وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا |
| 41 | حافظ محمد یونس | میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا |
| 42 | | ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا |

(ضلع خوشاب)

| | | |
|---|---|---|
| 43 | ملک خدا بخش ٹوانہ | چیئرمین ضلع کونسل خوشاب |
| 44 | حاجی محمد افضل | وائس چیئرمین ضلع کونسل خوشاب |
| 45 | حاجی محمد شریف خان بلوچ | چیئرمین میونسپل کمیٹی خوشاب |

(ضلع میانوالی)

| | | |
|---|---|---|
| 46 | ملک غلام شبیر جوئیہ | چیئرمین ضلع کونسل میانوالی |
| 47 | ملک جہان خان | وائس چیئرمین ضلع کونسل میانوالی |
| 48 | میاں غلام حیدر | چیئرمین میونسپل کمیٹی میانوالی |
| 49 | ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ | خاتون کونسلر ضلع کونسل میانوالی |

(ضلع بھکر)

| | | |
|---|---|---|
| 50 | ملک غضنفر علی | چیئرمین ضلع کونسل بھکر |
| 51 | سید مرتضیٰ شاہ | وائس چیئرمین ضلع کونسل بھکر |
| 52 | ملک عطا محمد اترا | چیئرمین میونسپل کمیٹی بھکر |

(ضلع فیصل آباد)

| | | |
|---|---|---|
| 53 | میاں احسان الحق ثانی | میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد |

| نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|
| 54 | چوہدری محمد صدیق سالار | ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد |
| 55 | چوہدری محمد شفیع گل | چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد |
| 56 | جناب محمد اسلم بلوچ | وائس چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد |
| 57 | جناب مشتاق وکٹر | کرسچین کونسلر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد |

(ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ)

| | | |
|---|---|---|
| 58 | حاجی محمد علی | چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ |
| 59 | سردار خورشید | وائس چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ |
| 60 | میاں اختیار حسین | چیئرمین میونسپل کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ |

(ضلع جھنگ)

| | | |
|---|---|---|
| 61 | سیدہ عابدہ حسین | چیئرمین ضلع کونسل جھنگ |
| 62 | مہر غلام فرید نول | وائس چیئرمین ضلع کونسل جھنگ |
| 63 | شیخ محمد اقبال | چیئرمین میونسپل کمیٹی جھنگ |

(ضلع ملتان)

| | | |
|---|---|---|
| 64 | نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی | میئر میونسپل کارپوریشن ملتان |
| 65 | | ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن ملتان |
| 66 | سید فخر امام | چیئرمین ضلع کونسل ملتان |

| نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|
| 67 | جناب لیاقت علی خان | وائس چیئرمین ضلع کونسل ملتان |
| 68 | بیگم زبیدہ جعفری | خاتون کونسلر کارپوریشن ملتان |

(ضلع وہاڑی)

| | | |
|---|---|---|
| 69 | میاں محمد زاہد دولتانہ | چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی |
| 70 | ایم ممتاز خان کھچی | وائس چیئرمین ضلع کونسل وہاڑی |
| 71 | حافظ اختر علی خان رانا | چیئرمین میونسپل کمیٹی وہاڑی |

(ضلع ساہیوال)

| | | |
|---|---|---|
| 72 | مہر اللہ یار رتھ | چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال |
| 73 | جناب محمد اکرم چوہدری | وائس چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال |
| 74 | چوہدری تاج محمد | چیئرمین میونسپل کمیٹی ساہیوال |
| 75 | مس بلقیس خانم | خاتون کونسلر ضلع کونسل ساہیوال |

(ضلع ڈیرہ غازی خان)

| | | |
|---|---|---|
| 76 | سردار مقصود احمد خان لغاری | چیئرمین ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان |
| 77 | سردار انعام اللہ خان کھوسہ | وائس چیئرمین ضلع کونسل ڈیرہ غازی خان |
| 78 | جناب محمد بلال طور | چیئرمین میونسپل کمیٹی ڈیرہ غازی خان |

(ضلع راجن پور)

| | | |
|---|---|---|
| 79 | جناب عبدالکریم دریشک | چیئرمین ضلع کونسل راجن پور |

| نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|
| 80 | جناب محمد عمر خان لغاری | وائس چیئرمین ضلع کونسل راجن پور |
| 81 | میاں عبدالغفور مطلوب | چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور |

(ضلع لیہ)

| | | |
|---|---|---|
| 82 | جناب غلام فرید مراقی | چیئرمین ضلع کونسل لیہ |
| 83 | چوھدری جلال الدین | وائس چیئرمین ضلع کونسل لیہ |
| 84 | ملک محمد شفیع | چیئرمین میونسپل کمیٹی لیہ |

(ضلع مظفر گڑھ)

| | | |
|---|---|---|
| 85 | ملک غلام محمد مجتبےٰ غازی کھر | چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ |
| 86 | جناب خضر حیات | وائس چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ |
| 87 | جناب لیاقت علی ملک | چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ |

(ضلع بہاولپور)

| | | |
|---|---|---|
| 88 | سردار فضل احمد خان لنگاہ | چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور |
| 89 | چوھدری عبدالرشید | وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور |
| 90 | سیٹھ محمد عبدالرحمٰن | چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور |

(ضلع بہاولنگر)

| | | |
|---|---|---|
| 91 | چوھدری عبدالغفور | چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر |
| 92 | میاں غلام محمد ممونکا | وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر |
| 93 | جناب جاوید اقبال رانا | چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولنگر |

| نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|

(ضلع رحیم یار خان)

| | | |
|---|---|---|
| 94 | سردار رفیق حیدر خان لغاری | چیئرمین ضلع کونسل رحیم یار خان |
| 95 | ملک عظیم بخش ناچ | وائس چیئرمین ضلع کونسل رحیم یار خان |
| 96 | میاں عبدالخالق | چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان |
| 97 | مسز عقیلہ بیگم باجوہ | خاتون رکن ضلع کونسل رحیم یار خان |

نامزد اراکین صوبائی کونسل پنجاب

| | | |
|---|---|---|
| 1 | بیگم مسعودہ حامد | چیئرمین اپوا (پنجاب برانچ) |
| 2 | بیگم ممتاز یو کراست | رکن پاکستان ہلال احمر |
| 3 | بیگم آغا غضنفر | لیاقت روڈ فیصل آباد |
| 4 | بیگم زبیدہ احسان الحق حقی | صدر ویمن سوشل ویلفیئر آرگنائزیشن بہاولپور ڈویژن |
| 5 | حکیم اقبال احمد قرشی | قرشی دوا خانہ لیبارٹریز نیو شالیمار ملتان روڈ لاہور |
| 6 | ملک اللہ یار خان بی - اے - ایل - ایل بی | پروگریسیو فارمز ، بارانی ایریا (گکھڑ و ڈاکخانہ کھڈا ضلع اٹک) |
| 7 | خان اسیر عبداللہ خان روکڑی | وائس چیئرمین پنجاب ورل کواپریٹو کارپوریشن |
| 8 | چوہدری ہارون الرشید تھہیم | چیف آرگنائزر انجمن تکاران پنجاب (حافظ آباد) ضلع گوجرانوالہ |

| نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|
| 9 | جناب خاقان باہر | صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی 5 فین روڈ ، لاہور |
| 10 | میاں محمد منیر | سینئر وائس پریذیڈنٹ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین لاہور |
| 11 | سردار محمد عظیم خان سدوزئی | صدر شیپ بریڈرز ایسوسی ایشن ملتان |
| 12 | الحاج چوہدری محمد حیات | وائس چیئرمین پنجاب ٹرانسپورٹرز ایسوسی ایشن |
| 13 | میاں فضل احمد | رکن پنجاب سوشل سروسز بورڈ و صدر پی ایسوسی ایشن |
| 14 | جناب اے قیوم بھٹی | صدر لاہور چیمبرز آف کامرس و انڈسٹریز |
| 15 | شیخ محمد لطیف بی اے ، ایل ایل بی | سینئر وائس پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام |
| 16 | ڈاکٹر محمد سعید احمد | سابقہ صدر پاکستان میڈیکل ایسوسی ایسن (پنجاب برانچ) |
| 17 | سید منور علی بی ایس سی (انجینئرنگ) | سابقہ صدر پاکستان انسٹیٹیوٹ آف انجینئرنگ |
| 18 | میاں تجمل حسین | صدر لاہور سٹاک ایکسچینج لاہور |
| 19 | جناب رشید صدیقی | صدر پاکستان فیڈرل یونین آف جنرلٹس |
| 20 | جناب صالح محمد نیازی | صدر لیبر یونین سرگودھا |

| نمبر شمار | نام | عہدہ |
|---|---|---|
| 21 | جناب سراج قریشی | صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور |
| 22 | جناب سلطان علی چوہدری<br>ایم ایس سی (زراعت)<br>ایم ایس سی (وسکانسن)<br>یو ایس اے | صدر چیمبرز آف ایگریکلچر پنجاب |
| 23 | چوہدری ظہیر احمد تاج | صدر، کالونی ٹیکسٹائل ملز یونین (ملتان) پنجاب فیڈریشن آف ٹریڈ یونین |
| 24 | چوہدری غلام حیدر سجاد | صدر کسان بورڈ پنجاب |
| 25 | حاجی مقصود احمد بٹ | جنرل سیکرٹری شاہ عالم مارکیٹس بورڈ |

**اناؤنسر :** خواتین و حضرات ! اب جناب گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان جو صوبائی کونسل پنجاب کے چیئرمین بھی ہیں ۔ افتتاحی خطاب فرمائیں گے ۔

## جناب چیئرمین ، صوبائی کونسل پنجاب کا افتتاحی خطاب

**جناب چیئرمین :** بسم اللہ الرحمن الرحیم ! معزز کونسلر صاحبان ، خواتین و حضرات ، السلام علیکم ! میں اس اجلاس میں آپ سب کا خیر مقدم کرتا ہوں ۔ میں ان نئے ممبران کو خوش آمدید کہتا ہوں جو پہلی مرتبہ کونسل کے اجلاس میں شریک ہو رہے ہیں ۔ مجھے امید ہے کہ حسب معمول آپ سب اس اجلاس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے ۔

پچھلے اجلاس کے دوران آپ سے خطاب کرتے ہوئے میں نے ذکر کیا تھا کہ بلدیاتی نظام ایک طویل عرصے کے بعد رائج کیا گیا ہے اور

بلدیاتی ادارے ابھی اپنے ابتدائی دور سے گزر رہے ہیں ۔ خدا کے فضل و کرم سے ان اداروں نے اپنے ابتدائی مراحل نہایت کامیابی سے طے کئے ہیں ۔ مقامی کونسلرز نے اپنے اپنے علاقے کے مسائل حل کرنے اور ترقیاتی سرگرمیوں میں جو دلچسپی لی ہے ۔ وہ اطمینان بخش ہے ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے اختیارات میں بھی مزید اضافہ ہوتا رہا ہے ۔ بلدیاتی نظام کا نصب العین یہی ہے کہ مقامی کونسلرز اپنے اپنے علاقے کے مقامی مسائل خود ہی حل کریں ۔ ہمیں یقین ہے کہ بلدیاتی نظام نچلی سطح سے قیادت کو ابھارنے اور اس کی تربیت کرنے میں مدد معاون ثابت ہوگا اور صوبائی اور قومی سطح پر قیادت کے خلاء کو پر کرنے میں مدد دے گا ۔

حال ہی میں بلدیاتی نظام کو مزید مضبوط اور مستحکم بنانے کے لیے اور آپ کو مزید اختیارات دینے کے لیے کئی ایک اقدامات کئے گئے ہیں ۔

بلدیاتی ممبران کی برطرفی کے اختیارات زیر دفعہ 29 لوکل گورنمنٹ ایکٹ اب صرف حکومت کو ہی حاصل ہوں گے ۔ ہر صورت پہلے کی طرح کسی ممبر کے خلاف شکایت موصول ہونے پر اچھی طرح چھان بین کی جائے گی ۔ اور متعلقہ کونسلرز کو وضاحت کرنے اور صفائی پیش کرنے کا بھی پورا موقع دیا جائے گا ۔

نئے قانون کے تحت متعلقہ کونسلر کو برطرفی کی صورت میں اپیل کا پورا پورا حق بھی دیا گیا ہے ۔ اپیل کی سماعت حکومت کی متعین کردہ اپیلٹ اتھارٹی کرے گی ۔ امید ہے کہ ان کے متعلق تفصیلی قواعد جلد ہی شائع ہو جائیں گے ۔

اپنی گزشتہ تقریر میں ، میں نے سالانہ معائنوں اور آڈٹ کی اہمیت پر زور دیا تھا ۔ مجھے امید ہے کہ آپ بلدیاتی اداروں کے باقاعدہ آڈٹ کروانے میں کسی قسم کا تساہل نہیں برت رہے ہوں گے ۔ کیونکہ معائنے اور پڑتالیں مالی نظم و ضبط کا اہم حصہ ہیں ۔

یہ امر قابل افسوس ہے کہ میرے اصرار کے باوجود گزشتہ صوبائی کونسل کے اجلاس کے بعد سے اب تک 21 سبجیکٹ کمیٹیوں میں سے صرف 5 نئے اجلاس منعقد کئے۔ کونسلر حضرات کو تو چاہیئے کہ عوامی اہمیت کے امور کے متعلق گہری دلچسپی لیں اور اگر محکمہ اس سلسلہ میں کسی قسم کے تساہل کا مظاہرہ بھی کرے تو وہ اس پر زور دیں کہ یہ اجلاس باقاعدگی کے ساتھ ہوں۔

آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلی دفعہ میں نے مصالحتی عدالتوں کے قیام ضلعی رابطہ کمیٹیوں اور ضلعی کرائم کنٹرول کمیٹیوں کے قیام کا ذکر کیا تھا۔ حکومت نے دیہات میں یونین کونسل کی سطح پر اور شہری کونسلوں میں وارڈوں کی سطح پر مصالحتی عدالتیں قائم کر دی ہیں۔ یونین کونسلوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کے چیئرمین اور میونسپل کمیٹیوں اور کارپوریشنوں کے وارڈ ممبر مصالحتی عدالتوں کے چیئرمین کے فرائض سر انجام دیں گے۔ ان عدالتوں کو مختلف نوعیت کے فوجداری اور دیوانی تنازعات مصالحت کے ذریعہ طے کرنے کے اختیارات دیے گئے ہیں۔ اس طرح معمولی نوعیت کے جھگڑے مقامی طور پر نمٹانے میں مدد ملے گی اور عوام طویل مقدمہ بازی اور غیر ضروری اخراجات سے بچ جائیں گے۔ مصالحتی عدالتوں کے سربراہوں کے لیے مصالحتی عدالتوں کے طریق کار اور تصفیہ سے متعلق امور کی تربیت کا آغاز ہو چکا ہے۔

بلدیاتی نظام کو مزید فعال بنانے کے لیے ہر ضلع میں منتخب نمائندوں پر مشتمل جو ضلعی رابطہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ انہوں نے کام شروع کر دیا ہے۔ اب ان کی کامیابی یا ناکامی کا انحصار آپ کی دلچسپی پر ہے۔ آپ ان کمیٹیوں میں جتنی دلچسپی لیں گے۔ یہ اتنی ہی زیادہ موثر اور فعال ہونگی میں اس اجلاس کے دوران آپ سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آپ کی ضلعی رابطہ کمیٹی کی کارکردگی کیسی رہی اور آپ نے ان کمیٹیوں کو موثر بنانے کے لیے کیا کیا اقدامات کئے۔ یہ کمیٹیاں ایک ذریعہ ہیں۔ جن کی

وساطت سے آپ اپنے علاقے کی ترقی اور بہبود کے لیے زیادہ سے زیادہ کام کر سکتے ہیں ۔

صوبے میں جرائم کی روک تھام کے لیے ہی ضلع اور سب ڈویژن کی سطح پر کرائمز کنٹرول کمیٹیاں قائم کی جا چکی ہیں ۔ جن میں لوکل کونسلروں کے ساتھ ساتھ ممبران مجلس شوریٰ کو بھی نمائندگی دی گئی ہے ۔ اپنے اپنے علاقہ میں جرائم کی روک تھام کے لیے مناسب تدابیر کرنا اور عوام کی شکایات کا ازالہ کرنا ان کمیٹیوں کے فرائض میں شامل ہے ۔ ان کمیٹیوں کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ متعلقہ پولیس اسٹیشن کا معائنہ کر کے اپنے احکامات پر عمل درآمد کروائیں ۔ اس اجلاس کی کارروائی کے دوران میں آپ سے یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ آپ نے ان کمیٹیوں کو فعال اور موثر بنانے کے لیے کیا اقدامات کیے ہیں ۔ اگر ان کو کامیاب بنانے کا عزم صمیم موجود نہ ہو تو محض کمیٹیاں قائم کر دینا بے فائدہ ہوگا ۔ جرائم کی صورت حال کا جائزہ لینے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور ایس پی کا ہاتھ بٹانے کے ساتھ ساتھ جہاں بھی آپ کوئی ظلم زیادتی یا ناانصافی ہوتے دیکھیں وہاں خاموش تماشائی بنے نہ رہیں اور اس سلسلے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں ۔ مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی معاشرہ یہ نہ چاہے کہ ایک علاقہ میں جرم ہو پولیس کی زیادتی ہو تو ایسا کبھی نہیں ہو سکتا ۔ یاد رہے کہ جرم کی بیخ کنی خود معاشرے کا اپنا بنیادی فرض ہے ۔

اس سال دیہی اور شہری علاقوں میں چوکیدارہ نظام نافذ کر دیا گیا ہے اور چوکیدار مقرر ہو رہے ہیں ۔ مجھے پورا یقین ہے کہ چوکیدار جرائم کی روک تھام میں موثر ثابت ہوں گے ۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ایسے اقدامات سے معاشرہ کو اپنی حفاظت خود کرنے میں مدد ملتی ہے اور چوکیداروں پر خرچ کی ہوئی رقم ضائع نہیں جاتی ۔

حال ہی میں حکومت پنجاب نے تمام ممبران مجلس شوریٰ کو ضابطہ فوجداری کے تحت اپنے اپنے علاقے میں ''جسٹس آف پیس'' مقرر کر دیا ہے ۔

اس طرح تمام ممبران کو اپنے اپنے ضلع میں مجسٹریٹ کے اختیارات بھی حاصل ہوں گے اور وہ امن و امان قائم رکھنے اور جرائم کی روک تھام کے سلسلہ میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں گے ۔ مجھے امید ہے کہ متعلقہ قواعد جلد ہی شائع ہو جائیں گے ۔

اسی سال مقامی کونسلوں کو کل پاکستان کنونشن میں خطاب کرتے ہوئے صدر پاکستان نے مقامی کونسلوں کے مسائل پر غور کرنے کے لیے اور مقامی حکومت کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے چھ گروپ تشکیل دیئے تھے ۔ جن کے ذمے مقامی کونسلوں کے وسائل کو بڑھانے اور ذہنی ترقی میں ان کے کردار کو زیادہ سے زیادہ موثر بنانے کے سلسلے میں مقامی کونسلوں کے کردار کا تعین اور ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کے لیے وفاقی حکومت صوبائی حکومت اور مقامی کونسلوں میں بہتر رابطہ پیدا کرنے کی سفارشات تیار کرنا تھا ۔ اس کے علاوہ اسی کنونشن میں ایک اعلیٰ پیمانے کا کمیشن قائم کیا گیا تھا جس کے چارٹر میں مقامی حکومت کے اداروں کے مالی امور قوانین ، رابطہ اور کونسلروں کی تربیت وغیرہ کے مسائل اور معاملات کا جائزہ لے کر اس نظام کو زیادہ فعال بنانے کے لیے تجاویز مرتب کرنا تھا امید ہے کہ کمیشن کی رپورٹ جلد ہی تیار ہو کر ہمارے سامنے آ جائے گی ۔

گزشتہ ماہ پنجاب سے کونسلرز کے تین مختلف وفود نے بلوچستان ، سرحد اور سندھ کا دورہ کیا ۔ ان وفود میں خواتین کونسلرز اور صحافی بھی شامل تھے ۔ جیسا کہ میں نے اپنی گزشتہ تقریر میں ذکر کیا تھا ۔ اس قسم کے دوروں سے باہمی تبادلہ خیال اور اخوت ، محبت اور خیر سگالی کے جذبات کے فروغ میں مدد ملتی ہے اور ایک دوسرے کے تجربات اور خیالات سے استفادہ کرنے کا موقع ملتا ہے ۔ جب آپ دوسرے صوبوں کے دورے پر جائیں تو جہاں اپنے صوبے کی طرف سے خیر سگالی کے جذبات لے کر جائیں وہاں ان کے ہاں نافذ طریق کار کا بھی بغور مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ

وہ کونسی ایسی چیزیں ہیں - جو ہم اپنے مخصوص ماحول اور مزاج کے مطابق یہاں اپنا سکتے ہیں - امید ہے کہ متعلقہ وفود نے اپنے دوروں کے دوران ان امور کو پیش نظر رکھا ہوگا اور اپنی رپورٹ میں تجاویز کی بنیاد اپنے مشاہدات پر رکھی ہوگی -

اب میں نے یہ ہدایات بھی جاری کر دی ہیں کہ آئندہ آپ کی تیاری یعنی بریفنگ اور ڈی بریفنگ پر خاص توجہ دی جائے - تاکہ آپ ایک اچھے اور منظم وفد کی طرح صوبے کی نمائندگی کر سکیں اور ہم بھی آپ کے مشاہدات سے پورا استفادہ کر سکیں - اگلے دن میں یہاں سندھ سے آئے ہوئے وفود سے ملا - انہوں نے آپ کی مہمان نوازی کا خاص طور پر ذکر کیا اور بتایا کہ وہ یہاں کے ترقیاتی کاموں اور طریق کار سے بہت متاثر ہوئے ہیں - انہوں نے اس امر کا بھی ذکر کیا کہ ان کے خیال میں ان کے ہاں ضلعی رابطہ کمیٹیوں کے چیئرمینوں کے براہ راست انتخاب کا طریقہ بہتر ہے - جس پر میں نے کہا کہ ہمارے ہاں ، ہمارے کونسلرز نے فی الحال موجودہ طریقے کو ہی بہتر سمجھا ہے - کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر صوبے میں تھوڑے بہت فرق تو ضرور رہیں گے - اور رہنے بھی چاہئیں کیونکہ اس کا تعلق تاریخ ، تجربہ اور مزاج سے ہے - میں یہاں یہ بھی کہتا چلوں کہ باہر سے آنے والے وفود کی یہ عام شکایت ہوتی ہے کہ ان کا پروگرام انہیں اتنا مصروف رکھتا ہے کہ انہیں سوچنے اور سر کھجانے کی فرصت بھی نہیں ملتی مجھے امید ہے کہ آئندہ پروگرام بناتے وقت آپ ان کے آرام اور تفریح کا بھی خیال رکھیں گے -

اس سال ہمارے چند ایک وفود بیرون ملک بھی گئے اور مجھے امید ہے کہ انہوں نے وہاں بہت کچھ دیکھا اور سیکھا ہوگا - ہم ان سے بھی کچھ سننا چاہیں گے -

آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال لاہور میں پنجاب کی منتخب خواتین

کونسلرز کا ایک سہ روزہ کنونشن منعقد ہوا تھا۔ اس کنونشن میں صوبائی کونسلوں کے ذریعہ پنجاب کی خواتین کی فلاح و بہبود کے لیے اہم تجاویز اور سفارشات مرتب کی گئی تھیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ سب کونسلر خواتین و حضرات نے ان تجاویز اور سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ہوگی۔ یہ شکایت سننے میں آئی ہے کہ کنونشن کی سفارش کے مطابق کئی مقامی کونسلوں نے اپنے سال رواں کے ترقیاتی بجٹ کا 2 فیصد حصہ ابھی تک خواتین کی فلاح و بہبود کی سکیموں کے لیے مختص نہیں کیا۔ مجھے امید ہے کہ ایسی مقامی کونسلیں فوری طور پر کنونشن کی اس سفارش پر عمل درآمد کریں گی۔ میں خواتین ممبران سے یہ بھی سننا چاہوں گا کہ کنونشن کی سفارشات کے مطابق انہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں ضلع اور ڈویژن کسی سطح پر کتنی میٹنگز یا اجلاس منعقد کئے۔ خواتین کی بہبود کے لیے کیا کچھ کیا۔ کیا آپ نے خواتین کے لیے خاص سکیمیں بنائیں یا بنوائیں۔ آپ کو علم ہے کہ خواتین کا ایک سیل صوبائی منصوبہ بندی بورڈ میں کام کر رہا ہے۔ کیا آپ نے اس سیل سے رجوع کیا؟ اور اس سیل نے آپ کے لیے کیا کچھ کیا۔ ہم نے تو وعدے کے مطابق خواتین کونسلرز کا انتخابات کروا کر نچلی سطح پر 2240 خواتین کونسلرز کا اضافہ کر دیا ہے۔

میں خواتین سے یہ بھی جاننا چاہوں گا کہ انہوں نے اپنے اپنے علاقے میں ناخواندگی دور دور کرنے اور تعلیم بالغاں کے سلسلے میں کیا کچھ کیا۔ یہ تو چند ایک موٹی موٹی چیزیں ہیں۔ اس کے علاوہ فلاح و بہبود کے بے شمار کام ایسے ہیں جو آپ منتخب نمائندہ اور نامزد ممبر ہونے کی حیثیت سے سرانجام دے سکتی ہیں۔ آپ کو جرأت، ہمت اور خود اعتمادی کے ساتھ ان کاموں میں از خود پیش قدمی کرنی چاہ[illegible] بہنوں کی فلاح و بہبود کے کاموں کا آغاز کرنا چاہیئے

خواتین و حضرات !

میں آپ کو ایک بار پھر یاد دلانا چاہتا ہوں کہ حکومتیں پالیسیاں وضع کرتی ہیں اور آپ کا کام مقامی سطح پر اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ان پالیسیوں پر عمل درآمد کروانا ہے اور ایسے اقدامات کرنے ہیں جن سے عوام کے مسائل حل کرنے میں مدد ملے ۔ اس کے علاوہ بہت سی ایسی چھوٹی چھوٹی مگر اہم چیزیں ہیں ، جن پر بہت کام کرنے اور توجہ دینے کی ضرورت ہے ۔ بہت سی معاشرتی خرابیاں ہیں جن کا مداوا آپ اپنے اثر و رسوخ کے ذریعہ کر سکتے ہیں ۔ مثلاً ملاوٹ ، چور بازاری ، کم تولنا وغیرہ ۔ اس طرح آپ اپنے اپنے علاقے کو صاف ستھرا رکھنے میں مدد دے سکتے ہیں ۔ آپ رائے عامہ بیدار کرنے ، لوگوں میں شعور اور جذبہ پیدا کرنے ، اچھی اقدار کی ترویج کرنے میں ایک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں ۔ ہم سب حب الوطن ہیں اور ہمیں اپنے ملک سے محبت ہے ۔ اگر ہم اپنے ملک سے محبت کرتے ہیں تو یقیناً ہم چاہیں گے کہ یہاں صاف اور پاکیزہ ماحول ہو ۔ یہاں کے لوگ تہذیب ، اخلاق اور شائستگی کے اعلیٰ معیار سے مزین ہوں ۔ اپنے ملک سے محبت کا اظہار ہم چھوٹی سے چھوٹی چیز سے لے کر بڑی سے بڑی چیز یا قربانی کی صورت میں کر سکتے ہیں اور ہمیں کرنا چاہیئے ۔ اپنے دین اسلام سے محبت کرنا اور اس کی پیروی کرنا ہمارا اولین فرض ہے ۔ یہ ملک اسلام اور دین کے نام پر ہی وجود میں آیا تھا ۔ اب جہاں آپ رہتے ہیں خواہ وہ گھر ہو ، محلہ ہو ، گلی ہو ، گاؤں ہو یا شہر ، اسے صاف ستھرا رکھنا بھی دین سے محبت اور حب الوطنی کی ہی ایک صورت ہے ۔ اب باہر تو لوگ آ کر آپ کے گھروں ، گلی کوچوں کی صفائی کرنے سے رہے ۔ اس شعور کے پیدا کرنے میں آپ ایک اہم کردار ادا کر سکتے ہیں ۔ دوسرے ملکوں میں جائیں تو آپ دیکھیں گے کہ وہاں کے لوگ اگر کہیں انہیں کاغذ کا ٹکڑا گرا ہوا یا اور کوئی ایسی چیز بکھری ہوئی نظر آ جائے تو وہ اسے بغیر کہے سنے اٹھا کر کسی

کوڑے کرکٹ کی ٹوکری یا مخصوص جگہ پر جا کر پھینک دیتے ہیں - تاکہ ان کی جا اور ان کا ملک صاف ستھرا نظر آئے - ہم میں یہ شعور اب تک پیدا نہیں ہوا -

ملک سے محبت اس امر کا تقاضا بھی کرتی ہے کہ آپ از خود ملک کی پیداوار کو بڑھائیں - خواہ وہ زرعی شعبے میں ہو یا صنعتی شعبے میں یا کسی اور شعبے میں آپ تعلیم کا معیار بلند کریں بغیر کسی کے کہے سنے - اسی طرح دیگر بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں - کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہم میں از خود کام کرنے کا شعور اور جذبہ ہونا چاہیئے - تاکہ ملک کی نیک نامی ہو - خود اعتمادی اور خود انحصاری اسی وقت آئے گی جب ہم ہر سطح پر یہی تہیہ کر لیں گے کہ ہمیں دوسروں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلانے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے -

خود کفالت کے لیے ہمیں زیادہ سے زیادہ پیداوار کرنی ہوگی ان تمام کاموں کے لیے ہر سطح پر قیادت کی ضرورت ہے - اور سب سے اہم ضرورت مقامی سطح پر ہے - جس سے آپ کا تعلق ہے اور مجھے امید ہے کہ اس سلسلے میں آپ اپنی اہمیت کو پہچانیں گے اور محسوس کریں گے -

جیسے میں کہہ چکا ہوں کہ بڑی پالیسی وضع کرنا یا بنانا ، وفاقی اور صوبائی حکومت کا کام ہے اور اسی طرح مقامی سطح پر ڈویژن ، ضلع، تحصیل، مرکز اور یونین کونسل کی سطح پر مقامی اہمیت کی پالیسیاں بنانا آپ کا کام ہے - جو حکومت کی پالیسیوں سے ہم آہنگ ہوں - انہیں تقویت پہنچائیں اور فروغ دیں - اب سوال رہ جاتا ہے کہ ان پالیسیوں پر عمل درآمد کیسے کیا جائے اور پھر یہ کیسے دیکھا جائے کہ ان پر واقعی عمل درآمد ہوا ہے یا نہیں - جب تک یہ دو عمل ایک ساتھ نہ ہوں اس وقت تک پالیسیاں اور سکیمیں ، بے سود ہو جاتی ہیں - مجھے امید ہے کہ اس کا احساس حب الوطنی کے جذبہ کے تحت ہر سطح پر کام کرنے والوں کو ہوگا - یہاں مجھے یہ بھی کہنے کی اجازت دیجیئے کہ اگر دیہی علاقوں میں ،

جہاں ہماری 80 فیصد آبادی بستی ہے ' زندگی کا معیار بہتر بنانا چاہتے ہیں ' جو ہمارے فرائض اولین میں شامل ہے تو لوگوں کو زندگی کی بنیادی سہولتیں بہم پہنچانا ناگزیر ہے - یہ امر ہماری منصوبہ بندی کی بنیاد ہونا چاہیئے - ہماری ہر ممکن کوشش ہونی چاہیئے کہ انتظامی managerial صلاحیتوں کے خلاء کو جہاں تک ہو سکے پر کیا جائے - جو اس وقت ہماری سب سے بڑی کمزوری ہے - اس لیے ہمیں اپنے بہترین لوگ افسر وغیرہ بطور پراجیکٹ ڈائریکٹر اور مینجر لگانے چاہئیں جن میں حب الوطنی فرض شناسی اور جذبہ کار کوٹ کوٹ کر بھرا ہو اور جن میں پیش قدمی اور آگے بڑھنے کی صلاحیتیں موجود ہیں - اس سلسلہ میں ' میں نے ہدایات جاری کی ہیں کہ اس معاملہ پر بطور خاص توجہ دی جائے اور افسران کی سطح پر تربیت کا اعلیٰ ترین بندوبست کیا جائے اور اس کو فوقیت دی جائے -

خواتین و حضرات !

پچھلی دفعہ ، یہاں زکواۃ کے بارے میں ایک چھوٹی سی بحث ہوئی تھی جو ادھوری رہ گئی تھی - تاہم زکواۃ کی صوبائی کونسل اور ضلع کمیٹیوں کی تین سالہ میعاد ختم ہونے کے بعد اب نئی کونسل اور کمیٹیوں کے انتخابات ہو رہے ہیں - اور مجھے امید ہے زکواۃ اور عشر کے نظام کو صحیح خطوط پر چلانے کے لیے نیک ، پرہیزگار اور باعمل لوگ مل جائیں گے - اور ایسے لوگوں کو نہیں چنا جائے گا جنہوں نے دیانت داری سے کام نہیں کیے -

حکومت نے معاشرے کو بنیادی خرابیوں سے پاک کرنے کے لیے ایک ٹھوس لائحہ عمل وضع کر کے اصلاح معاشرہ کی مہم چلانے کا بیڑا اٹھایا ہے - اس سال اگست میں صدر پاکستان نے ایک بین الصوبائی کانفرنس میں ملک اور معاشرے کو پانچ بڑی برائیوں یعنی رشوت اور بدعنوانی ، منشیات کی غیر قانونی تجارت اور املاک پر غیر قانونی قبضہ ، جھوٹی شہادت

اور ملاوٹ کی لعنتوں سے نجات دلانے کے لیے ہنگامی بنیادوں پر جہاد کا اعلان کیا تھا ۔ صدر پاکستان نے اکتوبر 1982ء میں مجلس شوریٰ سے خطاب کرتے ہوئے قومی زندگی کے ہر شعبے میں اصلاح کرنے کے تہیے کا اظہار بھی کیا تھا ۔

اصلاح معاشرہ کے سلسلے میں پنجاب میں صوبائی سطح کے علاوہ ڈویژن ضلع اور تحصیل کی سطح پر بھی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں ۔ اور انہوں نے کام کرنا بھی شروع کر دیا ہے ۔ اب یہ کمیٹیاں محلہ اور گاؤں کی سطح پر قائم کی جا رہی ہیں ۔ مجلس شوریٰ اور صوبائی کونسل کے ممبران کے علاوہ مقامی کونسلروں کو ہر سطح پر بنائی گئی کمیٹیوں میں شامل کیا گیا ہے ۔ جہاں تک سرکاری اور نیم سرکاری ملازمین کا تعلق ہے انہوں متنبہ کر دیا گیا ہے ۔ باصلاحیت ایماندار اور فرض شناس ملازمین کی حوصلہ افزائی کی جائے گی ۔

اصلاح معاشرہ چند دنوں ہفتوں یا مہینوں میں ممکن نہیں ۔ اس کے لیے ایک طویل اور صبر آزما جدو جہد درکار ہے ۔ یہ ایک مسلسل تدریجی عمل ہے ۔ اصلاح معاشرہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کہ معاشرے کا ہر فرد اپنی اصلاح نہ کرے ۔ اس طرح اصلاح معاشرہ دراصل اصلاح فرد کا نام ہے ۔ اس لیے ہم میں سے ہر شخص کو چاہیے کہ وہ دوسروں پر نکتہ چینی سے پہلے خود اصلاح کرے ۔ دوسرے الفاظ میں یہ عمل ایک خاص انداز فکر سے تعلق رکھتا ہے ۔ اس میں ضبط نفس اور جذبہ قربانی کو نمایاں حیثیت حاصل ہے ۔ بجائے اس کے کہ ہم اپنا وقت نکتہ چینیوں میں ضائع کریں ۔ ہمیں اپنا محاسبہ ازخود کرنا ہوگا اور اسلامی نظام کو نافذ کرنے اور اصلاح معاشرہ کا مقصد یہی ہے کہ ایک ایسا فلاحی ماحول پیدا کیا جائے جس میں اسلامی اخوت اور عدل و انصاف کے اصولوں کو بروئے کار لایا جا سکے ۔ اس کے لیے مناسب رائے عامہ کو ہموار کرنا اور اعلیٰ اسلامی اقدار کی ترویج کرنا ضروری ہے ۔ ان اسلامی اقدار میں سچائی

دیانتداری ، انصاف ، تحمل و بردباری اور عفو درگزر شامل ہیں یہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک ہم میں سے ہر ایک کو حقوق‌اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق‌العباد کا خیال نہ ہو ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اصلاح معاشرہ کے لیے آپ کا اپنا ذاتی یا اجتماعی حصہ کتنا ہے اور آپ ان متعین کردہ کمیٹیوں کو کتنا موثر اور فعال بناتے ہیں ۔ ظلم ، زیادتی ، نا انصافی ، بدعنوانی اور بدی کے خلاف جہاد صرف سخت سزاؤں اور مارشل لاء کے ضابطوں کے بل بوتے پر ممکن نہیں ۔ اس کے لیے آپ کی بھرپور حمایت ، تعاون اور کوشش کی ضرورت ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ اس سلسلے میں آپ مثبت اور ذمہ دارانہ کردار ادا کریں گے ۔

خواتین و حضرات ! اس سال یکم جولائی سے نئے انتظامی ڈویژن اور چھ نئے اضلاع وجود میں آ گئے ہیں ۔ گو ان ڈویژنوں اور اضلاع کی انتظامیہ کو پھلنے پھولنے میں ابھی کچھ وقت لگے گا ۔ مگر مجھے خوشی ہے کہ ان علاقوں میں ابھی سے کہیں کہیں پائی جاتی ہے ۔ نئے اضلاع اور ڈویژنوں کے قیام سے لوگوں کی سوچ اور ان کے انداز فکر میں ایک خوشگوار تبدیلی رونما ہوئی ہے ۔ اور وہ ابھی سے معاشی خوشحالی کے ثمرات سے بہرہ ور ہو رہے ہیں ۔ ہم سب ان کی ترقی اور خوشحالی کے لیے دعا گو ہیں ۔ میں اس موقع پر نئے اضلاع کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کو صوبائی کونسل کے اس اجلاس میں خوش آمدید کہتا ہوں ۔ مجھے امید ہے کہ ہم ان کے خیالات اور تجربات سے پورا پورا استفادہ کریں گے ۔ میں اپنی طرف سے اور آپ سب کی طرف سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی جدوجہد میں ہم ان کے ساتھ ہر ممکن حد تک مدد اور تعاون کریں گے ۔

میں نے پہلے اجلاس میں اپنی تقریر کے دوران بتایا تھا کہ ہم سرکاری اختیارات کے ارتکاز کو روکنے اور دفتری طریق کار کو آسان بنانے کے لیے کام کر رہے ہیں تاکہ بدعنوانی اور سرخ فیتے کو ختم کیا جائے ۔ مجھے

یہ بتاتے ہوئے خوشی ہے کہ اس کام میں کچھ پیش رفت ہوئی ہے ۔ صوبائی کونسل کے پچھلے اجلاس کے فوراً بعد جون کے وسط میں ، میں نے تمام محکموں کے سیکرٹریوں ، کمشنروں ، چند ڈپٹی کمشنروں رجسٹریٹوں ایسے محکموں کے افسران جن کا عوام سے روزمرہ سابقہ پڑتا ہے ۔ چند وکلاء صاحبان اور سرکاری تربیت گاہوں کے سربراہان کا اجلاس بلایا تھا اور کئی معاملات میں دفتری طریق کار کو آسان بنانے کے لیے فیصلے کیے تھے ان فیصلوں کی تفصیل اخبارات میں وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہے جو آپ کی نظروں سے بھی گزری ہوگی ۔

ان فیصلوں کی روشنی میں مختلف محکموں کے طریق کار میں ردو بدل کیا گیا ہے ۔ مالی اختیارات کے قواعد میں بھی مناسب ترمیم کی گئی ہے ۔ جو آج کل کے حالات کے مطابق ترقیاتی منصوبوں کی جلد تکمیل میں مددگار ثابت ہوگی ۔ اس کے علاوہ محکمانہ اخراجات کی منظوری کے احکامات بھی مناسب سطح پر جاری کیے جا سکیں گے ۔

دفتری طریق کار کو سہل بنانے کا کام ایک مسلسل عمل ہے ۔ جس کے نتائج کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ہی ظاہر ہوں گے ۔ حکومت پنجاب نے مختلف سطحوں پر کمیٹیاں مقرر کر دی ہیں جو مزید تجاویز کا جائزہ لے رہی ہیں ۔ یہ کوششیں جاری ہیں اور جاری رہیں گی ۔ ان کا مقصد یہی ہے کہ سرکاری طریق کار کو آسان بنایا جائے اور نچلی سطح پر اختیارات اس طرح منتقل کر دیئے جائیں کہ کام جلد از جلد مکمل ہو سکے اور احکامات جاری ہونے میں زیادہ وقت نہ لگے تاکہ لوگوں کی تکالیف کا فوری ازالہ ہو جائے ۔

اس کے علاوہ یہ امر بھی خوش آئند ہے کہ صوبائی محکمہ قانون نے حال ہی میں صوبے میں نافذ تمام قوانین کو تازہ ترین شکل میں یکجا کرنے کا اہم اور مشکل کام مکمل کر لیا ہے ۔ قوانین کا یہ مجموعہ چھ جلدوں پر

مشتمل ہے اور ان کی طباعت مکمل ہو چکی ہے ۔ اسی طرح کا کام دیگر محکموں میں بھی ہو رہا ہے ۔ اور (Compendium) کی صورت میں سرکاری قواعد و ضوابط سرکلر اور ہدایات وغیرہ کو مرتب کر رہے ہیں ۔ ان سے ہمیں موجودہ دفتری انتشار اور الجھنوں کو دور کرنے میں مدد ملے گی ۔ یہ کام تحقیق سے تعلق رکھتا ہے اور وقت طلب ہے ۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ عوام کے نمائندوں کی مدد اور تعاون سے ہم مناسب فیصلے کر سکیں گے اور سہل اور آسان سسٹم (طریق کار) کو اپنا سکیں گے اور زیادہ سے زیادہ اختیارات نچلی سطح پر منتقل کریں گے تاکہ فیصلے جہاں تک ممکن ہو نچلی سے نچلی سطح پر ہو سکیں ۔ اب ہمیں فرسودہ نو آبادیاتی نظام کی قدغنوں سے نجات حاصل کرنی چاہیے ۔

آپ نے پروگرام میں دیکھا ہوگا کہ ہم نے اس بار کچھ وقت امن عامہ کی صورت پر بحث کے لیے مخصوص کیا ہے ۔ یہاں میں صرف اتنا ہی کہنا چاہوں گا کہ عام طور پر امن عامہ کی صورت حال تسلی بخش ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض اوقات اخباروں کی سرخیوں کو دیکھ کر پریشانی ہوتی ہے اور یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ تمام ملک میں اور ہر گلی کوچہ میں آگ لگی ہوئی ہے ۔ الحمد اللہ ، ایسی کوئی بات نہیں ۔ جب آپ اس مضمون پر بحث کریں تو یہ یاد رکھیں کہ پنجاب کے شہروں کے علاوہ 30 ہزار گاؤں میں اور پاکستان کی آٹھ کروڑ آبادی میں سے 5 کروڑ لوگ یہاں رہتے ہیں ۔ جس تناسب سے آبادی بڑھی ہے اور بڑھ رہی ہے اس تناسب سے پولیس نفری میں اضافہ نہیں ہوا اور نہ ہی ہمارے وسائل اس امر کی اجازت دیتے ہیں کہ ہم ایک ہی دن، ایک ہفتہ یا ایک سال میں تیس پینتیس سال کی کوتاہیوں کو پورا کر دیں ۔ اس میں وقت لگے گا ۔ حکومت پولیس کو درپیش کئی مسائل جن میں افرادی قوت ، سازو سامان کی کمی اور تربیت کی ناکافی سہولتیں شامل ہیں ۔ پر پوری توجہ دے رہی ہے ۔ پولیس کی تنظیم نو ، توسیع اور بہبود کے لیے ایک مرحلہ وار پروگرام مرتب کیا گیا ہے جس

کی لاگت کا تخمینہ 170 کروڑ روپے سے زائد ہے ۔ اس منصوبہ کے تحت افرادی قوت اور ساز و سامان میں اضافہ کیا جا رہا ہے ۔ ٹریفک پولیس کے نئے سرے سے تنظیم کی جا رہی ہے اور پولیس قیادت کو بہتر بنانے کے لیے تربیت کے انتظامات کو بہتر بنایا جا رہا ہے ۔ اتنی کثیر رقم کے خرچ سے اتنا ہمہ گیر پروگرام صوبے میں اس سے پہلے کبھی نہیں بنا ۔

بہرحال جرائم کی روک تھام کے سلسلہ میں ، میں ایک بار پھر آپ کو یاد دہانی کرانا چاہوں گا کہ جرائم اور بد امنی کی روک تھام معاشرے کا اپنا اجتماعی فرض ہے ۔ پولیس کی ذمہ داری شہریوں کے اس فرض کی ادائیگی میں مدد دینا ہے اور معاشرے کو جرائم اور بد امنی سے پاک کرنا ہے اس لیے آپ پر لازم ہے کہ آپ امن عامہ برقرار رکھنے اور جرائم کی روک تھام کرنے میں پولیس کا ہاتھ بٹائیں ۔ مجرموں کی نشاندہی کے علاوہ تفتیش کرنے میں پولیس کی مدد کریں ۔ گواہی دینے سے گریز نہ کریں اور راست گوئی سے کام لیں ۔

خواتین و حضرات ! موجودہ مالی سال کا صوبائی بجٹ حکومت کے اس مطمح نظر کو سامنے رکھ کر تشکیل دیا گیا ہے کہ پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ معاشی انصاف کے تقاضوں کو بھی پورا کیا جائے ۔ ہم نے حتی المقدور کوشش کی ہے کہ صوبے کی زرعی اور صنعتی پیداوار میں اضافہ ہو اور لوگوں کو روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم ہوں ۔

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ روزگار فراہم کرنا حکومت کی ہی ذمہ داری ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ حکومت زرعی ، صنعتی اور دیگر شعبہ جات میں ایسی پالیسیاں وضع کرتی ہے جس سے لوگوں کو روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع فراہم ہوں ۔ مگر یہ عوام کا بھی فرض ہے کہ وہ تعلیم و تربیت کے ذریعہ ہنر سیکھ کر ، اپنے لیے روزگار خود فراہم کریں

اور حکومت سے ہی یہ توقع نہ کریں کہ وہ ان کے لیے روزگار کا بندوبست کرے ۔

ماضی میں حکومت پنجاب کافی عرصے تک اس پالیسی پر عمل پیرا رہی کہ روزمرہ اخراجات میں زیادہ سے زیادہ کفایت کی جائے ۔ اس حکمت عملی کا قدرتی نتیجہ یہ نکلا کہ حکومت کے اثاثوں کی دیکھ بھال مناسب طور پر نہ ہو سکی اور معاشی اور سماجی سہولتوں کا معیار بھی مناسب سطح پر برقرار نہ رہ سکا ۔ نتیجتاً یہ اثاثے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شکست و ریخت کا شکار ہوتے گئے ۔ سڑکوں کی حالت ناگفتہ بہ تھی ۔ سرکاری عمارات خستہ ہو چکی تھیں ۔ اور محکمہ انہار کی تنصیبات دیکھ بھال سے محروم تھیں ۔ یہ صورت حال ناقابل برداشت ہو چکی تھی ۔ ان کی دیکھ بھال میں مزید لاپروائی سے شاید ہم ان سے محروم ہو جاتے اور اس طرح معاشی ترقی کا اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے ۔ لہٰذا ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ نہری تنصیبات ، سڑکوں ، عمارتوں ، ہسپتالوں ، صحت اور تعلیم کے دوسرے مراکز کی دیکھ بھال کے لیے مناسب رقوم مخصوص کی جائیں ۔ ماضی کے وضع شدہ فارمولوں پر نظر ثانی کر کے نئے فارمولے وضع کئے گئے ہیں جو موجودہ حالات کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں ۔ ہسپتالوں میں دواؤں ، مریضوں کی خوراک ، کپڑوں اور دوسری چیزوں کے لیے رقوم مہیا کرنے کے لیے بھی نیا فارمولا وضع کیا گیا ہے ۔ جس کے تحت ہر ہسپتال کے لیے رقم پہلے سے دوگنی کر دی گئی ہے ۔

1981.82ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی حکمت عملی کی بنیاد یہ تھی کہ اضافی وسائل کا زیادہ حصہ چند اہم گنے چنے مقاصد کے لیے مختص کیا جائے ۔ Incremental Thrusts کا مقصد نئی ترجیحات کی نشاندہی کر کے مستقبل کی ترقی کے اہم خدو خال کو اجاگر کرنا تھا ۔ اس پالیسی کے اہم جز یہ تھے :

1 ۔ کھیت سے منڈی تک سڑکیں

2 ۔ دیہی علاقوں کو بجلی کی فراہمی

3 ۔ دیہی تعلیم

4 ۔ دیہی صحت

5 ۔ کلیدی مقامات (Focal points)

1981-82ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام پر عمل درآمد سے خوش کن نتائج حاصل ہوئے ہیں ۔ پروگرام کے تحت جون کے اختتام تک 317ء31 کروڑ روپے خرچ کئے گئے ہیں جو کہ کل رقم کا 94ء72 فیصد بنتا ہے ۔ رقوم کا یہ استعمال 1980-81ء کے 90ء06 فیصد 1979-80ء کے 86ء21 فیصد اور 1978-79ء کے 89ء37 فیصد کے مقابلے میں زیادہ رہا ۔

سال رواں کے ترقیاتی پروگرام میں 421ء25 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جو کہ پچھلے سال کے مقابلے میں تقریباً 26 فیصد زیادہ ہیں ۔ اکتوبر 1982ء تک مجموعی طور پر 73ء56 کروڑ روپے منصوبوں پر خرچ کئے جا چکے ہیں جو مختص کی جانے والی کل رقوم کا 17ء50 فیصد ہیں ۔ اس کی تفصیل آپ کو چیئرمین پی اینڈ ڈی بعد میں اور دیں گے ۔

1982-83ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کی بنیادی حکمت عملی 1981-82ء کے تجربہ کی روشنی میں وضع کی گئی ہے ۔ اس حکمت عملی کے تحت نہ صرف ترجیحی شعبوں میں Incremental and selective thrusts برقرار رکھے بلکہ ان کے لیے اضافی رقوم مختص کی گئیں ۔ پچھلے سال کے مقابلے میں کھیت سے منڈی تک کی سڑکوں کے پروگرام میں 50 فیصد اور دیہی علاقوں میں بجلی کی فراہمی میں 49 فیصد رقوم کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ اگر ہم مجموعی طور پر دیکھیں تو ترجیحی شعبوں کے لیے گزشتہ سال کے دوران فراہم کئے جانے والے 136ء58 کروڑ کے مقابلے میں 189ء46 کروڑ روپے مختص کئے گئے اور اس طرح ان شعبوں میں مختص کی جانے والی رقوم میں

38.71 فیصد اضافہ ہوا ۔ وفاقی حکومت نے اس Selective Thrust کے پروگرام کو سراہا ہے ۔

ہماری منصوبہ بندی کی حکمت عملی کی نمایاں خصوصیت وسائل کو علاقائی مسائل کے مطابق مختص کرنا ہے ۔ ماضی میں ہماری ترقیاتی حکمت عملی میں مختلف شعبوں کو مرکزی حیثیت حاصل رہی ہے ۔ اس سے معاشی ترقی ضرور ہوئی ہے مگر شائد معاشی انصاف کے تقاضے خاطر خواہ طور پر پورے نہیں ہو سکے ۔ لہٰذا ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ صوبے کی ترقیاتی حکمت عملی میں مختلف شعبوں کے درمیان عمومی ترجیحات کو برقرار رکھتے ہوئے اس بات کی واضح اور حتمی کوشش کریں کہ کم ترقی یافتہ علاقوں کو شعبہ جاتی پروگراموں میں ترجیح مل سکے ۔ اس مقصد کے لیے صوبے کے مختلف اضلاع کی ترقیاتی کیفیت کا تعین کرنے کے لیے واضح معیار (Weightages) مقرر کر دیئے گئے ہیں اور متعلقہ شعبوں میں مختلف اضلاع اور ایک ضلع کے اندر مختلف تحصیلوں کو بھی ترقیاتی رقم اس معیار کے مطابق دی جا رہی ہے ۔ اس طرح مختلف علاقوں کے مابین ہر شعبے میں پائی جانے والی عدم مساوات آہستہ آہستہ دور ہو جائے گی اور اس کے بعد سب علاقوں کی ترقی کی رفتار یکساں ہو جائے گی ۔ اس حکمت عملی کی واضح مثال ڈیرہ غازی خان ، راجن پور کے اضلاع اور قبائلی علاقوں کے لیے خصوصی تین سالہ منصوبے کا اجراء ہے ۔ خصوصی اور عام ترقیاتی پروگرام کو ملا کر مجموعی طور پر ان علاقوں میں 20.58 کروڑ روپے خرچ کئے جائیں گے جو گزشتہ سال کی رقوم کے مقابلے میں 78 فیصد زائد ہے ۔ اسی طرح ہم چولستان کی ترقی پر بھی خاص توجہ دے رہے ہیں ۔ میں نے متعلقہ محکموں کو ہدایت کی ہے کہ وہ وہاں کی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے مقاصد کا واضح طور پر تعین کریں اور ایک خاص ٹائم ٹیبل کے تحت اس پر عملدرآمد کریں ۔ میں چاہوں گا کہ ہمارا منصوبہ بندی بورڈ اس پراجیکٹ کو اپنائے اس میں ربط یا Co-ordination وزیر مال اور چیف سیکرٹری صاحب کریں گے ۔

محتاط اور سوچی سمجھی حکمت عملی کے تحت دیہی علاقوں کی جانب وسائل کی منتقلی کے رجحان کو برقرار رکھا گیا ہے۔ 1978-79ء میں دیہی علاقوں کے لیے مخصوص رقوم صرف 44.06 فیصد تھیں۔ جنہیں پچھلے دو سالوں سے بتدریج بڑھا کر اس سال ساٹھ فیصد کر دیا گیا ہے۔ دیہی ترقی ہمارے لیے ایک جامع اور مربوط حکمت عملی ہے۔ یہ تمام سیکٹروں پر محیط ہے اور اس کا مقصد دیہی علاقوں کی معیشت کو تمام شعبوں میں ترقی دینا ہے۔ اس ساٹھ فیصد مختص شدہ رقوم کا ترجیحی پروگرام عوام کے نمائندوں کے تعاون اور مشوروں سے ترتیب دیا گیا ہے۔ ضلع کونسلیں، منڈی سے کھیت تک کی سڑکیں خود چنتی ہیں۔ ان کی ترجیحات متعین کرتی ہیں۔ اسی طرح بجلی پہنچانے کے لیے دیہات کا انتخاب بھی کونسلوں کے ذمے ہے۔ بنیادی صحت مراکز پرائمری سکول کا قیام اور ان کو ہائر مڈل اور ہائی سکول کا درجہ دینا اور دیہی آب نوشی کی سکیمیں ضلع کونسلوں کے دائرہ اختیار میں ہیں۔

میں یہاں چند ترجیحی پروگراموں کا سرسری جائزہ پیش کرتا چلوں۔ کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر ایک اہم پروگرام ہے۔ پنجاب میں دو سال پہلے تک سڑکوں کی مجموعی لمبائی سات یا آٹھ ہزار میل تھی۔ ان میں آزادی کے وقت ہمارے حصے میں آنے والی سڑکوں کے علاوہ وہ سڑکیں بھی شامل ہیں جو ہم بعد میں تعمیر کرتے رہے۔ اس کے برعکس ہم آئندہ تین چار برسوں میں کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر کی سکیم کے تحت تین ہزار میل سے زیادہ لمبی سڑکیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ 1981-82ء میں تقریباً چھ سو میل لمبی سڑکیں مکمل کی گئیں۔ جب کہ موجودہ مالی سال کے آخر تک تقریباً آٹھ سو میل لمبی مزید سڑکیں تعمیر کی جائیں گی۔ اس طرح دیہی علاقوں میں بجلی پہنچانے کے پروگرام میں ہم نے اپنی گذشتہ سال کی حکمت عملی پر عملدرآمد جاری رکھا ہوا ہے۔ رواں مالی سال کے دوران صوبائی اور وفاقی پروگراموں کے تحت 1606 دیہات کو بجلی

فراہم کی جائے گی ۔ یاد رہے کہ اگر ہم یہ پروگرام مرکز پر ہی چھوڑ دیتے تو ہمارے گاؤں پچاس ساٹھ سال بجلی سے محروم رہتے ۔ یہ صورت دیکھتے ہوئے ہم نے اپنا چندہ تین کروڑ سے بڑھا کر پہلے پندرہ کروڑ اور اب تقریباً تیس کروڑ کر دیا ہے اور امید ہے کہ اب اگلے آٹھ دس سال میں ہمارے دیہات میں بجلی مکمل طور پر پہنچ جائے گی ۔ سڑک اور بجلی کی بنیادی سہولتوں کے علاوہ ہم دیہی علاقوں میں کلیدی مقامات (Focal points) کو توجہ دے رہے ہیں ۔ یہ پروگرام 7 کروڑ روپے کی رقم سے 82-1981ء میں شروع کیا گیا تھا ۔ موجودہ مالی سال کے دوران اس میں مزید اضافہ کرکے مختص رقم کو 10 کروڑ روپے تک بڑھا دیا گیا ہے ۔ پہلے مرحلے میں 131 ٹاؤن کمیٹیوں میں جہاں جہاں بنیادی سہولتیں نہیں تھیں وہاں ان کو پورا کیا گیا ہے ۔ اب یہ سہولتیں ہر ضلع میں منتخبہ دیہات کو دی جائیں گی اور ان کو سماجی و اقتصادی سرگرمیوں کے مراکز کے طور پر تیار کیا جائے گا ۔

ترقیاتی مساعی کا ایک اور اہم جز مقامی آبادی کی جانب سے سرمایہ کاری میں خود کفالت اور اپنی مدد آپ ہے ۔ اس نظریے اور طریق کار پر عمل کرنے سے لوگوں میں شراکت کا احساس پیدا ہوتا ہے اور وہ صوبہ اور اس ملک کے شہری ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں ۔ لاگت میں شراکت کا یہ طریق کار دیہی علاقوں میں بجلی کی فراہمی ، کھیت سے منڈی تک سڑکوں کی تعمیر ، کھالوں کی تعمیر و مرمت ، مساوی گرانٹس (matching grants) اور ہاؤسنگ سکیموں میں ملحوظ رکھا گیا ہے ۔ اس سلسلہ میں لوگوں نے اور مقامی کونسلوں نے جس طرح بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے وہ قابل ستائش ہے ۔ مساوی گرانٹس میں ہمیں شاندار کامیابی ہوئی ہے ۔ عوام کے جوش ، ولولے اور جذبے کو دیکھتے ہوئے پچھلے سال کی 4 کروڑ روپے کی رقم میں 100 فیصد اضافہ کرکے اس سال 8 کروڑ روپے کر دیا گیا ہے ۔ اس رقم میں اگلے سال انشاء اللہ مزید اضافہ کر دیا جائے گا ۔

دیہی علاقوں میں تعلیم کی روشنی پھیلانے میں ہمیں اپنے تمام وسائل بروئے کار لانا ہوں گے ۔ اس وقت 5 سے 9 سال کی عمر تک کے 70 لاکھ بچوں میں سے صرف 31 لاکھ بچے پرائمری سکولوں میں پڑھتے ہیں ۔ اپنے محدود وسائل میں ہم تھوڑے سے تھوڑے وقفہ میں ان سب بچوں کے لیے پرائمری سکول مہیا نہیں کر سکتے ۔ اس کے لیے ہمیں مساجد کو بھی بروئے کار لانا ہوگا ۔ جو کہ ہمیشہ سے تعلیم کی روشنی پھیلاتی رہی ہیں ۔ مساجد سکول 1978 میں پانچویں پنجسالہ منصوبے کے تحت شروع کیے گئے تھے ۔ جون 1982 تک 632 مساجد سکول کھولے گئے ۔ اب وفاقی حکومت نے بھی اس مقصد کے لیے ہمیں 15.10 کروڑ روپے دیے ہیں ، اس سے 4000 سکول مساجد میں کھولے جائیں گے ۔ وہ سکول جو بغیر کسی عمارت کے ہیں ۔ انہیں 1900 مسجدوں میں جگہ دی جائے گی ۔ 1.00 مزید مساجد میں پہلی سے تیسری تک کلاسز شروع ہو جائیں گی اور تقریباً 400 محلہ مساجد میں پرائمری کلاسوں کا بندوبست کیا جائے گا ۔ مجھے امید ہے کہ مساجد سکول ملک سے ناخواندگی کو دور کرنے میں مؤثر کردار ادا کریں گے ۔

اپنی پچھلی تقریر میں ، میں نے اس امر پر خاص طور پر زور دیا تھا کہ عوام میں آپ یہ شعور پیدا کریں کہ وہ اپنے آپ کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں ۔ میں نے آپ سے اپیل کی تھی کہ ہمارا نعرہ ''پڑھیے اور پڑھائیے'' ہونا چاہیے اور یہ کہ اب وقت آ گیا ہے کہ اس نعرے کو عملی جامہ پہنایا جائے ۔ مقامی کونسلروں میں عوام کے نمائندے ہونے کے ناطہ میں نے آپ سب خواتین و حضرات سے یہ درخواست کی تھی کہ آپ اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو پڑھنے لکھنے پر راغب کریں اور اس سلسلہ میں ان کی مدد کریں اور اس طرح ناخواندگی کا قلع قمع کریں ۔ میں اس اجلاس کے دوران آپ سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلہ میں آپ نے کیا اقدامات کیے ہیں ۔ کتنے ان پڑھ کونسلرز کو لکھنا پڑھنا سکھایا ہے اور ناخواندگی اور جہالت کو دور کرنے کی مہم میں کس طرح حکومت کا ہاتھ بٹایا ہے ۔

میں نے اپنی گذشتہ تقریر میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہر سکول اور کالج کو چاہیے کہ وہ ایک گاؤں چن کر اسے گود لے تاکہ اساتذہ اور طلبہ دونوں مل کر تعلیم کو پھیلانے میں مدد دے سکیں اور ناخواندگی دور کرنے میں بھی ہاتھ بٹائیں ۔ میں محکمہ تعلیم اور آپ سے یہ جاننا چاہوں گا کہ میری اس تجویز پر کس حد تک عمل ہوا ہے ۔

اسی طرح ، میں نے یہ بھی کہا تھا کہ حکومت کے فیصلے کے مطابق پرائمری سکولوں کے لیے منظور شدہ جگہوں پر زمین اور عمارت اس گاؤں یا علاقے کے لوگ مہیا کریں ۔ اساتذہ اور ساز و سامان حکومت مہیا کرے گی ۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں آپ نے اب تک ''اپنی مدد آپ'' کے تحت کتنے پرائمری سکول اپنے اپنے علاقوں میں تعمیر کروائے ہیں ۔

میں نے اپنی گذشتہ تقریر میں ، آپ سے یہ بھی اپیل کی تھی کہ آپ لوگوں کے نمائندے ہونے کی حیثیت سے اپنے اپنے علاقوں میں کھیلوں کی ترقی اور ترویج میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں ۔ مجھے امید ہے کہ اس اجلاس کے دوران آپ اس امر پر روشنی ڈالیں گے کہ آپ نے اس ضمن میں کیا کاوشیں کی ہیں ۔

میں زراعت کے متعلق بھی ایک دو چیزوں کا ذکر کرنا چاہوں گا ۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ کاشتکار بھائیوں نے اپنی مدد آپ کے تحت کھالوں کی صدھائی اور کھدائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے ۔ اس طرح پچھلے تین سال میں پنجاب میں 37 ہزار کھالوں کی صدھائی اور صفائی کی گئی ہے ۔ سال رواں میں پنجاب کے 23 نہری اضلاع میں 18 ہزار کھالوں کی اصلاح کی جائے گی ۔

کھالوں کی صدھائی کے ساتھ ساتھ آپ نے نہروں کی Tails کی کھدائی ، ڈسٹری بیوٹریز اور ڈرین وغیرہ کی کھدائی اور صفائی میں بھی جس توجہ اور محنت سے کام کیا ہے اس کے لیے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں ۔ پچھلے

سال 700 میل لمبی نہروں اور نالوں وغیرہ کی کھدائی اور صفائی اپنی مدد آپ کے تحت کی گئی تھی ۔ اس سال ہمارا ہدف 5 ہزار میل ہے ۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس ہدف کو پورا کرنے کے لیے پہلے سے بھی زیادہ تندہی سے کام کریں گے ۔ پچھلی تقریر میں ، میں نے آپ کی توجہ پانی کی بچت کی دوسری سکیموں کی طرف بھی دلوائی تھی جن میں Drip Irrigation ، Sprintal Irrigation جیسے جدید طریقے شامل ہیں ۔ میں نے جدید رجحانات میں Brick Lining اور (Paythene Lining) کا ذکر بھی کیا تھا ۔ صرف کھالوں کی مدھائی سے ہی 20 سے 25 فیصد پانی اور پندرہ منٹ فی ایکڑ وقت بچایا جا سکتا ہے ۔ کھالوں کی Lining سے اس سے کہیں زیادہ پانی اور وقت بچایا جا سکتا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ محکمہ انہار اور محکمہ زراعت نے مل جل کر بات آگے بڑھائی ہوگی اور آپ سے اور دیگر کاشتکاروں سے بھی مشورے کیے ہوں گے ۔ ان اقدامات سے ہمارا اپنا مفاد وابستہ ہے ۔ میں اس اجلاس میں اس ضمن میں محکمہ انہار ، محکمہ زراعت اور آپ کے تجربات اور مشاہدات سننے کا منتظر رہوں گا ۔

آپ کو یاد ہوگا کہ اپنی پچھلی تقریر میں ، میں نے پیداوار کو زیادہ سے زیادہ بڑھانے کے لیے بہتر فارم مینجمنٹ کرنے ، پانی کا باکفایت استعمال کرنے ، کھاد اور بیج مناسب ترین مقدار میں ڈالنے اور فی ایکڑ پودوں کی تعداد کا خیال رکھنے پر زور دیا تھا ۔ ہم خود کفالت کی منزل کو اس وقت پا سکتے ہیں جب ہم زیادہ توجہ مزید زمین زیر کاشت لانے کی نسبت فی ایکڑ پیداوار بڑھانے پر مبذول رکھیں ۔ اس طرح وقت ، پانی ، بجلی ، محنت اور پیسے کی بچت ہوتی ہے ۔ میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آپ اس سلسلے میں کاشتکاروں کی تربیت کریں ۔ میں اب متعلقہ محکموں اور آپ سے یہ جاننا چاہوں گا کہ آپ نے کاشتکاروں کو تربیت دینے کے سلسلے میں کیا اقدامات کیے ہیں ۔

کچھ عرصہ پہلے میں نے یہ تجویز بھی پیش کی تھی کہ محکمہ تعلیم کی

طرح محکمہ زراعت کے افسران اور اہلکار بھی کم از کم ایک گاؤں کو چن کر گود لیں ۔ محکمہ زراعت کا اولین فرض تو اپنے (Extension Service) کے عملے کی تربیت کرنا ہے اور پھر ان کے کام کی پڑتال اور نگرانی کرنا ہے ۔ اس کے علاوہ ہر زرعی افسر اور اہلکار ، ایک گاؤں کو چن کر وہاں کے کاشتکاروں کو جدید ترین خطوط پر کھیتی باڑی کرنے ، مناسب مقدار میں پانی اور کھاد استعمال کرنے ، صحیح قسم کا بیج استعمال کرنے اور بہترین فارم مینجمنٹ کرنے پر راغب کر سکتا ہے ۔ ایسے مثالی گاؤں اڑوس پڑوس کے دیہات کے لیے ماڈل کا کام دے سکتے ہیں ۔ میں محکمہ زراعت اور آپ حضرات سے یہ جاننا چاہوں گا کہ میری اس تجویز پر بھی کس حد تک عمل ہوا ہے ۔

پچھلے سال کی طرح ربیع کے موجودہ موسم میں بھی گندم کے زیر کاشت ایک کروڑ چوبیس لاکھ پچاس ہزار ایکڑ رقبہ کی حد مقرر کی گئی ہے ۔ پیداوار کا ہدف 88 لاکھ ٹن مقرر کیا گیا ہے ۔ ہماری یہ کوشش ہونی چاہیے کہ ہم میں سے ہر ایک کاشتکار بھائی گندم کی پیداوار میں گذشتہ سال کے مقابلہ میں کم از کم دو من فی ایکڑ کا اضافہ کرے ۔ اس طرح گندم کی مجموعی پیداوار میں اضافہ ہوگا اور ہم خود کفالت کے بعد فاضل گندم برآمد کر کے زیادہ سے زیادہ زر مبادلہ حاصل کرنے کے قابل ہو سکیں گے ۔

اس سال حکومت نے گندم کی قیمت خرید میں کچھ اضافہ کیا ہے ۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چونکہ کھاد کی قیمتوں میں بھی اضافہ ہوا ہے اس لیے کاشتکاروں کو گندم کی قیمت خرید بڑھنے سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچے گا ۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے گندم کی خرید کی قیمت 58 روپے فی 40 کلو گرام سے بڑھا کر 64 روپے فی 40 کلو گرام مقرر کی ہے ۔ یعنی تقریباً 5.61 روپے فی من قیمت میں اضافہ ہوا ۔ اگر محکمہ زراعت کی سفارشات کے مطابق فی ایکڑ ایک بوری ڈی اے پی (DAP) اور ڈیڑھ بوری یوریا

(Urea) استعمال کی جائے تو اس پر پہلے کے مقابلے میں 38.50 روپے زائد خرچ آئیں گے ۔ لیکن اس کے برعکس گندم کی سرکاری قیمت خرید میں 5.61 روپے فی من کا جو اضافہ کیا گیا ہے ۔ اس سے اگر فی ایکڑ 25 من اوسط پیداوار لی جائے تو پہلے کے مقابلے میں 25ء140 روپے زائد ملیں گے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک طرف تو آپ کو 50ء38 روپے فی ایکڑ زائد خرچ کرنے پڑیں ۔ مگر ساتھ ہی ساتھ آپ کو آمدنی میں 25ء140 روپے کا اضافہ ہوا ۔ اگر اس زائد آمدنی میں سے کھاد کے زائد اخراجات نکال دیئے جائیں تو 75ء101 روپے فی ایکڑ منافع ہوگا ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکومت نے ایسے نرخ مقرر کئے ہیں کہ کھاد کا استعمال اب پہلے سے بھی کہیں زیادہ نفع بخش ہوگیا ہے ۔ لہذا کاشتکار بھائیوں سے میری اپیل ہے کہ کھادوں کا پورا استعمال کریں تاکہ ملک کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہو اور کاشتکاروں کی ذاتی آمدنی بھی بڑھے ۔ آپ کو یہ بھی سن کر خوشی ہوگی کہ اب تک جو رجحان ہے اس سے یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ لوگ کھاد کا زیادہ استعمال کر رہے ہیں پچھلے سال نومبر تک 1,56,237 ایک لاکھ چھپن ہزار دو سو سینتیس ٹن کھاد خریدی گئی تھی اور اس سال نومبر تک 1,77,944 ایک لاکھ ستتر ہزار نو سو چوالیس ٹن خریدی گئی ہے ۔

خریف کے دوران اگرچہ بارشیں کم ہوئیں اور نہروں میں پانی کی کمی رہی لیکن خدا کے فضل و کرم سے چاول کی مجموعی پیداوار پر کوئی خاص اثر نہ پڑا ۔ اس سال گزشتہ سال کے مقابلہ میں زیادہ رقبہ زیر کاشت لایا گیا ۔ اس سال 07ء14 لاکھ ٹن چاول پیدا ہونے کی قوی امید ہے ۔ اری چاول کی پیداوار بڑھانے کے لیے ایک خاص مہم چلائی گئی ہے ۔ اری کی ایک نئی قسم 82 یو ایس کی کاشت کی گئی جس کے نتائج حوصلہ افزا رہے اس سال 76ء9 لاکھ ٹن باسمتی پیدا ہونے کی امید ہے ۔

میں نے صوبائی کونسل کے گزشتہ اجلاس میں اس بات پر زور دیا تھا

کہ اعلیٰ قسم کے چاول میں گھٹیا چاول کی ملاوٹ کرکے ہمیں ملک کی بدنامی کا باعث نہیں بننا چاہیے ۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ اس دفعہ گھٹیا چاول کی ممنوعہ اقسام بہت کم کاشت کی گئی ہیں ۔

موٹھی کی خریداری مہم جاری ہے ۔ 16.12.82 تک 70,3,385 میٹرک ٹن موٹھی خرید کی جا چکی ہے ۔

پچھلے سال 38ء87 لاکھ ایکڑ کے مقابلہ میں اس سال 40 لاکھ ایکڑ رقبہ کپاس کے زیر کاشت لایا گیا ہے ۔ اگرچہ چند علاقوں میں کیڑے کا حملہ نہ ہوتا تو فصل بہت بہتر ہوتی ۔ تاہم امید ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے اس سال تقریباً 20 لاکھ گانٹھیں پیدا ہوں گی ۔ جب کہ پچھلے سال 28ء44 لاکھ گانٹھیں پیدا ہوئی تھیں ۔

حکومت کی یہ خواہش ہے کہ کاشتکاروں کو ان کی پیداوار کا صحیح اور مناسب معاوضہ ملے ۔ وہ اپنی پیداوار کو بسہولت اور جلد از جلد فروخت کر سکیں اور اس ضمن میں مارکیٹ کمیٹیاں ٹھوس مثبت اور مؤثر کردار ادا کریں ۔ اس مقصد کے پیش نظر پنجاب کونسل نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس نے اپنی سفارشات مرتب کرکے حکومت پنجاب کو پیش کیں ۔ ان سفارشات پر مزید نکتہ ہائے نظر معلوم کرنے کے لیے حکومت نے 11 دسمبر کو ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا جس میں صوبہ بھر سے مارکیٹ کمیٹیوں سے متعلقہ اداروں کے نمائندے شریک ہوئے ۔ ان کی بحث و تمحیص کی روشنی میں اب ان سفارشات کو آخری شکل دی جا رہی ہے تاکہ انہیں عملی جامہ پہنا کر مارکیٹ کمیٹیاں مؤثر اور فعال کردار ادا کر سکیں ۔ مجھے امید ہے کہ آپ اس نظام کو بہتر بنانے میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں گے ۔

دالوں کی پیداوار کا مسئلہ ہمارے لیے پچھلے دو چار سال سے مسلسل پریشانی کا باعث بنا رہا ہے ۔ اس سال خریف میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم

سے ماش اور مونگ کی حالت بہتر رہی ہے ۔ جیسا کہ میں نے اپنی گزشتہ تقریر میں ذکر کیا تھا ۔ چنے کے ایسے بیجوں کی اقسام پر تحقیق جاری ہے جو آسانی سے بیماری کا شکار نہیں ہوتے ۔ اس سلسلہ میں ( NIAB ) فیصل آباد میں کافی قابل قدر تحقیقاتی کام ہوا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ آپ میں سے اکثر حضرات (NIAB ) گئے ہوں گے اور یہ تحقیقاتی کام اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوگا ۔

چنے کے علاوہ ( NIAB ) میں دال مونگ پر بھی کافی تحقیقاتی کام ہوا ہے ۔ اور اس سے کافی فائدہ اٹھا سکتے ہیں ۔ آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی ۔ کہ مشرق وسطیٰ اور مشرق بعید کے ممالک میں پھل پھول اور سبزیاں برآمد کرنے کے نہایت روشن مواقع پیدا ہو رہے ہیں ۔ ہمیں چاہیے کہ پھلوں پھولوں اور سبزیوں کی پیداوار کو اتنا بڑھائیں کہ ان کا خاطر خواہ حصہ برآمد کر سکیں ۔

مجھے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ ہم پھل اور سبزی کی پیداوار اور اس پر تحقیق میں اب دوسرے صوبوں سے کچھ پیچھے رہ گئے ہیں لیکن مجھے امید ہے کہ محکمہ زراعت اس خامی کو ایک چیلنج کی صورت میں قبول کرے گا اور اس شعبہ پر زیادہ سے زیادہ توجہ مبذول کرے گا اور ایک دو سال میں مثبت نتائج برآمد ہوں گے ۔

پچھلے اجلاس میں بہت سے نکات اٹھائے گئے تھے ان میں سے بہت سے ایسے بھی تھے جن کا جواب اجلاس کے دوران نہیں دیا جا سکا تھا ۔ ان کے متعلق رپورٹیں پہلے ہی تقسیم کی جا چکی ہیں ۔ 216 مسائل جو مختلف وفود نے میرے ساتھ ملاقات کے دوران پیش کئے تھے ان میں سے 85 ۔ (8 فیصد سے زائد پر کارروائی مکمل ہو چکی ہے ۔ جن کی رپورٹیں بھی تقسیم کی جا چکی ہیں ۔

خواتین و حضرات ! آپ کو علم ہے کہ 1983ء میں لوکل کونسلوں

کے انتخابات ہونے ہیں ۔ آپ کو یہ بھی علم ہے کہ آج کل ووٹرز کی فہرستوں میں نئے ناموں کے اندراج اور ان کی تکمیل کا کام تیزی سے ہو رہا ہے ۔ یہ کام سال کے آخر تک یا جنوری 1983ء میں مکمل ہو جائے گا یہی فہرستیں آئندہ مقامی کونسلوں کے انتخابات کے لیے استعمال کی جائیں گی ۔

آئندہ انتخابات کی تیاریوں کے سلسلے میں مقامی کونسلوں کی از سر نو حد بندیوں کا تعین بھی ضروری ہے کیونکہ کچھ گاؤں ایسی خصوصیات حاصل کر چکے ہیں کہ انہیں ٹاؤن کمیٹیوں کی حیثیت دی جائے اور کچھ ٹاؤن کمیٹیوں کو میونسپل کمیٹیاں قرار دیا جائے نیز بعض میونسپل کارپوریشنوں ، میونسپل کمیٹیوں ، ضلع کونسلوں اور یونین کونسلوں وغیرہ کی حدود میں تبدیلی ہو چکی ہے یا بعض میں معقول وجوہ کی بنا پر ایسی تبدیلی زیر غور ہو سکتی ہے ۔ اس لیے کمشنروں اور ڈپٹی کمشنروں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ ضروری حد بندیوں کی تکمیل کرکے اپنی سفارشات حکومت کو بھجوا دیں ۔ اس سلسلے میں انہیں یہ بھی ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ اگر کسی لوکل کونسل کی حیثیت تبدیل ہو جاتی ہے تو وہ بھی اپنی تجاویز میں شامل کریں ۔ اس کے لیے قانون میں پہلے ہی معیار مقرر کیا جا چکا ہے ۔ لوکل کونسلوں کی حد بندیوں کا کام ختم ہونے کے بعد انتخابی حلقوں کی از سر نو حد بندیوں کا کام پنجاب لوکل کونسل الیکشن اتھارٹی شروع کر دے گی ۔

معزز اراکین کونسل :

مقامی کونسلوں کے انتخابات انشاءاللہ اگلے سال ہوں گے ۔ تمام کونسلر حضرات سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ انتخابات کی تیاریوں کے مختلف مراحل میں دلچسپی لیں تاکہ اس جمہوری عمل کو فروغ حاصل ہو ۔

اپنی تقریر کو ختم کرنے سے پہلے میں یہ بتاتا چلوں کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ضلع ، ڈویژن اور صوبائی سطح پر کارکردگی کی بنا پر بہترین اور دوسرے نمبر پر آنے والی یونین کونسلوں ، ٹاؤن کمیٹیوں اور ضلع کونسلوں کو انعامات دیئے جائیں گے ۔ یہ انعامات نقدی کی صورت میں ہوں گے ۔ انعامات حاصل کرنے والی مقامی کونسلیں انعام کی رقم باقاعدہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے علاوہ ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کر سکیں گی کونسلوں کی کارکردگی کا جائزہ لیتے وقت جن امور کو پیش نظر رکھا جائے گا ۔ ان میں صفائی ، پانی کی نکاسی ، تجاوزات کا انسداد ، ٹیکسوں کی وصولی ، ترقیاتی سکیموں کی منصوبہ بندی اور تکمیل ، کام کی کوالٹی ، اپنی مدد آپ کے تحت ترقیاتی پروگرام میں شرکت ، اعلیٰ کارکردگی حسابات کی پڑتال اور اکاؤنٹ وغیرہ شامل ہیں ۔ اس سلسلے میں قواعد وضع کئے جا رہے ہیں اور مجھے امید ہے کہ آپ ہمیں اپنی رائے سے مستفید کریں گے ۔

آخر میں ، میں ایک بار پھر آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں اور یہ بھی امید کرتا ہوں کہ آپ سب کے لیے مناسب رہائش اور آرام کا بندوبست ہوگا ۔ مجھے امید ہے کہ اس تین دن کے اجلاس میں ہم کافی کارروائی مکمل کر لیں گے ۔

میں کچھ عرصہ سے آپ کو فرداً فرداً نہیں مل سکا ۔ لیکن امید کرتا ہوں کہ اجلاسوں کے دوران آپ سب کو فرداً فرداً یا گروپس میں ملوں گا ۔

شکریہ
پاکستان زندہ باد

**اناؤنسر** : خواتین و حضرات ! اب آدھ گھنٹہ کے لیے چائے کا وقفہ ہے آپ چائے کے لیے اسمبلی کیفیٹریا میں تشریف لے جائیں ۔

(اس مرحلہ پر چائے کے لیے آدھ گھنٹہ تک کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی ہوگئی)

چائے کے وقفے کے بعد جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

# سالانہ ترقیاتی پروگرام 83-1982ء کا جائزہ

اناؤنسر : معزز اراکین صوبائی کونسل ! اب جناب سراج یوسف خان چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ 1982.83ء کے لیے صوبائی حکومت کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کا جائزہ پیش کریں گے۔ بعد میں اس پر عام بحث ہوگی۔

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ (جناب سراج یوسف خان) :** بسم اللہ الرحمن الرحیم ! جناب چیئرمین معزز وزراء کرام ، معزز اراکین کونسل ، خواتین و حضرات۔ السلام علیکم ! سال 1982.83ء کے گذشتہ چار ماہ کی کارکردگی پیش کرنے سے قبل میں سمجھتا ہوں یہ مناسب ہوگا کہ پس منظر کے طور پر 82 1981ء 1982.83ء کا ایک مختصر سا خاکہ آپ کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کونسل کے گذشتہ اجلاس میں 1982.83ء کا خاکہ پیش کیا گیا تھا اور 1981.82ء اپنے اختتام کو نہیں پہنچا تھا۔ لہذا پہلے میں آپ کی اجازت سے مختصراً ترقیاتی پروگرام 1981.82ء کی حکمت عملی اور اس کی شکل پیش کروں گا۔ گذشتہ مالی سال میں پنجاب کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے 335 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی اور نظر ثانی شدہ رقم تقریباً 317 کروڑ روپے تھی۔ جیسا کہ جناب چیئرمین نے اپنی تقریر میں بتایا ہے 94 فیصد روپیہ اخراجات کا حصہ بنتا ہے۔ اس سے پچھلے سالوں کی کارکردگی کا چارٹ آپ کے سامنے ہے۔ اب آپ اسے ملاحظہ کریں کہ سال 1979.80ء میں 250 کروڑ کے مقابلہ میں 215 کروڑ روپے خرچ ہوئے اور یہ 86 فیصد بنتا ہے۔ جبکہ سال 1980.81ء میں 280 کروڑ روپے کی جگہ 252 کروڑ روپے خرچ ہوئے اور یہ 90 فیصد بنتا

ہے اور اس کے مقابلہ میں 82-1981ء 335 کروڑ روپے میں سے 317 کروڑ روپے کے اخراجات ہوئے اور یہ 94 فیصد بنتا ہے ۔ جناب والا ! اس ضمن میں میں یہ بات بتا دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ جناب چیئرمین پنجاب کونسل کی سرکردگی میں ہونے والے اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ موازنے اور یہ اخراجات کی شرح سال کے آغاز میں جو رقم دی جاتی ہے ۔ گذشتہ سال کی رقم سے مقابلہ کرکے دی جاتی ہے ۔ ورنہ یہ ہوتا ہے کہ دوران سال اگر کوئی محکمہ کسی وجہ سے کوئی کام نہیں کر سکتا ۔ تو وہ اپنی الاٹ شدہ رقم کے کچھ حصہ سے دست بردار ہو جاتا ہے اور اس صورت سے اگر ہم شرح فیصد کا تناسب دیکھیں تو وہ کارکردگی بہتر نظر آتی ہے ۔ یہ موازنہ جو کہ آپ کے سامنے ہے اس سے آپ کو اندازہ ہو جانا چاہیئے کہ محکموں کی خرچ کرنے کی صلاحیت کو زیادہ سے زیادہ حد تک بڑھا دیا گیا ہے ابھی تک پوری رقم کی بات ہو رہی تھی ۔ اب جو تصویر آپ کے سامنے ہے اس میں مختلف شعبہ جات ہیں ۔ جنگلات ، ذخیرہ خوراک ، دیہی آب رسانی صحت مواصلات ، شہری آب رسانی ۔

**جناب چیئرمین :** یہ نقشہ کارکردگی پیش کر رہا ہے ۔ یعنی سب سے اچھے جنگلات والے رہے ۔ پھر خوراک ، پھر رورل واٹر سپلائی ۔ پھر ہیلتھ پھر اس کے بعد Roads & Bridges اور سب سے آخر میں اربن واٹر سپلائی یہ دکھا رہے ہیں کہ جو پیسہ ملا تھا اس میں سب سے اچھی کارکردگی کس کی رہی اب اس کا ایک تفصیلاً جائزہ پیش کیا جا رہا ہے ۔

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** اس کے بعد جو سلائیڈ آپ کے سامنے آ رہی ہے ۔ اس میں دوسرے محکمے منصوبہ بندی اور افرادی قوت ہیں ۔

**میاں مجید اکبر فاروقی** (چیئرمین میونسپل کمیٹی ، گجرات) : جناب والا ! میری اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ سلائیڈ کے ایک طرف

150 فیصد لکھا ہوا ہے ۔ تو میں پوچھنا چاہوں گا کہ یہ 150 فیصد strategy دکھائی گئی ہے اور عام طور پر یہ 100 فیصد ہوتی ہے ۔ یہ 150 فیصد کیا show کر رہا ہے ۔

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** جناب والا ! کچھ محکمے اپنی الاٹمنٹ سے زیادہ خرچ کرتے ہیں ۔ تو پھر وہ شرح 100 فیصد سے بڑھ کر 105 ، 110 ، 120 اور 150 فیصد ہوسکتی ہے ۔

**میاں مجید اکبر فاروقی :** جناب والا ! میرا مقصد ہے یہاں جو شرح 100 سے 150 دکھائی گئی ہے کہ بجٹ کی allocation ہے کیا اس کا مقصد ہے کہ وہ extra utilization کرتے ہیں ۔ اور وہ کسی دوسرے محکمے سے رقم لے رہے ہیں ۔

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** جی ہاں ۔ درست ہے کچھ فنڈز کم ہوتے ہیں اور کچھ فنڈز زیادہ ہوتے ہیں ۔ اب آگے جو سلائیڈ ہے ۔ اس میں ہر محکمے کی کارکردگی کا مقابلہ اس کے بجٹ سے کیا جا رہا ہے ۔

**وزیر بلدیات (ملک اللہ یار خان) :** جناب والا ! مجھے اجازت دیں میں کچھ مختصراً اس سلسلہ میں عرض کروں گا ۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے درست ہے عام طور پر ایسا ہوتا ہے کہ 100 فیصد رقم کسی خاص شعبہ کے لیے مختص کی جاتی ہے ۔ لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ گذشتہ سال کی کچھ رقم جو کہ خرچ نہیں ہو پاتی وہ اس میں شامل کر دی جاتی ہے اور اس کے علاوہ بعض ایسے فنڈز ہوتے ہیں جو محکمے کے پاس پڑے رہتے ہیں اور اس طرح اخراجات میں یہ رقم اس تخمینہ سے بڑھ جاتی ہے ۔ اس لیے یہ اخراجات 100 فیصد سے زیادہ ہو جاتے ہیں ۔

**Mr. Chairman :** Tariq Sahib, does it include the re-appropriation.?

**Chairman Planning and Development Board :** Yes sir, it also includes re-appropriation.

**جناب چیئرمین :** تو یہ پھر آپ اس کی وضاحت کیجئے گا۔

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** Revised estimate دیکھئے۔ یہ جو موازنہ دکھایا گیا ہے۔ یہ اس رقم سے ہے جو کہ سال کے آغاز میں دی جاتی ہے۔ لیکن سال کے دوران جن محکموں کی کارکردگی کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ ان کو فنڈز کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ ان کو مزید فنڈز دیئے جاتے ہیں۔ اور جن کی کارکردگی کم ہوتی ہے۔ ان کے فنڈز میں کمی کر دی جاتی ہے۔ اور میں نے پہلے ہی وضاحت کر دی تھی کہ یہ موازنہ اس رقم سے کرنا چاہیئے جو کہ ان کو سال کے آغاز میں دی جاتی ہے ورنہ وہ محکمے جو کہ سست ہیں وہ اپنی آدھی رقم خرچ کرنے کے بعد کہہ سکتے ہیں کہ ہماری کارکردگی سو فیصد ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس بات کی وضاحت ہو چکی ہے۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** جناب والا ! اگر ہر محکمے کی سالانہ allocation بتا دی جائے تو بہتر ہوگا۔ یعنی محکمہ تعلیم کی 81 1930ء کے لیے allocation اتنی تھی۔ اور utilization اتنی ہے۔ اس طرح پوری وضاحت اس ایوان کی سمجھ میں آ جائے گی۔

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** جناب والا ! یہ حصہ تین ہے۔ اس نقشہ میں آپ دیکھیں۔ اس میں افزائشی حیوانات کی allocation 8 کروڑ 60 لاکھ روپے ہے۔ اور اخراجات 8 کروڑ 16 لاکھ روپے ہیں اور اس کا تناسب 95 فیصد ہے۔ اسی طرح سے تعلیم و تربیت میں گرانٹ 33 کروڑ 47 لاکھ روپے ہے اور اخراجات 31 کروڑ ہیں۔ اور اس کی شرح 93 فیصد بنتی ہے۔ اسی طرح سے آبپاشی میں allocation 20 کروڑ روپے ہے۔ اور اخراجات 18 کروڑ روپے ہیں۔ اس کی شرح 88 فیصد بنتی ہے۔ سرکاری دفاتر کے لیے 6 کروڑ 96 لاکھ روپیہ یعنی تقریباً 7 کروڑ

روپے رکھے گئے ہیں ۔ اس میں اخراجات 6 کروڑ روپے ہوئے اس کی شرح 87 فیصد بنتی ہے دیہی ترقیاتی پروگرام کے لیے 30 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی تھی ۔ اور اس میں سے 25 کروڑ روپے کا خرچہ ہوا ۔ جس کی شرح 83 فیصد بنتی ہے ۔ سماجی بہبود کے لیے 2 کروڑ 20 لاکھ روپے میں سے 1 کروڑ 85 لاکھ روپے خرچ ہوئے اس کی شرح 84 فیصد ہے ۔ شہری ترقی میں 35 کروڑ روپے میں سے 25 کروڑ روپے خرچ ہوئے اس کی شرح 73 فیصد ہے ۔ صنعت و حرفت کے لیے 4 کروڑ 68 لاکھ روپے میں سے 3 کروڑ 30 لاکھ روپے خرچ ہوئے اس کی شرح 70 فیصد ہے ۔ ماہی پروری کے لیے 75 لاکھ روپے میں سے 66 لاکھ روپے خرچ ہوئے ۔ اس کی شرح 88 فیصد ہے جو کام پچھلے سال سرانجام دیئے گئے ان کا چیئرمین صاحب نے ذکر کر دیا ہے لہذا میں ان کا اعادہ نہیں کرنا چاہتا ۔ اب میں 1982 83ء یعنی موجودہ سال کے متعلق کچھ خاکے آپ کو دکھاتا ہوں ۔

میاں محمد منیر : جناب والا ! فنڈز کی جو آپ نے الاٹمنٹ کی ہے ۔ اس چارٹ کے مطابق کسی میں 80 فیصد کسی میں 85 فیصد کسی میں 87 فیصد utilization ہوئی ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ باقی رقم utilize نہیں ہوئی اور ان فنڈز کو utilize نہ کرنا میرے خیال میں قومی نقطہ نظر سے زیادتی ہے ۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ رقم مختص کی گئی ہے اور محکمے نے خرچ نہیں کی اس کی اگر کوئی جائز وجہ ہے تو ٹھیک ہے ۔ اگر اس کی کوئی معقول وجہ نہیں تو پھر آپ دیکھیں کہ اس محکمہ میں کس قسم کی اصلاح کی ضرورت ہے ۔ We will be interested in that.

چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ : سوال پوچھنے کا شکریہ ۔ رقم نہ خرچ کر سکنے کی کچھ مجبوریاں ہوتی ہیں ۔ بعض اوقات پروگرام میں کوئی تبدیلی آ جاتی ہے ۔ بعض اوقات انتظامی دشواریاں ہوتی ہیں لیکن ہر محکمہ کی اپنی طرف سے کوشش یہ ہوتی ہے کہ اسے جو ہدف دیا گیا

ہے نہ صرف اس کو پورا کرے بلکہ اس سے آگے بڑھنے کی کوشش کرے۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب والا ! سرکاری دفاتر کے لیے جو رقم مختص کی گئی تھی وہ ساری خرچ ہو گئی ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں ہوئی تو میں یہ عرض کروں گا فیصل آباد ڈویژن میں دفاتر کے لیے جگہ نہیں ملتی تو از راہ کرم فیصل آباد ڈویژن کے لیے کچھ رقم مختص کریں۔ تاکہ کوٹھیاں اور دفاتر بن سکیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر مال و بلدیات ملک اللہ یار خان صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**جناب قائم مقام چیئرمین :** میں معزز اراکین کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ پہلے انہیں جائزہ پیش کر لینے دیں اس کے بعد بحث کے لیے وقت رکھا گیا ہے اور جو اراکین بحث میں حصہ لینا چاہیں وہ اپنے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔ میں چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنا جائزہ پیش کریں۔

**چوہدری ظہیر احمد تاج :** جناب والا ! جنگلات کا انہوں نے جو تناسب بتایا ہے وہ تو بہت زیادہ ہے۔ اس کا criteria کیا ہے ؟ گذشتہ سال لگائے گئے درخت بھی کہیں نظر آتے ہیں یا نہیں ؟

(قطع کلامیاں)

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ شروع کیجیے۔

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** یہ سلائیڈ جو آپ کو نظر آ رہی ہے اس میں 1975-76ء سے لے کر 83 1982ء تک کی تفصیل آپ کے رو برو موجود ہے اور آپ یہ دیکھ سکتے ہیں کہ ترقیاتی اخراجات میں کس رفتار سے اضافہ ہو رہا ہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** کیا یہ اخراجات کا تخمینہ ہے ؟

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** یہ اخراجات نہیں بلکہ ترقیاتی پروگرام کا تخمینہ ہے بات یہ ہے کہ پیسہ خرچ کر دینے کا مطلب یہ نہیں کہ جو مقاصد ہیں وہ پورے ہو گئے ہیں ترقیاتی بجٹ بناتے وقت یا کوئی اور پروگرام بناتے وقت اس بات کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ کتنی رقم کس شعبے پر کس مقصد کے لیے صرف کی جا رہی ہے اور پلاننگ کا کام یہ ہے کہ وہ اپنے لئے کچھ لائحہ عمل بنالے ۔ یعنی ساری رقم کو اگر کسی ایک شہر کی سڑک پر لگا دیا جائے یا بنیادی رقم کسی ایک نہر میں لگا دے تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا ۔ دیکھنا یہ ہوتا ہے کہ روپیہ اس طرح سے خرچ کیا جائے کہ اس کا فائدہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو پہنچے اور اسی کو حکمت عملی کہتے ہیں ۔ اسی کو strategy کہتے ہیں ۔ اس کے مختلف نام ہیں 83-1982ء کے لیے جو حکمت عملی ہے وہ اس وقت آپ کے سامنے ہے ۔ جہاں صوبہ کی آبادی کا زیادہ حصہ رہتا ہے وہیں زیادہ روپیہ خرچ ہونا چاہیئے ۔ سب سے پہلے دیہاتی علاقوں کی ترقی ۔ صوبے میں کچھ علاقے ایسے ہیں جو کسی وجہ پسماندہ ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ جو تفاوت اس وقت موجود ہے اس کو کم از کم وقفہ کے اندر پورا کریں ۔ تاکہ وہ لوگ زندگی کی ان بنیادی سہولتوں اور آسائشوں سے مستفیض ہو سکیں ۔ پہلا فلسفہ یہ ہے کہ ہر شعبہ میں برابر برابر ترقی ہونی چاہیئے تاکہ ہر چیز ساتھ ساتھ چلے ۔ دوسرا فلسفہ یہ ہے کہ سب چیز ساتھ ساتھ نہیں چل سکتی کسی کی رفتار تیز ہوتی ہے ۔ اور کسی کی رفتار مدھم ہوتی ہے ۔ دیکھنا یہ پڑتا ہے کہ صوبہ میں یا ملک میں کس چیز پر پیسہ زیادہ لگانے میں زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہوگا ۔ لہذا ایسے شعبوں کی نشاندہی کرنی ہوتی ہے ۔ یعنی جو اس اہلیت کے حامل ہیں ۔ انگریزی میں آپ دیکھ رہے ہیں کہ لفظ Selective Thrust لکھا ہوا ہے ۔ ہم اس کو کہتے ہیں ۔ ''مخصوص اہلیت کے شعبے'' یعنی ان کے پاس اہلیت ہے ۔

**ایک معزز رکن :** پوائنٹ آف آرڈر ۔ اس وقت چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ اردو میں بیان فرما رہے ہیں ۔ لیکن سلائیڈیں انگریزی میں دکھائی جا رہی ہیں ۔ اس میں کیا امر مانع تھا کہ یہ اردو میں تیار نہیں ہو سکیں ۔ کیونکہ اردو میں یہ ایوان زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے ۔

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** اگلی مرتبہ سلائیڈیں اردو میں دکھائی جائیں گی ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ کی تجویز نوٹ کرلی گئی ہے ۔

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** آخر میں انگریزی میں لفظ لکھا ہے Financing آپ اسے خود کفالت کہہ لیجئے ۔ اپنی مدد آپ کہہ لیجئے اس کی اہمیت کے متعلق میں کوئی تقریر نہیں کرنا چاہتا ۔ جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے جہاں زیادہ لوگ رہتے ہیں وہاں زیادہ پیسہ خرچ کیا جاتا ہے اور یہ ان کا حق بھی ہے ۔ یہ سلائیڈ جو آپ کے سامنے ہے ۔ اس میں 1982-83ء کا مقابلہ پچھلے سالوں سے کیا گیا ہے ۔

ایک چیز کی اور میں وضاحت کر دوں آپ کو ہر سلائیڈ میں چار چار خانے نظر آ رہے ہیں حالانکہ یہ جائزہ پانچ سال کا ہے ۔ اس میں پانچ پانچ خانے ہونے چاہیے تھے ۔ لیکن اس میں اتنی جگہ نہیں تھی لہذا ایک سال کو اگر غائب کر دیا گیا ہے تو اس کا مقصد کسی چیز کو چھپانا نہیں ہے دیہی منصوبوں کا حصہ 44 فیصد سے بڑھ کر 60 فیصد ہو گیا ہے ۔ زراعت کے شعبے میں پیداواری صلاحیت بڑھانے کے علاوہ بنیادی ضرورتیں یعنی سڑکیں ، بجلی اور سماجی سہولتوں کو ترقی دینا بھی مقصود ہے کلیدی مقامات یعنی focal points بھی اس پروگرام کا حصہ ہے ۔ علاقائی سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شعبہ جات کی ترقی کے ساتھ ساتھ علاقائی پہلوؤں کو بھی اہمیت دی گئی ہے ۔ اس فلسفے پر عمل کرتے ہوئے زیادہ اہمیت

دیہی بجلی ، کھیت سے منڈیوں تک سڑکیں ، دیہی آب رسانی صحت اور تعلیم کو دی گئی ہے ۔

کھیت سے منڈیوں تک سڑکیں ، دیہی سڑکیں ، محکمہ مواصلات کی سڑکیں 78 کروڑ روپے ، 79 کروڑ روپے سمجھ لیجئے ۔ دیہاتوں کی بجلی کی فراہمی 22 کروڑ روپے ۔ آبپاشی کے نالے جن کو کھال کہتے ہیں ساڑھے پندرہ کروڑ روپے جو تصویریں آپ کے سامنے ہیں ۔ اس میں لال رنگ 81-1980ء کو ظاہر کرتا ہے ۔ ہرا رنگ 82 1981ء کو ظاہر کرتا ہے اور پیلا رنگ 83-1982ء کو ظاہر کرتا ہے ۔ اس میں ہیلتھ ، پرائمری ایجوکیشن ، رورل واٹر اور ریسرچ پروگرام ہیں دیہی صحت اور پرائمری تعلیم کے بھی پروگرام ہیں ۔

اب تمام چیزوں کو ایک خاکے میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ آپ ان شعبوں کو دیکھ سکیں ، رقوم وہی ہیں ، لال رنگ کا حصہ سب سے زیادہ ہے یہ سڑکیں ہیں رورل ڈویلپمنٹ پروگرام 78 کروڑ روپے کا ہے جو 42 فیصد بنتا ہے ۔ رورل ہیلتھ ، دیہی صحت 26 فیصد ، دیہاتوں کے لیے بجلی 22 کروڑ ، تعلیم کے لیے 25 کروڑ 13 لاکھ ، رورل واٹر سپلائی کے لیے 16 کروڑ ، واٹر کورسز کے لیے بھی تقریباً 16 کروڑ ۔

اس سلائیڈ میں جو آپ دیکھ رہے ہیں دو ، تین محکمے ہیں جن کے لیے رقوم دی گئی ہیں ہرے رنگ کی طرف نظر کیجئے زراعت کے 107 کروڑ جنگلات کے لیے 8 کروڑ رورل ڈویلپمنٹ یعنی دیہی ترقی کے لیے 31 کروڑ آبپاشی کے لیے 27 کروڑ اور سڑکوں کے لیے بھی 27 کروڑ ۔

اس سلائیڈ میں کچھ محکمے ہیں مجھے بولنے کی ضرورت نہیں آپ ان کو ذہن میں رکھ لیں ۔

**سیٹھ عبدالرحمان** (چیئرمین میونسپل کمیٹی ، بہاولپور) : جناب آپ کو بولنے کی بالکل ضرورت نہیں ہے اگر یہ پروگرام ہمارے پاس پہلے ہی پہنچا

دیا ہوتا تو ہم اتنے اہم آئٹمز کو کم از کم دیکھ کر سمجھ کر تیار ہو کر آتے ، آپ نے تو اتنی اہم آئٹمز یک لخت پیش کر دیں میرے پلے تو کچھ خاک نہیں پڑا ۔ آپ بڑے قابل حضرات ہوں گے ۔ آپ کی سمجھ میں آ رہا ہوگا لیکن مجھے کئی کئی قسم کی باتیں سوچنے میں آتی ہیں تو کم از کم مہربانی فرما کر یہ چیزیں آپ ہمارے پاس پہلے بھیجا کریں تاکہ ہم ان کا پورے طور پر مطالعہ کرنے کے بعد آپ کی خدمت میں آئیں ۔ جناب میں نہیں سمجھ سکا کہ اتنے اہم مسئلے پر یہ فرما رہے ہیں کہ جناب میں اس پر بولنا نہیں چاہتا ۔ تو جناب ہم کہاں جائیں ۔ جناب اگر یہ بولنا نہیں چاہتے تو ہم سنیں گے کیا ۔

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** معاف کیجئے گا ۔ یہ بجٹ جون میں پاس ہوا تھا اس بجٹ میں یہ تمام چیزیں شامل ہیں ۔ آئندہ یہ آپ کی خدمت میں تحریری طور پر ہی پیش کر دیا جائے گا ۔ میں نے اگر یہ کہا ہے کہ میں بولنا نہیں چاہتا تو یہ اس لیے کہ چونکہ تصویر آپ کے سامنے ہے اور جو چیز تصویر کی صورت میں سامنے ہوتی ہے وہ زیادہ بہتر طریقہ سے ذہن میں آتی ہے اس لیے میں نے یہ کہا ہے ۔

**چوہدری ظہیر احمد تاج :** بے شک تصویریں دکھا دیجئے آپ تشریف رکھیئے ہم تصویریں دیکھ کر مطمئن ہو جائیں گے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** ظہیر صاحب ! آپ تشریف رکھیئے ۔ معزز اراکین کی خدمت میں یہ وضاحت کرنی چاہوں گا کہ چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اس کا محض ایک خاکہ پیش کر رہے ہیں ۔ جہاں تک allocations کا تعلق ہے اور جو رقوم یہاں سلائیڈ پر دکھائی جا رہی ہیں وہ مختلف شعبہ جات کے لئے مخصوص کی گئی ہیں اور جو اس سال کے بجٹ کے تخمینوں کے طور پر ہیں ان سے تمام اراکین اچھی طرح واقف ہیں

کیونکہ اس کے بجٹ کے بعد وہ تمام رقوم مختص کی گئی تھیں - ان کے بارے میں واضح طور پر یہ اطلاعات فراہم کر دی گئی ہیں - تو یہ ایک سرسری جائزہ ہے - چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کا یہاں پر تشریف لانے اور اظہار خیال کرنے کا جو بنیادی مقصد ہے وہ یہ ہے کہ اس سال کے بجٹ میں جو مختلف شعبہ جات کے لئے رقوم مختص کی گئی ہیں ان پر کس حد تک عملدرآمد ہوا ہے - یہ ہے وہ بنیادی مقصد جس کے لیے انہیں یہ زحمت دی گئی ہے کہ وہ آ کر اس کا ایک جائزہ آپ کے سامنے پیش کریں اور یہ جو اعداد و شمار سلائیڈ پر دکھائے جا رہے ہیں یہ محض اضافی اطلاع کی صورت میں آپ کی خدمت میں پیش کئے جا رہے ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ تمام اراکین کو پہلے ہی سے ان کا علم ہے اگر اعداد و شمار کے بارے میں کوئی بات وضاحت طلب ہو تو معزز اراکین اس کی وضاحت طلب کر سکتے ہیں پوچھ سکتے ہیں لیکن کسی شعبہ کے بارے میں کسی رقم کے کم مختص ہونے یا زیادہ ہونے یا ان کے خرچ کے بارے میں اگر وہ اپنا اظہار خیال چاہتے ہیں تو میں گزارش کروں گا کہ اس کے لئے علیحدہ وقت مقرر کیا گیا ہے اور وہ بحث کے دوران ان پر روشنی ڈال سکتے ہیں - اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ براہ کرم اطمینان سے تشریف رکھیئے اور چیئرمین ، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو موقع دیجیئے کہ وہ اپنے جائزے کو صحیح طور پر آپ کے سامنے پیش کر سکیں -

**جناب اشفاق شاہد (ڈپٹی میئر ، لاہور میونسپل کارپوریشن) :** جناب چیئرمین! پہلی بات جو میں عرض کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ کو اس بجٹ کا علم ہے کم از کم مجھے تو اس بجٹ کا پہلے علم نہیں ہے -

دوسرے ممبر حضرات کو انفارمشن ہے کہ اسمبلی پروسیڈنگز اور کونسل کی پروسیڈنگز علیحدہ علیحدہ ہیں کونسل کی پروسیڈنگز کے بارے میں مجھے تو علم نہیں ہو سکا کہ کیسے سوال کرتے ہیں اور کیسے پوائنٹ

آف آرڈر ہوتا ہے اور کیا کرتے ہیں اس کی وضاحت تو ابھی تک نہیں ہوئی ہے اس لئے میں درخواست کروں گا کہ ہمیں اس کے متعلق کوئی طریقہ کار بتا دیا جائے۔

تیسرے یہ کہ جب بجٹ پیش کیا جائے یہ تو صرف بجٹ ہی پیش کیا جا رہا ہے یہ نہیں کہ ہم اس پر بحث کریں بحث بھی کیا کریں ہم ترمیم تو کر نہیں سکتے میں اپنے لیے کہوں گا کہ اگر آپ مجھے گونگا یا بہرہ سمجھتے ہیں تو یہ پیش کرتے رہیں ہم آنکھیں کھولے رکھتے ہیں باقی کان اور زبان بند رکھتے ہیں۔ یا تو بجٹ پیش کرنے کے کوئی مقاصد ہیں کہ اپنے اپنے علاقے کے متعلق بتائیں کہ یہ تراسیم کر دیں یا زیادہ کر دیں یا کم دیں یا یہ بجٹ اچھا ہے یا برا ہے۔ ٹھیک ہے کہ ہمارے چیئرمین صاحب ! عقل مند ہیں اچھے افسر ہیں مگر ہمیں ان چیزوں کے دکھانے کے کیا مقاصد ہیں یہ واضح کیا جائے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اس کی مختصراً میں نے وضاحت کر دی ہے کہ اس سال بجٹ کے لئے جو رقوم مختلف شعبہ جات کے لئے مختص کی گئی ہیں ان رقوم کا خاکہ آپ کی خدمت میں پیش کرنے کا یہ مقصد ہے کہ اس سال کے لئے اس عرصہ میں ان رقوم کو اس طرح سے استعمال کیا گیا ہے اس طرح سے استعمال کیا گیا ہے اس کے بارے میں یہ رپورٹ پیش کر رہے ہیں یہ بجٹ سیشن نہیں ہے نہ ہی بجٹ پیش کرنا مقصود ہے۔ بجٹ اس سے پہلے پاس ہو چکا ہے اور موجودہ جو طریقہ کار ہے اس کے تحت موجودہ صوبائی کونسل کے سامنے بجٹ پیش نہیں کیا جاتا اور نہ ہی وہ پاس کرتی ہے۔ آپ کو اس کے طریقہ کار کے بارے میں یقیناً علم ہے بجٹ پاس کر دیا گیا ہے اور اس عرصہ میں بجٹ میں مختلف شعبوں کے لیے جو رقوم مختص کی گئی ہیں ان کے اخراجات اور ان کے تخمینہ کے بارے میں یہ خاکہ آپ کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔

**جناب اشفاق شاہد :** تو پھر جناب والا 1 بجٹ کا مقصد کیا ہوگا ؟

**جناب قائم مقام چیئرمین :** وہ اس لیے کہ مختلف شعبوں کے لیے جو رقوم جس طرح خرچ کی گئی ہیں اگر اس ضمن میں یا آپ سمجھتے ہیں کہ کسی خاص شعبہ کے لیے رقم جو مختص کی گئی ہے وہ زیادہ ہے یا کم اس پر آپ اپنا اظہار خیال کر سکتے ہیں یا پھر اس رقم کا اگر صحیح استعمال نہیں کیا گیا تو اس کے بارے میں آپ اپنا اظہار خیال کر سکتے ہیں یا کسی شعبہ کے بارے میں آپ کا یہ خیال ہے کہ مخصوص شعبہ کے لیے زیادہ رقم کی ضرورت تھی اس کے بارے میں آپ اپنا اظہار خیال کر سکتے ہیں ۔

**جناب محمد اکرم چوہدری** (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ساہیوال) : جناب والا 1 میں تو پہلی دفعہ اس سیشن میں آیا ہوں جہاں تک میں نے سمجھا ہے یہ تو ایک پروگریس رپورٹ کی شکل ہے تو بہر حال پروگریس رپورٹ بھی جب ٹیکس کی جاتی ہے تو اس میں دیکھا یہ جاتا ہے کہ اس محکمہ نے کتنے فیصد بجٹ utilize کیا ۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ہمیں کوارٹرلی سیشن سے پہلے رپورٹ بھیج دی جائے تو کم از کم ہم اپنے آپ کو تیار کرکے آئیں کہ اس محکمہ نے اپنی رقم صحیح utilize نہیں کی ہے اس کی پروگریس تسلی بخش نہیں ہے ۔ ہم متفقہ طور پر تجاویز ہی دے سکتے ہیں جیسا کہ آپ نے فرمایا ہمیں sanction کی پاورز حاصل نہیں ہیں اور ہم یہ پاورز مانگتے بھی نہیں ہیں آپ ہماری سفارشات ہی سنتے رہیں تو ہم انشاء اللہ اس پر ہی اکتفا کریں گے ہم کم از کم اپنی یہ سفارشات تو پیش کر سکیں گے کہ اس محکمہ نے صحیح بجٹ utilize نہیں کیا اسے دوسرے محکمہ میں convert کر دیا جائے اگر یہ ہو جائے تو میرا خیال ہے کہ زیادہ بہتر ہوگا ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** میں معزز رکن کی خدمت میں گزارش کروں گا جیسا کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ وہ نئے ممبر ہیں اور پہلی مرتبہ

یہاں تشریف لائے ہیں ۔ شاید انہیں اس بات کا بھی علم نہ ہو کہ حکومت نے حال ہی میں تمام اضلاع میں رابطہ کمیٹیوں کی تشکیل کی ہے اور ان تمام رابطہ کمیٹیوں کے ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین اور تمام شعبہ جات کے سربراہ جو ضلع میں ہیں ان کے اراکین ہیں اور ان رابطہ کمیٹیوں کے اجرا کا جو مقصد تھا وہ یہی ہے جیسا کہ ابھی آپ نے اظہار خیال کیا ہے ۔ ان کا مقصد یہ ہے کہ یہ رابطہ کمیٹیاں وقتاً فوقتاً اجلاس منعقد کرتی رہیں گی اور تمام شعبہ جات کے سربراہ جو اس کمیٹی کے اراکین ہیں اپنے اپنے شعبے کے متعلق اس کمیٹی میں رپورٹ پیش کریں گے اور آپ کے جو لوکل کونسل سے منتخب نمائندے ہیں ۔ جو اس کمیٹی کے منتخب شدہ اراکین ہیں ان کو یہ موقعہ فراہم کیا گیا ہے کہ وہ ان شعبہ جات کے بارے میں جہاں وہ یہ سمجھتے ہیں کام نہیں ہو رہا یا اچھا کام ہو رہا ہے یا بہتر کام ہو رہا ہے وہاں وہ اظہار خیال کر سکتے ہیں ۔

**چوہدری تاج محمد :** جناب والا ! ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ چند روز پہلے ہمیں بجٹ دیا جاتا تاکہ ہم اس کی بحث میں حصہ لینے کے لیے تیار ہو کر آتے اور اس کے نتائج برآمد ہوتے ۔ اس کو نہ ہاؤس نے پاس کیا ہے اور نہ اس پر عمل درآمد ہوا ہے ۔ صرف اتنی یقین دہانی چاہیے کہ چند روز پہلے ہمیں یہ رپورٹ بھیج دی جایا کرے تاکہ بحث کرتے وقت ہمیں ذرا آسانی ہو ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** جہاں تک میں سمجھتا ہوں تمام ضلع کونسل کے چیئرمین حضرات کو ان کے اپنے اپنے ضلع میں مختلف شعبہ جات کے لیے جو موجودہ بجٹ میں رقوم مختص کی گئی ہیں ان کا اچھی طرح سے علم ہوگا ۔ میں نہیں سمجھتا ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ چند روز پیشتر یہ رپورٹ ان کو بھیج دی جائے ۔ میں سمجھتا ہوں ان کو اس کا پہلے سے علم ہونا چاہیے بحیثیت چیئرمین ضلع کونسل کے ان کے ضلع کے لیے مختلف شعبوں کے لیے کتنی کتنی رقوم مختص کی گئی ہیں ۔

**جناب اشفاق شاھد** : جناب چیئرمین میں آپ کی بات سے معذرت کے ساتھ اختلاف کرتا ہوں ۔ کیونکہ یہ پنجاب کا ھاؤس ہے ضلع کا ھاؤس نہیں ہے ۔ یہاں پنجاب لیول پر ممبران تشریف لائے ہیں ان کو پنجاب لیول کا علم ہونا چاہیے ۔

**وزیر قانون** (چوھدری عبدالغفور) : میں جناب چیئرمین کی اجازت سے فاضل ممبران سے استدعا کروں گا کہ 1982-83 کے بجٹ کا خاکہ پیش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جو بجٹ حکومت نے گذشتہ جون کو پاس کیا اس دوران کی کارکردگی کا ایک مختصر سا خاکہ اس ھاؤس کے سامنے پیش کیا جائے اور بتایا جائے کہ اس پاس شدہ بجٹ کی جو فگرز ہیں جو مختلف رقوم مختص ہوئی ہیں اس کی کارکردگی مختلف محکمہ جات کی طرف سے کیسی رہی ہے ۔

جہاں تک بجٹ کے فگرز کا تعلق ہے 1982 کا بجٹ پاس ہونے کے بعد اخباروں میں طبع شدہ مواد کی شکل میں ہر جگہ دستیاب ہے ۔ جہاں تک ہر ضلع کے مختلف محکمہ جات کی رقوم کا تعلق ہے اس کے لیے آپ حضرات کو علم ہوگا کہ ہر ڈویژنل سطح پر ڈویژنل کوآرڈینیشن کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں جس میں ہر ضلع کونسل کا چیئرمین اس کا ممبر ہے ۔ پہلے ہر ماہ اب ہر دو ماہ میں ایک دفعہ ڈویژنل سطح پر ڈویژنل کمشنر کی سرکردگی میں رابطہ کمیٹی کی میٹنگ ہوتی ہے جس میں ہر محکمہ کی سکیموں کی utilization زیر بحث آتی ہے اور اس کی کارکردگی وہاں پیش ہوتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ان ڈویژنل رابطہ کمیٹیوں میں جہاں تک چیئرمین ضلع کونسل کا تعلق ہے ان کو اپنے اپنے حلقہ نہیں بلکہ پورے ڈویژن کی سکیموں کا علم ہونا چاہیے کہ وہاں کیا کیا سکیمیں اس بجٹ کے تحت زیر کار ہیں اور ان کے لیے کتنی کتنی رقوم مختص کی گئی ہیں ۔ اگر ان کے یہ فگرز پورے طور پر نہیں تو اپنے طور پر ایک اجمالی خاکہ ان کے اذھان میں ہونا چاہیے ۔ یہ فگرز پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اس کی پوری کارکردگی کا ایک اجمالی خاکہ

پیش کیا جائے۔ آپ اگر اپنی اپنی ڈویژنل کوآرڈینیشن کمیٹی کی وساطت سے علم میں آنے والے فگرز کے متعلق مزید کسی چیز کی کوئی وضاحت چاہتے ہیں۔ کسی محکمہ کی کارکردگی کے متعلق یا کسی خاص سکیم کے متعلق وضاحت چاہتے ہیں تو اس کی وضاحت چیئرمین پلاننگ کمیشن یہاں کریں گے۔

دوسری بات جو یہاں میں عرض کرنی چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کی تفصیلی رپورٹ اس ہاؤس سے پہلے بھیجنی ضروری نہ تھی جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ یہ ڈویژنل کوآرڈینیشن کمیٹی میں زیر بحث آتی رہتی ہے اور آپ کو اس کا علم ہونا چاہیے۔ یہ ایک خاکہ پیش کیا جا رہا ہے جس کے متعلق اگر آپ کوئی مزید وضاحت یا بحث کرنا چاہیں تو بحث کر سکیں۔

جہاں تک اس کی کارکردگی کا تعلق ہے اس کی utilization ہونے یا نہ ہونے کی وجوہات ڈیپارٹیمنٹل میٹنگ اور جناب گورنر صاحب کی زیر سرکردگی میں بھی یا کابینہ کے جو ارکان ہیں ان کی مختلف میٹنگ میں بھی یہ زیر بحث آتی رہتی ہیں اور اس بات کا جائزہ لیا جاتا رہتا ہے کہ یہ utilization کیوں نہیں ہو پاتی اور کون کون سا محکمہ at fault ہے اور اس کو کس طرح improve کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس رپورٹ کو مد نظر رکھتے ہوئے میں فاضل ممبران سے گذارش کروں گا کہ وہ اس کو اسی رپورٹ میں لیں۔ اس خاکہ کو پیش ہو لینے دیں۔ اس کے بعد آپ کی جو سکیمیں ہیں آپ کے ضلع سے یا ڈویژن سے اس پر مزید اگر کچھ کہنا چاہتے ہیں تو جناب چیئرمین کی اجازت سے اس میں حصہ لیا جا سکتا ہے۔ شکریہ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** میں مزید اس کی وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔ ایک معزز رکن نے یہ فرمایا ہے کہ انہیں اس بات کا بھی علم ہونا چاہیے کہ اپنے ضلع سے ہٹ کر تمام پنجاب کے جو ترقیاتی منصوبے ہیں اور مختلف مدوں پر جو رقوم مختص کی جاتی ہیں ان کے بارے میں بھی ان کو علم ہونا چاہیے۔ اس ضمن میں میں گذارش کروں گا کہ بجٹ جس وقت پاس ہو جاتا ہے

بجٹ کی جو کتاب ہے وہ ایک پبلک ڈاکومنٹ بن جاتی ہے ۔ بجٹ پاس ہونے کے بعد تمام اراکین کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ بجٹ کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کر لیں اور وہ حاصل کر سکتے ہیں ۔ لیکن ایک بات جو میں ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ بجٹ کی جو پاس شدہ نقول ہیں ، اس ضمن میں اس تجویز پر غور کیا جا سکتا ہے کہ اگر اس سے قبل تمام ڈسٹرکٹ کونسلوں کے چیئرمین حضرات کو نہیں بھیجی جاتیں تو آئندہ بجٹ پاس ہونے کے بعد یہ نقول انہیں بھیج دی جائیں تاکہ وہ اچھی طرح ان کا مطالعہ کر سکیں ۔ اس کے علاوہ آپ کچھ کہنا چاہیں گے ؟

**جناب اشفاق شاہد :** آپ نے فرمایا ہے کہ ڈسٹرکٹ لیول پر یا ڈویژنل لیول پر بھیجی جائیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں ، آپ نہیں سمجھے ۔

**جناب اشفاق شاہد :** پنجاب کونسل کے ممبران کو علیحدہ علیحدہ ممبر سمجھا جائے اور انہیں بجٹ کی کاپیاں علیحدہ علیحدہ جائیں ۔ انہیں علیحدہ علیحدہ اطلاع دی جائے کہ اس بات پر بحث ہوگی ۔ ہماری گذارش صرف یہ ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** گذارش یہ ہے کہ جس وقت ایجنڈا بھیجا جاتا ہے ، اس میں ان تمام امور کی نشاندھی کر دی جاتی ہے جن پر بحث ہونی مقصود ہوتی ہے اور مجھے یقین ہے کہ جس وقت معزز اراکین کو ایجنڈا موصول ہو ، اس ضمن میں بھی انہیں اطلاع فراہم کی گئی ہوگی ۔ جہاں تک بجٹ کی نقول ، کاغذات کا تعلق ہے ، جیسا کہ میں نے عرض کیا بجٹ پاس ہونے کے بعد یہ پبلک ڈاکومنٹ بن جاتا ہے اور ہر آدمی اس کو حاصل کر سکتا ہے ۔ آپ اس کا مطالعہ کر سکتے ہیں ۔ لیکن آپ کی دقت کے پیش نظر ، جیسا کہ میں نے ابھی عرض کیا ہے ، اگر ابھی تک یہ دستور ہے کہ بجٹ کی نقول ضلع کونسلوں کے چیئرمین حضرات کو نہیں بھیجی

جائیں تو اس امر پر غور کیا جا سکتا ہے کہ آئندہ بجٹ پاس ہونے کے بعد اس بجٹ کی نقول انہیں بھیجی جائیں۔ علاوہ ازیں جیسا کہ میں نے عرض کیا بجٹ کا مطالعہ ہر شہری کا حق ہے اور بحیثیت رکن اسمبلی آپ پر زیادہ فرض عائد ہو جاتا ہے کہ آپ اس کا صحیح طور پر مطالعہ فرمائیں۔ جس وقت آپ کو اس ایوان کے اجلاس کے بارے میں ایجنڈا بھیجا گیا تو آپ کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ آپ کو اس امر پر بحث کرنی ہے۔ یا حصہ لینا ہے۔ تو چاہیے تھا کہ آپ اس بارے میں ضروری تیاری کر کے تشریف لاتے۔ میں نے واضح الفاظ میں عرض کیا ہے کہ یہ محض ایک خاکہ پیش کیا جانا مقصود ہے تاکہ آپ گزشتہ سالوں کی کارکردگی اور موجودہ سال کی کارکردگی کا مقابلہ کر سکیں اور دیکھ سکیں کہ گذشتہ اور موجودہ سال کے درمیان کتنا فرق ہے۔ کتنا اچھا کام ہوا ہے۔ کتنا برا کام ہوا ہے اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

اب میں چیئرمین صاحب، منصوبہ بندی و ترقیات سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی رپورٹ پڑھیں اور تمام اراکین سے گزارش کروں گا کہ اگر انہیں اس رپورٹ کے بارے میں کچھ اظہار خیال کرنا ہے تو بحث کے دوران کیجئے۔ ہم کافی وقت ضائع کر چکے ہیں۔

**چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** اس خاکے کو پیش کرنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ کو پس منظر کا پتہ چل جائے تاکہ ہم جو چار مہینے کی رپورٹ پیش کرنا چاہ رہے ہیں۔ اس کو اسی پس منظر میں دیکھیں تو بہتر ہوگا۔ تمام رقوم، محکمہ جاتی الاٹمنٹس آپ نے دیکھیں۔ جیسا کہ کہا جا چکا ہے۔ بجٹ کے وقت یہ ساری چیزیں طے ہو چکی تھیں۔ اب چار مہینے میں کیا کام ہوا ہے۔ اس کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔ ایک چیز پس منظر کے طور پر ذہن میں رکھنی بہت ضروری ہے کہ ایک سال کا پروگرام دوسرے سال کے پروگرام کی کاپی نہیں ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا

تو ہم ایک پلان بنا لیتے اور ساری زندگی اسی پر چلتے رہتے ۔ 83-1982ء کے پروگرام کی کچھ خصوصیات ہیں اور اسی لیے میں نے یہ ضروری سمجھا کہ ان خصوصیات کو آپ کے سامنے پیش کر دوں تاکہ جائزہ لیتے وقت وہ سامنے رہیں اور آپ اس سے صحیح نتائج اخذ کر سکیں جناب گورنر نے اپنی تقریر میں صحیح فرمایا کہ پوری رقم 421 کروڑ روپے کا سترہ یا اٹھارہ فیصد خرچ ہوا ۔ اس چیز کو شماریات کہتے ہیں اور اس میں خاصی گنجائش بھی ہوتی ہے ربڑ کی طرح لچک ہوتی ہے ۔ اگر تھوڑا سا بدل دیجئے تو وہی چیز چھوٹی نظر آتی ہے ۔ اور ذرا کھینچنے سے بڑی نظر آتی ہے ایک لمبی چیز کے پیچھے اس سے بھی لمبی چیز رکھ دیجئے تو وہ چھوٹی نظر آنے لگتی ہے 83 1982ء کے بجٹ میں جو خاص خاص پہلو ہیں ۔ وہ میں عرض کرتا ہوں ہم نے اپنے لیے جو پیمانہ بنایا ہے ۔ وہ ایک سیدھا پیمانہ ہے ۔ اس سے سیدھا راستہ ناپا جا سکتا ہے ۔ اگر کچھ curves یا کچھ گھماؤ ہیں تو وہ ایک سیدھے پیمانے سے ناپے نہیں جا سکتے ۔ ہم نے اپنا پیمانہ اسی لیے نہیں بدلا کہ ہم نہیں چاہتے کہ ہم کسی قسم کی غلط بیانی یا فریب دہی سے کام لیں ۔ ایک سٹیج وہ آ جاتی ہے کہ جب فریب دہی کرتے کرتے انسان خود فریبی میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کے بعد وہ مرض لا علاج ہوتا ہے ۔ اس 421 کروڑ روپے کے پروگرام میں ، جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے ، 43 کروڑ روپے کا وفاقی پروگرام شامل ہے ۔ اس میں سے ایک پروگرام کا ذکر میں کرنا چاہتا ہوں اور وہ ہے دیہی صحت کا پروگرام جس کے تحت بچوں کو کچھ موذی امراض سے بچاؤ کے ٹیکے وغیرہ لگاتے ہیں ۔ بجٹ میں ساری رقم بارہ مہینے کے خرچ کے لیے ہوتی ہے ۔ یہ رقم جو مرکز کی تھی ، یہ صرف 9 مہینے کے لیے تھی ۔ لہذا جولائی ، اگست ، ستمبر میں تو اس پر کچھ خرچ ہونا ہی نہ تھا ۔ یہ چیز ذہن میں رکھیئے گا بارہ مہینوں میں سے تین مہینوں میں تو خرچ ہونا ہی نہ تھا ۔ 73 کروڑ روپیہ ہم نے چار مہینے میں خرچ کیا ہے ۔

ہم بیوروکریٹ کام کرنا بھی جانتے ہیں ، کام نہ کرکے اس کا جواز پیش کرنا بھی جانتے ہیں اور کچھ تھوڑی بہت شعبدہ بازی سے بھی کام لے لیتے ہیں لیکن زبانی جمع خرچ بھی خرچ نہیں ہے ، کاغذی خرچ بھی خرچ نہیں ہے اور وہ خرچ بھی خرچ نہیں ہے جو کسی کی جیب میں پہنچ جائے ۔ خرچ وہی ہے کہ جو زمین پر کام ہوا ہے ۔ یہ 73 کروڑ روپے جو خرچ ہوا ہے اس میں 22 کروڑ روپے کی وہ رقم بھی ہے جس سے پروگرام کے تحت دیہاتوں میں بجلی پہنچانا ہے ۔ اس صورت میں کہ صوبائی حکومت کا محکمہ میونسپلٹیوں سے اگر وہ وہاں کوئی پروگرام شروع کرنا چاہتا ہے تو ان کا حصہ ان سے جمع کرا لیتا ہے اور پھر یہ کام شروع کرتے ہیں ۔ یہ رقم واپڈا کا حصہ ہے یہ رقم واپڈا کو ہم دے دیتے ہیں تو یہ ان کا حق ہے یہ 73 کروڑ روپے کی رقم 95 کروڑ روپے بن جاتی ہے ۔ اور صوبائی حکومت کی کتابوں میں یہ خرچ شمار ہو جاتا ہے ۔ 17 فیصد کی رقم جو ہے اس کا حساب لگا لیجئے کہاں پہنچ جاتی ہے ۔ ہم ایسا کر سکتے تھے ۔ لیکن ہم نے یہ نہیں کیا ۔ اس لیے جب کسی دیہات میں بجلی پہنچے گی ۔ اس کا پہلا قمقمہ لگے گا اور وہاں کے بچے اس کے چاروں طرف جمع ہوں گے اور ان کے چہروں پر مسکراہٹ ہوگی ۔ لیکن ہم نے ایسا نہیں کیا ۔ صوبائی حکومت کے خزانے سے رقم نکلوا کر واپڈا کے خزانے میں پہنچا دینا خرچہ نہیں ۔ ہم نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا ۔ اس سال 9 کروڑ روپے کے ایسے اخراجات تھے ۔ جو نا ممکن تھا کہ ان کو شروع سال سے خرچ کر سکتے ۔ مثلاً نئے اضلاع اور نئے ڈویژنز بنے ہیں گڑی فوسٹ گیٹر میں 40 میل کی سپیڈ سے نہیں چل سکتی ۔ یہ پروگرام 335 کروڑ روپے سے بڑھا کر 421 کروڑ روپے تک لے گئے ہیں ۔ یہ پروگرام جو 421 کروڑ روپے سے شروع کیا گیا تھا ۔ اس میں 130 کروڑ روپے کی ایسی سکیمیں تھیں جو غیر منظور شدہ تھیں جب آپ اس کارکردگی کا پچھلے سال سے موازنہ کر رہے ہیں ۔ تو یہ چیز سامنے رکھیئے جو میں ابھی آپ کو بتا رہا ہوں ۔ پچھلے سال 335 کروڑ روپے کے

پروگرامز میں غیر منظور شدہ سکیموں کی رقم صرف 65 کروڑ روپے تھی اس سال ہم نے 130 کروڑ روپے سے یہ سال شروع کیا ہے کہ لہذا شرح فیصد کو ذہن میں رکھئے گا۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے۔ کہ اگر واپڈا کے پیسے ہم آج دے دیں۔ تو شرح فیصد بہت اونچی چلی جائے گی۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ حقائق پیش کئے جائیں نہ کہ شماریات۔ میں اب محکمہ وار کارکردگی پیش کرتا ہوں۔ یہ تین سال ہیں تاکہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ ہم تیز ہیں یا سست ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ یہ بھی یاد رکھئے کہ دیہی ترقی کے پروگرام کے لیے زیادہ رقم دی گئی ہے۔ لہذا ہمارا کام کچھ ہلکا ہوا ہے۔ اور کچھ آپ کا بڑھ گیا ہے۔ اگر آپ صاحبان کی طرف سے ان دیہاتوں کی لسٹ ان سڑکوں کی۔ ان سکولوں کی دیر سے ملے گی تو ہم انتظار کرنے کے لیے مجبور ہیں۔ جب تک آپ کی طرف سے اجازت نہ ملے ہم کام کی منظوری نہیں دے سکتے۔ یہ چیزیں بھی ذہن میں رکھئے۔ گاڑی کے دو پہیے ہیں گاڑی ایک پہیہ سے کبھی نہیں چل سکتی۔ تین سال کا موازنہ اس طرح ہے کہ پہلے 1980.81ء 1981.82ء 1982.83ء ان تین سال کی رقوم پیش کروں گا آپ اپنے ذہن میں یہ بھی رکھیے گا۔ روپے کروڑوں میں ہیں۔ اگر میں کہوں دس پچاس تو اس کا مطلب یہ ہے۔ دس کروڑ پچاس لاکھ۔

اعداد و شمار

| نام محکمہ | 1980.81ء | 1981.82ء | 1982.83ء |
|---|---|---|---|
| محکمہ زراعت | 8ء63 | 28ء07 | 21ء00 |
| افزائش مویشی | 1ء65 | 1ء48 | 2ء36 |
| جنگلات | 1ء72 | 1ء62 | 2ء12 |
| ماہی پروری | 17 لاکھ | 88 لاکھ | 32 لاکھ |
| غلے کے گودام | 1ء86 | 1ء61 | 1ء29 |
| دیہی ترقی | 5ء72 | 4ء17 | 6ء37 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| آبپاشی | 1ء88 | 3ء04 | 3ء42 |
| سڑکیں اور پل | 5ء59 | 7ء85 | 5ء44 |
| دیہی آب رسانی | 2ء56 | 2ء40 | 2ء90 |
| شہری آب رسانی | 2ء17 | 2ء19 | 2ء62 |
| سرکاری ملازمین کے لیے مکانات | 1ء35 | 1ء17 | 97 لاکھ |
| سرکاری دفاتر | 1ء23 | 86 لاکھ | 1ء06 |
| اربن ڈویلپمنٹ (ایل ڈی اے - ایف ڈی اے وغیرہ) | 6ء6 | 5ء33 | 7ء78 |
| تعلیم | 3ء80 | 2ء80 | 3ء54 |
| صحت | 8ء30 | 9ء50 | 9ء72 |

یہ بڑے بڑے محکمے ہیں میں چھوٹے محکموں کا ذکر نہیں کرنا چاہتا وہ ہزاروں اور لاکھوں میں ہیں - شرح فیصد 20% 23% اور 17½ % ہے - اس ضمن میں یہ بھی ضروری ہوگا کہ ایک چیز عرض کی جائے کہ وفاقی حکومت نے اس پروگرام میں 43 کروڑ روپے کی رقم جو آپ کو بتائی جا چکی ہے دی ہے - جہاں تک سکیموں کی منظوری کا تعلق ہے ان چار مہینوں میں ان کی پوزیشن یہ ہے -

| | | |
|---|---|---|
| جولائی | 22 سکیمیں | ساڑھے آٹھ کروڑ روپے |
| اگست | 26 سکیمیں | ساڑھے پانچ کروڑ |
| ستمبر | 14 سکیمیں | 10 کروڑ 87 لاکھ (تقریباً گیارہ کروڑ) |
| اکتوبر | 54 سکیمیں | 5 کروڑ 90 لاکھ |
| نومبر | | 34 کروڑ 86 لاکھ |
| دسمبر | | 5 کروڑ 60 لاکھ روپے |

اب تک 158 سکیمیں منظور کی جا چکی ہیں جن کی مجموعی رقم 71 کروڑ روپے بنتی ہے ۔ جب کہ یہ سال 85 کروڑ روپے سے شروع کیا گیا ۔ ان سکیموں کی منظوری صوبائی ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی کرتی ہے ۔

میں نے اللہ کے نام سے شروع کیا تھا اور اللہ کے نام پر ہی ختم کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

# سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹیں

**جناب قائم مقام چیئرمین :** خواتین و حضرات ! اگر ہم بحث کو دو بجے تک رکھیں تو ہمارے پاس ڈیڑھ گھنٹہ ہے اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہم سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات کے بارے میں بھی کچھ وقت رکھ سکتے ہیں ۔ تو اس ضمن میں میں آپ سے کچھ مشورہ کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ کہ سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات اور ان پر عملدرآمد کے بارے میں تمام رپورٹیں اراکین کو تقسیم کر دی گئی ہیں اس لیے اگر ان کمیٹیوں کی سفارشات پر عمل درآمد کے سلسلے میں جو اراکین اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں یا کرنا چاہیں گے تو ان کے لیے شائد دس پندرہ منٹ کافی ہوں گے ۔ کیونکہ سبجیکٹ کمیٹیوں کی جو میٹنگز ہو رہی ہیں ۔ انہی میں یہ تمام امور زیر بحث لائے جا سکتے ہیں ۔ اس لیے بجائے اس کے کہ ہم آدھ گھنٹہ سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات کے لیے رکھیں میرا خیال ہے کہ ہم صرف پندرہ منٹ اس کے لیے رکھیں اور باقی جو وقت ہے وہ ہم موجودہ آئٹم پر بحث کے لیے رکھ لیتے ہیں بحث کے لیے وقت کو مختلف حصوں میں تقسیم کرنا ہوگا ۔ سب سے پہلے میری دائیں جانب جو اراکین تشریف فرما ہیں ۔ ان میں سے جو اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں وہ کریں ۔

*مندرجہ ذیل سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹیں :۔

(1) سبجیکٹ کمیٹی برائے صحت ۔

(2) سبجیکٹ کمیٹی برائے مال ۔

(3) سبجیکٹ کمیٹی برائے زراعت ۔

(4) سبجیکٹ کمیٹی برائے امن عامہ ۔

(5) سبجیکٹ کمیٹی برائے آبپاشی و برق قوت ۔

(6) سبجیکٹ کمیٹی برائے محنت ۔

(7) سبجیکٹ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ (حمل و نقل) ۔

(8) سبجیکٹ کمیٹی برائے اطلاعات و ثقافت و سیاحت ۔

(9) سبجیکٹ کمیٹی برائے سوشل ویلفئر و زکواۃ ۔

(10) سبجیکٹ کمیٹی برائے امداد باہمی ۔

(11) سبجیکٹ کمیٹی برائے تعلیم ۔

(12) سبجیکٹ کمیٹی برائے اوقاف ۔

(13) سبجیکٹ کمیٹی برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ۔

(14) سبجیکٹ کمیٹی برائے خوراک ۔

(15) سبجیکٹ کمیٹی برائے جنگلات ، شکاریات و ماہی پروری ۔

(16) سبجیکٹ کمیٹی برائے صنعت و تجارت ۔

(17) سبجیکٹ کمیٹی برائے پرورش حیوانات ۔

(18) سبجیکٹ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔

(19) سبجیکٹ کمیٹی برائے مواصلات و تعمیرات ۔

---

*. سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹیں آخر پر ملاحظہ فرمائیں ۔

# سالانہ ترقیاتی پروگرام 1982-83ء پر عام بحث

**سید محمد عبدالرحمن** (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور) : جناب والا! ہمیں یقیناً اس بات کا اظہار کرتے ہوئے افسوس ہوتا ہے جیسے جناب نے فرمایا کہ بجٹ صرف گورنمنٹ پاس کرتی ہے اور اس پر پنجاب کونسل کی سفارشات کی بھی ضرورت نہیں ۔ یہ قانون جس وقت بنایا گیا اس وقت نہ آپ موجود تھے اور نہ ہم میں سے کوئی موجود تھا ۔ یہ کوئی قابل فخر اور بہت اچھا کارنامہ نہیں ہے ۔ اگر بجٹ پاس کرنا کابینہ کے اختیار میں رکھا گیا ہے یا جناب گورنر کا تو کم از کم اس کی اطلاع یا اس کے متعلق کچھ وضاحت بھی اگر ہو جاتی تو ہم پنجاب کے اجتماعی بجٹ پر اپنا اظہار خیال کر سکتے آخر وہ بجٹ فرشتوں نے نہیں بنایا انسانوں نے بنایا ہے ۔ اس میں کمی بیشی کرنا مفاد مملکت میں تھا ۔ مفاد صوبہ پنجاب میں تھا ۔ اسی طرح جناب کا یہ فرما دینا کہ اس کی کاپیاں پبلک ڈاکومینٹ ہیں اور کوئی بھی لے سکتا ہے تو میں یہاں بھی افسوس سے عرض کرونگا کہ بے شک ہم ان کو لیتے پھریں لیکن گورنمنٹ کی طرف سے اس قدر بھی سہولت نہیں ہے کہ کم از کم پنجاب کونسل کے ممبران کو بجٹ تقسیم کر دیا جائے ۔ یہ بہرحال ایک کمی ہے جسے آپ کو آئندہ دور کرنا چاہیے ۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ اگلے سال کا جو بجٹ ہے اور چونکہ ہمارا آخری سال ہے تو اگر اس میں ہماری رائے کو کوئی وزن دیا گیا تو شائد وہ پنجاب کے پچھلے سالوں کی نسبت زیادہ خوبصورت ، زیادہ مفید اور پبلک کے اعتماد کا بجٹ ہوگا ۔ جو بجٹ ہمارے افسران یا آپ حضرات بناتے ہیں اس کے پیچھے کوئی پبلک کی خوشنودی نہیں ہوتی اور پھر ہر ڈویژن والوں نے یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ جہاں ہمارے صوبہ پنجاب کا بجٹ درست ہو وہاں جو ہماری ڈویژن کو یا ڈسٹرکٹ کو allocation ہو رہی ہے کیا وہ منصفانہ ہے ؟ اس سے بھی ہمیں محروم رکھا جاتا ہے کہ ہم یہ بھی نہ کہہ سکیں کہ لاہور کا جو بجٹ ہے وہ صحیح ہے ۔ بہاول پور کا جو بجٹ ہے وہ کم ہے ۔ کم از کم

پنجاب کونسل میں تو اس پر بات ہونی چاہیے ۔ اس وقت جناب گورنر صاحب نہیں ہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ کم از کم ہمارے جذبات ان تک پہنچا دیجئے گا کہ بہتر یہی تھا کہ پہلے اس کو یہاں اس معزز ایوان میں پیش کیا جاتا ۔ اس سے سفارشات لی جاتیں ۔ اگر اس کے قابل نہیں سمجھا گیا تو کم از کم کوئی موقع ایسا ہونا چاہیے جس پر یہ معزز ایوان اپنے بجٹ کے متعلق اظہار خیال کر سکے ۔

جہاں تک ہمارے اے ڈی بی کے چیئرمین کا تعلق ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ بڑے فاضل آدمی ہیں ۔ چونکہ وہ کروڑوں لاکھوں روپے کا چکر ہے اور پھر اس میں الاسٹک اور ربڑ وغیرہ کا سارا معاملہ ہے اور وہ بڑے تحمل سے اپنی باتیں ہمیں سنا رہے تھے ۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہمیں ہی سمجھنے میں دقت پیش آ رہی تھی ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں اب بھی وقت ہے کیونکہ چھ مہینے گزرے ہیں تو اب بھی پنجاب کا بجٹ اس سیشن میں دے دیں تو میرا خیال ہے کہ بڑی اچھی بات ہوگی اور اس میں کوئی برائی نہیں ہے ۔ آپ کو بھی کم از کم خیال آیا ہوتا تو کچھ ناخوش گوار فریضہ جو آپ نے سرانجام دیا ہے اس کی شائد ضرورت پیش نہ آتی ۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ** (چیئرمین ضلع کونسل بہاول پور) : جناب چیئرمین ! بجٹ کو اس ہاؤس میں پیش کرنا یا اس فاضل ہاؤس کی رائے لینا بہرحال حکومت کا اپنا بھی معاملہ ہے ۔ میں تو صرف اتنا عرض کروں گا کہ اس فاضل ہاؤس کی رائے لی جائے تو یہ ملک و ملت کے لیے بہرحال فائدہ مند ہوگا ۔ جہاں تک اس آئٹم کا تعلق ہے اس میں پورے فاضل ہاؤس نے رائے دی ہے کہ اس میں پہلے ہی ایجنڈا دینا لازمی تھا تاکہ ہم اس پر پوری بحث کر سکیں ۔ اس میں کافی وضاحتیں آئی ہیں ۔ وزیر قانون صاحب نے بھی وضاحت فرمائی ہے اور باقیوں نے بھی وضاحت فرمائی ہے ۔

تو میں معذرت کے ساتھ یہ عرض کروں گا کہ اس فاضل ہاؤس کی دو کیٹیگریز ہیں ۔ ایک تو الیکٹیڈ ممبران ہیں اور دوسرے نامزد ممبران ۔ تو جیسے یہ توضیح کی گئی ہے کہ ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل رابطہ کمیٹی میں چیئرمین ضلع کونسل یا میونسپل کمیٹی ، ممبران ہیں تو میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ یہاں کے جو فاضل نامزد اراکین ہیں وہ اس کے ممبران نہیں ہیں اس لیے یہ اتنا اہم ڈاکومینٹ جس میں صوبہ بھر میں جتنا اے ڈی پی خرچ ہوتا ہے وہ زیر بحث آ رہا ہے ۔ تو کم از کم ہمیں ایک رات پہلے یہ ڈاکومینٹ دے دیا جاتا تو ہم اس فاضل ہاؤس میں بیٹھ کر یہ ضرور عرض کر سکتے کہ فلاں محکمے نے اتنی utilization کیسے کی ہے ۔ غلط کی ہے یا صحیح کی ہے ۔ فلاں ڈویژن میں کتنا خرچ ہوا ہے ۔ اب یہاں ایک صوبہ کا پورا structure ہمیں پیش کر دیا گیا ہے ۔ ہمیں کم از کم یہ پتا نہیں ہے کہ جنگلات نے اتنا خرچ کیا ہے ۔ فلاں نے اتنا کیا ہے ۔ میں جناب وزیر قانون کی اس تجویز سے اس حد تک اتفاق کرتا ہوں کہ اے ڈی پی کا تعلق ڈویژنل رابطہ کمیٹی اور ضلعی رابطہ کمیٹی سے ضرور ہے ۔ لیکن وہ اپنے ضلع اور ڈویژن تک ہے ۔ یا بجٹ جب چھپ کر آتا ہے اس میں allocation ضرور ہوتی ہے لیکن utilization کا ہمیں پتا نہیں ہوتا کہ کس ڈویژن یا کس ضلع میں کتنی ہوئی ہے ۔ تو یہاں اگر ڈسٹرکٹ وائز یا ڈویژن وائز دے دیا جاتا اور یہ ڈاکومینٹ کم از کم جیسے کل ہم آئے ہیں دے دیا جاتا تو یہاں ہمیں پتا ہوتا کہ ہمارے ضلع میں یا ڈویژن میں کس کس محکمے نے اچھا کام کیا ہے اور کس نے نہیں کیا ۔ ہمارا مقصد یہی تھا کہ بجٹ فاضل ہاؤس میں پیش کیا جائے جس کی کارکردگی اچھی ہے اس کو سراہا جائے اور جس کی کارکردگی صحیح نہیں ہے اس کو دیکھا جائے کہ وہ ایسا کیوں نہیں کر رہا ہے جس سے کارکردگی اچھی ہو ۔ یہ تمام لوگ جو ایگزیکٹو سائڈ پر بیٹھے ہیں اور فاضل ہاؤس کے ممبران بھی بیٹھے ہیں یہ ان کوتاہیوں کی نشاندہی کر سکیں جو utilization میں ہوئی

ہیں - کم ہوئی ہیں یا جو بھی ہوئی ہیں - تاکہ آئندہ اس پر عمل کیا جائے - ہم لوگ اور آپ لوگ بھی بڑے اہم لوگ ہیں - ہم بھی کافی کام چھوڑ کر آئے ہیں - کافی عرصہ کے بعد ہم لوگ یہاں بیٹھتے ہیں - تو اب یہاں صرف بیٹھ کر چپ کر کے چلے جانا میرے خیال میں ہماری جو الیکٹوریٹ ہے وہ بھی ہمیں پکڑے گی کہ آپ وہاں بیٹھے رہے اور اے ڈی بی ڈسکس ہوتا رہا اور آپ نے کیا کیا - تو ان کو وہاں ہم کوئی justification نہیں دے سکتے کہ ہمارے پاس ایجنڈا نہیں تھا - یہ بہت اہم ڈاکومینٹ ہے اس کے متعلق بہرحال جو سوالات اور دلائل ہیں ان کو اس ڈاکومینٹ کے دیکھے بغیر زیر بحث لانا ممکن نہیں ہے - اس کے علاوہ اگر آپ وقت دوبارہ دیں گے تو ہم ضرور عرض کریں گے -

میں جناب والا ! بی اینڈ ڈی کے چیئرمین سے عرض کروں گا کہ وہ تھوڑی سی یہ روشنی ڈالیں کہ جو allocation اپ ڈویژن واٹز کرتے ہیں اور جبکہ ڈویژنل رابطہ کمیٹی کو بھی اختیارات ہیں - ضلعی رابطہ کمیٹی کو بھی اختیارات ہیں اور محکموں کو بھی اختیارات ہیں - تو اس میں جو تاخیر ہوتی ہے کیا اس میں یہ وجوہات تو نہیں ہیں کہ اس کی administrative approval جو ہے وہ محکمے کے سربراہان یہاں سے کرتے ہیں - اس کے شیئرز کی فنڈنگ یہاں سے بھیجی جاتی ہے - مثال کے طور پر ڈویژنل رابطہ کمیٹی میں 25 لاکھ روپے تک کی سکیمیں زیر بحث آ سکتی ہیں اور ضلعی رابطہ کمیٹی میں 15 لاکھ روپے تک کی سکیمیں - تو اس کی تاخیر کی یہی وجوہات ہو سکتی ہیں کہ ڈویژنل رابطہ کمیٹی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ 25 لاکھ روپے تک کی سکیموں کی ایڈمنسٹریٹو approval دے سکے - وہاں پر جب یہ ڈسکس ہوتی ہیں تو متعلقہ محکمے سے جب پوچھا جائے کہ فلاں سکیم کی utilization صحیح کیوں نہیں ہے - وہ کہتے ہیں کہ اوپر سے ایڈمنسٹریٹو approval نہیں آئی ہے یا فلاں چیز نہیں آئی ہے - اس لیے یہ وضاحت فرمائیں کہ کیا طریقہ ہے پیسے بھیجنے کا اور اس کی

utilization کا اور اس کا پروسیجر کیا ہے ۔ ایڈمنسٹریٹو approval یہاں سے جاتی ہے ۔ کتنی حد تک جاتی ہے ۔ تاکہ فاضل ہاؤس پھر اس پر کوئی واضح دلائل دے سکے ۔ شکریہ ۔

جناب محمد وثیق خان ۔ (وائس چیئرمین ضلع کونسل ۔ اٹک) : جناب چیئرمین ! گورنر صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جہاں پر ظلم اور زیادتی ہو تو وہاں کے لوکل کونسلر صاحبان اس کو ہمارے نوٹس میں لائیں اور آواز اٹھائیں ۔ میں سب سے پہلی زیادتی جو کہ پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ کی طرف سے ہمارے ساتھ ہو رہی ہے اس کے خلاف آواز اٹھانا چاہتا ہوں ۔ ہماری تحصیل جو اٹک ضلع میں ہے اور سب سے بڑی تحصیل ہے تحصیل اٹک ۔ اس پر پانچ سال کے لیے وہاچ الیکٹریفکشن پر پابندی لگا دی گئی ہے ۔ اس طرح تو یہ ہوا کہ جیسے گلبرگ لاہور شہر میں بجلی سب سے زیادہ ہے یا بہت زیادہ ہے اس لیے باقی شہر والوں کو بجلی نہ دی جائے ۔ کچھ بھی حساب ہماری تحصیل سے بھی کر دیا گیا ہے ۔ آپ چونکہ اس ضلع سے تعلق رکھتے ہیں ۔ ٹھیک ہے میرے علاقہ میں بہت سے گاؤں کو بجلی دی گئی ہے ۔ لیکن ساتھ ہی دو تھانے ہیں ۔ تھانہ حسن ابدال اور تھانہ صدر ۔ ان میں بھی وہی پوزیشن ہے ۔ جو کہ باقی تحصیلوں میں ہے ۔ ان پر بھی بھی مہربانی فرمائیں ۔ میں چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ جس وقت پالیسی بنائی جائے ۔ اس وقت آپ اپنے ذہن میں اپنی سوچ میں ذرا پاکستانیت بھی رکھا کریں ۔ ایک پوری تحصیل کے ساتھ یہ ظلم ہو رہا ہے ۔ ہم اس علاقے سے منتخب ہو کر آئے ہیں ۔ لوگ اب ہمیں یہی کہتے ہیں کہ آپ سے یہی ہوا ہے ہم نے آپ کو ووٹ دئیے تھے اور آپ کو اوپر بھیجا تھا اور آپ نے پانچ سال کے لیے Ban لگوا دیا ہے ۔ جناب یہ پانچ سال کے لیے Ban لگانا درست نہیں ہے ۔ ٹھیک ہے کہ ہمیں بجلی زیادہ ملی تھی ۔ ہم اس وقت فرنٹیئر کے ساتھ تھے ہمارا علاقہ فرنٹیئر سے ملا ہوا تھا ۔ اس میں ہمیں 1951ء میں بجلی ملنی شروع

ہوئی تھی ۔ باقی علاقوں کو 1957ء کے بعد سے ملنی شروع ہوئی تھی ۔ جناب والا ! یہ چھ سال کا gap بھی مدنظر رکھیں ۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ Ban اٹھایا جائے ۔ یہ معاملہ ہمارے ضلع کونسل میں بھی ڈسکس ہوا ۔ کمشنر صاحب بھی وہاں آئے ہوئے تھے آپ بھی وہاں آئے ہوئے تھے ۔ لوگ اب اس چیز پر بہت ناراض ہیں ۔ مہربانی کرکے اس Ban کو آج ہی اعلان کرکے اٹھایا جائے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** شیخ غلام حسین ۔

**شیخ غلام حسین** (میئر میونسپل کارپوریشن ۔ راولپنڈی) : جناب والا ! آج آپ نے یہاں رولنگ دی ہے ۔ اس کی میں تھوڑی سی وضاحت چاہوں گا ۔ یہ درست ہے کہ بجٹ پاس کرنے کی یہ کونسل مجاز نہیں ہے اور نہ ہی اس کے اختیار میں ہے ۔ لیکن طریقہ کار کے مطابق یہ ہے کہ ہم لوگ جب لوکل کونسلوں کے بجٹ پاس کرتے ہیں ۔ اس میں تو وہ کونسل بجٹ پاس کرنے کی مجاز ہوتی ہے اس لیے تمام ممبران کو بجٹ کی کاپیاں مہیا کی جاتی ہیں چونکہ یہاں وہ طریقہ کار نہیں ہے اور نہ ہی میں اس پر معترض ہوں ۔ لیکن میں اتنا ضرور کہوں گا کہ بجٹ پاس کرنے کا تو نہ اس کونسل کو اختیار ہے اور نہ ہوگا ۔ لیکن اس وجہ سے کہ کیونکہ ان کو اختیار نہیں ہے اس لیے یہ ضروری ہوگیا ہے کہ اس بجٹ کی کاپی ان ممبران کو مہیا کی جائیں تاکہ وہ پورا سال اگر اس بجٹ پر بات کرنا چاہیں تو کر سکیں ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن ممبران نے آپ کی توجہ دلائی ہے ۔ ان تمام ممبران کو بجٹ کی کاپی مہیا کی جائے ۔ آپ کا ارشاد یہ تھا کہ کاپیاں حاصل کی جا سکتی ہیں ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حاصل کرنا مناسب نہیں ہے ۔ بلکہ کونسل کی کارروائی کو بہتر طور پر چلانے کے لیے یہ ضروری ہے کہ تمام ممبران کو ایک ایک کاپی فراہم کی جائے ۔ ایک تو میری یہ گزارش ہے ۔

دوسرے آپ کا یہ ارشاد تھا کہ چونکہ بجٹ میں ڈسٹرکٹ کونسل کے

چیئرمین جو کہ ڈویژنل رابطہ کمیٹی کے ممبر ہیں ان کو علاقہ میں ہر ضلع میں مختص کی گئی رقم سے آگاہ کیا جاتا ہے - اس لیے یہاں چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ نے جو سالانہ ترقیاتی پروگرام پیش کیا ہے - اس پر کوئی بات کرنا مناسب نہیں ہے - یہ جناب کا ایک رولنگ تھا -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں - یہ نہیں -

**شیخ غلام حسین** - جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں - مجھے ذرا اس کی وضاحت کرنے دیں آپ ایک ہی مرتبہ پھر جواب دے دیں - میں یہ سمجھتا ہوں کہ کوئی ایسی بات جو اس کونسل کے سامنے پیش کرتے ہیں وہ متعلقہ پیش کریں - اگر یہ غیر متعلقہ ہے تو اس کو پیش ہی نہ کریں - جو پیش ہو جائے گی وہ یقیناً متعلقہ کہلائے گی - اگر تو وہی جو جناب کا ارشاد ہے کہ 27 جو ڈسٹرکٹ ہیں (اب پتہ نہیں کہ 27 ہیں یا 28 - میں اپنے حلقہ سے کافی دریافت کر چکا ہوں - تصدیق نہیں ہو سکی ہے کہ 27 ہیں یا 28 ہیں - بہر حال جو مگرز بھی ہیں) - یا تو ان اضلاع کے ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین حضرات کو بلا کر آپ یہ ساری فگرز ان کے سامنے پیش کر دیتے - ہمیں یا دیگر ممبران کو اس میں آنے کی ضرورت نہ پیش آتی اور اگر ہمارے سامنے ایک رپورٹ پیش کی گئی ہے - تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا یہ حق ہے - کہ اس پر بات کی جائے - اس لیے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ بات متعلقہ ہے اور تمام پنجاب کونسل کے ممبران سے متعلقہ ہے - اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ان کا حق ہے اور جن حضرات نے اس پر بات کی ہے - وہ درست ہے - میں اصل میں آج کان کی اذیت کی تکلیف میں مبتلا ہوں اس لیے میں بولنا نہیں چاہتا تھا - لیکن یہ چونکہ بات آپ کی رولنگ کی آ گئی - اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ بات واضح ہو جائے - جو بات بھی اس کونسل کے ممبران کے سامنے پیش کی جائے گی تو وہ یقیناً متعلقہ بن جائے گی - اگر غیر متعلقہ ہے تو بھی پیش ہونے کے بعد وہ یقیناً متعلقہ کہلائے گی - اس لیے یہ کہنا کہ صرف چیئرمین ضلع کونسل کو معلومات بھجوا دی جاتی ہیں کافی نہیں ہے -

مثلاً میں اپنے لیے اس لیے بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر میرے پاس بجٹ کی کاپی ہو تو اس میں سے میں یہ دیکھ سکتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے جو سو کروڑ روپیہ محکمہ تعلیم کو دیا ہے اس میں سے راولپنڈی کے ضلع کو کیا دیا گیا ہے ۔ اب مجھے اس کے بارے میں قطعاً کوئی علم نہیں ہے کہ سو کروڑ روپے میں سے راولپنڈی کو کچھ ملا ہے یا نہیں ملا یا کسی ایک ہی ضلع کو ساری گرانٹ دے دی گئی ہے ۔ اس بارے میں مجھے کچھ علم نہیں ہے ۔ ہمارے ہاں لوکل کونسلوں میں تو جو تمام اس کے ممبران ہوتے ہیں وہ اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ صاحب ہمیں تو برابر برابر کچھ نہ کچھ رقوم دی جائیں تاکہ ہمارے ہاں تمام کام پورے ہو سکیں ۔

جناب والا ! ایک چیز کی اطلاع اور معلومات میرے پاس نہیں ہیں تو پھر میں اپنے شہر کے بارے میں کس طرح سے بات کر سکوں گا کہ حکومت کی طرف سے دی گئی رقم ، سیوریج کے لیے ہے ؟ واٹر سپلائی کے لیے ہے یا ایجوکیشن کے لیے ہے ۔ سڑکوں کے لیے راولپنڈی کو نظر انداز کیا گیا ہے یا پھر اس کے ساتھ مہربانی کی گئی ہے ۔ اس لیے میں پھر استدعا کروں گا کہ بجٹ کی کاپی تمام ممبران کو دینا از حد ضروری ہے تاکہ اس کی روشنی میں یہاں آ کر کوئی بات کر سکیں اور یہی چیز میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا ۔ آپ نے جو رولنگ دی ہے اس کی بھی وضاحت فرما دیں میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تمام ممبران کا حق ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** مجھے افسوس ہے کہ فاضل رکن نے میری وضاحت کو اچھی طرح سے سمجھنے کی کوشش نہیں کی ۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ بجٹ پاس ہونے کے بعد اس کی کاپی پبلک ڈاکومینٹ بن جاتی ہے ۔ ہر شخص وہ کاپی حاصل کر سکتا ہے ۔ میں نے یہ عرض کیا تھا اور اس کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ اگر اس مجلس کے اراکین میں سے کوئی رکن اس کاپی کو حاصل کرنا چاہے یا اس نے حاصل کرنے کی کوشش کی ہوتی

تو وہ یقیناً حاصل کر سکتے تھے ۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ہمارے بعض معزز اراکین کو اپنے ضلع کونسل ، کارپوریشن یا میونسپل کمیٹی کے بجٹ کے مطالعہ سے فرصت نہ ملی ہو اور اس بات کی انہوں نے ضرورت نہ سمجھی ہو۔ اگر وہ شوق رکھتے تو یقیناً کاپی حاصل کر سکتے تھے ۔ لیکن انہوں نے بجٹ کی کاپی حاصل کرنا ضروری نہ سمجھا ۔

مزید براں جیسا کہ میں نے عرض کی اس مجلس کا ایجنڈا آج سے پندرہ روز قبل تمام معزز اراکین کی خدمت میں بھیج دیا گیا تھا اور تمام امور جو کہ زیر بحث لانا مقصود تھے ان کا ذکر کر دیا گیا تھا ۔ ان پندرہ دنوں کے اندر اگر کوئی معزز رکن بجٹ کے بارے میں اور ان امور کے بارے میں جو کہ یہاں زیر بحث لانا مقصود تھے جاننا چاہتے تو ان پندرہ دنوں کے اندر وہ بجٹ کی کاپی حاصل کر سکتے تھے ۔ بلکہ آسانی سے حاصل کر سکتے تھے اور اس میں کوئی دقت یقیناً ان کو پیش نہیں آ سکتی تھی ۔

تیسری میں نے گذارش یہ کی تھی کہ اگر اس سے قبل بجٹ کی کاپی چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل یا میونسپل کمیٹی یا صوبائی کونسل کے اراکین کو نہیں بھیجی جاتی تو اس بات پر غور کیا جا سکتا ہے کہ آئندہ سے بجٹ کی کاپی نہ صرف انہیں بلکہ تمام اراکین اسمبلی کو بجٹ پاس ہونے کے بعد بھیج دی جائے ۔ لیکن قطع نظر اس بات کے کہ وہ کاپی ان کو بھیجی گئی یا نہیں قطعی کوئی بات ایسی مانع نہیں تھی کہ وہ بجٹ کی کاپی حاصل نہ کر سکتے ۔ بالخصوص اس صورت میں کہ پندرہ روز قبل ان کو یہ علم ہوگیا تھا کہ یہ امور زیر بحث آنے ہیں اور اس پر بحث ہونی ہے اگر وہ چاہتے تو وہ کاپی حاصل کر سکتے تھے ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) :** جناب والا ! میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کونسل کے ممبر ہر اجلاس کے ممبر ہوتے ہیں اور رابطہ کمیٹی میں

شامل ہوتے رہتے ہیں - باقی رہی بجٹ کی بحث میں فاضل ممبر کو یاد دلاؤں گا کہ ہم مئی کے طویل اجلاس میں اپنی اپنی ضروریات اور مسائل پر بحث کر چکے ہیں کہ کس ڈسٹرکٹ میں کتنی سڑکات چاہئیں ، کتنی بجلی چاہیے ، کتنے سکولز چاہئیں اور جون میں جو بجٹ بننا تھا وہ اس بات کی غمازی تھی اور گورنر پنجاب خود سننا چاہتے تھے کہ پنجاب کے کس کس ضلع میں کس کس چیز کی ضرورت ہے - چونکہ اجلاس 4 دن جاری رہا اور اس پر کافی بحث ہوئی - بلکہ اس کے لیے رات کو بھی اجلاس ہوتا رہا اور اس کے بعد ہی گورنمنٹ نے بجٹ بنایا ہے - یہ ٹھیک ہے کہ جو بجٹ کا طریقہ کار ہے وہ یہی ہے کہ گورنر پنجاب وزراء اور محکمہ جات کے افسران اس کو بیٹھ کر بنا لیتے ہیں - یہ بات بھی درست ہے کہ اگر بجٹ بنا کر کونسل کے سامنے پیش کیا جاتا تو بہتر تھا مگر جب کونسل کو یہ اختیار ہی نہیں ہے کہ وہ کسی مد میں کوئی تبدیلی کر سکے تو پھر اسے یہاں پیش کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے - بجائے اس بات کے کہ بجٹ بننے سے پہلے جتنی بھی بحث کی جا سکے اس پر کر لی جائے تاکہ اس کی ضروریات کے مطابق بجٹ بنے -

جناب والا ! ابھی میرے ایک فاضل دوست نے تحصیل کے لیے بجلی کی بات کی ہے - جہاں میں ان کی تائید کروں گا وہاں میں یہ بات بھی ضرور کروں گا کہ کیا میرے ملک کے اندر بجلی کی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے ؟ جہاں تک میرا علم ہے ہمارے دریاؤں کی سطح 2 سے 4 فٹ تک گر چکی ہے اور بجلی کی پیداوار میں اضافے کی بجائے کمی ہو رہی ہے - اس کے علاوہ سوئی گیس کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں - صدر پاکستان نے فیصل آباد میں ایک محلہ گلستان کالونی کے لیے خود فرمایا تھا کہ اس کو سوئی گیس مہیا کر دی جائے - مگر ہم یہ سمجھتے ہیں کہ سوئی گیس میں اتنی کمی آ چکی ہے کہ اب 30 فیصد کٹ لگا دی گئی ہے اور ہم یہ وجوہات دیکھ بھی رہے ہیں - یہاں بہت سی مجبوریاں ہیں - ممبران صاحبان اپنے ضلع کے لیے اپنے ووٹرز کے لیے جہاں یہ مطالبات پیش کرتے ہیں ان کے ذہن میں یہ بات

بھی ہونی چاہیے کہ ہمارے ملک کے اندر پیداوار میں اضافہ ہوا ہے یا نہیں ؟ ہم نے اپنی کوٹھیوں میں چالیس چالیس قمقمے جو زیادہ جلا رکھے ہیں ان میں سے 20 بلب ہم نے کم کر دیے ہیں یا نہیں ؟ اسی سوچ سے اگر ہم پورے پنجاب کے اندر ایک ایک گھر سے تین چار بلب اتار لیں تو میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارا بجلی کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور وہ بجلی جو کل صنعت کے لیے مسئلہ بنے گی اس بچت سے وہ صنعتیں چلتی رہیں گی۔ ہمیں اپنی آبادیوں کے اندر ہمیں اپنے گلی کوچوں کے اندر یہ سوچ پیدا کرنی ہوگی کہ ملک کی ضروریات کیا ہیں ؟ ہماری ذمہ داری کیا ہے ؟ ہم جہاں مطالبات پیش کرتے ہیں وہاں اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہیں کرتے۔ ابھی ابھی جو تعلیم سے متعلق رپورٹ پیش کی ہے میں نے یہ سوچا ہے کہ ابھی چار ماہ میں اس کی رفتار کچھ گری ہے۔ وزیر تعلیم جو اتنے جوان ہیں ان کے اندر کام کرنے کی پوری صلاحیت موجود ہے اور وہ ہر دیہی آبادی تک خود پہنچتے ہیں ، خود ان کا تعلق بھی دیہی آبادی سے ہے۔ میں ان سے یہ التجا کروں گا کہ وہ اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام پر نظر رکھیں۔ تاکہ تعلیم کی مد میں جو رقم مختص کی گئی ہے اس کا کوئی پیسہ ضائع نہ ہونے پائے۔ یہ گورنر پنجاب اور میرے صدر محترم کا خیال ہے کہ اس ملک کے اندر تعلیم دی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ جو دفاتر گورنمنٹ کے لیے بنائے جا رہے ہیں یہ ایک اچھی بات ہے۔ میں محکمہ سے یہ بھی درخواست کروں گا کہ دیکھیں کتنی بلڈنگیں کرایہ پر ہیں۔ کیونکہ آپ کے بجٹ کا 25 فیصد حصہ کرایہ کی شکل میں جا رہا ہے۔ آپ بے شک کچے دفاتر بنا لیں چھوٹے چھوٹے برآمدے بنا لیں لیکن اپنے محکموں کو اپنے دفاتر میں لے جائیں تاکہ وہ پانچ پانچ چھ چھ ہزار روپیہ کرایہ جو ایک ایک دفتر کے لیے جاتا ہے خزانے پر بوجھ ہے۔ مجھے توقع ہے کہ آئندہ ہاؤسنگ سکیم میں اس بات کو مد نظر رکھا جائے گا۔ وزیر ہاؤسنگ سے پوچھتے کہ ان کے اپنے دفاتر کہاں کہاں پر ہیں جو دوسروں کو کوٹھیاں مہیا کرتے ہیں۔

ان کے اپنے دفاتر بھی کرایہ پر ہیں ۔ اس طرح پولیس کے دفاتر بھی کرایہ پر ہیں ، محکمہ مال کے دفاتر بھی کرایہ پر ہیں ۔ خدا کے لیے آپ چھوٹی چھوٹی اور سستی بلڈنگیں بنائیں مگر کرایوں سے ہمیں نجات دلائیں تاکہ ہمارے خزانے پر بوجھ نہ رہے ۔ باقی بحث کل ہوگی شکریہ (قہقہہ) ۔

**جناب سردار خورشید** (وائس چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) : جناب والا ! مجھے اس بات کی وضاحت مطلوب ہے کہ جو الیکشن آنے والے ہیں ان کے متعلق انہوں نے کہا تھا کہ فہرستیں مکمل ہو جائیں گی اور ان پر الیکشن ہوں گے ۔ پہلے 1981ء کی مردم شماری کے مطابق حلقہ بندی ہوئی تھی لیکن اس کے بعد پندرہ روز کے اندر اندر یہ تبدیلی آ گئی کہ 1972ء کی مردم شماری کے مطابق حلقہ بندیاں تجویز کر کے بھیجی جائیں ۔ مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ 10 سال پیچھے جانے کی کیا ضرورت ہے ۔ کیونکہ الیکشن نئے ہو رہے ہیں ۔ 1981ء میں مردم شماری ہو چکی ہے اور اس کے مطابق فہرستیں تبدیل ہو گئی ہیں تو انہی کے مطابق حلقہ بندیاں کی جائیں نہ کہ 1972ء کے مطابق کی جائیں ۔ میرے خیال میں اس میں تو کوئی گنجائش نہیں ہے ۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ اس کی وضاحت کی جائے کہ کونسی مردم شماری کے مطابق الیکشن مطلوب ہیں ۔

**رانا نذیر احمد خان** (وائس چیئرمین ضلع کونسل ۔ گوجرانوالہ) : جناب چیئرمین و ممبران صوبائی کونسل ہم اس وقت سالانہ ترقیاتی پروگرام کا جائزہ لے رہے ہیں ۔ میں اس کے متعلق یہ تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی utilization زیادہ سے زیادہ ہونی چاہیے ۔ جناب والا ! اس سے پہلے پاکستان کے مالیاتی سال مئی سے شروع ہوتے تھے کیونکہ ہمارے موسمی حالات اس قسم کے ہیں ۔ مئی اور جون میں تقریباً تمام راستے کھلے ہوتے ہیں ۔ سڑکوں کی تعمیر کا کام اس موسم میں زیادہ ہو سکتا ہے ۔ اب ہمارے مالیاتی سال جولائی سے شروع ہوتے ہیں ۔ جب محکمہ مواصلات و تعمیرات کام ایوارڈ کرتا ہے تو اسے اس بات کو مدنظر رکھنا چاہیے کیونکہ ان

دنوں میں دیہاتی علاقہ فصل خریف کی وجہ سے بند ہو جاتا ہے اور اس کے بعد جب فصل خریف کٹتی ہے تو ربیع کی فصل شروع ہو جاتی ہے ۔ میں نے یہ مشاہدہ بھی کیا ہے اور میرے ضلع گوجرانوالہ میں اس سال محکمہ مواصلات نے جن سڑکوں کی منظوری دی تھی ۔ اس پر ابھی تک مٹی ڈالنے کا کام بھی نہیں ہو سکا ۔ کیونکہ سائیڈ سے ٹھیکیدار مٹی حاصل نہیں کر سکا ۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ ایک خاکہ ، جائزہ جو ہمارے پاس ہوتا ہے کہ اس سال اتنی رقم ٹاؤن تا مارکیٹ روڈ یا دوسری سڑکوں کے لیے دینی ہے ان باتوں کو مدنظر رکھ کر دینی چاہیے ۔ اگر کام کی الاٹمنٹ ٹھیکیدار کو مئی کے مہینے میں کر دی جائے ۔ کاغذی کارروائی پہلے ہو جائے تاکہ جون اور جولائی کا کچھ وقت بچ جائے اس طرح باقی سارا سال اس پر پتھر ڈالنے کا کام ہو سکتا ہے ۔ ہم نے اپنے ضلع گوجرانوالہ میں دیکھا ہے کہ اس سال 25.20 میل سڑک میں سے ایک فٹ بھی ابھی تک تعمیر ہونا شروع نہیں ہوئی ۔ ٹھیکیدار اور محکمہ بھی کہتا ہے سائیڈ پر فصلات ہیں اس لیے مٹی ڈالنے کا کام نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ اس بات پر غور فرمایا جائے اور ٹاؤن ٹو مارکیٹ روڈز کی utilization زیادہ حاصل کی جا سکتی ہے ۔

دوسرے نمبر پر میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ گورنر صاحب نے مسجد سکول کا ذکر کیا تھا ۔ اس میں ایک دقت یہ ہے کہ ہمارا سب کا جو مذہبی رجحان ہے ، ہم دیکھتے ہیں کہ ہم کسی غیر مسلم کو مسجد میں داخل ہونے نہیں دیتے تو پھر غیر مسلموں کے بچے کیسے مسجد میں تعلیم حاصل کریں گے اس کی بھی کوئی وضاحت ہونی چاہیے ۔

**ڈاکٹر ظفر اقبال (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی ، اوکاڑہ)** : جناب چیئرمین، معزز خواتین و حضرات ! میں اس ہاؤس کی وساطت سے عرض کروں گا کہ میرا تعلق اوکاڑہ سے ہے اور یہ سب ڈویژن ایک نئے ضلع کی حیثیت سے معرض وجود آیا ہے ۔ آج چونکہ اس اجلاس کو بجٹ کا اجلاس سمجھا جا

رہا ہے ۔ اس میں سالانہ ترقیاتی پروگرام ڈسکس ہو رہا ہے اور ہوگا جناب میں پلاننگ والوں سے یہ پوچھنے کی جسارت کروں گا کہ اوکاڑہ کی ایک دیرینہ خواہش ہے اور ایک ضرورت ہے یعنی اوکاڑہ کی ڈیڑھ لاکھ آبادی کو ریلوے لائن کے اوپر over head bridge کی اشد ضرورت ہے اور موجودہ ریلوے پھاٹک عوام کے چھ چھ گھنٹے ضائع کرتا ہے ۔ شہر کے درمیان میں سے ریلوے لائن گزرتی ہے اور یہ لائن تین پھاٹکوں پر سے ریلوے کراسنگ ہوتی ہے ۔ ارباب اقتدار اوکاڑہ visit کرتے رہتے ہیں اور ان کو بھی اس صعوبت کو برداشت کرنے کا شاید موقع ملا ہو تو میں اس ہاؤس کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ اوکاڑہ کو اس صعوبت اور تکلیف سے بچایا جائے ۔ چونکہ چوبیس گھنٹوں میں 35 دفعہ وہ پھاٹک بند ہوتا ہے اور چھ گھنٹے اوکاڑہ کے عوام کے ضائع ہوتے ہیں تو اس سالانہ ترقیاتی پروگرام میں over-head bridge اوکاڑہ کے لیے ضرور ہونا چاہئے اور اس کی اشد ضرورت ہے اور میں اس پر اکتفا کرتا ہوں ۔

**جناب محمد اکرم چوہدری** (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ، ساہیوال) : جناب چیئرمین ۔ جیسا کہ کافی فاضل دوستوں نے آج کی بحث میں حصہ لیا تو میں نے جیسے پہلے بھی عرض کیا کہ میں آج پہلی دفعہ یہاں حاضر ہوا ہوں ۔ میں یہاں کی بحث سے تو واقف نہیں ہوں لیکن میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ میرے فاضل دوست کراچی سے چلتے ہیں اور یکدم اسلام آباد پہنچ جاتے ہیں ۔ اسلام آباد وہیں چھوڑتے ہیں کہیں اور دور پہنچ جاتے ہیں تو اس سلسلہ میں میری یہ گزارش ہے کہ ایک پوائنٹ جو شروع ہو وہی زیر بحث آئے اسے مکمل کر لیں اور اس پر صاحب صدر کی رولنگ آنی چاہئے پھر اس کے بعد نیا پوائنٹ زیر بحث آنا چاہئے اور ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ کچھ فاضل دوست کسی پبلک جلسے میں خطاب کر رہے ہیں ۔ اسے صوبے کا سب سے بڑا الیکٹیڈ ادارہ کہہ لیں یا nominated ادارہ کہہ لیں ۔ سب دوست اس کے ممبر کی حیثیت سے بیٹھے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں یہ دیکھنا

ہوگا یا یہ وضاحت مانگنا ہوگی کہ اس ادارے کی حیثیت کیا ہے اور آپ کس پوزیشن میں بیٹھے ہیں آپ کا کام کیا ہے ۔ جیسا کہ میں نے خود محسوس کیا ہے کہ جب جناب چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ فگرز پیش کر رہے تھے تو پہلے کچھ دوست سوالات کرتے رہے اور وہ اعداد و شمار پیش کرتے رہے مگر محسوس ہوتا رہا کہ وہ بجٹ کی فگرز پیش کر رہے ہیں ۔ جب جناب چیئرمین نے ممبران کو بولنے سے منع کر دیا تو پھر محسوس ہونے لگا کہ شاید اس کوائف کے مختلف پوائنٹس بتائے جا رہے ہیں مثلاً 6 ، 2 ، 8 ، 3 وغیرہ وغیرہ تو جناب والا ! اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم صاحب صدر کے ، آپ کے اور جناب گورنر کے ایک ادنیٰ سپاہیوں کی طرح فیلڈز میں کام کر رہے ہیں ۔ آپ ہم پر اعتماد کیجئے اور ہمیں اعتماد میں لیجئے ۔ ہم یہاں اپنے عوام اور اپنے علاقے کے مسائل پیش کرنے کے لیے آئے ہیں ۔ اس صوبہ کے اجتماعی مسائل پیش کرنے کے لیے اور انہیں زیر بحث لانے کے لیے آئے ہیں ۔ مثلاً جناب والا ! بجٹ بن گیا ٹھیک ہے کوئی اعتراض نہیں ۔ approval authority جناب گورنر صاحب ہیں بڑی خوشی ہوئی لیکن جیسا کہ ہمارا تعلق دیہاتی علاقہ سے ہے تو میں یہ معذرت سے عرض کروں گا کہ ہم دیہاتی علاقے کے مسائل زیادہ بہتر طریقے سے جانتے ہیں اور پیش کر سکتے ہیں جیسا کہ مختلف محکموں کو رقومات مہیا کی جاتی ہیں تو جو allocations ہوتی ہیں وہ کچھ غلط بھی ہو جاتی ہیں ۔ مثال کے طور پر میں عرض کرتا ہوں کہ پبلک ہیلتھ سیکٹر میں واٹر سپلائی سکیمز ہیں ۔

میاں مجید اکبر فاروقی : جناب والا ! یہاں وقت کی بھی کچھ limit ہوتی ہے ۔

جناب محمد اکرم چوہدری : واٹر سپلائی سکیمز چھوٹے چھوٹے دیہاتوں میں بنائی جا رہی ہیں مثلاً جہاں واٹر سپلائی سکیم ایک ضلع میں دس بنائی جائیں گی تو ہم کہتے ہیں کہ فلاں چک لکھ لیں کیونکہ وہ میرا ذاتی چک ہے تو

اس سلسلے میں یہ میں عرض کروں گا کہ واٹر سپلائی سکیم وہاں رکھیں جہاں کم از کم دس ہزار کی آبادی ہو یا جہاں پانی کڑوا ہو جس طرح مثلاً آپ کی Matching Grant سکیم چل رہی ہے اس میں self-help تو لوگ ضرور دیتے ہیں لیکن compaction صحیح نہیں ہوتی ۔

**چوہدری اختر علی :** جناب والا ! فاضل ممبر کو وقت کا خیال رکھنا چاہیے کیونکہ ان کو اس سے پہلے بھی یاد کرایا جا چکا ہے ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب والا ! یہ بالکل نئے آئے ہیں ان کو قواعد کا پتا نہیں ہے ۔

**جناب محمد اکرم چوہدری :** مجھے آپ کی باتیں سن کر بڑی خوشی ہوئی جناب چیئرمین میں بات کو ختم کرتا ہوں کیونکہ میرے فاضل دوستوں کو یہ برا محسوس ہوا کہ صحیح بات نہیں کرنی چاہیے ۔ آئندہ میں اسی طرز میں بات کرنے کی کوشش کروں گا جس طرز میں انہوں نے کی ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں آپ بیشک بات کیجئے ۔ اگر آپ کچھ اور کہنا چاہتے ہیں تو کہیے ۔

**جناب محمد اکرم چوہدری :** آپ کی بڑی مہربانی ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** جناب لیاقت علی خان ۔

**جناب لیاقت علی خان (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ، ملتان) :** جناب والا ! میں اے ۔ ڈی ۔ پی کے سلسلے میں کچھ تجاویز دینی چاہتا ہوں ۔ آپ کے اے ۔ ڈی ۔ پی کی implementation میں کچھ ایسی دقتیں آ رہی ہیں جن کو اگر دور کر دیا جائے تو میرے خیال میں مناسب ہوگا ۔

سب سے پہلے بیسک ہیلتھ یونٹ کا مسئلہ ہے ۔ اس کی زمین کے لیے ہمیں کافی دقت پیش آ رہی ہے ۔ عام طور پر جو لوگ بیسک ہیلتھ یونٹ لیتے

ہیں ان کو خود زمین مہیا کرنی ہوتی ہے مگر کئی جگہیں ایسی ہیں جہاں پر زمین کی قیمت بہت زیادہ ہے اور وہاں پر سرکاری اراضی پڑی ہوئی ہے تو میرا خیال ہے کہ اگر سرکاری اراضی پر بیسک ہیلتھ یونٹ بنا دیے جائیں تو کوئی حرج نہیں اور پہلے ایسا ہوتا بھی رہا ہے ۔ مگر اب ملتان میں ڈپٹی کمشنر صاحب نے کہا ہے کہ آئندہ کوئی سرکاری زمین بیسک ہیلتھ یونٹ کے لیے استعمال نہیں کی جائے گی اس کے لیے آپ کو چاہیے کہ آپ سیکرٹری ہیلتھ کو move کریں وہ بورڈ آف ریونیو کو move کرے اور اس میں میرا خیال ہے کہ زمین لینے میں چار پانچ سال لگ جائیں گے ۔ جناب والا ! اب فوری احکامات کئے جائیں کہ جہاں سرکاری زمین موجود ہو اسے بنیادی صحت کے مرکز کے لیے استعمال کرنے کی اجازت دی جائے اس وقت ہمارے ملتان میں پانچ ، چھ بیسک ہیلتھ یونٹ رکے ہوئے ہیں ۔

دوسری بات رورل ہیلتھ سنٹر کی ہے ۔ میرے خیال میں سب سے زیادہ ضرورت رورل ہیلتھ سنٹر کی ہے مگر اس سال پنجاب میں جو رورل ہیلتھ سنٹرز رکھے گئے تھے وہ سب کے سب drop کر دیے گئے ہیں ۔ رورل ہیلتھ سنٹر میں کم از کم سہولتیں تو ملتی ہیں وہاں پر ڈاکٹرز اور لیڈی ڈاکٹرز موجود ہوتے ہیں مگر بیسک ہیلتھ یونٹ تو یہیں دیے جا رہے ہیں جہاں پر سوائے بلڈنگ کے اور کوئی چیز نہیں ہے اور رورل ہیلتھ سنٹر جس کی زیادہ ضرورت تھی وہ drop کر دیے گئے ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ مراکز اپول پر رورل ہیلتھ سنٹر کو Top priority دی جانی چاہیئے ۔

تیسرا مسئلہ ویلیج الیکٹریفیکیشن کا ہے ۔ جناب والا ! میں اس ضمن میں عرض کروں گا کہ آدھا سال گزر چکا ہے ۔ ملتان ڈویژن کی ابھی تک لسٹیں finalize نہیں ہوئیں وہ جائیں گے اور ان کا سروے ہوگا اس طرح سے دو ، تین ماہ اور لگیں گے ۔ میرا خیال ہے کہ مارچ اور اپریل میں کام شروع ہو سکے گا اس سے آپ اندازہ کر لیں کہ اے ۔ ڈی ۔ پی ۔ کے اس سال کتنے پیسے خرچ ہوں گے ۔

چوتھے جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ یہاں پر معزز اراکین نے واٹر سپلائی سکیم کی بات کی ہے ۔ میں ان سے متفق ہوں ۔ ہمارے ہاں اس کی اتنی ضرورت نہیں ہے ممکن ہے کہ چند اضلاع میں زیادہ ضرورت ہو اور چند میں اس کی کم ضرورت ہو ۔ میرا خیال ہے کہ ملتان میں اس کی اتنی ضرورت نہیں ہے کہ اگر وہی پیسے کسی اور ضرورت کے لیے دے دیے جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ جو واٹر سپلائی سکیمز بنی ہیں وہ ساری کی ساری اس طرح پڑی ہیں اور لوگوں نے پانی کے لیے وہاں پر apply نہیں کیا اور وہ پیسے آپ کے ضائع ہوئے ہیں ۔

ڈرینیج سکیمز جو آپ گاؤں میں بنا رہے ہیں ان کا جہاں تک تعلق ہے اس میں آپ پائپ بچھاتے ہیں یہ سسٹم میں سمجھتا ہوں بڑے شہروں میں تو کامیاب ہوگا مگر گاؤں کے لیے یہ بالکل بیکار سسٹم ہے ۔ آپ وہاں پر open drainage رکھیں تاکہ صفائی ہو جائے تھوڑا بہت پانی وہاں سے نکل سکے یہ جو پائپ آپ بچھاتے ہیں یہ ایک سال یا چھ ماہ میں leak ہو جائیں گے اور یہ آپ کا تمام پیسہ گاؤں میں ڈرینیج سکیم کا ضائع ہو جائے گا ۔ شکریہ

میاں تجمل حسین (صدر ، لاہور سٹک ایکسچینج ۔ لاہور) : جناب والا میں صرف ایک دو مختلف تجاویز پیش کرنی چاہتا ہوں ۔ ایک تو میں اس ہاؤس میں یہ ریکارڈ کرانا چاہتا ہوں جیسے اے ۔ ڈی ۔ پی ہمارے ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب نے پیش کیا اس کے تمام فگرز جو تھے وہ ہمیں ثقیل ضرور لگے ، مگر اصلیت یہی ہے کہ ہمارے جو اخراجات ہوتے ہیں ان کو رقوم کی شکل میں پیش کیا جاتا ہے ۔ ہمارے اس محکمہ نے بڑی عمدہ قسم کی محنت کی ہے ۔ نقشے بناتے ہیں ، تفاصیل بتاتی ہیں ۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس سے تمام کونسل کے اراکین فائدہ اٹھا سکیں ۔ یہ جو سمری بنائی گئی ہے اگر تمام ممبران کو اس اجلاس کے بعد اس کی نقول بھیجی جائیں تو ہم اس چیز سے اگلی دفعہ بھی بحث کر سکیں گے ، کیونکہ پچھلے دو تین سال کا انہوں نے تجزیہ دیا ہے ۔

جناب والا ! دوسری میری یہ گذارش ہے کہ جو اگلا سالانہ ترقیاتی پروگرام تیار ہونے والا ہے ۔ بیشک حکومت کو موجودہ قوانین کے تحت اختیارات ہیں کہ جیسا کہ وہ بجٹ بنائے ہم اس کو قبول کریں آپ نے مشورہ لینے کے لیے یہ کونسل بنائی ہوئی ہے ، اس لیے ہم سے مشورہ لیا کریں ۔ مختلف اضلاع سے بھی جو سبجیکٹ کمیٹیاں ہیں ایک سبجیکٹ کے اوپر بنی ہیں ۔ میں گذارش کروں گا کہ چیئرمین صاحب ان سبجیکٹ کمیٹی کی ایک ایک میٹنگ مختلف سبجیکٹ کے اوپر رکھیں تاکہ اپنے اپنے محکموں کے لیے اپنے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے لیے ہمارے ممبران کو بھی ان کی رائے مل سکے ۔ جیسے انھوں نے سالانہ ترقیاتی پروگرام پیش کیا تھا کیونکہ میرا تعلق صنعت اور تجارت ہے اس میں انھوں نے بہت کم رقم کا استعمال بتایا ۔ جہاں تک 70 فیصد انھوں نے کہا کہ یہ utilization ہوئی ہے ۔ میں ان سے یہ جاننا چاہوں گا کہ اس کی کیا وجوہات ہیں کہ کیوں 70 فیصد utilization ہوئی ہے ۔ جب کہ over-all 94 فیصد utilization کا انھوں نے کہا ہے ۔

آخر میں میں صرف یہ عرض کروں گا کہ ایک دفعہ یہ ذکر ہوا تھا کہ ہمارے کچھ nominated ممبران ہیں اور کچھ elected میں گستاخی کرنی چاہوں گا کہ ہم بھی ، جنھیں آپ نے nominate کیا ہے ، اپنے اپنے اداروں میں elected لوگ ہیں ۔ وہاں سے آپ نے اسی طرح سیٹوں کو لیا ہے اور ہم بھی اپنے اراکین سے مشورہ کرکے آتے ہیں اور جا کر انھیں یہاں کی کارروائی بتاتے ہیں ۔ امید ہے یہ درجے جو ہیں اس محفل میں نہیں رکھیں گے ۔ شکریہ ۔

جناب خالان باہو (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) : جناب والا میں صرف دو چار الفاظ کہوں گا ۔ اس ساری بحث کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ذہنوں میں الجھاؤ ہے ۔ سب کو پتا ہے کہ یہ مشاورتی ادارہ ہے اور آپ کچھ کشادہ دلی کا اظہار کریں ۔ یہ مطالبہ جائز

معلوم ہوتا ہے کہ اگر سالانہ ترقیاتی پروگرام کی رپورٹ جو یہاں پیش ہوتی ہے اس کو اور اس کے ساتھ بجٹ کی کاپی ممبران کو مل جائے تو comparative study کرکے بہتر طریقے سے حکومت کو تجاویز پیش کی جا سکتی ہیں اور اس ادارہ کی افادیت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے ۔ اس کے لیے جناب کہیں کہ آئندہ کے لیے ایسا کر دیا جائے گا تاکہ یہ بحث ختم ہو جائے اور ہم آگے چلیں ۔

**ملک حبیب خان** (چیئرمین ضلع کونسل ۔ جہلم) : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے جناب ایڈیشنل سیکرٹری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ نارمل سالانہ ترقیاتی پروگرام کے علاوہ کچھ ڈویلپمنٹ مخصوص طریقے سے ہوتی ہے جیسا کہ جناب گورنر صاحب ڈائریکٹیو فرماتے ہیں وہ فنڈ جو ہوتے ہیں میں ان کے متعلق یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ڈائریکٹیو کے فنڈ نارمل سالانہ ترقیاتی پروگرام کو متاثر کرتے ہیں ؟ اگر کرتے ہیں تو سارا طریقہ آپ ہمیں سمجھا دیں ۔

**لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل** : جناب والا ! پچھلی دفعہ جناب گورنر صاحب نے ایک yard-stick مقرر کی تھی کہ کس کس طریقے سے فنڈ خرچ کیے جائیں گے ۔ وہ ہر مہینے میں 8 فیصد تھے ۔ اب اسی مہینے میں جو ضلع کی کوآرڈینیشن کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اس میں یہ چیز سامنے آئی کہ کچھ محکمے ایسے ہیں جو ابھی تک کام شروع ہی نہیں کر سکے ۔ کیا وہ procedural الجھنیں ہیں جن میں وہ الجھ کر رہ جاتے ہیں ؟ اس کے ساتھ ہمیں اس حقیقت کا مقابلہ کرنا ہوگا اور اس کا حل تلاش کرنا ہوگا اور یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ سال کے آخری ایک دو مہینوں میں افراتفری میں فنڈ خرچ کر دیے جاتے ہیں جس کا پورا پورا فائدہ عوام کو نہیں پہنچتا ۔ ایک میرا پوائنٹ یہ تھا ۔

جناب والا ! دوسرا پوائنٹ یہ ہے کہ یہاں پر جب ہم کوئی چیز زیر

بحث لاتے ہیں تو اس کے دو پہلو ہوتے ہیں ۔ خصوصی طور پر بجٹ کو ڈسکس کر رہے ہیں ۔ ایک تو یہاں فاضل ممبران اپنی contribution کریں دوسری یہ ہے کہ یہ ایوان ہمارے لیے فورم ٹریننگ کا کام بھی دیتا ہے ۔ اگر آپ ہمیں اطلاع یا انفرمیشن پہلے مہیا کر دیں تو ہم اس کے لیے تیار ہو کر آئیں گے اور کم از کم کچھ سیکھیں گے شکریہ ۔

**شیخ محمد اقبال** (چیئرمین میونسپل کمیٹی ۔ جھنگ) : جناب چیئرمین جناب گورنر صاحب نے کمال مہربانی فرما کر جھنگ ڈسپنسری کو ہسپتال کا درجہ دے دیا اور 2 بیڈ کا ہسپتال منظور فرمایا ۔ دو تین مرتبہ وہ جھنگ تشریف لائے میں نے ہر بار مطالبہ کیا اور انھوں نے ہر بار حکم دیا لیکن چند وجوہات کی بنا پر وہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں نہ آ سکا لیکن اس سال 34 لاکھ روپیہ جھنگ ڈسپنسری کو ہسپتال کا درجہ دینے اس کی بلڈنگ کے لیے مختص کر دیا گیا ۔ جناب والا ! میں اس کوشش میں رہا کہ جھنگ ڈسپنسری کو ہسپتال کر دیا جائے لیکن یہ نہ سوچا کہ جہاں ہسپتال بننا ہے وہ جگہ بہت کم ہے ۔ جناب والا ! میری اب یہ گذارش ہے اور شہریوں کا مطالبہ بھی یہی ہے کہ میونسپل کمیٹی کے پاس اپنی کافی زمین شہر سے باہر کوئی ایک فرلانگ دور موجود ہے اور جناب کے حکم سے یہ فوری ہو سکتا ہے کہ وہاں ہسپتال بنا دیا جائے ۔ ہسپتال جس جگہ بن رہا ہے وہاں ڈبل سٹوری بنے گا اور وہ دو حصوں میں تقسیم ہوگا ۔ اگر کاغذی کارروائی میں ہم چلے جائیں تو ہو سکتا ہے 34 لاکھ روپیہ ہمارا lapse ہو جائے ۔ اگر آپ حکم دے دیں تو ہمارا کام ہو سکتا ہے ابھی یہ کام شروع نہیں ہوا ۔ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے چیئرمین صاحب یہاں موجود ہیں ۔

**میاں اختیار حسین** (چیئرمین میونسپل کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ) : جناب گورنر نے الیکٹرفیکیشن کے متعلق فرمایا تھا ۔ فہرستیں مانگی گئیں ۔ تین مہینے ہوئے وہ بھیج دی گئیں لیکن جو فائنل فہرستیں ہمیں پہنچی ہیں ان میں

جو فہرست ضلع کونسل نے بھیجی تھی اس کا شمار نہیں ہے - یہ قطعی طور پر غلط ہے - اس طرح ایلوکیشن کے متعلق مجھے کچھ تھوڑا سا عرض کرنا ہے - ایلوکیشنز بھیج دی جاتی ہیں - ضلع کونسل دیہات متعین کر دیتی ہے - کئی افسران ذاتی مفاد کے تحت یا کسی اور چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے اس میں مداخلت کرتے ہیں جو کہ نہیں ہونی چاہیے -

تیسری بات میں ڈویلپمنٹ پروگرام کے متعلق تھوڑی سی عرض کر دوں ایڈیشنل چیف سیکرٹری صاحب نے بڑی مہربانی فرما کر تصویریں کھینچیں - بیان دیے ہیں لیکن :

چھپ کے پھروں اسے دیکھنے والے بتا
اس میں کیا چیز نہیں جو میری تصویر میں ہے

**چوہدری نثار احمد** (چیئرمین ، ضلع کونسل شیخوپورہ) : جناب چیئرمین - ابھی چیئرمین پی - اینڈ ڈی - اپنی جائزہ رپورٹ میں محکموں کی کارکردگی کے بارے میں فرما رہے تھے کہ جس محکمے کی کارکردگی زیادہ ہوتی ہے اس کو پیسے زیادہ دیے جاتے ہیں اور جس کی کارکردگی slow ہوتی ہے اس سے پیسے منہا کر لیے جاتے ہیں تو جناب والا ! میں ایک محکمے کی کارکردگی آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں اور وہ ہے محکمہ بلڈنگ - یہ محکمہ میرے ضلع میں بیسک ہیلتھ یونٹ بنا رہا ہے بیسک ہیلتھ یونٹ کا standard and design ایک ہوتا ہے ان کا سٹینڈرڈ estimated ہے مگر ان پر جو لاگت آئی ہے ان میں جو تفاوت ہے اس کا آپ ذرا اندازہ لگائیں - ایک بیسک ہیلتھ یونٹ کا extended estimate 4 لاکھ اور 31 ہزار ہے ایک بیسک ہیلتھ یونٹ پر 5 لاکھ کوئی 40 ہزار روپے خرچ کیے اور ابھی تک وہ نامکمل ہے - انہوں نے ایک اور بیسک ہیلتھ یونٹ بنایا ہے اور 9 لاکھ روپے اس پر خرچ ہو چکے ہیں اور ابھی اس پر فرش لگنے باقی ہیں - ایک رورل ہیلتھ سنٹر ننکانہ صاحب میں بن رہا - اس کی سکیم 69 لاکھ روپے

کی تھی مگر اس پر ایک کروڑ اور بیس لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں اور وہ ابھی تک نامکمل ہے۔ اگر یہ اس محکمے کی بہترین کارکردگی ہے تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ بدترین کارکردگی کیا ہوگی کہ ایک سکیم جو approved ہے اس کا estimate standard موجود ہے، مگر اس کے باوجود اس پر ڈبل خرچ آ رہا ہے اور حکومت کے پاس اس کا یہ جواز ہے کہ یہ بہترین کارکردگی ہے کہ محکمہ اس پر بہت زیادہ پیسے خرچ کر چکا ہے۔ تو جناب والا، میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بھی دیکھنا چاہیے کہ آیا انہوں نے جو خرچ کیے ہیں وہ واقعی صحیح جگہ پر خرچ کیے ہیں یا ویسے ہی خرچ کر چکے ہیں۔ اس کے ساتھ میں ایک اور مثال دیتا ہوں۔ کچھ محکموں کی جو ڈویلپمنٹ کی کارکردگی ہے وہ ایک محکمہ دوسرے محکمے کو پے منٹ کرتا ہے۔ ان کا آپس میں اس طرح سے لین دین ہوتا ہے۔ ان کی جو ڈویلپمنٹ ہوتی ہے اس کا تعلق بھی عوام سے ہوتا ہے اور جو ان کے اخراجات ہوتے ہیں۔ محکمہ ایریگیشن سکارپ والوں کا جو بجلی کا خرچ ہوتا ہے وہ ان کی بلنگ کرتا ہے۔ تو پیسے ان کے پاس موجود ہیں مگر وہ واپڈا والوں کے پیسے نہیں دے رہا اور واپڈا والوں سے سکارپ والوں کے تمام کنکشنز کاٹ دیے ہیں اور اس کا شکار کاشتکار ہو رہے ہیں۔ ان کی فصلیں متاثر ہو رہی ہیں۔ میں ان سے یہ گذارش کرتا ہوں کہ جو ان کی کارکردگی ہے اس کو یہ مثبت لائنوں پر چلانے کی کوشش کریں۔ شکریہ۔

**نوابزادہ مظفر علی خان (چیئرمین، ضلع کونسل گجرات)** : جناب والا! چونکہ سالانہ ترقیاتی پروگرام پر بحث ہو رہی ہے تو میں اس ضمن میں چند گذارشات آپ کی خدمت میں عرض کروں گا۔

سب سے پہلے تو مجھے ایک پرانی شکایت کو دہرانا ہے جس کا ازالہ ہوتا نظر نہیں آتا بلکہ اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ وہ ہے دیہات میں بجلی کا پروگرام۔ اس سے پہلے بارہا اس معزز ایوان میں یہ نکتہ اٹھایا جا چکا

ہے کہ جو فہرستیں ضلع کونسل کی طرف سے جاتی ہیں ان کے مطابق عملدرآمد نہیں ہوتا ۔ جناب والا ! اگر ان پر عملدرآمد نہیں کیا جانا تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہے کہ ضلع کونسلوں سے پہلے پوچھا جائے کہ وہ کون کون سے دیہات ہیں جو آپ تجویز کرتے ہیں ۔ اس کے بعد ہوتا یہ ہے کہ ضلع کونسل کی طرف سے فہرستیں مرتب ہو کر آ جاتی ہیں ۔ ان لوگوں کو بتا دیا جاتا ہے ۔ خود دیہات والے سمجھتے ہیں کہ ہمارا گاؤں بجلی کے لیے منظور ہوگیا ہے لیکن finally جب ساری فہرستیں آتی ہیں تو ضلع کونسل کے نصف دیہات بھی اس میں نہیں ہوتے ۔

دوسرے جناب والا ! جو اس کے لیے ایک معیار رائج ہے وہ یہ ہے کہ 11 کے ۔ وی سے نصف میل کے اندر ہو ۔ تو اس سلسلے میں میری یہ گذارش ہے اور میں اپنے ضلع کے دیہاتوں کی مثال دیتا ہوں جو پہلے ہی بجلی سے محروم ہیں ۔ اب وہ اس معیار پر نہیں اترتے کہ 11 کے ۔ وی سے نصف میل کے اندر آئیں تو وہ مزید اس سلسلے میں پیچھے رہ گئے ہیں ۔ اگر شروع میں نصف میل کی یہ جو قید اور پابندی ہے اسے تھوڑا سا relax کر دیا جائے تو اس کے بعد پھر ایسے دیہات ہیں جو نصف میل کے اندر آتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے علاقوں کا سروے کرا کر ان کے مخصوص حالات کے پیش نظر نصف میل کی اس پابندی کو نرم کرنا چاہیے ۔

باقی پہلے بھی گذارش کی جا چکی ہے کہ جو ایسے علاقے ہیں جن میں 11 کے ۔ وی بھی نہیں ۔ تو ان علاقوں میں پہلے 11 کے ۔ وی لائنیں بچھائی جائیں اور اس کے بعد یہ نصف میل کی شرط لگائی جائے ۔

تیسرا مسئلہ جناب کھیت سے مارکیٹ روڈ کے متعلق ہے ۔ یہ سڑکیں چار سال میں مکمل ہونی ہیں اور رواں سال تیسرا سال ہے ۔ میں باقی اضلاع کے متعلق تو نہیں کہہ سکتا ۔ میرے ضلع میں اس پروگرام کے تحت ایک

سڑک بھی مکمل نہیں ہوئی اور آپ یہ جانتے ہیں کہ جب سڑک زیر تعمیر ہوتی ہے اور اسے نہ بنایا جائے تو وہ اور زیادہ مشکلات پیدا کرتی ہے -

یہاں پر ابھی ایک بات عمارات کے specifications اور standard کے متعلق ہوئی ہے - ہمارے دیہات میں سکولوں کی عمارتیں بن رہی ہیں ، یا بیسک ہیلتھ یونٹ بن رہے ہیں - تو اس سلسلہ میں مجھے یہ گذارش کرنی ہے کہ یہ سارے پنجاب کے لیے یا تمام علاقے کے لیے ایک قسم کے standard اور specification نہیں ہونی چاہیے - ہر علاقے کے مخصوص حالات ہوتے ہیں مثلاً بعض سیم والے علاقے ہیں - اگر ان میں بھی وہ کم معیار والا میٹریل استعمال کیا جائے یا وہ specifications رکھی جائے تو وہ عمارتیں وہاں پر زیادہ دیر نہیں چل سکیں گی اور یہ پیسے کا ضیاع ہوگا - شکریہ -

**الحاج چوہدری ہدایت** (وائس چیئرمین پنجاب ٹرانسپورٹرز ایسوسی ایشن) : صاحب صدر ! بہتر تو یہ تھا کہ اس معزز ایوان میں معزز اراکین کی رائے کا احترام کیا جاتا اور اس بجٹ پر بحث ملتوی کی جاتی - ایک نقل دی جاتی ، جائزہ لیا جاتا اور پھر اس پر بحث ہوتی - بہر حال اب ابتدا ہو چکی ہے -

میں مختصراً ٹرانسپورٹ کے متعلق عرض کروں گا کہ جب کبھی بھی یہ ترقیاتی پروگرام پیش کیا گیا - ٹرانسپورٹ کی ڈویلپمنٹ کے لیے آج تک حکومت نے کبھی توجہ نہیں دی - اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یہ کام انفرادی ہاتھوں میں بٹ چکا ہے - حادثات ہو رہے ہیں - یہ کام کوئی منظم طریقے سے نہیں کیا گیا - گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس میں پرائیویٹ بسوں کے مالکان نے سودے بازی کی ہے - ان کی تین سو بسیں کمیشن پر تحویل میں لے لی گئی ہیں - کچھ کمشن مقرر کر لیا گیا ہے جو ان کو دیے دیا جاتا ہے ، باقی فائدہ خود لے جاتے ہیں - میری مؤدبانہ عرض یہ ہے اور پچھلی دفعہ بھی عرض کیا تھا کہ حکومت ٹرانسپورٹ کی ترقی کے لیے کچھ رقم مختص

کر دے - جس طرح کے دوسرے منصوبوں میں کی جاتی ہے اور کم از کم سڑکوں کے لیے تو میری بہت ہی مودبانہ عرض ہے کہ سڑکوں کے لیے جو رقم رکھی گئی ہے وہ تمام کی تمام خرچ ہو چکی ہے لاہور ، ساہیوال پنجاب کی ایک important سڑک ہے - اس کا کام پچھلے تین سالوں سے التوا میں پڑا ہوا ہے - اس کے متعلق lame excuses پیش کیے جاتے ہیں مثلاً وفاقی حکومت سے فنڈ آئیں گے پھر کریں گے - اس قسم کے بہانے کیے جاتے ہیں - مگر اس کا کوئی fruitful نتیجہ نظر نہیں آتا - اس سلسلہ میں میری مودبانہ عرض ہے کہ توجہ فرمائی جائے - حال ہی میں ٹائروں کی قیمتوں میں 53 فیصد اضافہ کیا گیا ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بس کا ایک ٹائر 2400 روپے سے یکدم بڑھ کر تین ہزار روپے کا ہوگیا ہے اور سڑکیں اس حالت میں ہیں - یہ ملکی اور قومی ضیاع ہو رہا ہے - اس کے لیے اگر محکمہ مواصلات نے رقم مختص کی ہے اور اس پر خرچ نہیں کیا گیا تو اس طرف بھی توجہ دی جائے - یہ دو چیزیں مجھے عرض کرنا تھیں جو کر دی گئی ہیں - شکریہ

**جناب لیاقت علی ملک** (چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ) : جناب چیئرمین! ورلڈ ہیلتھ آرگنائیزیشن کی طرف سے امداد کے طور پر مظفرگڑھ کو کچھ لاکھ روپے کی رقم پینے کے پانی اور ہائیجینک واٹر کے لیے دی گئی تھی - ضلع کونسل مظفر گڑھ نے کچھ گاؤں تجویز کیے - اتفاق سے ان دنوں ضلع کونسل کے چیئرمین جناب غازی کھر صاحب اقلیت میں تھے - چنانچہ آپوزیشن والوں کے علاقے ہاؤس سے پاس ہوگئے - کچھ عرصہ میں جب وہ اکثریت میں ہوئے تو انہوں نے ہاؤس سے یہ پاس کرا کر بھیج دیا کہ ہمیں پینے کے پانی کی ضرورت نہیں اس لیے اگر ہوسکے تو پلاننگ اینڈ ڈیویلپمنٹ اس رقم کو ڈرینیج کی طرف convert کر دے تو اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ میرے خیال میں یہ رقم کسی اور پروگرام میں convert نہیں ہوسکتی - چونکہ جو امداد جس مقصد

کے لیے آتی ہے وہ اسی مقصد پر خرچ ہوتی ہے ۔ دوسرے ہر جگہ پائیجینک واٹر کی ضرورت ہے اور مظفرگڑھ میں کوئی ایسا علاقہ نہیں ہے جہاں پانی کی ضرورت نہ ہو ۔ بفرض محال اگر آپ نے اس رقم کو رورل علاقوں میں نہیں خرچ کرنا تو ایسا کریں کہ ہماری میونسپل کمیٹیاں اور ٹاؤن کمیٹیاں دوسرے علاقوں کی طرح زیادہ ترقی یافتہ نہیں ہیں ۔ اس لیے وہ رقم بطور خاص ہماری میونسپل کمیٹیوں اور ٹاؤن کمیٹیوں کو دے دی جائے کیونکہ ہمارے ہاں پانی کی کمی ہے اور پائیجینک واٹر کی بھی ضرورت ہے ۔ دوسرے میں عرض کروں گا کہ ہمارے شہروں کے لیے بطور خاص سیوریج کے لیے بھی رقوم دی جائیں ۔ پچھلے سال ہم لوگوں نے اسے ۔ ڈی پی میں سے کافی رقم drop کرکے محکمہ پبلک ہیلتھ کو دے دی تھی ۔ پتہ چلا کہ ٹنڈر ہوگئے لیکن پلاننگ اینڈ ڈیولپمنٹ کی ابھی میٹنگ ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ کام رکا ہوا تھا اور 12 لاکھ روپے کے against کل 7 لاکھ روپے کی allocation کی گئی جو انتہائی ناکافی تھی ۔ ہم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ یہی لالچ ہوتا ہے کہ ہمارے وقت میں جتنا کام مکمل ہو جائے تو ٹھیک ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ ڈیڑھ کروڑ روپے کے پراجیکٹ میں سے سات لاکھ روپے کی رقم مضحکہ خیز ہے ۔ اس لیے ایلوکیشن بڑھائی جائے اور اس کی فوری طور پر منظوری دی جائے ۔ تاکہ موقع پر کام شروع ہو سکے ۔ شکریہ ۔

**ملک غلام شبیر جوئیہ** (چیئرمین ۔ ضلع کونسل میانوالی): جناب چیئرمین! میانوالی کی آبادی موضع کی شکل میں ہے ۔ ان موضعوں میں کئی دیہات ہوتے ہیں اور ان کی شکل موضع کی ہو جاتی ہے اور ریونیو میں وہ شہر ہیں پرنولی یونین کونسل ہے اس کی آبادی چار پانچ سو کی ہے ۔ یہ مثال کے طور پر عرض کروں گا کہ پرنولی یہ ایک باقاعدہ یونین کونسل ہے ۔ لیکن اس کے کسی دیہات میں بجلی نہیں ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ بجلی کا فنڈ ملے تو ہر موضع کا خیال رکھا جائے ۔ کیونکہ جو مواضعات ہوتے ہیں

ان میں سے ایک میں بجلی لگا دیتے ہیں ۔ باقی کسی میں بھی نہیں لگاتے اور اس طرح لوگ دیکھ کر پریشان ہوتے ہیں کہ ایک دیہات میں بجلی لگ گئی ہے باقی تمام کا تمام موضع خالی پڑا ہے ۔ ایک پرنولی کی مثال ہے ایک نصیر والا ہے ۔ ٹبہ مہربان شاہ ہے ٹبہ گاما شاہ ہے ۔ انہوں نے ابھی دیہاتوں کو بجلی دی ہے ۔ باقی تمام کے تمام ویسے کے ویسے بیٹھے ہیں ۔ صرف ایک دیہات کو بجلی دی گئی ہے ۔ ریونیو میں نام ہے کہ فلاں موضع میں بجلی دے دی گئی ہے اور اس موضع کی باقی آبادی کو بجلی نہیں دی جاتی ۔ بعض دیہات ایسے بھی ہیں جن کی آبادی اچھی خاصی ہے ۔ بعض ایسے دیہات ہیں جن کی آبادی چار گنا اور چھ گنا ہے ۔ لیکن بجلی نہیں دی گئی ۔ ان کے لیے 11 ہزار کے وی کی ایک لمبی لائن بچھائیں تاکہ ان دیہات کو بجلی مل سکے ۔ دراصل بات یہ ہے کہ میانوالی کی آبادی کم ہے اور رقبہ زیادہ ہے ۔ خاص طور پر عیسیٰ خیل اور انہوں نے جو نصف میل کا حساب رکھا ہوا ہے ۔ اس وجہ سے ہمارے دیہاتوں کو بجلی نہیں ملتی ۔ ہماری استدعا یہ ہے کہ کم از کم ہمارے علاقے کے لیے اس کا حساب 5 میل تک رکھا جائے ۔ کیونکہ ان کی ایک یونین کونسل کی حد 20 میل تک ہے ۔ ان کی بجلی کی حد 8 میل ہونی چاہیئے تاکہ ان دیہاتوں کو بھی بجلی مہیا کی جا سکے ۔ دوسری بات پینے کا پانی ہے جس کے لیے پاکستان اور پنجاب کی حکومتیں توجہ دے رہی ہیں ۔ میں اپنے علاقے کی نہر تھل کا ذکر کروں گا جو میانوالی بھکر خوشاب اور لیہ چار اضلاع کو آبپاشی کرتی ہے جن کی آبپاشی مہنگی ہے ۔ کیونکہ کھاد اور ڈیزل کا خرچہ زیادہ ہے ۔ اور یہ نہریں سارا سال باقاعدہ نہیں چلتیں اور ہمارے علاقے میں اس وقت وارہ بندی ہوتی ہے جس وقت میانوالی کے علاقے میں 120 گرمی پڑتی ہے ۔ 16 دن واجباہوں میں پانی ملتا ہے اور آٹھ دن تک باقاعدہ پانی بند ہوتا ہے کیونکہ نہریں بند ہوتی ہیں ۔ اس نہر کے ساتھ خاص طور پر یہ ظلم ہے کہ ہمارا علاقہ ریتلا ہے اس وقت اس علاقے میں پانی کی ضرورت

ہوتی ہے لیکن پانی نہیں ملتا - اس کا پانی 3ء18 فی ہزار ایکڑ کے لیے ہے جب کہ باقی اضلاع میں 5 کیوسک فی ہزار ایکڑ ہے - جناب میں ایک گزارش کروں گا کہ ہمارا تھل کا رقبہ جو ہے جس میں زمین پانی کا وتر کم رکھتی ہے - ایک تو پانی نہیں ملتا اگر ملتا ہے تو حساب بہت کم ہے -

صحت کے معاملے میں گزارش ہے کہ ضلع میانوالی میں ایک ہسپتال ہے - جسے ہم مبو ہسپتال کہتے ہیں لیکن اس ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر نہیں ہے - اگر کوئی لیڈی ڈاکٹر آ جاتی ہے تو وہ ایک دو ماہ میں اپنا تبادلہ کروا لیتی ہے اور کسی اور ضلع میں چلی جاتی ہے - ہمارا ہسپتال لیڈی ڈاکٹر سے محروم ہے - باقی یونین کونسل لیول پر جو ہسپتال بن رہے ہیں - ان میں کوالیفائیڈ آدمی نہیں ہیں - خاص طور پر جو پروگرام آپ نے بھیجا تھا - ہم نے اس کے بارے میں ڈیمانڈز لکھ دی ہیں - میانوالی یونین کونسل کی کئی ڈسپنسریاں خالی پڑی ہوئی ہیں - ان کے لیے حکومت ہماری امداد فرمائے -

تعلیم کے معاملے میں میں عرض کروں گا کہ تعلیمی سکول ہم دیتے ہیں کہ فلاں سکول کو اپ گریڈ کر دیا ہے - فلاں سکول کو مڈل کر دیا ہے - فلاں سکول کو ہائی کر دیا ہے اور سارے علاقے میں ہم پھیلا دیتے ہیں کہ فلاں سکول کو ہم نے مڈل کر دیا ہے یا ہائی کر دیا ہے تو لوگ خوش ہوتے ہیں کہ ٹھیک ہے - بجلی کے معاملے میں بھی ہمارے دوستوں نے کہا ہے کہ اسی طرح ہوتا ہے - سارے لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے گاؤں میں بجلی آ جائے گی لیکن بعد میں وہ کہتے ہیں کہ آپ کے گاؤں میں بجلی نہیں آئی - تو اس طرح یہ ایک کونسل کی بے عزتی ہوتی ہے تو اس میں بہتر ہے واپڈا والے اپنی مرضی سے جن دیہاتوں میں بجلی کا کام کر رہے ہیں وہ کرتے رہیں لیکن جب یہ مسئلہ ہماری کونسل میں جاتا ہے تو اس کی مشہوری سارے علاقے میں ہو جاتی ہے اور بعد میں کونسلر کی بھی ہتک ہوتی ہے

اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کی بھی ہتک ہوتی ہے ۔ باقی سکولوں کے مسئلہ میں جس طرح جناب گورنر نے فرمایا ہے کہ لوگ پڑھیں لیکن ان کی نوکری اور دوسرے کام اور سب کچھ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ جس طرح حکومت تعلیم کی روشنی علاقے میں زیادہ کر رہی ہے اور اچھے طریقے سے ہائی سکول اور مڈل سکول دیہاتوں میں بن رہے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ ٹیکنیکل سکول ضرور قائم کیے جائیں تاکہ لوگ ہنر مند ہو کر کم از کم اپنا کام کر سکیں ۔ ضلع میانوالی میں عیسیٰ خیل میں ایک چھوٹا سا ٹیکنیکل سکول ہے ۔ باقی تمام ضلع میں کوئی ایسا سکول نہیں ہے جس میں لوگ ہنر سیکھ سکیں ۔ تو میں عرض کروں گا کہ سکولوں کے متعلق اور خاص کر ٹیکنیکل سکولوں کے متعلق ہم پر خاص مہربانی فرمائی جائے ۔

**ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف اوائیں (میئر ، میونسپل کارپوریشن سیالکوٹ) :** جناب چیئرمین ! یہ بڑا خوشگوار پہلو ہے کہ حکومت پنجاب رورل ڈویلپمنٹ کی طرف خصوصی توجہ دے رہی ہے اور اس کی رقم اب چالیس فیصد سے لیکر 60 فیصد تک بڑھا دی گئی ہے ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ گزارش کروں گا ۔ ہماری پلاننگ اس طرح کی ہونی چاہیے کہ ہمارے اربن ایریاز کسی کسمپرسی کا شکار نہ ہو جائیں ۔ جیسے ہم نے دیکھا ہے کہ اربن ڈویلپمنٹ 34 فیصد سے کم ہو کر 27 فیصد ہو گئی ہے ۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہم دیہی علاقوں کی ترقی کرتے کرتے اربن ایریا کو دیہی علاقے میں تبدیل کر دیں ۔ بہتر یہی ہوگا کہ اربن ایریا کی طرف بھی توجہ دی جائے ۔ ابھی جناب چیئرمین ! پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے بتایا ہے کہ اربن ڈویلپمنٹ کے لیے یعنی جس سے ان کی مراد ڈویلپمنٹ اتھارٹیز تھی کے لیے انہوں نے کافی رقم مختص کی ہے ۔ ان اتھارٹیز کی ، ان علاقوں کی ان شہروں کی ڈویلپمنٹ ضرور ہونی چاہیے ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ ان علاقوں کی ڈویلپمنٹ کے ساتھ ساتھ اور ان

شہروں کی ڈویلپمنٹ کے ساتھ ساتھ چھوٹے چھوٹے شہروں کی ڈویلپمنٹ کی طرف بھی توجہ دینی چاہیے اور ان علاقوں کے لیے رقم مختص کی جانی چاہیے۔

جناب والا! ایک اور گزارش یہ ہے کہ شعبہ صحت میں بیسک ہیلتھ یونٹ اور رورل ہیلتھ سنٹر کی تعمیر کے سلسلے میں حکومت نے کافی رقم مختص کی ہے اور وہ خرچ کی جا رہی ہے۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ نئے ہیلتھ یونٹ کھولنے کے لیے کم رقم رکھی جائے اور جو ہیلتھ یونٹ پہلے کھولے گئے ہیں ان میں ادویات کی فراہمی، ضروری ساز و سامان اور عملے کی فراہمی کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ صرف عمارات کھڑی کر لینے سے اس علاقے کے عوام کو کوئی خاطر خواہ فائدہ نہیں پہنچتا۔ جب تک وہ ادارے صحیح طور پر کام نہ کر سکیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان بیسک ہیلتھ یونٹ اور رورل ہیلتھ سنٹر کی consolidation کر لی جائے اور زیادہ رقم ان کے عملی پہلو کی طرف خرچ کی جائے۔ شکریہ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** میں ایک دو باتوں کے بارے میں آپ سے مشورہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ اگر آپ اتفاق فرمائیں تو سبجیکٹ کمیٹیوں کی رپورٹوں کے لیے جو ہم نے وقت رکھا ہے وہ اگر ہم بحث کے لیے رکھ چھوڑیں تو شائد زیادہ مناسب ہوگا کیونکہ بہت سے اراکین اس بحث میں حصہ لینا چاہئیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت اچھے اور اہم نکات پیش ہو رہے ہیں اور ساتھ ہی میں آپ سے یہ بھی مشورہ چاہوں گا اور آپ یقیناً مجھ سے متفق ہوں گے کہ جو تمام نکات اٹھائے جا رہے ہیں اور سوالات پوچھے جا رہے ہیں ان کے بارے میں جو متعلقہ محکمہ جات ہیں ان کے وزراء کرام یقیناً کچھ کہنا چاہیں گے۔ تو اس سلسلے میں اگر آپ اتفاق فرمائیں تو کل 19 دسمبر کا کوئی وقت مقرر کر دیا جائے۔ جو وقت ہم نے ضلع کونسل گجرات کی کارکردگی کے سلسلے میں اس کے چیئرمین کی رپورٹ پر بحث

کے لیے رکھا ہے وہ ایک پیکر 15 منٹ سے دو بجے تک کا ہے - ان کی رپورٹ پر بحث کے لیے جو وقت رکھا ہے اگر بہت ضروری ہو تو ہم اس کو بدستور رکھیں لیکن اگر آپ اتفاق فرمائیں تو وہ وقت جو بحث کے لیے ہم نے صرف کرنا ہے ہم یہ چاہیں گے کہ جو آج نکات اٹھائے جا رہے ہیں ان کے بارے میں جوابات اور ان کے بارے میں جو اظہار خیال کرنا چاہیں وہ ہو جائے تو زیادہ مناسب ہوگا -

**آوازیں :** ٹھیک ہے -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** چودھری صاحب ! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

**جناب سلطان علی چودھری** (صدر چیمبرز آف ایگریکلچر پنجاب) : جناب والا ! میں جناب چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی فاضلانہ تقریر سن رہا تھا اور اس میں بڑی دلچسپی لے رہا تھا کہ اسے ڈی پی جس طریقے سے تقسیم کی گئی ہے وہ بہت اچھی ہے - انہوں نے رورل بیاس اور ریجنل dimension کو selection thrust اور ایسی بہت سے چیزیں معیار رکھیں ہیں جس پر A.D.P. تقسیم ہوگی - یہ بڑی ہی خوش آئند بات ہے کہ گاؤں کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ دی جا رہی ہے اور جیسے ڈاکٹر اشرف صاحب نے فرمایا ہے کہ چالیس فیصد سے اب ساٹھ فیصد اس کی allocation ہو رہی ہے - لیکن یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ ابھی بھی گاؤں میں ستر سے پچھتر فی صد لوگ رہتے ہیں - لہذا اب بھی ہم پندرہ فی صد قربانی اپنے مالیاتی فنڈ سے دے رہے ہیں -

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ جس وقت کوئی allocation کسی محکمے کو ہو جاتی ہے تو اس کے مختلف سیکٹر ہوتے ہیں اور ہر آدمی جو وہاں بیٹھا ہوا ہوتا ہے اپنی اپنی سکیمیں آگے لانے کی کوشش کرتا ہے اور اس وجہ سے بہت سی ڈویلپمنٹ جو ہے وہ lop-sided ہو جاتی ہے - میں

ایک مثال دیتا ہوں کہ ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ میں میں کسی وقت crops پر بہت توجہ دی جاتی تھی لیکن مارکیٹنگ کو زیادہ neglect کیا گیا حالانکہ مارکیٹنگ ہی زراعت کا حاصل ہے ۔ اگر آپ کی مارکیٹنگ صحیح طریقے سے نہیں ہو سکتی تو ایگریکلچر پروڈیوس کی قیمت کم ملے گی اور کاشتکاروں کی حالت ٹھیک نہیں ہوگی ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آپ under selective thrust ریسرچ کی طرف توجہ دیں ۔ میں آپ کو ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ کچھ دن ہوئے میں NIAB میں گیا وہاں چنے کے اوپر کچھ ریسرچ کر رہے ہیں ۔ سیم اور تھور کو دور کرنے کے لیے گھاس پر بھی ریسرچ کر رہے ہیں ۔ ان کی ٹوٹل allocation 88 لاکھ ہے جس میں سے اسی لاکھ روپے سٹاف کے اوپر خرچ ہوتا ہے اور ریسرچ کے لیے صرف آٹھ لاکھ روپے ہیں ۔ میں ترقیاتی منصوبہ بندی کے چیئرمین سے عرض کروں گا کہ اس کو واقعہ نہ ہونے دیں ۔ وہاں پر مین پاور اتنی زبردست ہے کہ اگر صوبائی گورنمنٹ اس کی کنٹریکٹ پر ہی ریسرچ کرا لے تو ان کے پاس لوگ موجود ہیں جو کہ آپ کو ریسرچ کر کے دے سکتے ہیں ۔ تو اس مد کے اندر ریسرچ کے لیے زیادہ allocation ہونی چاہیے ۔

جناب والا ! ایک اور بات میں عرض کرنی چاہتا ہوں وہ یہ کہ جو بھی ڈویلپمنٹ کے لیے allocation کی جاتی ہے تو آپ جانتے ہیں کہ کاشتکاروں میں خاص طور پر 88 فیصد چھوٹے کاشتکار ہیں لہذا ان کی further allocation ہونی چاہیے کہ وہاں پر کتنا پیسہ دیں ۔ مثلاً میں ایک مثال پیش کروں گا کہ جتنا کریڈٹ ہم دے رہے ہیں اس میں سے صرف چار سے دس فیصد چھوٹے کاشتکاروں کو مل رہا ہے باقی دوسری طرف جا رہا ہے ۔ لہذا ان ترجیحات کو بھی further ، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو دیکھنا چاہیے کہ وہ lop-sided development نہ ہو اور جہاں پر ڈویلپمنٹ چاہیے وہاں ہونی چاہیے بہت بہت شکریہ ۔

**سردار نواب خان** (وائس چیئرمین ضلع کونسل جہلم) : جناب چیئرمین میری گزارش محکمہ بجلی کے متعلق ہے پچھلے سال جب جناب گورنر چکوال تشریف لے گئے تو ہمارے علاقہ کی طرف سے ہمارے چیئرمین صاحب نے بہت بزور انداز میں یہ مطالبہ پیش کیا تھا کہ اس علاقہ کی جو نو یونین کونسلیں ہیں وہ بالکل ہی بجلی سے محروم ہیں تو جناب گورنر صاحب نے انتہائی شفقت فرماتے ہوئے وہاں یہ اعلان فرمایا تھا کہ اس علاقہ کو بجلی جلد مہیا کر دی جائے گی ۔ بلکہ منظوری دے دی گئی تھی ۔ دوسرے دن اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں میں چھپی اور اس علاقے کے عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ۔ لیکن ایک سال سے زائد عرصہ گزر گیا ہے ابھی تک اس مسئلہ میں کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ۔ کئی دفعہ ہم واپڈا والوں کے پاس جا چکے ہیں ۔ متعلقہ افسران کے پاس جا چکے ہیں اور ایس ۔ ای کے پاس جا چکے ہیں ۔ لیکن مثبت جواب ہمیں نہیں ملا ہے ۔ تو اس مسئلہ میں میری گزارش یہ ہے ابھی تک ان نو یونین کونسلوں میں جن میں سے ایک پورا پولیس اسٹیشن کا علاقہ ہے اور اس کے علاوہ تین یونین کونسلیں اور ہیں ان کو ابھی تک بجلی نہیں ملی ہے ۔ جیسا کہ چیئرمین ضلع کونسل گجرات نے اپنی تقریر میں فرمایا ہے کہ یہ جو نصف میل والا Ban ہے ۔ یہ ختم کیا جائے ۔ پہلے وہاں 11.KV پہنچائی جائے ۔ اور پھر وہاں پر Ban لگایا جائے ۔ تو اس علاقہ میں بھی اس طرح بجلی پہنچ سکتی ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : معاف کیجئے لیکن اس جگہ کے لیے تو جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے ۔ گورنر صاحب نے Special directive دیا تھا ۔

**سردار نواب خان** : جی جناب والا ! اس کا تو ابھی تک کچھ بنا ہی نہیں ۔ گرڈ اسٹیشن تو اب شروع ہو چکا ہے ۔ سید کسراں میں وہ جو پہلے منظور تھا ۔ وہیں پر بن رہا ہے ۔ ہمارے علاقہ میں جو منظور فرمایا تھا ۔ وہاں ابھی تک کچھ نہیں ہوا ۔ یہ تو پتہ نہیں اس پر کچھ کام ہوا ہے

یا نہیں یہ تو واپڈا والے بتا سکتے ہیں کہ اس کی کچھ منظوری ہوئی ہے یا کچھ رقم sanction ہوئی ہے ۔ یا نہیں ہوئی ہے ۔

دوسرا مسئلہ جناب والا ! سوہاوا چکوال روڈ کو چوڑا کرنے کے متعلق ہے ۔ یہ سڑک ہمارے پورے ضلع کے لیے واحد رابطہ سڑک ہے ۔ چکوال پنڈ دادن خان کا بھی چونکہ ڈائرکٹ رابطہ نہیں ہے ۔ ضلعی ہیڈ کوارٹر سے وہ لوگ بھی چکوال سے ہو کر آتے ہیں ۔ آگے تلہ گنگ اور میانوالی سے بھی یہ سڑک رابطہ کئے ہوئے ہے ۔ اس کے متعلق میری درخواست ہے کہ اس کو چیئرمین صاحب پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نوٹ فرما لیں کہ اس سڑک کی کشادگی کے لیے اس کو شامل کیا جائے ۔

تیسری بات جناب والا یہ ہے کہ جو واٹر سپلائی سکیم بنائی جا رہی ہے اس کے لیے یہ ضروری ہے ۔ کہ یہ صرف وہی بنائی جائے جہاں پر اس کی ضرورت ہو جب یہ مکمل ہو جاتی ہیں تو ان کو چلانے کا کام صحیح نہیں ہوتا ہے ۔ تو اس کے لیے گزارش ہے کہ اس میں ترمیم کی جائے اور ان کو چلانے کے لیے ضروری ہے کہ کوئی نہ کوئی بندوبست کیا جائے ۔

**ملک خدا بخش ٹوانہ** (چیئرمین ضلع کونسل خوشاب) : جناب والا ! میری گزارش محکمہ جنگلات سے متعلق ہے ۔ خوشاب شہر کے نزدیک عصمت پارک نامی ایک جنگل ہے ۔ جس کا رقبہ تقریباً ایک ہزار ایکڑ پر مشتمل ہے ۔ 1954ء میں محکمہ جنگلات نے وہ ایک ہزار ایکڑ رقبہ زمینداروں سے acquire کیا تھا ۔ میں وزیر جنگلات سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ 28 سال کے عرصہ میں اس سے کتنی انکم ہوئی ہے اور اب 85 لاکھ روپیہ خرچ کرکے اسی جنگل کو کاٹ کر جس میں کانٹے دار جھاڑیاں ہیں دوبارہ لگایا جا رہا ہے ۔ اس کی میں وجہ پوچھنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! آپ ذرا 28 سال کی انکم بتائیں اور اب اس پر مزید 85 لاکھ روپیہ جو خرچ کیا جا رہا ہے ۔ اس کا کیا مقصد ہے ۔ چونکہ تین میل کا فاصلہ ہے

خوشاب شہر اور منڈی ٹاؤن جوہر آباد کا۔ اور اس تین میل کے فاصلہ پر تقریباً ایک ہزار ایکڑ رقبہ پر جنگل مشتمل ہے۔ جو کہ سوروں کی آماجگاہ بنا ہوا ہے اور آس پاس کے زمیندار سوروں سے بہت تنگ ہیں۔ یہ آپ دیکھ لیں کہ جوہرآباد میں شوگر مل ہوتے ہوئے بھی آس پاس کوئی ایک ایکڑ گنے کا بھی آپ کو نظر نہیں آئے گا۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ صوبائی کونسل پنجاب سے آپ ایک ٹیم مقرر کریں۔ جو موقع پر جا کر انسپکشن کرے کہ آیا ان دو شہروں کے درمیان اتنے وسیع جنگل کا ہونا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر وہ ضروری ہے تو ٹھیک ہے۔ جناب والا! آپ بے شک محکمہ جنگلات میں کافی خرچ کر رہے ہیں اور بجٹ میں کافی حصہ رکھا ہوا ہے۔ لیکن میری گزارش ہے کہ کم از کم آپ کسی غیر آباد علاقے میں جنگل لگائیں نہ کہ دو شہروں کے درمیان۔

اس سلسلہ میں میری ایک اور گزارش بھی ہے کہ خوشاب شہر کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ تقریباً ایک لاکھ کے قریب ہے اور منڈی ٹاؤن جوہرآباد کی آبادی تقریباً دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ تو آپ مہربانی کرکے ضلعی دفاتر اس جنگل والے رقبہ پر بنائیں اور معائنہ کرکے دیکھیں کہ آیا وہ رقبہ ان کے لیے مناسب ہے یا نہیں۔ چونکہ افسران کی رہائشیں جوہر آباد میں بن رہی ہے اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ درمیان میں ہماری ہاؤسنگ سکیم سیٹلائیٹ ٹاؤن منظور ہوئی۔ وہ اس کے نزدیک ہے۔ اس لئے آپ اس جنگل کے رقبہ کا معائنہ کرائیں اور مہربانی کرکے ضلعی دفاتر خوشاب کے نزدیک بنائیں کیونکہ ایک لاکھ کی آبادی کو زیادہ تکلیف کرنا پڑتی ہے۔ خوشاب تقریباً درمیان میں واقع ہے۔ سائیڈ سے علاقہ سون اور پدھراڑ ہے۔ اور مغرب والی سائیڈ پر علاقہ تھل ہے۔ تو تمام سڑکیں خوشاب آ کر ملتی ہیں۔

اس کے علاوہ جناب والا! ایک اور مسئلہ بھی ہے وہ ہے دریائے جہلم پر پل کا۔ اس پل کی حالت بہت خراب ہے۔ آپ اس کا معائنہ کروا لیں۔

کسی نہ کسی وقت بھی وہ پل تباہ ہو سکتا ہے اور اس کے تباہ ہونے سے تمام کی تمام ٹریفک معطل ہو کر رہ جائے گی ۔ جس میں میانوالی ، کوہاٹ پشاور ۔ راولپنڈی ۔ چکوال بہ علاقہ سرگودھا ۔ فیصل آباد اور لاہور سے بالکل کٹ جائے گا ۔ اور خوشاب سے اٹھارہ ہزاری ایک پل ہے اس کے علاوہ پنڈ دادن خان کے قریب ہیڈ رسول ہے ۔ اس لیے میری گزارش ہے کہ یہ جو دریائے جہلم پر ریلوے کا پل ہے اس کی حالت بہت زیادہ خراب ہے اس کو درست کیا جائے ۔

حاجی محمد علی (چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) : جناب چیئرمین و معزز اراکین کونسل السلام علیکم و رحمۃ و برکاتہ ۔ جناب گورنر نے یہاں خطبہ استقبالیہ ، افتتاحیہ پڑھا ۔ اس میں انہوں نے بار بار دہرایا کہ کھیتوں کو شہروں اور شاہراہوں سے ملایا جائے گا ۔ بار بار کہا بلکہ شاید تین دفعہ کہا ۔ آپ نے سنا ہوگا ۔ میں نے بھی سنا ۔ سب نے سنا ۔ بتائیں پہلے بھی کوئی گورنر ایسا آیا ۔ جس نے کہا ہو کہ کھیتوں کو شہروں سے ملایا جائے گا ۔ پہلے یہ بتائیں ۔ اتنا معزز ہاؤس ہے بڑے بڑے معزز آدمی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ یہ دے دیجئے ۔ وہ دے دیجئے ۔ وہ تو خود دے رہے ہیں ۔ خدا کی قسم ! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کو اب صحت کاملہ عطا فرمائی ہے ۔ میں اس معزز ہاؤس کے سامنے بحیثیت ایک چیئرمین التجا کرتا ہوں کہ ان کے کامل صحت یاب ہونے پر آپ اللہ تعالیٰ کا شکرانہ ادا کریں اور آپ اپنی اپنی اقامت گاہوں پر دو دو نفل شکرانے کے ادا کریں ۔ پہلی بات یہ ہے ۔ دوسری مجھے کچھ چند الفاظ اللہ تعالیٰ کے حضور شکرانے کے کہنے دیں ۔ ان کے لیے اگر وقت ہے تو میں کہوں اگر نہیں تو میں نہیں کہتا ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : مختصراً کہیئے ۔

حاجی محمد علی : جناب والا ! اللہ تعالیٰ نے جناب گورنر و جناب جنرل غلام جیلانی خان کو بے حد و بے حساب کرم نوازی فرما کر

صحت کاملہ عطا فرمائی ہے ۔ اس مالک کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آپ پر کرم نوازی فرمائی اور ہم غریبوں پر رحم اور کرم کی نظر کرنے والے ، غریب پرور اور خلیق اور مہربان گورنر کو صحت کاملہ عطا فرما کر ہماری امیدیں بڑھائی ہیں ۔ امیدیں بندھائی ہیں ۔ میں پھر ایک بار سارے ہاؤس سے گزارش کرتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے اس احسان عظیم کا شکرانہ ادا کرتے ہوئے آپ اپنی اقامت گاہوں پر جا کر دو دو نفل شکرانے کے ادا کریں ۔ اور دعا کریں کہ خدا پاک مالک الملک گورنر پنجاب جناب غلام جیلانی خان کا سایہ عاطفت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہمارے سروں پر قائم و دائم رکھے ۔ کیونکہ انہوں نے عوام کی ترقیاتی سکیموں اور خصوصاً دیہاتی عوام کی تکالیف کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک ایسا جامع منصوبہ جاری فرمایا ہے ۔ جس سے دیہاتوں اور کھیتوں کو منڈیوں سے شاہراہوں اور کھیتوں سے ملایا جا رہا ہے ۔ جس سے ذرائع آمد و رفت اور نقل و حرکت آسان ہوگئی ہے ۔ اب زمیندار اپنا گنا شوگر ملوں اور شہروں تک اور اپنی اجناس منڈیوں تک اور اپنے بیماروں کو بڑے بڑے ہسپتالوں تک لے جاتے ہیں ۔ اور پہنچانے میں آسانیاں حاصل ہوگئی ہیں اور جناب گورنر کا یہ اقدام تاریخ پاکستان میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے ۔ آپ کا نام تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جائے گا ۔ قوم آپ کے اس احسان عظیم کو ہمیشہ یاد رکھے گی ۔ آپ کی حکومت نے ڈویژن کی تشکیل نو کا جو گراں قدر کام سر انجام دیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

**شیخ غلام حسین :** پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں اس نکتہ کی وضاحت چاہوں گا کہ کوئی تقریر ایوان میں لکھی ہوئی پڑھی جا سکتی ہے یا نہیں ۔ میں صرف اتنا پوچھنا چاہوں گا ۔ آپ اس بات پر رولنگ دیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** سنیے قبلہ سنیے ۔ شیخ صاحب کیا فرماتے ہیں

**حاجی محمد علی :** جناب والا ! صرف دو سطریں باقی ہیں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : دو سطروں سے زیادہ نہ پڑھئے ۔

حاجی محمد علی : جناب والا ! اس سے عوام کو انصاف نزدیک اور سستا ملنے لگے گا ۔ آپ نے رابطہ اور مشاورتی کمیٹیوں کی تشکیل کر کے ایک اچھا کام کیا ہے ۔ اس سے عوام کے نمائندے اور سرکاری اہل کاران مل جل کر افہام و تفہیم سے عوام کی مشکلات کا حل احسن طریقہ سے ڈھونڈھ لیں گے ۔ یہ بھی احسن اور گراں قدر اقدام کہا گیا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ اب تشریف رکھیں ۔

چوہدری محمد اقبال ڈار : (چیئرمین میونسپل کمیٹی شیخوپورہ) : جناب چیئرمین میرے ایک دو پوائنٹس لوکل باڈیز کے متعلق ہیں ۔ اس سے پہلے بھی میرے ایک معزز رکن نے اس کے متعلق گزارش کی ہے لیکن اس کی اہمیت کے پیش نظر میں دوبارہ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ جہاں تک آنے والے الیکشن کا تعلق ہے اس کی میں صرف وارڈوں کے متعلق عرض کروں گا کہ گذشتہ وارڈ اتنے غیر متوازن اور غلط بنے ہوئے ہیں کہ میری کمیٹی میں ایک وارڈ 17 ہزار کا ہے اور ایک 3 ہزار کا ہے ۔ ایک ممبر ہونے تین ہزار ووٹ لے کر منتخب ہوا ہے اور دوسرا 120 ووٹ لے کر منتخب ہوا ہے ۔ یہ وارڈ جس وقت بنائے گئے تھے اس وقت ہم عوامی نمائندے نہیں تھے ۔ یہ افسران نے بنائے ہوں گے ۔ لیکن اب جب کہ ہم موجود ہیں ۔ اور تمام گلی کوچوں سے بھی واقف ہیں ۔ ہر وارڈ سے واقف ہیں اور بھی ہماری موجودگی میں اگر وارڈ مناسب طریقہ سے نہ بنائے گئے تو یہ غیر مناسب ہوگا ۔ جہاں تک گورنر صاحب نے اپنی صبح کی تقریر میں یہ فرمایا تھا کہ ڈپٹی کمشنر صاحبان کو یہ بھی ہدایات ہیں ۔ لیکن میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ وہ شاید مصروفیت کی وجہ سے یا ویسے ان کو ازسر نو بنانے کو وہ Avoid کر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں اگر ہمارے ہوتے ہوئے بھی وارڈ بدستور غلط بنے ، ان میں توازن نہ پیدا ہو تو شاید

آنے والے ممبر ہمیں معاف نہ کریں ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس پر کوئی خاص توجہ دی جائے ۔ خاص طور پر وہ وارڈ جن میں توازن نہیں ہے ان کو ٹھیک کرایا جائے ۔ اس کے علاوہ متعلقہ افسران کو یہ ہدایات فرمائی جائیں کہ وہ اس معاملہ میں ہم سے مشورہ کریں ۔ ہماری جو جائز بات ہو ہمارا جو جائز مطالبہ ہو اس کو پورا کریں ۔ یہ مطالبہ عوام کا مطالبہ ہے ہمارا کوئی ذاتی مطالبہ نہیں ہے ۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ چند ماہ پہلے ہمیں ایک چٹھی پیدائش و اموات کے اندراج کے بارے میں موصول ہوئی ہے پہلے یہ طریقہ کار تھا کہ پانچ سال تک اگر کوئی پیدائش کا اندراج نہ ہو تو چیئرمین بااختیار تھے ۔ وہ اسے درج کر سکتے تھے اور اگر پانچ سال سے عرصہ زائد ہوگیا ہو تو پھر ڈپٹی کمشنر صاحب با اختیار تھے لیکن اب ایک نیا قانون بنا دیا گیا ہے کہ آپ ایسے نہیں کر سکتے ۔ لوگ ان پڑھ بھی ہوتے ہیں ۔ بعض اوقات غلطی سے درج نہیں کرواتے ۔ اس طرح اگر پانچ چھ سال گزر گئے ہیں ۔ تو اسے 8 آنے فی یوم کے حساب سے جرمانہ ادا کرنا پڑے گا اس طرح یہ تو ہزاروں روپے فیس بن جاتی ہے ۔ لوگوں سے جو معمولی غلطی ہو جاتی ہے ۔ اس کے لیے تو یہ سزا بہت زیادہ ہے ۔ یقین کریں کئی لوگ میرے پاس آتے ہیں کہ بچوں کو داخل کروانا ہے ۔ لیکن ہم ان کو داخل اس وجہ سے نہیں کروا سکتے کہ ان کے نام کا اندراج نہیں ہے ۔ میری گزارش ہے کہ سابقہ طریقہ کار کو بحال رہنے دیا جائے وہ زیادہ بہتر تھا ۔ مجھے نہیں معلوم کن حالات کی وجہ سے نیا طریقہ کار بنایا گیا ہے ۔ یہ آپ نوٹ فرما لیں ۔ کیونکہ یہ عوام کے لیے بہت مشکل ہو گیا ہے ۔

اس کے علاوہ ایک گزارش آپ سے اور کرنی ہے کہ ہم بلدیات والے اپنی ضرورت کے مطابق اور اپنے بجٹ کے مطابق جو نئی آسامیاں رکھتے ہیں ان کی منظوری پہلے سیکرٹریٹ سے ہو جاتی تھی مگر اب طریقہ کار بڑا لمبا ہوگیا ہے اور ہمیں چکروں میں ڈال دیا گیا ہے ۔ پہلے کیس اسسٹنٹ ڈائریکٹر

صاحب کے پاس جاتا ہے پھر ، ڈپٹی کمشنر صاحب کے پاس جاتا ہے اس کے بعد کمشنر صاحب اسے منظور کرتے ہیں - یقین کیجئے وہ آسامیاں ہم اپنی ضرورت اور بجٹ کے مطابق رکھتے ہیں لیکن نئے طریقہ کار سے کیس چھ چھ ماہ تک لٹکا رہتا ہے - آپ یقین کریں میری کمیٹی کا ابھی تک ایک کیس بھی نہیں ہوا - جب بجٹ ہوتی ہے تو کہتے ہیں آپ لوگ کام کریں جو عملہ آپ کو چاہیے وہ لے لیں آپ عوام کو مطمئن کریں - لیکن دوسری طرف جن آسامیوں کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے ان کے لیے کیس کو لٹکائے رکھتے ہیں - جہاں تک مجھے یاد ہے یہ معاملہ پہلے سیکرٹریٹ کے پاس جاتا تھا - اب ہمیں تین چار مراحل سے گزرنا پڑتا ہے - میری کمیٹی کا کیس بھی ابھی تک لٹکا ہوا ہے اس کو چھ ماہ ہو گئے ہیں - ظاہر ہے وہ آسامیاں جو ہم نے اپنی ضرورت کے مطابق منظور کیں اور چھ ماہ تک ہمیں اس کی اجازت نہ ملی تو ہمیں اس کا کیا فائدہ -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** شیخ غلام حسین -

**شیخ غلام حسین** (میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) : جناب چیئرمین! چونکہ آج چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے اے ڈی پی پر بات کی ہے تو میری بات صرف اے ڈی پی کے بارے میں ہے مگر میں نے دیکھا ہے کہ علاوہ ازیں آپ نے کسی اور مسئلہ پر اجازت دی ہوئی ہے اس لیے میں ایک مسئلہ اب پیش کروں گا -

پہلا مسئلہ اے ڈی پی کے بارے میں یہ ہے کہ راولپنڈی میں چار کالج لڑکوں کے ہیں مثلاً گارڈن کالج ، ڈگری کالج ، حشمت کالج اور انٹرمیڈیٹ کالج - اس کے مقابلے میں لڑکیوں کے دو کالج ہیں ایک ہے گورنمنٹ گرلز کالج دوسرا وقارالنساء کالج - پنڈی میں آج کل بچیوں کے داخلے کے سلسلے میں بیحد مشکلات ہیں - پچھلی مرتبہ جناب کمشنر صاحب کی سربراہی میں ایک میٹنگ ہوئی تھی اور اس میں عارضی طور پر کچھ انتظام کرنے کا سوچا بھی گیا تھا وہ یہ تھا کہ لڑکیوں کا پرانا کالج پنڈی میں ہے جس کو نیا کالج بن جانے کے بعد بند کر دیا گیا تھا تو جناب عارضی طور پر یہ بندوبست سوچا گیا تھا کہ اگر سٹاف مہیا کر دیا جائے تو بلڈنگ موجود ہے اس لیے چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے درخواست

کروں گا کہ آئندہ سال کے بجٹ کے لیے پنڈی میں لڑکیوں کے کالج کا اہتمام کیا جائے۔ یہ تو اے ڈی پی کا مسئلہ تھا۔

دوسرا مسئلہ جو کہ بڑی اہمیت کا حامل ہے وہ یہ ہے کہ ٹیکسلا کا آثار قدیمہ کا محکمہ جو کہ مرکزی حکومت کے تحت کام کر رہا ہے اس نے 26 جون کو ایک نوٹیفیکیشن کیا ہے جس کا نمبر ایس۔ آر۔ او 611 ہے اس میں انہوں نے تقریباً ڈیڑھ سو میل کے علاقے پر پابندی لگا دی ہے کہ یہاں سے کسی قسم کی کوئی کھودائی نہیں ہو سکتی اور پتھروں کی نکاسی پر پابندی لگا دی ہے جناب والا! وہاں پر اس وقت 385 سٹون کریشر لگے ہوئے ہیں اور 0) حکومت کی جانب سے کارخانے بھی لگائے گئے ہیں جن میں ایک سیمنٹ فیکٹری تو حال ہی میں لگ رہی ہے ایک سیمنٹ فیکٹری جو پہلے کی لگی ہوئی ہے اس کو بھی سیٹرل اس علاقے سے آتا ہے اس سے جناب بڑی بے چینی پیدا ہوئی ہے اب چند دنوں سے محکمہ انڈسٹریز کی جانب سے اس کی توسیع میعاد کی گئی ہے تو جوں جوں اب کسی کی میعاد ختم ہوتی ہے پولیس والے ان کے خلاف کیس بنا رہے ہیں۔ اب تک میری اطلاع کے مطابق 14 آدمیوں کے خلاف مقدمات درج کر کے ان کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور پھر وہ لوگ ضمانتوں پر باہر آئے ہیں۔ یہ چونکہ ایسا معاملہ ہے جس سے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں افراد اس کاروبار سے متاثر ہوتے ہیں ڈیڑھ سو میل کے علاقے میں اس قسم کی پابندی لگانے سے پنڈی میں ایک بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے تو میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کراتا ہوں کہ یقیناً حکومت کے نوٹس میں اتنی بڑی بات آئی ہوگی۔ اس کے بارے میں اگر ممکن ہو تو کل بتا دیا جائے کہ کیا حکومت پنجاب کے نوٹس میں یہ چیز ہے اگر ہے تو اس کے لیے کیا تجاویز ہیں کیونکہ وہاں لوگوں کے لیے یہ بہت بڑی پریشانی ہے۔ اس سے پہلے میرے علم کے مطابق حکومت نے کوئی 85 کے قریب لوگوں کو متبادل جگہ بھی دی تھی اور شاید 60 یا 80 ہزار روپے فی کریشر ان کو معاوضہ بھی دیا تھا لیکن اب چونکہ 385 کریشرز ہیں ان کے لیے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے تو میں جناب کی اس طرف توجہ مبذول کراتا ہوں کہ کل اس کے بارے میں اگر ممکن ہو تو بتا دیا جائے۔

(قطع کلامیاں)

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ تشریف رکھیئے ۔ دیکھیئے ۔ اگر کوئی معزز رکن تقریر کر رہے ہوں تو دوسرے معزز رکن کو چاہیئے کہ وہ آرام سے بیٹھا رہے ۔ شیخ غلام حسین صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

**شیخ غلام حسین :** دوسرے میں عرض کروں گا کہ پنجاب میں نئے اضلاع بن جانے سے بیشمار حضرات یہاں منتخب ہو کر آئے ہیں جن سے ابھی تک تعارف نہیں ہوا ۔ اس لیے اگر مناسب ہو کہ جو صاحب بھی بات کریں وہ اپنا تعارف کرا دیں اور ساتھ ہی میں اپنا بھی تعارف کرا دیتا ہوں میرا نام غلام حسین ہے میں میٹر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی ہوں تاکہ ان نئے لوگوں سے تعارف ہو جائے اور نئے لوگ ہم سے متعارف ہو جائیں پتا نہیں چلتا کہ کون صاحب بول رہے ہیں اور کس علاقے سے تعلق رکھتے ہیں ۔ شکریہ ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** کل ہمارے پاس 45 منٹ ہیں اور چونکہ ابھی چند ایک اور اراکین بھی اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو میری تجویز ہے کہ پندرہ منٹ کل بھی ہم اس بحث کے لیے مخصوص کر دیں اور باقی آدھ گھنٹے میں چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ اہم باتوں کے بارے میں بالخصوص جو طریقہ کار ہے یا اس میں کوئی خامیوں کا ذکر کیا گیا ہے یا بعض تکالیف کا ذکر کیا گیا ہے وضاحت فرمائیں گے ۔ اس کے علاوہ بہت سے ایسے نکات جو کہ تجاویز کی صورت میں مشوروں کی صورت میں معزز اراکین کی طرف سے اٹھائے گئے ہیں مجھے یقین ہے کہ متعلقہ شعبہ جات کے جو وزراء کرام ہیں اور جو افسران یہاں تشریف رکھتے ہیں انہوں نے تمام تجاویز نوٹ فرما لی ہوں گی اور ان میں جو ضروری درستگی کرنا ہوگی اس کو بہتر بنانا ہوگا اس پر یقیناً وہ عملدرآمد کریں گے ۔ اس کے علاوہ اگر کوئی صاحب وزراء کرام میں سے ان نکات کے بارے میں وضاحت کرنا چاہیں تو وہ وضاحت کر سکتے ہیں لیکن چیئرمین پی اینڈ ڈی صاحب صرف ان امور کے بارے میں جو کہ پی اینڈ ڈی سے متعلقہ ہیں اور جو بہت اہم نکات اٹھائے گئے ہیں وضاحت فرمائیں گے چونکہ وقت ہو چکا ہے اس لیے میں آج کی کارروائی ملتوی کرتا ہوں اور کل کے لیے پھر انشاء اللہ اکٹھے ہوں گے ۔

(اجلاس کی کارروائی 16 دسمبر 1982ء صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہو گئی) ۔

# * سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹیں

## سبجیکٹ کمیٹی برائے صحت کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 | تبلیغ صحت (Health Education) کے لیے ابلاغ عامہ سے فائدہ اٹھایا جائے روزانہ ٹی وی اور ریڈیو سے مختصر پروگرام نشر کئے جائیں اور لوگوں کی زیادہ سے زیادہ شمولیت پر زور دیا جائے۔ | پرہیز (Prevention) پر زور دینا چاہیئے۔ اس پروگرام کو معمول کی کارروائی بنانے کی بجائے اس پر پوری توجہ اور مستعدی سے عمل درآمد کرنا چاہیئے اس سلسلہ میں ایک مہم کا آغاز کرنا چاہیئے۔ | تبلیغ صحت (Health Education) کا ایک شعبہ کالج آف کمیونٹی میڈیسن میں کھول دیا گیا ہے جو پوری مستعدی سے کام کر رہا ہے مزید شعبے کو ہدایت کر دی گئی ہے۔ کہ ٹی وی اور ریڈیو کارپوریشن سے رابطہ قائم کر کے عام فہم صحت کے مسائل پر پروگرام نشر کریں اس پر سرگرمی سے عمل جاری ہے اور مزید توسیع کی جائے گی۔<br><br>تبلیغ صحت کے پروگرام کو مزید مؤثر بنانے کے لیے ضلعی سطح پر ہیلتھ ایجوکیشن کا پروگرام ایک جامع |

2 ۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ ملاوٹ اور غیر معیاری ادویات کی فروخت کا سدباب کیا جائے۔

ہمارے طریقہ کار میں سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ معائنہ کی نگرانی کا کوئی مؤثر اور دیانتدارانہ نظام نہیں ہے۔ ہدایات تو جاری کر دی جاتی ہیں۔ مگر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ ان پر عملدرآمد بھی ہو رہا ہے یا نہیں۔

سکیم گورنمنٹ پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے اصولی طور پر منظور کر لی ہے جونہی سٹاف کی منظوری ہو جائے گی ضلعی سطح پر تبلیغ صحت کا عملہ کام شروع کر دے گا۔ اس سلسلہ میں یونیسف (UNICEF) سے امداد کی درخواست بھی کی گئی ہے۔

دیانتدارانہ نگرانی کا نظام قائم کرنے کی کوشش جاری ہے خدا کرے کامیاب ہو جائے۔ سردست محکمہ صحت کے ڈائریکٹر تمام ڈپٹی ڈائریکٹر اور ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسرز صاحبان ڈرگ انسپکٹر کے فرائض کی نگرانی کا کام کرتے ہیں۔ صوبائی سطح پر نگران کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ جو کہ surprise check کیا

کرے گی اور غیر معیاری ادویات کا قلع قمع کرنے کے لیے تمام ضروری کارروائی بروئے کار لائے گی ۔

ف3 ۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ ضلعی اور تحصیل کی سطح پر سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی خدمات مہیا کی جائیں ۔

نشتر میڈیکل کالج کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے دوسرے میڈیکل کالجوں میں بھی ایسی کارروائی ہونی چاہیئے ۔

تمام میڈیکل کالجوں کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ ان کے سپیشلسٹ ایک ماہ میں دوبار ضلعی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں جائیں اور مریضوں کو سپیشلسٹ سروس مہیا کریں ۔ اسی طرح ضلعی ہیڈ کوارٹروں کے سپیشلسٹ بھی سروس مہیا کریں ۔

ا ۔ تمام میڈیکل کالجوں کے سپیشلسٹ ہر ماہ میں دو مرتبہ تحصیل و ضلع ہسپتالوں میں مریضوں کو سپیشلسٹ سروس مہیا کریں ۔

وہ اپنے ساتھ تشخیصی آلات و ضروری عملہ کو ہمراہ لے جائیں۔ اس پر عمل جاری ہے۔

2 ۔ ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر اپنے علاقائی اخبارات میں مریضوں کی اطلاع کے لیے سپیشلسٹ ٹیموں کی آمد کا پروگرام شائع کریں گے۔

## سبجیکٹ کمیٹی برائے مال کی شفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عمل درآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 | دیوانی مقدمات کو جلد نمٹانے کے بارے میں ضابطہ میں ترمیم کے سلسلے میں کیس نمبر 70-5-80 مورخہ 9 مارچ 1980ء پر غور یہ کیس قانون تحفظ قرضداران 1960ء کی دفعہ 5 کی منسوخی کے متعلق ہے دفعہ 5 درج ذیل ہے۔ | معاملہ جناب وزیر مال کے روبرو پیش کیا گیا جس پر موصوف نے اتفاق کیا کہ قانون آسائش قرضداران کی دفعہ 5 کو ضابطہ دیوانی کی دفعہ 55 میں کی گئی ترمیم سے ہم آہنگ کرنا لازمی ہے۔ | قانون آسائش قرضداران کی دفعہ 5 میں ترمیم منسوخی کے لیے معاملہ صوبائی کابینہ کو اصولی طور پر اتفاق رائے کی غرض سے ارسال کیا جا چکا ہے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| 2 ۔ میاں غلام محمد مونکا رکن کمیٹی | اس مسئلہ پر کسی حتمی حکم | "(5) اس ہنگامی قانون کے نافذ العمل ہونے سے پہلے یا بعد میں کسی رقم کے لیے جاری شدہ ڈگری کی تعمیل میں کسی مدعیوں کو گرفتار یا قید نہیں کیا جائے گا"۔ ضابطہ دیوانی میں ترمیم 19 کی رو سے مدعیوں ڈگری کو اب قید میں رکھا جا سکتا ہے لہذا ہر دو قوانین میں مطابقت ہونی چاہیئے تجویز یہ ہے کہ قانون تحفظ قرضداران کی دفعہ 5 کو منسوخ کر دیا جائے تاکہ قرضہ جات کی وصولی میں مدد ثابت ہو ۔ |
| | چولستان کے رقبہ کی الاٹمنٹ | |

| | | |
|---|---|---|
| نے فرمایا کہ چولستان کی الاٹمنٹ کمیٹی کی سکروٹنی کمیٹی کا ان کو ممبر بنانے کی تجویز تھی اور اس سلسلہ میں پیش رفت نہ ہوئی ہے کہ ممبر موصوف کو شامل نہ کیا گیا ہے مزید یہ فرمایا کہ متعلقہ اضلاع کے چیئرمین ضلع کونسلوں کو چولستان کی الاٹمنٹ کے کام سے متعلق رکھا جائے۔ | کی ضرورت نہ ہے البتہ طریق کار کی وضاحت طلب کی گئی ہے۔ | ایک الاٹمنٹ کمیٹی کرتی ہے اور موقع پر جا کر فیصلہ کرتی ہے۔ جس کی متعلقہ یونین کونسل کے چیئرمین کو بھی اطلاع دی جاتی ہے۔<br><br>آئندہ متعلقہ ضلع کے چیئرمین ضلع کونسل کو بھی پروگرام کی اطلاع دی جایا کرے گی۔ |
| 3 ۔ غلام محمد ممونکا صاحب رکن نے فرمایا کہ (سرکاری اراضی) کے قابضین جو کہ برلب سڑک کے پنجر قدیم رقبے پر ہیں ان کو ہٹایا نہیں جائے۔ | کسی حکم کی ضرورت نہ ہے البتہ موجودہ پالیسی کی وضاحت ضروری ہے۔ | جگہ کی مناسبت کے مطابق قابضین کو اجازت دی جاسکتی ہے بشرطیکہ اس سے سڑک کی آمد و رفت میں کسی قسم کی رکاوٹ یا خلل کا احتمال نہ ہو اس ضمن میں مجلس مال کی جانب سے ہدایات موجود |

ہیں لہذا اس امر کا خیال رکھنا ضروری ہوگا کہ ہر جگہ مناسبت کا تعین موقع کے مطابق کیا جائے مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ہے چونکہ اب صرف فیلڈ افسران نے حسب قواعد تعمیل کرنی ہے ۔

4 ۔ غلام محمد مونکا صاحب نے کمیٹی کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی کہ مفاد عامہ کے تحت حاصل کردہ اراضی کا مالکان کو مناسب معاوضہ ادا نہیں کیا جاتا ۔

اس مسئلہ پر قانون واضح ہے البتہ کسی فریق کو اگر معاوضہ کی رقم پر اعتراض ہو وہ اعلیٰ عدالت میں رجوع کر سکتا ہے ۔

گورنمنٹ کی پالیسی لینڈ ایکوزیشن ایکٹ میں واضح طور پر موجود ہے کہ متعلقہ مالکان کو پورا اور مناسب معاوضہ دینا چاہیے لیکن مفاد عامہ کے تحت حاصل کردہ اراضی پر مالکان کو بعض اوقات معاوضہ میں قدرے نقصان بھی اٹھانا پڑتا ہے قانون کی رو سے بازاری

قیمت تشخیص کرنے کے لیے عدالت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس علاقہ کی اس قسم کی اراضی کی قیمت کی بنا پر تشخیص کرے لیکن اگر اراضی تجارتی یا رہائشی مقاصد کے لیے زیر آمد لائی جا رہی ہو تو قانون میں معاوضہ لینے کے لیے ایسی شق موجود ہے جس کے مطابق نوٹیفکیشن کے شائع ہونے سے ایک سال کے اندر جو اراضی زرعی مقاصد کے علاوہ تجارتی یا رہائشی مقاصد کے لیے فروخت ہوئی ہو - اس کی قیمت کے حساب سے تعین ہونا چاہیے -

منشا یہ ہے کہ مالکان کو پورا اور مناسب معاوضہ دیا جائے - تاہم

وزیر مال نے ہدایت کی ہے ۔ کہ اس سلسلہ میں ضروری ہدایات جاری کی جاویں ۔ تاکہ متعلقہ مالکان کے حقوق کا تحفظ کیا جائے ۔

اس بارے میں جناب چیف سیکرٹری صاحب نے وضاحت کی تھی کہ رہائشی مقاصد کے لیے جو اراضی /20,000 روپے فی ایکڑ کے حساب سے لی جاتی ہے اس کے بارہ میں علیحدہ خلاصہ گورنر صاحب کو پیش کیا جا رہا ہے ۔

5 ۔ خان واثق خان رکن نے سبجیکٹ کمیٹی کے رو برو یہ مسئلہ پیش کیا کہ متروکہ جائیداد کی ایسی الاٹمنٹوں کو متعلقہ ریکارڈ مثلاً خسرہ گرداوری ڈھالباچھ اور رجسٹر حقداران زمین میں درج ہونا

طریق کار کی وضاحت کر دی گئی ہے مزید کسی حکم کی ضرورت نہ ہے ۔

| | | |
|---|---|---|
| الاٹمنٹ کی آر ایل II پر جعلی الاٹمنٹ کا اندراج ہے جس کا اندراج محکمہ مال کے کاغذات میں نہیں ہے - لیکن آر ایل II سے جعلی الاٹمنٹ کے خارج کرنے کا کوئی طریق کار نہیں ہے - | | چاہیے - اس طرح بوگس الاٹمنٹیں بغیر کسی شبہ کے صاف طور پر ثابت ہو جاویں گی - ایسی الاٹمنٹیں بغیر تردید کے جو پچھلی تاریخوں میں دھوکہ دہی سے حاصل کی گئی ہوں کالعدم تصور ہوں - کیوں کہ افسر مجاز کو کالعدم کہاتہ کو نظر انداز کرنے کا قانونی اختیار ہے |
| 6 - خان واثق خان رکن نے استفسار فرمایا - کہ آیا سرکاری اراضی کی نیلامی ہوتی ہے - یا بند ہو چکی ہے - | رکن موصوف نے کوئی ایسی تجویز نہیں دی - جس پر حتمی حکم کی ضرورت ہے - طریق کار کی وضاحت مطلوب ہے - | سرکاری اراضی کی الاٹمنٹ بذریعہ نیلامی ہوتی ہے اور اس کی چند شرائط ہیں - جو اراضی حدود کمیٹی کے اندر یا چراگاہ ہے - اس کو صرف دو سال کے لیے پٹہ پر نیلام کیا جاتا ہے - اس کے علاوہ جو اراضی بقایا سرکار ہے - |

| | | |
|---|---|---|
| | | وہ پانچ سال کے لیے پٹہ پر نیلام کی جاتی ہے ۔ بولی دینے والے کے لیے لازمی ہے ۔ کہ وہ غیر مالک ہو ۔ یا اس کی ملکیت 4 ایکڑ سے زائد نہ ہو ۔ |
| 7 ۔ خان واثق خان نے مزید استفسار کیا کہ جن اضلاع میں بندوبست ہو رہا ہے ۔ متعلقہ اٹک میں کیا وہاں بندوبست کے ضمن میں نئی تشخیص مالیہ کی ضرورت ہے ۔ یا نہیں ۔ کیونکہ 25 ایکڑ آبپاشی اور 50 ایکڑ غیر آبپاشی پر مالیہ معاف ہو چکا ہے ۔ | یہ ایک سوال ہے ۔ جس پر مزید کسی حکم کی ضرورت نہیں ۔ | یہ تشخیص ضروری تھی ۔ تاکہ ان زمینداروں سے جن کی ملکیت 25 ایکڑ آبپاشی یا 50 ایکڑ غیر آبپاشی سے زیادہ ہے ۔ مالیہ عائد کر کے وصول کیا جا سکے ۔ |

8۔ خان واثق خان رکن نے کمیٹی کی توجہ اس امر کی طرف دلائی کہ لوکل ریٹ جو کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے عائد کیا گیا ہے۔ اس میں ریٹ ایک کنال یا ایکڑ پر لگایا گیا اور اگر کسی کی مالکیت میں کنال کا حصہ بھی شامل ہو تو اس پر پوری کنال کا ریٹ لگایا جاتا ہے۔ اس طرح مشترکہ مالکان میں سے ہر ایک کو لوکل ریٹ دینا پڑتا ہے۔ جس سے نہ صرف کھاتہ داران کو تکلیف ہے بلکہ نمبرداران کا کام بھی زیادہ ہو گیا ہے۔

یہ معاملہ لوکل گورنمنٹ کو ارسال کر دیا گیا ہے۔ جو اب موصول ہونے پر مزید کارروائی کی جائے گی۔

وزیر مال نے حکم دیا۔ کہ یہ مسئلہ لوکل گورنمنٹ کی سبجیکٹ کمیٹی کو ارسال کیا جائے تاکہ وہ کمیٹی اس پر غور کرکے شکایت کا ازالہ کر سکے۔

| | | |
|---|---|---|
| 9 ۔ سردار سلطان احمد رکن نے استفسار کیا کہ آیا کالونی چکوک میں احاطہ جات کی الاٹمنٹ پر بدستور پابندی ہے یا نہیں ۔ | یہ بھی ایک سوال ہے ۔ جس پر موجودہ طریق کار کی وضاحت مطلوب ہے ۔ | مالکان کو احاطہ کی الاٹمنٹ حسب قواعد ہو سکتی ہے ۔ جناب وزیر مال صاحب کے فیصلہ کے مطابق ہدایات کا اعادہ محکمہ نو آبادیات مجلس مال کی جانب سے کیا جا چکا ہے ۔ |
| 10 ۔ غلام محمد موکا چوہدری محمد اکبر کاہلوں صاحب سردار سلطان احمد صاحب اور خان واثق خان صاحب نے اس امر کی تائید کی پٹواری یونین کونسل کے دفتر میں سنیچر کے روز ہفتہ میں ایک بار باقاعدگی سے حاضر نہیں ہوتے اور بیشتر | شکائت کسی حد تک حق بجانب ہے ۔ تاہم کسی حتمی حکم کی ضرورت نہیں ہے ۔ البتہ متعلقہ آفسران کو اس سے بیشتر جاری کی گئی ہدایت پر عمل درآمد کی نسبت تاکید ضروری ہے ۔ | اس ضمن میں ضروری احکام کا اعادہ کیا گیا ہے ۔ کہ فیلڈ آفسران بشمول کمشنر ، ڈپٹی کمشنر ، اسسٹنٹ کمشنر ، محکمہ مال کے فرائض کو تندہی سے بجا لائیں ۔ |

پٹواری اپنے حلقہ میں رہائش نہیں رکھتے ہیں ۔

## سبجیکٹ کمیٹی برائے زراعت کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

| زرعی سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش | مذکورہ سفارش پر حتمی فیصلہ | مذکورہ سفارش پر عملدرآمد کی رپورٹ |
|---|---|---|
| 1 ۔ یہ تجویز کیا گیا کہ گندم کی کٹائی کے لیے سیلف پرویلڈ کمبائن درآمد کیے جائیں اور چند اضلاع میں انجمن امداد باہمی کے ذریعہ تجربہ کے طور پر ان کو استعمال کیا جائے ۔ ایاس چارمر کمبائن اچھا ثابت ہوا ہے ۔ حکومت اس معاملہ پر غور کرے اور مناسب کارروائی کرے ۔ | سیلف پرویلڈ کمبائن بیش قیمت ہے اور اس کو سال میں تقریباً دو سے تین ماہ استعمال کیا جاتا ہے ۔ کیونکہ یہ صرف گندم اور چاول کی چھڑائی کے کام آتا ہے ۔ اس کے برعکس ٹریکٹر سے چلنے والے ہاروسٹر اور ریپر نہ صرف کم قیمت ہیں ۔ بلکہ بہت زیادہ مقبول بھی ہیں لہذا سیلف پرویلڈ کمبائن خریدنے پر کثیر زرمبادلہ خرچ کرنے کی بجائے ملک میں تیار کردہ آلات پر | مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں ۔ |

| | | |
|---|---|---|
| | توجہ دی جائے۔ کسی بھی انجمن امداد باہمی کو جس کے مالی وسائل سرمایہ کاری کے متحمل ہو سکتے ہوں۔ سیلف پروبلڈ کمپائن درآمد کرنے کی کوئی ممانعت نہیں۔ | |
| 2۔ یہ تجویز کیا گیا کہ زرعی سبجیکٹ کمیٹی کا ایک وفد مشرقی پنجاب (بھارت) کا دورہ کرے تاکہ وہاں کے کاشتکاروں کے حالات و تجربات کا مطالعہ و موازنہ کرے اور ان کے مفید تجربات کو اپنایا جا سکے محکمہ زراعت کے ماہرین بھی ہمراہ جائیں۔ | حکومت پاکستان کی طرف سے اگلے چھ ماہ تک بیرون ممالک وفد جانے پر پابندی عائد ہے۔ | فی الحال مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں۔ جیسے ہی حکومت پاکستان کی بے طرف اس پابندی کو اٹھا لیا جائے گا اس تجویز پر عملدرآمد کرنے کے لیے مناسب کارروائی کی جائے گی۔ |
| 3۔ جن مارکیٹ کمیٹیوں کی حالت | اگرچہ مارکیٹنگ آرڈیننس میں | مارکیٹ کمیٹی کی افادیت اور |

اچھی ہے ۔ وہ اپنے نوٹیفائیڈ ایریا میں اینٹوں کی پختہ سڑکیں بنوائیں مٹی کا کام ضلع کونسل کی امداد سے کیا جائے ۔

اس وقت ایسی کوئی شق شامل نہیں جس کی رو سے کوئی مارکیٹ کمیٹی اپنے علاقے میں پختہ سڑکیں بنائے تاہم حکومت کی منظوری / اجازت سے ایسی سڑکیں بنائی جا سکتی ہیں ۔ بشرطیکہ مجوزہ سڑکیں حکومت پنجاب کی ''فارم سے مارکیٹ'' تک سڑکیں بنانے کی سکیم کے ساتھ مطابقت رکھتی ہوں اور عوام کے مفاد میں ہوں ۔

دائرہ کار بڑھانے کے لیے حکومت نے ایک کمیٹی قائم کی تھی ۔ اس کمیٹی نے اپنی سفارشات مرتب کرلی ہیں ۔ جو اب ایک سیمنار میں جو کہ عنقریب منعقد کیا جا رہا ہے ۔ میں زیر بحث آئیں گی ۔ ان سفارشات میں سے ایک سفارش یہ بھی ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کو اپنے علاقے میں پختہ سڑکیں اور پلیاں بنانے کی کی اجازت دی جائے بشرطیکہ ان کے مالی وسائل اس بات کی اجازت دیں جونہی ان سفارشات پر کوئی حتمی فیصلہ ہوا ۔ ان کو برائے منظوری گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| 4 | مارکیٹ کمیٹیوں کی کارکردگی کے بارے میں مفصل بحث ہوئی سبجیکٹ کمیٹی نے متفقہ فیصلہ کیا کہ مارکیٹ کمیٹیوں کی بڑی افادیت ہے۔ یہ ادارے کاشتکاروں کے حقوق کی نگہداشت کرتے ہیں۔ اس لیے حکومت سے سفارش کی گئی کہ ان کو مزید فعال اور مستحکم بنایا جائے اور صوبہ میں کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کو ختم نہ کیا جائے۔ | حکومت مارکیٹ کمیٹیوں کی افادیت سے پوری طرح آگاہ ہے اور ان کو مزید فعال اور مضبوط بنانے کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ | مزید کسی کارروائی کی ضرورت نہیں۔ |
| 5 | سبجیکٹ کمیٹی نے سفارش کی کہ محکمہ زراعت کے نمائندے جو مختلف اجلاس میں شرکت کرتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ | حکومت نے اس ضمن میں محکمہ کے تمام افسران کو ہدایات جاری کر دی ہیں۔ | تجویز پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ |

وہ اجلاس کے دوران ہی صاحب صدر کی اجازت سے کاشتکار حضرات کو ان سہولتوں کے بارے میں بتائیں جو محکمہ زراعت کے مختلف شعبے کاشتکاروں کی سہولت کے لیے ہر جگہ بہم پہنچا رہے ہیں - خصوصی طور پر سائل ٹسٹنگ کے طریقہ کار کے بارے میں بتائیں تاکہ کاشتکار اس سے پورا فائدہ اٹھا سکیں -

6 - زرعی سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 5 اگست 1981ء میں مندرجہ ذیل کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں ان سب مذکورہ سب کمیٹیوں کے کنوینر صاحبان اور متعلقہ سرکاری افسران کو ہدایات کی گئیں - کہ اپنی سفارشات جلد از جلد مکمل

| | | |
|---|---|---|
| کمیٹیوں کی ابتدائی رپورٹیں موجودہ اجلاس میں پیش کی گئیں ۔ | کر کے سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس میں پیش کریں ۔ | |
| **(الف) سب کمیٹی برائے مقابلہ پیداوار فصلات ۔** | | |
| اس سب کمیٹی کی رپورٹ اجلاس میں پڑھی گئی ۔ اس پر سیر حاصل بحث ہوئی ۔ ممبران حضرات نے بڑی اچھی تراویم پیش کیں جو منظور کرلی گئیں ۔ ترامیم شدہ رپورٹ اگلے اجلاس میں پیش کی جائے گی ۔ | | اس سب کمیٹی نے اپنی رپورٹ مکمل کرلی ہے اور سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس منعقدہ 20 ستمبر 1982ء میں منظور کرلی گئی ہے ۔ |
| **(ب) سب کمیٹی برائے مارکیٹ کمیٹی ۔** | | |
| اس سب کمیٹی کی ابتدائی رپورٹ اجلاس میں پیش کی گئی | | سب کمیٹی کی رپورٹ مکمل ہو چکی ہے اور محکمہ کو موصول ہوگئی |

ہے ۔ سب کمیٹی نے بہت مفید سفارشات پیش کی ہیں ۔ ان کی اہمیت کے پیش نظر اب سیمینار ''مارکیٹنگ'' منعقد کیا جا رہا ہے ۔ اس سیمینار میں صوبائی محکموں کے اعلیٰ افسران کے علاوہ کاشتکار حضرات ، آڑھتی صاحبان اور اہل کار مارکیٹ کمیٹی شامل ہوں گے ۔

مرکزی حکومت کے نمائندگان کو بھی اس سیمینار میں بلایا جائے گا سیمینار کی سفارشات کو محکمانہ کمیٹی کی وساطت سے گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا جائے گا اور منظوری حاصل کرنے کے بعد اس پر عملدرآمد شروع ہو جائے گا ۔

کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ مکمل رپورٹ اگلے اجلاس میں پیش کی جائے ۔

**(ج) سب کمیٹی برائے زوننگ فصلات**

اس سب کمیٹی کی ابتدائی رپورٹ کے بارے میں بھی فیصلہ کیا گیا کہ اس کی مکمل رپورٹ اگلے اجلاس میں پیش کی جائے گی۔

اس سب کمیٹی نے اس معاملے پر کافی غور کیا ہے۔ ماہرین زراعت سے مشورہ کیا ہے۔ لیکن سب اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ مسئلہ کافی پیچیدہ ہے اور اس کے لیے باقاعدہ زمینی سروے کرانے کی ضرورت ہے اور مزید معلومات اور اعداد و شمار درکار ہوں گے۔ اس لیے فی الحال اس سلسلے میں کوئی سفارش نہیں کی جا سکتی۔

7۔ سبجیکٹ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ کرم کش ادویات کے ڈیلرز کے لیے ایک ضابطہ اخلاق مرتب کیا جائے۔ ان

اس ضمن میں محکمہ زراعت کے افسران کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ اپنے فیلڈ سٹاف کے ذریعے ادویات کی چیکنگ وغیرہ کریں۔

ضابطہ اخلاق مرتب کیا جا رہا ہے۔ محکمہ زراعت شعبہ توسیع کے گریڈ نمبر 16 اور اس کے اوپر کے افسران کو ڈیلرز کے سٹوروں کی

| | | |
|---|---|---|
| کے کام کی نگرانی کی جائے کہ وہ کاشتکاروں کو صحیح ادویات مناسب نرخوں پر فروخت کریں ۔ نیز یہ بھی تجویز کیا گیا کہ ان ادویات کو جنرک ناموں سے فروخت کیا جائے ۔ | ضابطہ اخلاق مرتب کرنے کے سلسلہ میں قانون میں ترمیم کرنی پڑے گی محکمہ زراعت امر پر ضروری کارروائی کرے ۔ | چیکنگ اور ان کے کام کی نگرانی اور دیکھ بھال کے لیے زرعی پسٹیسائڈ آرڈیننس کے تحت انسپکٹر مقرر کر دیا گیا ہوا ہے ۔ |

## سبجیکٹ کمیٹی برائے امن عامہ کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 | ضلعوں میں اسلحہ لائسینسوں کا کوٹہ بڑھایا جائے ۔ نگران صوبائی کونسل اور ضلع کونسل ہائے کی سفارش پر جاری کردہ | ضلعوں کے لیے اسلحہ کے لائسینسوں کی مقرر شدہ تعداد میں صوبائی کونسل کی تجویز اور سفارش کے مطابق پہلے بھی معتدبہ اضافہ | عمل درآمد ہو چکا ہے ۔ |

| | | |
|---|---|---|
| لائسنس اس کے علاوہ ہونے چاہیں ۔ | کیا گیا تھا ۔ موجودہ سفارش کے پیش نظر اب اضلاع کا کوٹہ نومبر 1982ء سے چار گنا کر دیا گیا ہے ۔ | |
| 2 ۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی میں پولیس کی اجارہ داری ختم کی جانی چاہیے ۔ کیونکہ محکمہ پولیس صرف ایسے اہل کار ہی محکمہ انسداد رشوت ستانی میں بھیجتا ہے جو اپنے محکمہ میں ناکام رہتے ہیں ۔ محکمہ انسداد رشوت ستانی میں مختلف محکمہ جات سے دیانتدار اور راست باز آفیسران تعینات کیے جائیں ۔ | محکمہ انسداد رشوت ستانی کی تنظیم نو حکومت کے زیر غور ہے اب یہ مسئلہ اصلاح معاشرہ کی کمیٹی برائے انسداد رشوت ستانی و ناجائز حصول جائیداد کے سپرد کیا گیا ہے ۔ جس کی رپورٹ موصول ہونے پر اس ضمن میں فیصلہ کیا جا سکے گا ۔ | معاملہ کمیٹی مذکور میں زیر غور ہے ۔ |
| 3 ۔ ٹریفک پولیس کو عام پولیس | تھانوں کے عملہ کو ٹریفک کے | سفارشات پر عمل درآمد ہو |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | سے علیحدہ کیا جائے اور تھانوں کے عملہ کو گاڑیوں کے چالان کرنے سے منع کیا جائے کیونکہ بسا اوقات وہ اپنے اصل کام پر توجہ دینے کی بجائے سڑکوں پر بسوں اور ٹرکوں کے پیچھے بھرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ | چالان کرنے سے منع کر دیا گیا ہے۔ | چکا ہے۔ |
| 4 | تمام موٹر گاڑیوں پر ریفلیکٹر لگائے جانے چاہییں اور بیل گاڑیوں اور سست رفتار گاڑیوں پر خصوصی طور پر لالٹین لگائی جائیں۔ کیونکہ یہ گاڑیاں اکثر حادثات کا باعث بنتی ہے۔ | انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کو اس ضمن میں ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور سفارش پر سختی سے عمل کروانے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔ | عمل درآمد ہو رہا ہے۔ |
| 5 | پولیس کی انتظامی برانچ کو استغاثہ (پراسیکوشن) برانچ سے | اس بارے میں حکومت پنجاب، وفاقی حکومت کو اپنی رائے ارسال | اس معاملہ میں وفاقی حکومت کے حتمی فیصلے کا انتظار ہے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| جلد از جلد علیحدہ کیا جائے۔ | کر چکی ہے اور یہ معاملہ اب صدر پاکستان کی ہدایت پر ایک خصوصی کمیٹی کے سپرد کیا گیا ہے۔ | |
| 6۔ تھانوں کی سطح پر پولیس سٹاف کو اکثر سٹیشنری کی قلت کا سامنا رہتا ہے اور وہ عام لوگوں سے سٹیشنری طلب کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے مخصوص رقم میں اضافہ کیا جائے۔ | پچھلے تین سالوں میں سٹیشنری کے لیے مخصوص رقم قریباً دو گنا کر دی گئی ہے۔ تاہم انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب سے کہا گیا ہے کہ وہ سٹیشنری کی مزید ضرورت کا دوبارہ جائزہ لیں اور اگر اضافی رقم کی ضرورت ہو تو حکومت سے رجوع کریں۔ | معاملہ زیر کارروائی ہے۔ |
| 7۔ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کو سبجیکٹ کمیٹی برائے امن عامہ کا ممبر بنایا جائے۔ | سبجیکٹ کمیٹی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ محکمہ کے کسی بھی افسر کو اپنی میٹنگ میں مدعو کر سکتی ہے۔ | عمل درآمد ہو چکا ہے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| 8 ۔ متعدد تجاویز اور شکایات کے باوجود محکمہ پولیس کی کارکردگی بہتر نہیں ہو سکی ۔ دیکھا گیا ہے کہ جب بھی کسی پولیس اہل کار کے خلاف کسی جرم کا ارتکاب ہوتا ہے تو محکمہ کی مشینری فوراً حرکت میں آ جاتی ہے اور ملزمان حراست میں لے لیے جاتے ہیں مثلاً ابھی حال ہی میں ایک ایسا ہی مجرم پولیس کی حراست میں موت سے ہمکنار ہوگیا ۔ اس کے برخلاف عام لوگوں کی شکایات پر پولیس کا رد عمل نہایت غیر تسلی بخش ہوتا ہے اور قتل ڈکیتی جیسے | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات کے مطابق اس بارے میں ہدایات انسپکٹر جنرل پولیس کو جاری کر دی گئی ہیں ۔ | عمل درآمد کیا جا رہا ہے ۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | | سنگین نوعیت کے جرائم کی تفتیش بھی سال با سال میں مکمل ہونے میں نہیں آتی اس بارے میں واضح ہدایات جاری کی جانی چاہییں اور ان پولیس افسران کے خلاف سخت کارروائی کی جانی چاہیے جو اپنے علاقوں میں جرائم کی تفتیش اور مجرمان کے احتساب میں تساہل سے کام لیتے ہیں ۔ | |
| 9 | دیکھنے میں آیا ہے کہ صوبہ کے سرحدی علاقوں میں مجرمان واردات کے بعد دوسرے صوبوں میں فرار ہو جاتے ہیں اور انھیں پکڑنے میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ | اس نوعیت کے جرائم کے متعلق معاملات وفاقی سطح پر مختلف صوبوں کے انسپکٹر جنرل پولیس کی کانفرنس میں زیر بحث آتے ہیں اس کے علاوہ مختلف صوبوں کے متعلقہ اضلاع کے پولیس افسران سے | عمل درآمد ہو رہا ۔ |

| | | |
|---|---|---|
| | اس قسم کے جرائم کی تفتیش کے لیے مختلف صوبوں کے سرحدی اضلاع کے پولیس افسران پر مشتمل بین الصوبائی پولیس سکواڈ بنائے جائیں ۔ | تعاون کے لیے بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔ |
| 10۔ قیدیوں کا غذائی سکیل نا کافی ہے اس میں اضافہ کیا جائے ۔ | قیدیوں کے لیے غذا کے موجودہ سکیل یکم اکتوبر 1978ء میں مقرر کیے گئے تھے ۔ یہ سکیل مشقتی اور غیر مشقتی قیدیوں کے لیے علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں اور مشقت کرنے والے قیدیوں کو دوسرے قیدیوں سے آٹے کی زیادہ مقدار دی جاتی ہے ۔ یہ سکیل ایک عام مزدور پیشہ آدمی کی کیلوریز | عمل درآمد ہو رہا ہے ۔ قیدیوں کے غذائی سکیلوں پر پہلی نظر ثانی مالی سال 84-1983ء کے لیے کی جائے گی ۔ |

| | | |
|---|---|---|
| | کی یومیہ ضرورت سامنے رکھ کر مقرر کیے گئے تھے اور اس میں غذا کے ماہرین سے مشورہ بھی کیا گیا تھا ۔ ان سکیلوں میں فی الحال کسی ترمیم کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی ۔ تاہم یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ان کا ہر تین سال بعد جائزہ لیا جائے اور جب ضروری ہو تو ان پر نظر ثانی کی جائے ۔ | |
| 11۔ صوبائی کونسل کے ممبران کو جیلوں کے غیر سرکاری معائنہ کنندگان نامزد کیا جائے ۔ | تمام ممبران صوبائی کونسل کو اپنے ضلعوں میں جیلوں کے غیر سرکاری معائنہ کنندگان نامزد کر دیا گیا ہے ۔ | عمل درآمد ہو چکا ہے ۔ |

سبجیکٹ کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ 25 مئی 1982ء میں مجموعی طور پر نمبر (9) سفارشات مرتب کیں۔ ان سفارشات پر حتمی فیصلے اور عملدرآمد کے بارے میں رپورٹ حسب ذیل ہے۔

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 | سبجیکٹ کمیٹی کے گذشتہ اجلاس منعقدہ 12 دسمبر 1981ء میں کی گئی سفارشات پر عملدرآمد رپورٹ کا جائزہ لیا گیا۔ کمیٹی نے ان فیصلوں سے اتفاق کرتے ہوئے مختلف سفارشات پر عملدرآمد کی رفتار پر اطمینان کا اظہار کیا۔ سفارش نمبر 8 کے ضمن میں جو ان حفاظتی بندوں (Bunds) کی دیکھ بھال کے سلسلے میں تھی جو کہ لوکل | سفارش کو منظور کر لیا گیا ہے۔ | لاہور کے ترقیاتی ادارہ سے لیے گئے حفاظتی بند اور دریائی کنٹرول کے کاموں کی دیکھ بھال کے لیے مناسب عمل اور رقم کی منظوری حاصل کی گئی ہے۔<br>دریائی کنٹرول کے کاموں کی تعمیر اور دیکھ بھال کے لیے تنظیمی ڈھانچہ وضع کیا جائے گا تاکہ صوبہ میں جہاں بھی ضروری ہوا ایسے کاموں کو تعمیر کیا جا سکے۔ تنظیمی ڈھانچہ کی مناسب وقت پر |

| | | |
|---|---|---|
| گورنمنٹ اور دوسرے اداروں سے محکمہ انہار کی تحویل میں دیے گئے ہیں ، کمیٹی نے اس اس پر بھی زور دیا کہ اضافی عمل اور مناسب رقوم مہیا کی جائیں تاکہ محکمہ ایسے کاموں کو پورے صوبہ میں ٹھیک طور پر سر انجام دے سکے ۔ | | معمول کے مطابق منظوری حاصل کی جائے گی ۔ |
| 2 ۔ موضع گگے والی کے قریب سیم نالہ گوئیند کے کی توسیع کا مطالبہ کیا گیا اور یہ بھی سفارش کی گئی کہ راجباہ نور پور پر موضع چھمب اور اروپ کے قریب سائیفن کی استعداد بھی بڑھائی جائے تاکہ | سفارش کی روشنی میں کارروائی کی گئی ہے ۔ | سیم نالہ گوئیند کے برجی صفر تا 34500 زیر تعمیر ہے ۔ موضع گگے والی برجی 8000 کے قریب واقع ہے ۔ راجباہ نور پور کے سائیفن پر بھی کام شروع ہے ۔ سیم نالہ کا کام رواں مالی سال 1982.83ء میں مکمل ہونے کی توقع ہے ۔ ان کاموں کے |

| | | |
|---|---|---|
| سیم کے مسئلہ پر قابو پایا جا سکے ۔ | | مکمل ہونے سے اس علاقہ سے پانی کی نکاسی بہتر ہو جائے گی ۔ |
| 3 ۔ اگو بھنڈر اور کامونکے کا درمیانی علاقہ سیم کے مسئلہ سے دو چار ہے ۔ اس کے لیے ایک نئے سیم نالہ کی ضرورت سے آگاہ کیا گیا جو کہ اگو بھنڈر کو کامونکے کے نزدیک سیم نالہ دراجکے سے ملا دے ۔ | سفارش منظور کرلی گئی ہے ۔ | اگر بھنڈر اور کامونکے کے درمیانی علاقے کے لوگوں کو سیم کے مسئلہ کا سامنا ہے اس مسئلہ کے حل کے لیے ایک نئے سیم نالہ کی تعمیر ضروری ہے جو کہ سیم نالہ دراجکے تک پانی کا نکاس کر سکے یہ ایک نیا سیم نالہ ہے ۔ جس کے لیے مناسب سکیم بنانے کے لیے کارروائی کی جا رہی ہے ۔ |
| 4 ۔ موضع چک جید ، تھابل اور رجاوہ (ضلع گوجرانوالہ) کے رقبہ سیم زدہ ہیں ۔ یہ سفارش کی گئی تھی کہ موجودہ سیم نالیوں | سفارش منظور کرلی گئی ہے ۔ | علاقے کی نکاسی آب کا مسئلہ حل کرنے کیلئے گوجرانوالہ ڈرینیج سسٹم کی جید چک معاون ڈرین جو مذکورہ دیہات سے گزرتی |

| | | |
|---|---|---|
| کی اصلاح اور ان کی توسیع کرکے نکاسی آب کو بہتر بنایا جائے۔ | | ہے کی اصلاح کی ضرورت ہے۔ یہ کام ایک سکیم کے تحت کیا جائے گا جس کی تشکیل کے لیے کارروائی کی جا رہی ہے۔ سکیم کی منظوری اور مطلوبہ رقوم کے حصول پر عملدرآمد کیا جائے گا۔ |
| 5 ۔ کمیٹی نے اپنے پچھلے اجلاس منعقدہ 19 ۔ اپریل 1980ء میں عظیم تھل کینال داجل برانچ کی توسیع اور جلال پور کینال کے منصوبوں پر جلد عملدرآمد کی سفارش کی تھی کیونکہ قومی مفاد میں زراعت کی ترقی کے لیے خوراک اور ریشہ کی ضروریات پوری کرنے کے لیے | سفارش سے پوری طرح اتفاق ہے یہ سکیمیں قومی اہمیت کی حامل ہیں محکمہ وفاقی حکومت سے سرگرمی سے رابطہ کئے ہوئے ہے صوبوں میں پانی کی تقسیم کے مسئلے کا جلد فیصلہ ہونا چاہیے۔ | مطلوبہ سکیمیں تیار کی جا چکی ہیں۔ عظیم تھل کینال کا منصوبہ مرکزی ترقیاتی ورکنگ پارٹی (C.D.W.P.) کو منظوری کے لیے بھیجا جا چکا ہے۔ داجل برانچ کی توسیع اور جلال پور کینال کے منصوبے صوبائی ترقیاتی ورکنگ پارٹی کی منظوری کے لیے بھیجے جا چکے ہیں۔ منظوری کے بعد مرکزی |

یہ بہت اہم اور ضروری ہیں۔ کمیٹی نے تاخیر پر تشویش کا اظہار کیا اور دوبارہ زور دیا کہ ان منصوبوں پر جلد عملدرآمد کیا جائے۔

حکومت کو بھیج دیئے جائیں گے۔ ان منصوبوں پر قومی اقتصادی کونسل کی مجلس عاملہ کی منظوری کے بعد عملدرآمد کیا جائے گا۔

6 ۔ کمیٹی نے چولستان کے متروکہ غیرآباد رقبے کی ترقی کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے سفارش کی کہ اس کے لیے سلیمانکی، اسلام اور پنجند ہیڈ ورکس سے آبپاشی کے لیے پانی مختص کیا جائے۔

کمیٹی کی سفارش پر اصولی طور پر اتفاق ہے۔ چولستان کے کچھ رقبہ جات کو موسمی آبپاشی کے لیے پانی دینے کی سکیم پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ جبکہ باقی رقبہ جات کو پانی دینے کا مسئلہ تربیلا کے پانی کی تقسیم پر منحصر ہے۔

ایک منصوبہ بنام متروکہ کینال کو دوبارہ کھولنے اور بہاول کینال پر آبپاشی کی توسیع جس پر 99.83 لاکھ روپے لاگت آئے گی پہلے ہی زیر تکمیل ہے۔ منصوبے کے مکمل ہونے پر متروکہ رقبہ موسمی آبپاشی کے تحت آ جائے گا۔ جہاں تک چولستان کے باقی رقبے کو پانی مہیا کرنے کا تعلق ہے اس بات کا انحصار تربیلا کے پانی کی مختلف

7 - مدوآنہ برانچ ڈرین کی R - 7 معاون ڈرین کے تحت ایک ذیلی ڈرین تعمیر کی جا رہی ہے - تاکہ چک نمبر 139 تا 143 کے سیم زدہ علاقوں کو نکاسی آب کی سہولت مہیا کی جا سکے - سیم کے مؤثر کنٹرول کے لیے ٹیوب ویلوں کے ذریعہ زیر زمین پانی کی نکاسی کو بھی ضروری سمجھا گیا - یہ سفارش کی گئی کہ رکھ برانچ کے ساتھ متروکہ ٹیوب ویلوں کو از سر نو چالو کیا جائے -

تیکنیکی وجوہات کی بنا پر نہر کے ساتھ متروکہ ٹیوب ویلوں کو نکاسی آب کے لیے از سر نو چالو نہیں کیا جاتا کیونکہ اس سے سیم اور موثر طور پر قابو نہیں پایا جا سکتا تاہم اس علاقہ کو زیر زمین پانی کی نکاسی کے لیے واپڈا کے لوئر رچنا سب پراجیکٹ میں شامل کیا گیا ہے -

صوبوں میں تقسیم پر ہے - جس کا ابھی تک فیصلہ نہیں ہوا ہے -

R - 7 معاون ڈرین کی زیر تعمیر ذیلی ڈرین علاقے میں سیم کم کرنے میں کسی حد تک بر وقت مدد گار ثابت ہوگی - یہ علاقہ سکارپ لوئر رچنا کے فیصل آباد یونٹ کی سمندری 1 ذیلی یونٹ میں واقع ہے - واپڈا نے سکارپ لوئر رچنا سب پراجیکٹ کی پلاننگ رپورٹ جو پھاڑنگ سمندری اور سمندری 2 ذیلی یونٹ پر مشتمل ہے اور جس کا حوالہ گذشتہ اجلاس منعقدہ 12 دسمبر 1981ء سفارشات نمبر 1 (ب - 3) کے تحت دیا گیا ہے ترجیحی بنیاد پر تیار کر کے مرکزی حکومت کو بھی بھیج دی گئی تا کہ

عالمی بنک کے مدد سے اس پر
عملدرآمد کرایا جا سکے حال ہی میں
عالمی بنک کی ایک جائیزہ ٹیم
منصوبے کی جانچ پڑتال کے لیے
علاقے کا معائنہ کر چکی ہے ۔ تاکہ
اسے حتمی شکل دی جا سکے ۔ اس
منصوبے کے تحت زیر زمین پانی کے
نکاس کے معاملہ پر بھی غور ہوگا ۔
تاکہ علاقہ میں سیم کے مسئلہ پر قابو
پایا جا سکے ۔ چند متروکہ ٹیوب
ویلوں کو جو رکھ برانچ کے ساتھ
نصب کیے گئے تھے از سر نو چالو
کرنا نہ صرف غیر موثر ہوگا ۔ بلکہ
ایسے ٹیوب ویل تکنیکی اعتبار سے
نہر سے متصل واقع ہونے کی وجہ سے

نکاسئی آب کے لیے دوبارہ چالو نہیں کیے جاتے۔

8 - نہروں پر رقبہ آبپاشی کی شرح ان کی ڈیزائین شدہ شرح استعداد سے کافی بڑھ چکی ہیں اس اضافے کی وجہ سے فصلوں کے لیے پانی صحیح مقدار میں مہیا نہیں کیا جاتا۔ اس لیے یہ مناسب سمجھا گیا کہ مختلف نہروں پر موجود پانی کی شرح (Water Allowance) کو از سر نو جانچا جائے اور اس کو موجودہ فصلوں کی اقسام اور رقبہ کاشتہ کی مطابقت سے مقرر کیا جائے۔ آبپاشی کے پانی میں اضافے کی اہمیت کو

یہ معاملہ اتنا آسان نہیں ہے۔ کیونکہ اس کا انحصار پانی میسر آنے پر ہے۔ نہروں کی ریماڈلنگ کے معاملے پر اسی صورت میں غور کیا جائے جب اضافی پانی کی مقدار کے بارے میں پتہ چل جائے۔

یہ درست ہے کہ مختلف انہار پر آبپاشی کی استعداد ڈیزائین شدہ استعداد سے کافی بڑھ گئی ہے۔ یہ صورت حال پانی کی میسر مقدار کو زیادہ رقبہ پر پھیلانے سے پیدا ہوئی۔ اس کے باعث موجودہ فصلات کے لیے پانی کی مطلوبہ ضروریات پوری نہیں ہو پاتیں اس کے ساتھ ساتھ زراعتی کاشت کے طریقوں اور فصلوں کی اقسام میں تبدیلیاں رونما ہو چکی ہیں اور کاشت کا رجحان زیادہ پانی کی کھپت والی اور زیادہ منافع بخش فصلوں مثلاً چاول، گنا کی طرف ہوا ہے۔ ان سب عوامل کی وجہ سے آبپاشی

| | | |
|---|---|---|
| ضروری سمجھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ نہری نظام کی ریماڈلنگ کی جائے تاکہ زیادہ پانی مہیا کیا جا سکے۔ | | کے لیے پانی کی مانگ بڑھ چکی ہے اور موجودہ حالات میں بڑھتی ہوئی آبپاشی کی ضروریات کے مطابق پانی مہیا کرنے میں بڑی رکاوٹ پانی کی کمیابی ہے۔ نہروں کی ریماڈلنگ پر صرف اسی صورت میں غور ہو سکتا ہے۔ جب کہ صوبوں کے درمیان نہری پانی کی تقسیم کے نتیجے میں اضافی مقدار کا تعین ہو جائے۔ |
| - اپر چناب کینال سسٹم پر چند بڑے موگھے ہیں جن کا اخراج 4 یا 5 کیوسک ہے۔ ان موگھوں کو چھوٹے موگھوں میں تقسیم کیے جانے پر غور کیا جانا چاہیے۔ تاکہ ان کی | تجویز سے اتفاق ہے۔ جہاں ممکن ہوا بڑے موگھوں کو چھوٹے موگھوں میں تقسیم کی اجازت دی جائے گی۔ | اپر چناب کینال سسٹم پر 4 یا 5 کیوسک کے کوئی موگھے نہیں ہیں۔ اتنے بڑے موگھے نہ تو محکمہ تجویز کرتا ہے اور نہ ہی بناتا ہے۔ کیونکہ کاشتکار کے لیے اتنے بڑے نکاس کو سنبھالنا مشکل ہوتا ہے۔ |

| | |
|---|---|
| آبپاشی کی استعداد کار میں اضافہ ہو۔ | اگر کوئی کاشتکار سمجھتا ہے کہ موگھہ زیادہ پانی کا ہے تو وہ موگھے کی تقسیم کی درخواست کینال اور ڈرینج ایکٹ 1875ء کی دفعہ 20 کے تحت متعلقہ افسر مجاز یعنی سپرنٹنڈنگ کینال آفیسر کو دے سکتا ہے۔ تاہم اپر چناب کینال سسٹم کا سروے کرکے جہاں بھی ممکن ہوا بڑے موگھوں کو چھوٹے موگھوں میں تقسیم کے لیے ضابطے کے تحت کارروائی کی جائے گی۔ |

## سبجیکٹ کمیٹی برائے محنت کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 ۔ کارکنوں کے تعلیمی مراکز۔ | | | |
| | سبجیکٹ کمیٹی نے پھر سفارش | اس بات کی وضاحت کی جا چکی ہے | محکمہ کی رائے سے اتفاق ہے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| کی ہے کہ ملتان اور راولپنڈی کے بند کئے گئے تعلیمی مراکز دوبارہ بحال کئے جائیں۔ | کہ لاہور اور فیصل آباد کے تعلیمی مراکز کی کارکردگی دیکھنے کے بعد ہی راولپنڈی اور ملتان کے مراکز کو دوبارہ بحال کرنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ | |
| **2 ۔ صوبہ بھر میں یکساں الاؤنس کے اجراء۔** | | |
| بڑے شہروں کے الاؤنس (بگ سٹی الاؤنس) کی قباحتوں کا تجزیہ پیش کرتے ہوئے سبجیکٹ کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ زون سسٹم ختم کر کے صوبہ میں یکساں الاؤنس جاری کیے جائیں۔ | اگرچہ بڑے شہروں اور چھوٹے شہروں کے معیار زندگی میں فرق موجود ہونے کے باعث صوبے میں یکساں الاؤنس جاری نہیں کیا جا سکتا تاہم فرق اتنا زیادہ نہیں ہونا چاہیئے جس سے چھوٹے قصبوں کے کارکن مہنگائی کے اثرات کو زیادہ شدت سے محسوس کریں بعض | حال ہی میں صوبائی حکومت نے چند ایک مراعات دی ہیں۔ حکومت کے لیے محدود وسائل کے پیش نظر مزید مراعات دینا فی الحال ممکن نہیں۔ |

| | | |
|---|---|---|
| | ملازمتوں میں اس امر کی ضرورت بھی محسوس کی جاتی ہے کہ چھوٹے قصبوں میں ملازموں کو جاذب بنانے کے لیے ملازمین کو خصوصی الاؤنس اور مراعات دینے پر غور کیا جائے۔ | |
| **3۔ بیمار ملوں کے سروے کے لیے سہ فریقی کمیٹی کی تجویز۔** | | |
| یہ سفارش کی جاتی ہے کہ ایک سہ فریقی کمیٹی تشکیل دی جائے جو بیمار ملوں کے ناکامی کے اسباب کا جائزہ لے کر اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کرے تاکہ ان اسباب کا جلد از جلد سدباب کیا جا سکے۔ | محکمہ محنت کو اس سفارش سے اتفاق ہے۔ | یہ مسئلہ وفاقی حکومت کے زیر غور ہے جہاں اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| **۴ - صوبائی سطح پر مشاورتی کمیٹی تشکیل دینے کی تجویز -** | | |
| سبجیکٹ کمیٹی اس بات کی سفارش کرتی ہے کہ پنجاب کی سطح پر ایک سہ فریقی مشاورتی کمیٹی برائے محنت تشکیل دی جائے - | محکمہ اس سفارش سے متفق نہیں ہے اس ضمن میں یہ بتا دینا مناسب ہوگا کہ پہلے ہی ایسی کمیٹیاں اور بورڈ تشکیل دیئے جا چکے ہیں جو مشاورتی ادارے بھی ہیں - | محکمہ کی رائے سے اتفاق ہے - |
| **5 - بڑھتی ہوئی بیروزگاری اور مہنگائی کے سدباب -** | | |
| جناب صالح محمد نیازی نے ارکان کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرائی کہ ملک میں مہنگائی اور بیروزگاری بڑھ رہی ہے - اس پر سبجیکٹ کمیٹی نے یہ سفارش کی کہ حکومت | محکمہ محنت کو اس سفارش سے اتفاق ہے - حکومت پہلے ہی مہنگائی کے سدباب کے لیے مناسب اقدام کر رہی ہے - | حکومت اس سلسلہ میں پہلے ہی اقدام کر رہی ہے - |

| | | |
|---|---|---|
| کو چاہیئے کہ وہ تمام تر وسائل کو بروئے کار لا کر مہنگائی اور بیروزگاری کا سدباب کرے ۔ | | |
| **6 ۔ زرعی بنیاد پر قائم ہونے والی صنعتوں کا فروغ ۔** | | |
| سبجیکٹ کمیٹی اس بات کی سفارش کرتی ہے کہ ملک میں ایسی صنعتوں کو فروغ دیا جائے جن کی بنیاد زراعت پر رکھی جاتی ہے ۔ | سبجیکٹ کمیٹی کی اس سفارش سے محکمہ متفق ہے ۔ اس کے لیے مناسب ہوگا کہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور محکمہ صنعت کو سبجیکٹ کمیٹی کی اس سفارش سے آگاہ کیا جائے ۔ | وفاقی حکومت اس مسئلہ پر پہلے ہی غور کر رہی ہے ۔ |
| **7 ۔ شراکت فنڈ کے قانون میں ترمیم کی تجویز ۔** | | |
| کمیٹیوں کے منافع میں حصے | اس سفارش کو مان لینے کے نتیجہ | محکمہ محنت کی تجویز سے اتفاق ہے ۔ |

داری کے قانون مجریہ 1968ء کے تحت جو شراکت فنڈ قائم کیا جاتا جاتا ہے اس کی بابت جناب صالح محمد نیازی کے استفسار پر یہ وضاحت پیش کی گئی کہ شراکت فنڈ کی تقسیم کے بعد جو روپیہ بچ رہتا ہے اسے ورکرز ویلفیئر فنڈ میں منتقل کر دیا جاتا جس کا مقصد کارکنوں کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنا اور ان کی فلاح و بہبود کے کاموں کو فروغ دینا ہے۔ یہ بھی بتایا گیا کہ اس فنڈ کے انتظام و انصرام کی ذمہ داری وفاقی حکومت کی ہے اس وضاحت کے بعد یہ میں ورکرز ویلفیئر فنڈ کی آمدنی متاثر ہوگی۔ محکمہ محنت اس سفارش سے متفق نہیں ہے۔

مجوزہ تجویز سے ورکر ویلفیئر فنڈ کی مرکزیت کے متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ یکساں بنیاد پر جو فوائد کارکنوں کو مہیا کئے گئے ہیں وہ بھی متاثر ہوں گے۔

سفارش کی گئی کہ وفاقی حکومت کو لکھا جائے کہ جو روپیہ شراکت فنڈ میں بچ جاتا ہے اس کا پچاس فیصد متعلقہ کمیٹی کے کارکنوں کی فلاح و بہبود کے پروگراموں میں خرچ کی جائے اور پچاس فیصد ورکرز ویلفیئر فنڈ میں منتقل کر دیا جائے تاکہ متعلقہ کے مقاصد کو بھی پورا کیا جا سکے اس سفارش کے پیش نظر یہ تجویز کیا گیا کہ وفاقی حکومت کو متعلقہ قانون میں ترمیم کے لیے لکھا جائے۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| 8 - مائننگ ایریا میں کارکنوں کی رہائشی بستی کے قیام کی تجویز - | اس امر کا یقین کر لینے کے بعد کہ مائننگ ایریا میں کارکنوں کے لیے کوئی رہائشی بستی نہیں بنائی گئی - سبجیکٹ کمیٹی نے یہ سفارش پیش کی کہ ورکرز ویلفیئر بورڈ اس علاقے میں بھی کان کنوں کے لیے رہائشی بستی تعمیر کرے - | محکمہ محنت کو اس سفارش سے اتفاق ہے - | حال ہی میں وفاقی کابینہ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ کارکنوں کے لیے فی الحال رہائشی بستیاں نہ بنائی جائیں وفاقی حکومت مزدوروں کی فلاح و بہبود کے لیے ایک جامع رپورٹ جلد ہی صدر کو پیش کی جا رہی ہے - |

## سبجیکٹ کمیٹی برائے ٹرانسپورٹ کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عمل درآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 - | گذشتہ اجلاس مورخہ 2 نومبر 1982ء کی کارروائی کی توثیق - | | |

2 ۔ انڈسٹریل ڈویلپنگ بنک اور زرعی ترقیاتی بنک جس طرح اپنے شعبے میں قرضے دیتے ہیں اسی طرح سمال سکیل انڈسٹری اور وفاقی حکومت کی چھوٹے قرضے دینے والی ایجنٹی ٹرانسپورٹ کے کاروبار میں قرضے دیے جانے کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور ٹرانسپورٹ کو بطور ایک صنعت تسلیم کرنا چاہیے ۔ ایک ایک بس میں ایک سے لے کر 12 تک حصہ دار مالکان ہوتے جس کے نتیجہ میں تیز رفتاری اوور لوڈنگ اور خوفناک حادثات جیسے جرائم جنم لیتے ہیں ۔

انفرادی طور پر قرضہ دینے کی حمایت نہیں کی جا سکتی ۔ بس کمپنیوں کی تشکیل کا مسئلہ وفاقی حکومت کے زیر غور ہے کیونکہ اس کے لیے قانون میں ترمیم درکار ہے ۔ فی الحال اس سفارش پر عملدرآمد نہیں ہو سکتا اور مناسب وقت آنے پر وفاقی حکومت سے رجوع کیا جائے گا ۔

ترمیم کے لیے وفاقی حکومت کو لکھا جا چکا ہے ۔

3 ۔ ڈرائیونگ سکولوں کے قیام کے بارے میں مندرجہ ذیل سفارشات کی گئی ۔

(الف) وفاقی حکومت سے 72 لاکھ روپے کی رقم حاصل کرنے کے لیے محکمہ داخلہ کوششیں تیز کر دے ۔

(ب) محکمہ تعلیم تمام پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹوں میں ڈرائیونگ کورس شروع کرے ۔

(ج) لاہور کا ترقیاتی ادارہ آٹو موبائل ایسوسی ایشن کو سکول کے لیے کم از کم 4 کنال اراضی کا ٹکڑا مناسب جگہ پر رعایتی نرخوں پر مہیا کرے ۔ ایسوسی ایشن اسی

ڈی آئی جی ٹریفک اس کے لیے ایک جامع منصوبہ پیش کرے ۔ محکمہ تعلیم پولی ٹیکنیک اداروں میں ڈرائیونگ کورس کا بندوبست کرے اس ضمن میں محکمہ داخلہ اور محکمہ تعلیم آپس میں گہرا رابطہ رکھے ۔

محکمہ تعلیم نے گورنمنٹ کالج برائے ٹیکنالوجی لاہور میں ڈرائیونگ کلاس کھولنے کا منصوبہ کی منظوری دے دی ہے ۔ دوسری جگہوں پر کلاس کھولنے سے قبل لاہور میں جاری کی جانے والی کلاس کی کارکردگی کا جائزہ لینا ضروری ہوگا ۔

ڈی آئی جی ٹریفک نے ڈرائیونگ سکول کے قیام کا منصوبہ تیار کرکے پیش کر دیا ہے جس پر محکمہ داخلہ سنجیدگی سے غور کر رہا ہے ۔

لاہور کے ترقیاتی ادارہ نے دوبارہ پاکستان آٹو موبائل ایسوسی ایشن کو سکول کے لیے قیمتی اراضی مہیا کرنے کے لیے معذرت کی ہے ۔

وفاقی حکومت ایک کروڑ 12

| | | |
|---|---|---|
| شرط پر سکول کھولنے کی رضا مندی دے چکی ہے۔ | | لاکھ کی مجموعی رقم کی پہلی قسط جو 74 لاکھ ہے، بھی حکومت کو مہیا نہیں کی۔ |
| (د) لاہور میں ایک سنٹرل ڈرائیونگ سکول اور ہر ڈویژن میں ایک سکول قائم کیا جائے۔ | | |
| 4۔ حادثات کی روک تھام کے بارے میں مندرجہ ذیل سفارشات کی گئیں۔ ٹرانسپورٹ کمپنیوں کی تشکیل شاہراہوں پر دو رویہ ٹریفک ڈرائیوروں کے لیے بس سٹینڈوں پر آرام کی سہولتیں تیز رفتاری روکنے کے کمپیوٹر کا استعمال ایم ایم پی آئی کی طرف سے سخت چیکنگ ٹریفک پولیس کو صرف ٹریفک کنٹرول کی ذمہ داری دینا۔ ٹائم ٹیبل | تجاویز سے اتفاق کیا گیا۔ ان میں اکثر پر مناسب کارروائی پہلے سے کی جا رہی ہے۔ | حتی الامکان اور وسائل میں رہتے ہوئے اکثر پر عمل ہو رہا ہے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| کی سختی سے پابندی - ہر روٹ اور سڑک پر سروے کے بعد بسوں کی تعداد کا تعین کرنا - | | |
| 5 - کمیٹی نے تمام اضلاع میں چیکنگ کمیٹیاں تشکیل نہ کی جانے پر تشویش کا اظہار کیا محکمہ داخلہ ان کی تکمیل جلد کرے - | بقایا اضلاع میں کمیٹیاں تشکیل دینے کے لیے محکمہ داخلہ فوری کارروائی کرے - | محکمہ داخلہ کی طرف سے صرف 9 اضلاع میں ایسی کمیٹیاں تشکیل پائے جانے کی اطلاع موصول ہوئی ہے - |
| 6 - صوبہ سرحد کی گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس پشاور تا لاہور بسیں چلا رہی ہے لیکن پنجاب گورنمنٹ ٹرانسپورٹ گاڑیوں کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر رہی - سفارش کی گئی کہ پنجاب کے | صوبہ سرحد کے ساتھ گفت و شنید کے بعد وجوہات معلوم کی جائے - | صوبہ سرحد اور صوبہ پنجاب کی گورنمنٹ ٹرانسپورٹ سروس کے سربراہان کی باہمی گفت و شنید کے نتیجہ میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ ہر دو اداروں کی بسیں چلائی جائیں اور اس کے لیے ٹائم ٹیبل مرتب کیا جائے اور کسی تنازعہ پر دو سربراہان |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | کوئٹہ سے نجی شعبہ استفادہ کرے ۔ | | وقتاً فوقتاً باہم بیٹھ کر جل تلاش کر لیا کریں گے ۔ موجودہ وقت میں کوئی متنازعہ مسئلہ پیش نہیں ۔ |
| | | | نجی شعبہ میں آٹھ ایر کنڈیشنڈ کوچ کو اجازت دی جا چکی ہے ۔ |
| 7 ۔ جنرل بس سٹینڈوں پر غنڈہ گردی اور مسافروں اور ٹرانسپورٹ کے عملہ کے لیے مناسب سہولتیں مہیا کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا ۔ | محکمہ لوکل گورنمنٹ کو اس کا احساس ہے اور اسے اس ضمن میں مناسب کارروائی کرنی چاہیے محکمہ لوکل گورنمنٹ اور محکمہ داخلہ کو باہم رابطہ سے اس معاملہ میں کارروائی کرنی چاہیے ۔ | | لاہور ، فیصل آباد ، سرگودھا ، راولپنڈی ، ملتان میں مجسٹریٹ بطور ایڈمنسٹریٹر جنرل بس سٹینڈ مقرر کیے جا چکے ہیں ۔ جو اڈا کے نظم و نسق کے ذمہ دار ہیں ۔ |
| 8 ۔ ٹرانسپورٹ کی کمپنیوں کی تشکیل قانون میں ترمیم کے بعد ہی ممکن ہو سکے گی حادثات کی روک تھام کے لیے | صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی دوبارہ اس مسئلہ پر اپنے اجلاس میں غور کرے ۔ | | صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی نے اپنے پہلے فیصلہ کا حوالہ دیتے ہوئے ذکر کیا ہے کہ انفرادی پرمٹ ہولڈروں کی ایسی کمپنیاں بنانے کے |

| | | |
|---|---|---|
| ان کا قیام ضروری ہے ۔ اگر ٹرانسپورٹر از خود ایسا کرنا چاہیں تو کوئی امر مانع نہیں ۔ کمیٹی نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ ہر روٹ پر بسوں کی تعداد کا تعین کا ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس میں منتخب نمائندوں کو روٹ پرمٹ جاری کرنے میں عمل دخل ہو ۔ | | سلسلے میں حوصلہ افزائی کی جائے جو اقتصادی اعتبار سے بہتر ہو ۔ |
| 9 ۔ لاہور میں شہری روٹوں پر بہتر ویگن سروس اور کافی تعداد میں بسوں کے مہیا کرنے پر زور دیا گیا تاکہ رکشا اور ٹیکسی میں ہونے والی بد عنوانیاں ختم ہوں ۔ اس کے | سفارشات سے اتفاق کیا گیا ۔ | معاملہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی لاہور کے آئندہ ہونے والے اجلاس میں زیر غور آئے گا ۔ |

لیے مندرجہ ذیل سفارشات کی گئیں ۔

(الف) ایسی کوآپریٹو سوسائٹیوں اور لمیٹڈ کمپنیوں کے نام روٹ پرمٹ جاری کیے جائیں جن کے پاس کم از کم دس گاڑیاں ہوں ۔

(ب) اضافی بستیوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت بہم پہنچانے کے لیے کمشنر لاہور فوری کارروائی کرے ۔

(ج) چار سال سے پرانے ماڈل کی منی بس شہری روٹوں پر بند کی جائے ۔

(د) ٹریفک پولیس اور آر ٹی اے

| | | | |
|---|---|---|---|
| | | | باہم اشتراک سے اوور لوڈنگ کے خاتمہ کے لیے مشترکہ لائحہ عمل تلاش کرے۔ |
| | | | (ہ) ڈی آئی جی ٹریفک منی بسوں کی غلط نشستوں کا سد باب کرے۔ |
| 10۔ | لاہور، قصور روٹ پر چلنے والی مزدا ویگن کے شہر کے راستے سے گزرنے کا معاملہ متنازعہ ہے۔ مالکان نے براستہ بند روڈ گزرنے کے احکام کے خلاف حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے۔ | عدالت کے حتمی فیصلہ تک کارروائی ممکن نہیں۔ | لاہور قصور روٹ کے ٹرانسپورٹروں نے ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے احکام کے خلاف صوبائی ٹرانسپورٹ اتھارٹی کے چیئرمین کے پاس اپیل کی تھی جس نے اپیل کو معرض التوا میں رکھتے ہوئے معاملہ چیئرمین آر ٹی اے لاہور کے سپرد اس غرض |

| | | |
|---|---|---|
| | | سے کیا کہ وہ انتظامی اعتبار سے حل نکالے ۔ |
| 11۔ تمام سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی کو ان کے حلقہ کار فرائض منصبی اور دائرہ اختیار کے پیش نظر ایک چھوٹی کار مہیا کی جائے ۔ | تجویز سے اتفاق کیا گیا کہ محکمہ خزانہ سے رجوع کیا جائے ۔ | محکمہ خزانہ نے مشورہ دیا ہے کہ مناسب وقت پر پورے اعداد و شمار کے ساتھ ایس این ای 84-1983 کے لیے تجویز بھیج دی جائے ۔ |
| 12۔ جنرل بس سٹینڈوں کی ناگفتہ بہ حالت کو بہتر بنانے کے لیے محکمہ لوکل گورنمنٹ عملی طور پر اقدام کرے تاکہ مسافروں اور ٹرانسپورٹ کے عملہ کو بہتر صورتیں میسر آ سکیں ۔ | سفارشات سے اتفاق کیا گیا محکمہ لوکل گورنمنٹ کو مناسب ہدایات جاری کی جائیں ۔ | آئیٹم نمبر 7 کے تحت ملاحظہ ہو ۔ ہدایات لوکل گورنمنٹ کو علیحدہ بھی بھیجی چکی ہیں ۔ |

| سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلہ | فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل |
|---|---|---|
| پنجاب کونسل کی گذشتہ اجلاس کے دوران 25 مئی 1982ء کو منعقدہ سبجیکٹ کمیٹی کے اجلاس میں سفارش کی گئی کہ مظفر گڑھ میں پاکستان نیشنل سنٹر قائم کیا جائے کیونکہ مظفرگڑھ ضلعی صدر مقام ہے لیکن یہاں دوسرے ضلعی صدر مقامات کی طرح اہم قومی موضوعات پر مذاکرات منعقد کرنے کا کوئی اہتمام نہیں۔ اس سلسلے میں فیصلہ کیا گیا ہے کہ وفاقی حکومت سے سفارش کی جائے کہ مظفرگڑھ میں بھی نیشنل سنٹر کھولا جائے۔ | محکمہ ہذا نے یہ تجویز قبول کرنے کی سفارش کی۔ | کیونکہ یہ مسئلہ وفاقی حکومت سے تعلق رکھتا ہے لہذا محکمہ ہذا نے وفاقی حکومت کو مظفر گڑھ میں نیشنل سنٹر قائم کرنے کے لیے لکھا ہے۔ ابتدائی تحریک کے بعد متعدد بار یاد دہانی بھی کرائی جا چکی ہے اور ٹیلیفون پر بھی رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ متعلقہ وزارت وفاقی حکومت سے اگرچہ کوئی تحریری جواب موصول نہیں ہوا۔ تاہم ٹیلیفون پر بتایا گیا ہے کہ فائل متعلقہ زیر کار ہے اور حتمی فیصلہ ہونا باقی ہے۔ |

## سبجیکٹ کمیٹی برائے سوشل ویلفیر و زکواۃ کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلہ | فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 | کمیونٹی ہال ایسی جگہوں پر تعمیر کیے جائیں جہاں ہائلٹ وومین سنٹرز قائم ہیں ۔ | سب کمیٹی نے اپنے گزشتہ اجلاس میں میاں فضل احمد صاحب بیگم ہو کراست صاحبہ اور بیگم نجمہ حمید صاحبہ پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی ۔ جو ان کمیونٹی ہالوں کی جگہوں کے تعین کے سلسلے میں متعلقہ محکموں سے رابطہ قائم کرکے اپنی سفارشات پیش کرے گی ۔ | کمیٹی کو درخواست کی گئی ہے کہ وہ جلد از جلد اپنی سفارشات مکمل کرے ۔ |
| 2 | زکواۃ فنڈ سے فنی تعلیم حاصل کرنے والے طلباء کو بھی وظائف دیئے جائیں ۔ صوبائی زکواۃ کونسل سے درخواست کی جائے | یہ معاملہ صوبائی زکواۃ کونسل کے آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے ۔ | یہ معاملہ صوبائی زکواۃ کونسل کے اجلاس مورخہ 22-9-82 میں پیش کیا گیا ۔ کونسل نے منظوری دے دی ہے کہ فنی اور پیشہ وارانہ تعلیم |

کہ وہ اپنی سفارشات پر غور کرے۔

3 ۔ مستحق خواتین میں زکوٰۃ کی تقسیم کے لیے زکوٰۃ کمیٹیوں میں خواتین کو بھی بطور ممبر نامزد کیا جائے اور جب تک خواتین کی نامزدگی نہیں ہوتی موجودہ زکوٰۃ کمیٹیاں علاقے کی خواتین کے ذریعے مستحق خواتین میں زکوٰۃ کی تقسیم کا بندوبست کریں۔

زکوٰۃ و عشر آرڈیننس مجریہ 1980ء کے تحت مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں میں ممبران کی نامزدگی کی کوئی گنجائش نہیں البتہ خواتین کو ممبر منتخب کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہے امید کی جاتی ہے کہ آئندہ انتخابات میں خواتین بھی مقامی زکوٰۃ کمیٹیوں کی رکن منتخب ہوں گی تاہم معاملہ صوبائی زکوٰۃ کونسل کے آئندہ اجلاس میں پیش کیا جائے گا۔

کے لیے ضلع اور تحصیل کی سطح پر طلباء کو وظائف دیئے جائیں۔

انتظامی ہدایات کے تحت تمام زکوٰۃ کمیٹیوں کو درخواست کی گئی ہے کہ وہ مستحق بیوگان اور دیگر مستحق خواتین کو زکوٰۃ فنڈ سے امداد مہیا کرنے کے لیے خواتین کونسلرز کی خدمات سے استفادہ کریں اور جہاں تک ممکن ہوسکے ان سے اس بارے میں صلاح مشورہ کر لیا کریں اور اپنے علاقہ میں رضا کارانہ طور پر زکوٰۃ کے حصول کے لیے بھی خواتین کونسلرز کی مدد حاصل کیا کریں۔

| | | |
|---|---|---|
| 4 ۔ آئندہ مالی سال 83 1982ء سے محکمانہ جریدہ بیہود کی دوبارہ اجرا کے لیے حکومت کم از کم مبلغ تیس ہزار روپیہ فراہم کرے ۔ | یہ فیصلہ ہوا کہ رسالہ کی قیمت فروخت مقرر کی جائے اور اس امر کی کوشش کی جائے کہ جریدہ اپنے اخراجات خود پورے کرے اس جریدے کی خریداری کے لیے سماجی بہبود کی بہت سی تنظیمیں اور مقامی کمیٹیاں تیار ہوں گی بشرطیکہ اس کو قارئین کے لیے معلوماتی اور دلچسپ بنا دیا جائے ۔ | سبجیکٹ کمیٹی نے اپنا تازہ ترین اجلاس میں ایک ذیلی کمیٹی مقرر کی ہے ۔ جو رسالہ کے اجرا کے لیے عملی تجاویز مرتب کر رہی ہے ۔ |

## سبجیکٹ کمیٹی برائے امداد باہمی کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل |
|---|---|---|
| 1 ۔ دیہی انجمن ہائے امداد باہمی کھاد کی تقسیم کا کاروبار کرتی ہیں اس ضمن میں زرعی ترقیاتی کارپوریشن | حکومت نے اس سفارش سے اصولی طور پر اتفاق کیا اور فیصلہ کیا کہ اس تجویز کا تفصیلی جائزہ | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش مینیجنگ ڈائریکٹر پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائز کارپوریشن لاہور |

| | | |
|---|---|---|
| اس وقت نہری اور بارانی علاقوں میں ساڑھے چار روپے و پانچ روپے فی بوری علی الترتیب کمیشن دیتی ہے یہ شرح آج سے تقریباً چار سال پیشتر مقرر کی گئی تھی چونکہ اخراجات باربرداری وغیرہ بوجہ گرانی پٹرول و ڈیزل وغیرہ بڑھ گئے ہیں۔ لہذا سفارش کی جاتی ہے کہ شرح کمیشن فی بوری ساڑھے پانچ روپے و چھ روپے علی الترتیب کر دی جائے یہی شرح دوسری فرموں یا کمپنیوں جو انجمن ہائے امداد باہمی کے ساتھ کھاد کا کاروبار کرتی ہیں پر بھی لاگو ہونے چاہئیں۔ | زرعی ترقیاتی کارپوریشن کے مشورہ سے لیا جائے۔ | کو بھیجی گئی۔ سفارش ہذا تفصیلی جائزہ کے لیے ان کے داس زیر غور ہے۔ |
| 2۔ کمیٹی دوبارہ سفارش کرتی ہے کہ کاشتکاروں کو بلا سود | حکومت نے اس تجویز سے اصولی طور پر اتفاق کیا اور فیصلہ | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات صوبائی کابینہ کو پیش کی گئی تھیں |

قرضے دیئے جانے کے سلسلے میں ملکیت اراضی کی حد کو ختم کیا جائے۔ بصورت دیگر چونکہ ابھی تک ساڑھے بارہ ایکڑ پچیس ایکڑ کے مالک کاشتکاران کو بلا سود قرضہ کی رعایت بحال نہیں کی گئی ہے۔ لہذا حکومت سے استدعا کی جاتی ہے کہ صوبائی حکومت کے وسائل یا وفاقی حکومت کے وسائل سے اس رعایت کو دوبارہ بحال کیا جائے۔

کیا کہ اس سفارش کو صوبائی کابینہ کے سامنے پیش کیا جائے۔

اور انہوں نے ہدایت کی ہے کہ محکمہ زراعت اور منصوبہ بندی اس تجویز کے تمام تر پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لیں۔ لہذا یہ معاملہ فی الحال ان محکمہ جات کے زیر غور ہے۔

3۔ صوبائی اور وفاقی حکومت جو وفود وقتاً فوقتاً بیرونی ممالک میں شعبہ زراعت کی ترقی کے مطالعاتی دورہ کے لیے بھیجتی ہے ان میں امداد باہمی کے ماہرین و نمائندگان کو عموماً

حکومت نے اس سفارش سے اتفاق کیا اور فیصلہ کیا کہ وفود بھیجتے وقت محکمہ زراعت کو محکمہ امداد باہمی سے بھی مشورہ کرنا چاہیے۔

محکمہ زراعت سے اس ضمن میں رجوع کیا گیا۔ انہوں نے اس تجویز سے اتفاق کیا ہے اور یقین دلایا ہے کہ آئندہ جب بھی کوئی مطالعاتی وفد بھیجا جائے گا تو تحریک

| | | |
|---|---|---|
| شامل نہیں کیا جاتا اس لیے کمیٹی اس امر کی پر زور سفارش کرتی ہے کہ ایسے مطالعاتی دورہ جات کے وفود میں امداد باہمی کے ماہرین و نمائندگان کو بھی شامل کیا جائے۔ | | امداد باہمی کے نمائندگان کی شمولیت پر غور کیا جائے گا۔ |
| 4 ۔ چونکہ کواپریٹو یونین کے مالی وسائل محدود ہیں لہذا سفارش کی جاتی ہے کہ قومی یا صوبائی سیمینار و کنوینشن بابت تحریک امداد باہمی منعقد کرنے کے لیے مناسب رقوم مہیا کی جائیں بصورت دیگر فیڈرل بنک برائے امداد باہمی جو مالی لحاظ سے ایک مضبوط ادارہ ہے اور اس کے پاس اپنے فنڈز بھی کافی ہیں۔ ایسے صوبائی و قومی سیمینار و کنوینشن کے لیے رقوم مہیا کرے۔ | حکومت نے اس سفارش سے اتفاق کیا کہ فیصلہ فیڈرل بنک برائے امداد باہمی کو اس سلسلہ میں تحریک کی جائے۔ | فیڈرل بنک برائے امداد باہمی نے ایک ترقیاتی فنڈ قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے جس کا امداد باہمی کی تحریک کی ترقی اور ترویج کے لیے بعض کنوینشن اور سیمینار وغیرہ منعقد کرنے پر خرچ کیا جائے گا۔ |

| | | |
|---|---|---|
| 5 ۔ حکومت پنجاب نے حال ہی میں صوبے میں کئی نئے اضلاع اور ڈویژن تشکیل دیئے ہیں اور بدیں وجہ ان علاقوں میں تحریک کو نئے اور موثر طریقہ سے چلانا مقصود ہے ان علاقوں میں بہتر نگرانی اور کارکردگی کے حصول کے لیے محکمہ امداد باہمی کا نگران عملہ مقرر کیا جانا نہایت ضروری ہے ۔ حکومت سے سفارش کی جاتی ہے کہ نئے عملہ کی تعیناتی کے لیے بجٹ مختص کیا جائے ۔ | حکومت نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور آئندہ سال محکمہ خزانہ سے رجوع کرنے کا فیصلہ کیا ۔ | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے آئندہ سال محکمہ خزانہ سے رجوع کیا جائے گا ۔ |
| 6 ۔ صوبہ پنجاب میں چند ایک مراکز ایسے ہیں جہاں پر اس وقت انسپکٹر کوآپریٹو سوسائیٹز تعینات نہیں ۔ اس لیے عدم نگرانی کی وجہ سے ان مراکز میں انجمنہائے کے کارکردگی | حکومت نے اس سفارش سے اتفاق کیا اور معقول جواز کے ساتھ محکمہ خزانہ سے دوبارہ رجوع کرنے کا فیصلہ کیا ۔ | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے محکمہ امداد باہمی نے دوبارہ محکمہ خزانہ سے رجوع کیا ہے ۔ |

متاثر ہو رہی ہے لہذا کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ ایسے مراکز میں نگران انجمن ہائے امداد باہمی کی سہولت کے لیے انسپکٹر تعینات کئے جائیں۔

7 ۔ کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ چونکہ زرعی قرضہ کی انجمنہائے کی تعداد بہت زیادہ ہو چکی ہے نیز شہری علاقوں میں انجمنہائے امداد باہمی از قسم تعمیر ہکانات، کنزیومر سٹور، صنعتی انجمنہائے، اور غیر زرعی قرضہ کی انجمنہائے وغیرہ کی تعداد بھی بڑھ گئی ہے۔ لہذا موجودہ عملہ محکمہ امداد باہمی جو ہر دو شعبہ جات کی نگرانی و پڑتال کر رہا ہے

حکومت نے اس سفارش سے اتفاق کیا کہ ان سفارشات کو محکمہ خزانہ اور ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیجا جائے۔

سفارش کو عملی جامہ پہنانے کے لیے رجسٹرار، امداد باہمی پنجاب کو تحریر کیا گیا ہے کہ وہ محکمہ کی مناسب سطح پر تنظیم نو کی خاطر مکمل کیس تیار کر کے برائے منظوری محکمہ خزانہ و ایس اینڈ جی اے ڈی کو ارسال کرے۔ معاملہ چونکہ تفصیل طلب ہے۔ بلکہ پیچیدہ ہے۔ چونکہ اس کی مکمل چھان بین اور جواز کے بعد اگر ضروری ہوا تو

| | | |
|---|---|---|
| اپنے فرائض کا حق ادا کرنے سے قاصر ہے بدیں وجہ انجمنہائے کے حسابات بھی تسلی بخش نہیں ۔ لہذا کمیٹی محسوس کرتی ہے کہ محکمہ امداد باہمی کی مناسب سطح پر تنظیم نو کی جائے ۔ | | محکمہ امداد باہمی کی مناسب سطح پر تنظیم نو کی جائے گی ۔ |
| 8 ۔ ضلع جہلم میں اسسٹنٹ رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کی دو آسامیاں ہیں جن میں ایک کا صدر مقام جہلم ہے اور دوسرے کا صدر مقام پنڈ دادنخان ہے ۔ چونکہ چکوال میں انجمنہائے امداد باہمی کی تعداد زیادہ ہے اور دوسرے تحصیل پنڈ دادنخان نگرانی کے لیے براستہ چکوال جانا پڑتا ہے اس لیے اسسٹنٹ رجسٹرار کا صدر مقام پنڈ دادنخان سے چکوال منتقل کیا جائے ۔ | حکومت نے اس تجویز سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے اسسٹنٹ رجسٹرار کا صدر مقام پنڈ دادنخان سے چکوال منتقل کرنے کا فیصلہ کیا ۔ | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات کی تکمیل کر دی ہے اور اسسٹنٹ رجسٹرار پنڈ دادنخان کا صدر مقام چکوال تبدیل کر دیا گیا ہے ۔ |

| | |
|---|---|
| 9 ۔ وفاقی حکومت نے بارانی علاقہ کے لیے ایک کروڑ روپے ویوالونگ فنڈ انجمنہائے امداد باہمی کی سہولت کے لیے دے رکھا ہے یہ رعایت نہری علاقوں کی انجمنہائے کے لیے بھی ہونی چاہیے ۔ اس کے لیے کمیٹی پر زور سفارش کرتی ہے کہ اتنی ہی رقم نہری علاقہ کے لیے مختص کی جائے ۔ | حکومت نے اس تجویز سے اتفاق نہیں کیا کیونکہ یہ رقم بارانی علاقوں کی ترقی کے لیے مخصوص وجوہات کی بنا دی گئی تھی ۔ لہذا نہری علاقوں کے لیے ایسی سہولت کا دیا جانا بلا جواز ہے ۔ |

## سبجیکٹ کمیٹی برائے تعلیم کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

| سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عمل درآمد کی تفصیل |
|---|---|---|
| ایڈھاک لیکچررز جو دو سال یا اس سے زائد مدت سے اطمینان بخش طور پر کام کر رہے ہیں ۔ انہیں ریگولر کیا جائے ۔ | سفارش سے اتفاق نہیں ۔ | مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ۔ |

| | | |
|---|---|---|
| نگران عملہ مدارس کو موٹر سائیکل (hire purchase) کی بنیاد پر مہیا کیا جائے۔ | سفارش محکمہ خزانہ کو بھجوا دی گئی ہے۔ | یونیسیف کی امداد سے چار اضلاع 1۔ اٹک 2۔ جہلم 3۔ میانوالی 4۔ ڈیرہ غازی خان میں آسان اقساط پر سپروائزروں کے لیے موٹر سائیکلوں کی خرید کے سلسلہ میں 1983ء میں عملدآمد شروع ہو جائے گا۔ تاہم باقی اضلاع میں عملدرآمد کی خاطر محکمہ خزانہ سے رجوع کیا گیا ہے کہ وہ بجٹ میں اس رقم کا اہتمام کریں۔ |
| ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کے نام کی جگہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن انسپکٹر کا نام دیا جائے۔ | سفارش سے اتفاق نہیں۔ | مزید کارروائی کی ضرورت نہیں۔ |
| دیگر ممالک میں خواتین دوران زچگی ایک ماہ کی رخصت لیتی ہیں۔ سبجیکٹ کمیٹی یہ سفارش کرتی | سفارش سے اتفاق نہیں۔ اس لیے اب کسی تبدیلی کی کوئی ضرورت نہیں۔ | مزید کارروائی کی ضرورت نہیں۔ |

ہے کہ خواتین کی دوران زچگی رخصت 90 دن سے کم کر کے 60 دن کر دی جائے۔

## سبجیکٹ کمیٹی برائے اوقاف کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

| سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عمل درآمد کی تفصیل |
|---|---|---|
| محترم حافظ محمد یونس میئر سرگودھا میونسپل کارپوریشن نے تجویز پیش کی کہ محکمہ اوقاف کی سبجیکٹ کمیٹی کی رکنیت صرف تین ممبران پر مشتمل ہے جو بہت کم ہے۔ لہذا سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو تجویز کیا جائے کہ وہ ممبران صوبائی کونسل سے دریافت کریں کہ جو ممبران اوقاف سبجیکٹ کمیٹی کے ممبر بننے کے خواہاں ہیں | تجویز مان لی گئی۔ | سیکرٹری لوکل گورنمنٹ رورل ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کو حسب تجویز محکمہ اوقاف کی طرف سے تحریر کیا گیا جس پر انہوں نے کمیٹی مراسلہ جاری کیا۔ |

| | | |
|---|---|---|
| | | وہ اپنے نام بھجوائیں تاکہ انہیں اوقاف سبجیکٹ کمیٹی کا ممبر بنایا جائے اور تعداد بڑھائی جائے۔ |
| محترم حافظ محمد یونس صاحب نے بجٹ برائے سال 1982.83ء کے متعلق دریافت فرمایا۔ | اس میں چونکہ کوئی تجویز پیش نہیں کی گئی اس لیے اس پر کوئی فیصلہ درکار نہیں ہے۔ | یکم جون 1982ء کو محکمانہ طور پر بجٹ سال 1982.83ء کے سلسلہ میں میٹنگ بلائی گئی بعد ازیں مورخہ 28 جون 1982ء محکمہ نے سبجیکٹ کمیٹی کے روبرو پیش کیے جس کی صدرات جناب وزیر اوقاف نے کی۔ |

**سبجیکٹ کمیٹی برائے ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ**

| ممبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عمل درآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| **1 ۔ جناب محمد عبدالرحمٰن** | | | |
| | حاصل پور میں بغیر کسی منصوبہ بندی کے رہائشی مکان | لوکل گورنمنٹ آرڈی نینس 1979ء دفعہ 74 اور 75 کے تحت متعلقہ | متعلقہ سفارشات گورنر نے دیکھ لی ہیں محکمہ حسب ہدایت کارروائی |

| | | |
|---|---|---|
| تعمیر کئے جا رہے ہیں ۔ عوام کی زبردست مانگ اور ضرورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حاصل پور اور یزمان میں ہاؤسنگ کالونیاں بنائی جائیں ۔ حاصل پور میں سرکاری زمین کو بھی اس مقصد کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ مسئلہ کا جائزہ لیا جائے ۔ | لوکل کونسل رہائشی ترقیاتی سکیم کا جامع منصوبہ بنانے کا اختیار رکھتی ہے جو بغیر منصوبہ بندی کے بنائے جانے والے مکانات کی تعمیر کو روک سکتی ہے ۔ لوکل کونسل کو ہدایت کی جائے کہ وہ اس سلسلہ میں مذکورہ آرڈی نینس کے متعلقہ حصہ پر عملدرآمد کرے ۔ جہاں تک حاصل پور اور یزمان ہاؤسنگ سکیموں کا تعلق ہے انہیں کم تر اہمیت حاصل ہے اور انہیں مناسب وقت پر محکمہ پی اینڈ ڈی کو غور کے لیے بھیجا جائے گا ۔ | مکمل کر چکا ہے ۔ |
| 2 ۔ جناب ایم اے خالق | | |
| دیہی آب رسانی کی سکیموں کی | چونکہ یہ پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے | متعلقہ سفارشات گورنر نے دیکھ لی |

دیکھ بھال محکمہ پبلک ہیلتھ صرف دو سال کے لیے کرتا ہے جس کے بعد اصولی طور پر سکیمیں محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی کے سپرد کر دی جاتی ہیں لیکن عملاً مقامی ادارے وسائل کی کمی کی وجہ سے ایسی سکیموں کی ذمہ داری ہی نہیں لیتے یا پھر مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے دیکھ بھال کے اخراجات برداشت نہیں کر سکتے ۔ نتیجتاً آب رسانی کا نظام معطل ہو جاتا ہے اور حکومت کی سرمایہ کاری کا فائدہ عوام کو نہیں پہنچتا ۔ کمیٹی نے سفارش کی کہ مقامی اداروں کہ مقامی ادارے دو سال کے بعد ان سکیموں کی دیکھ بھال کریں گے ۔ اس لیے یہ اصولی معاملہ ہے ۔ لوکل کونسلوں کو اپنی ذمہ داری محسوس کرنی چاہیئے اور پی ایچ ڈی ڈیپارٹمنٹ کے متعین کردہ اصولوں کے مطابق دیہی سکیموں کی دیکھ بھال کے لیے اپنا حصہ ادا کرنا چاہیئے ۔

میں محکمہ حسب ہدایت کارروائی مکمل کر چکا ہے ۔

میں مالی وسائل کی کمی کی وجہ سے حکومت دو سال کے بعد بھی سکیموں کی دیکھ بھال کے لیے سرمایہ فراہم کرے اور محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ان کی مسلسل دیکھ بھال کرتا رہے۔

## سبجیکٹ کمیٹی برائے خوراک کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلہ | فیصلوں پر عمل درآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 | ویسٹ پاکستان فوڈ سٹفز ڈسٹریبیوشن آرڈر 1967ء کی شق نمبر 4 الف میں اس طرح ترمیم کی جائے کہ ایسے افراد جو اردو لکھ پڑھ نہ سکیں ڈپو کے حصول کے لیے نا اہل قرار پائیں۔ | سفارش منظور ہوئی | ویسٹ پاکستان فوڈ سٹفز ڈسٹریبیوشن آرڈر میں ترمیم کر دی گئی ہے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| 2 ۔ ڈپو کے اختیار نامہ کی شرط نمبر 8 میں یہ کہا گیا ہے کہ ڈپو کے سٹاک اور حساب کتاب کے معائنہ کے سلسلہ میں ڈپو ہولڈر ہر قسم کی سہولت میسر کرے گا اور مدد دے گا ہر اس شخص کو جو گورنمنٹ ۔ ڈائریکٹر ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۔ ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر ۔ ممبر میونسپل کارپوریشن ۔ ممبر ڈسٹرکٹ کونسل ۔ ممبر میونسپل کمیٹی ۔ ممبر ٹاؤن کمیٹی ۔ چیئرمین یونین کونسل ۔ وائس پریذیڈنٹ کنٹونمنٹ بورڈ کی ہدایت کے تحت ایسا کر رہا ہو ۔ | سفارش منظور ہوئی ۔ | ایضاً |

سفارش کی گئی کہ شرط نمبر 8
کی اس طرح ترمیم کی جائے کہ
ڈپو ہولڈر ڈپو کے سٹاک اور
حساب کتاب کے معائنہ کے
سلسلہ میں اس شخص کو بھی
ہر قسم کی سہولت اور مدد
دینے کا پابند ہوگا جو ڈپٹی
ڈائریکٹر یا اسسٹنٹ ڈائریکٹر
کی ہدایت کے تحت ایسا کر رہا
ہو۔

## سبجیکٹ کمیٹی برائے محکمہ جنگلات شکار و ماہی پانی کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عمل درآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 | ہر سال موسم خریف میں نہری پانی کی ترسیل یکم تا پندرہ اپریل سے شروع ہو کر ماہ | محکمہ آبپاشی کے ساتھ رابطہ پیدا کرکے اشتراک باہم سے معاملہ طے کیا جائے۔ | قبل ازیں 7 اپریل 1981ء کو سرکاری ذخیرہ جات میں نہری پانی کی ترسیل اور دوسرے توجہ طلب |

اکتوبر تک جاری رہتی ہے۔ موسم بہار کافی عرصہ پہلے شروع ہو جاتا ہے۔ لہذا اس موسم کے ایک بڑے حصے کے لیے درختوں کی نشو و نما کے لیے پانی میسر نہیں آتا جس سے پیداوار جنگل پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ اندریں حالات ہر سال موسم خریف میں نہری پانی کی ترسیل مارچ کی یکم تاریخ یا اس کے پہلے ہفتے کے اندر اندر شروع کی جائے۔

امور کو سلجھانے کے لیے معتمد صاحبان محکمہ جات جنگلات و آبپاشی کے درمیان ایک اجلاس منعقد ہوا تھا۔ اس میں محکمہ انہار نے یقین دہانی کرائی تھی کہ فصلی نہروں میں ربیع کے دوران محکمہ جنگلات کے موگہ جات کھول دیے جائیں گے اور ان موگہ جات کا بہاؤ زمینداروں کے موگہ جات کے ساتھ ہی جاری رہے گا۔

اب کمیٹی کی مذکورہ سفارشات کے مطابق محکمہ انہار سے درخواست کی گئی ہے کہ موسم خریف کے سلسلے میں بھی پانی ماہ اپریل کی بجائے ماہ مارچ کے ابتدائی ایام سے ہی محکمہ جنگلات کے ذخیرہ جات کو

| | | | |
|---|---|---|---|
| | | | مہیا کیا جائے۔ محکمہ آبپاشی اس ضمن میں مزید کارروائی کرے گا۔ |
| 2 ۔ | مصنوعی جنگلات کی پانی کی ضروریات درختوں کی عمر کے مطابق کم یا زیادہ ہوتی رہتی ہیں لہذا موگہ جات جنگلات کی وقفے وقفے سے ری ماڈلنگ ناگریز ہے ۔ ایسی ری ماڈلنگ ماضی میں پانی کے معاہدہ پانے کا ایک جزو لاینفیک رہی ہے ۔ لہذا محکمہ ہائے انہار و جنگلات کے مابین پانی کی ترسیل کے کے سلسلے میں ہر سال معاہدہ کی تجدید کی جائے تاکہ نہری پانی کی سپلائی میں باقاعدگی پیدا ہو اور محکمہ جنگلات پیداوار | چونکہ محکمہ پہلے ہی سے کمیٹی کی سفارشات پر عمل پیرا ہے مزید کارروائی کی ضرورت نہیں ۔ | کمیٹی کی سفارشات پر عمل کیا جا رہا ہے ۔ |

بڑھانے کے لیے مختلف عمر کی فصلوں کی ان کی ضرورت کے مطابق آبپاشی کر سکے ۔

3 ۔ تھل کے علاقہ میں ذخیرہ جات کو پانی کی ترسیل 3.18 کیوسکس سے لے کر 6 کیوسکس فی ہزار ایکڑ تک ہے ۔ جب کہ فصل جنگلات کی پانی کی ضروریات 10 تا 12 کیوسکس فی ہزار ایکڑ ہے ۔ اگر پانی کی مقدار قیام ملک سے قبل قائم کیے گئے ذخیرہ جات کے مطابق کر دی جائے تو ان جنگلات کی پیداوار میں دوگنا اضافہ کیا جا سکتا ہے ۔ مزید براں خانیوال ، مہران پور وغیرہ

یہ معاملہ محکمہ جات آبپاشی و جنگلات میں باہمی رابطہ و اشتراک عمل کا متقاضی ہے ۔

یہ مسئلہ محکمہ آبپاشی کے ساتھ 7 اپریل 1981ء کے اجلاس میں زیر بحث آیا تھا ۔ محکمہ انہار نے وضاحت کی تھی کہ پانی کی سپلائی کی مقدار فی ایکڑ مختلف انہار میں پانی کی سپلائی کو مد نظر رکھتے ہوئے مقرر کی گئی تھی اور یہ اسی صورت میں بڑھائی جا سکتی ہے کہ نہروں میں اور خاص طور پر تھل کینال میں پانی کی سپلائی زیادہ کرنی ممکن ہو ۔ محکمہ مذکور پر زور دیا جا رہا ہے کہ وہ اس سلسلے میں مثبت اقدامات کرے تا کہ ذخیرہ جات جنگلات کو

| | | |
|---|---|---|
| میں پانی کی بہم رسانی کا مسئلہ بھی فوری توجہ طلب ہے۔ | | مناسب مقدار میں پانی میسر آ سکے۔ |
| 4۔ کمیٹی نے سفارش کی کہ جنگلات کو نقصان پہنچانے والے جنگلی جانوروں مثلاً سیہہ سور وغیرہ کا قلع قمع کیا جائے۔ | ان سفارشات پر کماحقہ عمل درآمد کے لیے محکمہ جنگلات محکمہ منصوبہ بندی کے تعاون سے ایک سکیم تیار کرے۔ | عنقریب محکمہ مالیات اور محکمہ منصوبہ بندی کے ساتھ میٹنگ کی جائے گی جس میں یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ محکمہ جنگلات کو اس منصوبہ کے لیے کس حد تک اور کتنی رقم مختص کی جا سکے گی۔ بعد ازاں اس فیصلے کی روشنی میں کمیٹی کی سفارشات کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ |
| سبجیکٹ کمیٹی نے سفارش کی کہ تونسہ گیم سنکچوری کا رقبہ جو اس وقت محکمہ انہار کے قبضہ میں ہے تحفظ جنگلی حیات کے وسیع تر مفاد اور جنگلی | اگر محکمہ آبپاشی کو اس زمین کی ضرورت نہیں تو یہ اراضی محکمہ جنگلات و شکار کو منتقل کر دی جائے یہ معاملہ محکمہ آبپاشی کے ساتھ رابطہ کا متقاضی ہے۔ | محکمہ جنگلات، شکار و ماہی بانی نے اس معاملہ میں پہلے ہی محکمہ مال حکومت پنجاب سے رابطہ قائم کر رکھا ہے۔ مذکورہ رقبہ کی محکمہ جنگلات و شکار کو منتقلی فی الحال |

| | |
|---|---|
| جانوروں کی مناسب دیکھ بھال کی خاطر محکمہ جنگلات و شکار کی تحویل میں دے دیا جائے۔ | محکمہ مال (بورڈ آف ریونیو پنجاب) اور محکمہ آبپاشی کے زیر غور ہے۔ |

## سبجیکٹ کمیٹی برائے صنعت و تجارت کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 | میاں تجمل حسین نے تجویز فرمایا کہ وفاقی حکومت سے درخواست کی جائے کہ کم از کم دو تجارتی بینکوں کے صدر دفاتر یا اسلام آباد منتقل کر دیئے جائیں۔ | تجویز سے اتفاق کیا گیا۔ | متذکرہ تجویز وفاقی حکومت کو پہلے بھی بھجوائی گئی تھی کہ تجارتی بینکوں کے صدر دفاتر کراچی سے اسلام آباد اور اگر ممکن ہو تو لاہور تبدیل کر دیئے جائیں۔ یہ تجویز وفاقی کابینہ کے اجلاس مورخہ 14-11-1981 واقعہ لاہور میں بھی رکھی گئی تھی تاہم اسے ایک بار پھر وفاقی حکومت کو بھجوا دیا |

| | | |
|---|---|---|
| | | گیا ہے اس سلسلے میں وزیر صنعت پنجاب نے ذاتی طور پر وفاقی وزیر صنعت سے تبادلہ خیالات بھی کیا ہے - |
| 2 - میاں تجمل حسین نے فرمایا کہ اگر مندرجہ بالا ممکن نہ ہو تو بینکوں کے مقامی بورڈوں کو مکمل اختیارات تفویض کئے جائیں تاکہ وہ قرضہ جات اور متعلقہ معاملات کو نپٹا سکیں جیسا کہ ماضی میں ہوتا آیا ہے - | ایضاً | ایضاً |
| 3 - میاں تجمل حسین نے تجویز فرمایا کہ اگر تجاویز مندرجہ 1 ، 2 بالا قابل قبول نہ ہوں | ایضاً | ایضاً |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | تو نجی شعبہ کو پنجاب میں ایک تجارتی بینک کھولنے کی اجازت دی جائے۔ | | |
| 4 - | میاں تجمل حسین نے تجویز فرمایا کہ وفاقی حکومت نے بیمار صنعتی اداروں کی بحالی کے لیے جو کمیٹی تشکیل دی ہے اس میں ہر صوبائی حکومت کے نمائندہ کو بھی شامل کیا جائے۔ | تجویز سے اتفاق کیا گیا۔ | حکومت پاکستان وزارت صنعت سے درخواست کی گئی ہے کہ معتمد صوبائی محکمہ صنعت کو متذکرہ کمیٹی میں شامل کیا جائے۔ ان کے فیصلے کا انتظار ہے۔ تاہم حال ہی میں وزیر صنعت پنجاب نے ذاتی طور پر اس معاملہ پر بھی وفاقی وزیر صنعت سے تبادلہ خیالات بھی کیا ہے۔ |
| 5 - | (الف) میاں تجمل حسین نے تجویز فرمایا کہ کالٹن ایکسپورٹ کارپوریشن لاہور میں بااختیارات | وزیر صنعت نے وفاقی وزیر صنعت سے یہ مسئلہ اٹھایا تھا۔ ان سے رجوع کیا جائے۔ | یہ معاملہ وفاقی حکومت سے اٹھایا گیا تھا جس نے اس تجویز سے اتفاق نہ کیا ہے۔ تاہم وزیر صنعت پنجاب |

| | | |
|---|---|---|
| ذیلی دفتر کھولے جو روئی کے حصول کا بلحاظ اقسام مجاز ہو اور وہ مقامی ملوں کو اس کی ترسیل اور قیمت کی وصولی کے بارے میں حتمی فیصلہ کر سکے۔ | | نے وفاقی وزیر صنعت سے اس بارے میں حال ہی میں ذاتی طور پر تبادلہ خیالات بھی کیا ہے۔ |
| (ب) کاٹن ایکسپورٹ کارپوریشن پنجاب میں روئی کے ذخیرے کرنے کی گنجائش کا مناسب بندوبست کرے تاکہ ملوں کو اپنی ضروریات کراچی سے نہ پوری کرنی پڑے۔ | | |
| 6۔ میاں نصیر حسین نے تجویز فرمایا کہ محکمہ صنعت ماڈل ٹاؤن کے اندر واقع کھلی جگہ | تجویز سے اتفاق کیا گیا۔ | اس سلسلے میں ضلعی انتظامیہ اور ترقیاتی ادارہ لاہور سے رجوع کیا گیا۔ ڈائریکٹر جنرل ایل۔ ڈی۔ اے |

| | | |
|---|---|---|
| کے حصول کے لیے جلد کارروائی کرے تا کہ وہاں ایک مستقل نمائش کے اجرا کا انتظام کیا جا سکے۔ | | نے بتلایا کہ اس جگہ پر ایک خوبصورت تفریح گاہ بنائی جا رہی ہے۔ اب جناب گورنر صاحب نے یہ منظور فرمایا ہے کہ لاہور کے ارد گرد کوئی اور جگہ تلاش کی جائے۔ شاہدرہ فوجی کیمپ کے بارے میں Solicitor پنجاب سے درخواست کی گئی ہے۔ کہ مقامی عدالت میں زیر سماعت مقدمہ کا جلد از جلد فیصلہ کرائے۔ |
| 7۔ مسٹر محمد اسلم بٹ نے تجویز فرمایا کہ پیشتر اس کے کہ محکمہ صنعت کسی صنعتی ادارے کو اجازت نامہ جاری کرے اس سے کہا جائے کہ وہ متعلقہ محکموں مثلاً واپڈا۔ سوئی گیس | تجویز سے اتفاق کیا گیا۔ | حکومت پنجاب نے ایک صنعتی مشاورتی کمیٹی تشکیل دی ہے۔ جس میں متعلقہ محکموں کے ذمہ دار آفیسران شامل کیے گئے ہیں۔ آئندہ ایسے صنعتی ادارے جو زیر تجویز ہوں گے ان کے لیے متعلقہ محکموں سے یقین |

| | | |
|---|---|---|
| ٹیلیفون وغیرہ سے ضروری سہولتوں کے بارے میں تحریری اقرار حاصل کریں کہ جونہی وہ پیداوار کے مرحلے میں داخل ہوگا ان کو یہ سہولتیں مہیا کر دی جائیں گی۔ | | دھانی لی جائے گی کہ وہ مجوزہ صنعتی اداروں کو یہ سہولتیں فراہم کریں۔ |
| 8۔ مسٹر محمد اسلم بٹ نے تجویز فرمایا کہ مختلف اقسام کے ٹیکس مثلاً Education Cess, Old Age Benefit Cess, Social Security payment اور جو کہ کارکنان کی سہولت کے لیے دیے جاتے ہیں یکجا کر دیے جائیں اور ان کا حصول صرف ایک محکمہ کی ذمہ داری ہونی چاہیے۔ | تجویز سے اتفاق کیا گیا۔ | چونکہ سفارش/تجویز محکمہ صنعت سے متعلقہ ہے اس لیے اسے ارسال کر دی گئی ہے۔ اب محکمہ صنعت اس سلسلے میں ضروری کارروائی کر رہا ہے اور صوبائی کونسل کو وہی ضروری جواب براہ راست مہیا کریں گے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| 9 ۔ مسٹر محمد اسلم بٹ نے تجویز فرمایا کہ Investment Promotion Bureau اپنا ایک ذیلی دفتر لاہور میں بھی کھولے ۔ | تجویز سے اتفاق کیا گیا ۔ | تجویز وفاقی حکومت کو بھجوا دی گئی ہے ۔ ان کے فیصلے کا انتظار ہے ۔ |
| 10۔ مسٹر سراج قریشی نے تجویز فرمایا کہ میونسپل کمیٹیاں تجارتی مراکز / منڈیوں میں آگ بجھانے والا سامان مہیا کریں ۔ | تجویز سے اتفاق کیا گیا ۔ محکمہ بلدیات تجویز کا جائزہ لے ۔ | یہ معاملہ محکمہ بلدیات و دیہی ترقی کو بھجوا دیا گیا تھا ۔ جس نے بتایا ہے کہ اس مرحلے پر مزید آگ بجھانے والی مشینری / گاڑیوں کا بندوبست نہ کیا جا سکتا ہے اور یہ کوشش کی جاتی ہے کہ کہیں آگ لگنے کی صورت میں اس پر قابو پانے کے لیے فوری انتظام کیا جاوے ۔ |
| 11۔ مسٹر سراج قریشی نے تجویز فرمایا کہ تجارتی مراکز میں بہتر حفاظت کی خاطر چوکیداروں | تجویز سے اتفاق کرتے ہوئے کہا گیا کہ محکمہ داخلہ اس کا جائزہ لے اور تجارتی مراکز میں | محکمہ داخلہ کو تجویز ارسال کی گئی تھی ۔ وہاں سے حاصل کردہ اطلاع کے مطابق فیصلہ کیا گیا ہے |

| | | |
|---|---|---|
| کو اسلحہ کے لائسنس جاری کیے جائیں ۔ | متعلقہ ایسوسی ایشن کو لائسنس جاری کیا جائے ۔ چوکیدار کا اندراج صرف اس کے پاسبان کے طور پر ہونا چاہیے ۔ | کہ اسلحہ کے لائسنس استحقاق کی بنیاد پر جاری کیے جائیں گے ۔ |

**سبجیکٹ کمیٹی برائے امور و پرورش حیوانات کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ**

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| | 1 ۔ صوبائی سطح پر اس سال ہارس اینڈ کیٹل شو بڑی کامیابی سے منعقد ہوا ۔ آئندہ لائحہ عمل کیلئے کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ شو منعقد کرنے کی تاریخ کا مستقل تعین کیا جائے تاکہ ملکی و غیر ملکی سیاح بھی ان میں شمولیت کیلئے اپنے پروگرام مرتب کر سکیں ۔ | تجویز سے اتفاق ہے کہ ہر سال کے لیے مستقل تاریخ مقرر ہونی چاہیے ۔ مگر تاریخ کا تعین اس سال کی طرح 23 فروری سے یکم مارچ ہی بہتر رہے گا ۔ | اس سلسلہ میں سمری جناب گورنر صاحب کو بھیجی گئی ہے ۔ |
| | ہمسایہ ممالک سے نمائندے بمعہ ل مویشی ہر وقت مدعو کئے جائیں | | |

| | | |
|---|---|---|
| ان کی شمولیت سے افزائش حیوانات کے شعبہ میں مزید ترقی ہوگی۔ غیر ملکی مہمان کی خصوصی شمولیت کا تعین قبل از وقت کر لیا جائے تا کہ شو کا پروگرام مرتب کرنے میں آسانی ہو۔ | | |
| ہارس اینڈ کیٹل شو کا علیحدہ شعبہ معرض وجود میں لایا جائے جو موجودہ عمارات اور تنصیبات کی دیکھ بھال کرے اور اس سارے کمپلیکس سے ہونے والی آمدنی شو کے انتظامات پر خرچ کی جائے۔ شو دیکھنے کیلئے ٹکٹ لگانے پر بھی غور کیا جائے۔ | ہارس اینڈ کیٹل شو کے لیے ایک علیحدہ شعبہ قائم کرنے کے سلسلے میں محکمہ لوکل گورنمنٹ سے مشورہ کر کے محکمہ لائیو سٹاک ایک سمری گورنر صاحب کو بھجوائے۔ | اس سلسلہ میں تفصیلات اکھٹی کی جا رہی ہیں جن کی روشنی میں لوکل گورنمنٹ کے مشورہ سے گورنر صاحب کو سمری بھیجی جائے گی۔ |
| 2۔ سرکاری فارموں سے اعلیٰ نسل کے سانڈ و جاموش کی ضروریات پوری نہیں ہو سکتیں لہذا اس سلسلہ | محکمہ اس سلسلے میں کارروائی کر رہا ہے اگلے سال ترقیاتی پروگرام میں اس کی مزید توسیع کی جائے گی | نیلی راوی بھینسوں کے بارے میں ایک سکیم پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ گائیوں کی رجسٹریشن کے لیے اگلے |

| | | |
|---|---|---|
| میں سفارش کی جاتی ہے کہ زمینداروں سے زیادہ دودھ دینے والی گائیوں اور بھینسوں کی نشاندہی کی جائے اور ان کے نوعمر بچھڑے اور کٹڑے خرید کر سرکاری ، فارموں پر پالے جائیں اور زمینداروں کو مناسب قیمت پر فروخت کئے جائیں ۔ | | سال سے نئی سکیم تیار کی جا رہی ہے ۔ |
| 3 ۔ حکومت کو ایگرولائیو سٹاک انڈسٹری کی طرف توجہ اور ہر ممکن مدد دینی چاہیے ۔ پرائیویٹ اداروں کی اس امر میں سر پرستی کرنی چاہیے اور اس سلسلہ میں شعبہ حیوانات میں جدید مذبح خانوں کا قیام عمل میں لایا جانا چاہیئے تا کہ ذبح شدہ جانوروں سے حاصل ہونے | کمیٹی کی رپورٹ 31 اگست تک گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کر دی جائے گی ۔ | یہ رپورٹ گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی تھی اور انہوں نے رپورٹ دیکھ لی ہے بعد میں یہ رپورٹ محکمہ قانون کو ایکٹ کی ترمیمی شکل دینے کے لیے بھیجی گئی جس پر محکمہ قانون نے ہدایات جاری کی ہیں کہ یہ معاملہ پہلے صوبائی وزارت کی منظوری کے لیے |

والی اشیاء خون ۔ انتڑیاں اور دیگر اجزا کا مناسب استعمال ہوسکے ۔

4 ۔ یہ امر واضح ہے کہ ہر ضلع کونسل شفاخانہ حیوانات کو عمارات عملہ اور ادویات حتیٰ کہ سانڈ بیل و جاموش بھی مہیا کرتی ہے اب جبکہ ٹاؤن کمیٹی میونسپل کمیٹی اور کارپوریشن کو بھی میلہ منڈی منعقد اور نیلام کرنے کے اختیارات دے دیئے گئے ہیں اور اگر ایسا ہے تو ٹاؤن کمیٹی 5 میل میونسپل کمیٹی 10 میل اور کارپوریشن 20 میل کے دائرہ کی حدود میں واقع تمام شفاخانہ حیوانات کے وہ تمام اخراجات برداشت کرے جو ضلع کونسل برداشت کرتی ہے ۔

اس پر محکمہ لوکل گورنمنٹ اور محکمہ لائیو سٹاک غور کریں اور مشترکہ رپورٹ پیش کریں ۔

پیش کیا جائے اس کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے ۔

اس سلسلہ میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 1979ء میں مناسب ترمیم ہو چکی ہے سبجیکٹ کمیٹی نے اپنے اجلاس منعقدہ مورخہ 82 ۔ 8 ۔ 9 کو اس ترمیم سے اتفاق کیا ہے ۔

| | | |
|---|---|---|
| 5 ۔ حکومت کو لائیو سٹاک پروڈکشن کی طرف زیادہ توجہ نہیں دینی چاہیے اور سرکاری فارموں پر زیادہ توجہ جانوروں پر نت نئی تحقیقات پر ہونی چاہیے تاکہ اس پر عمل کرتے ہوئے زمیندار جانوروں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں کمیٹی سفارش کرتی ہے کہ لائیو سٹاک فارموں کو مخصوص نسلوں کے تحقیقاتی فارم بنایا جائے ۔ | سالانہ ترقیاتی پروگرام کا جائزہ لیتے وقت گورنر صاحب نے پہلے ہی احکام صادر کئے ہیں کہ محکمہ ہذا ریسرچ اور (Management) پر زیادہ توجہ دے ۔ | اس پر عملدرآمد ہو رہا ہے اور جانوروں پر تحقیق کے نتائج مختلف سالانہ رپورٹوں کی شکل میں شائع کئے جاتے ہیں ۔ |
| 6 ۔ سرکاری اراضیات جو کہ پرورش مال مویشی اور بھیڑ بکری رکھے جانے کی تجویز کی گئی ہے ان کی شرائط عملاً قابل قبول نہیں ہیں ۔ شرائط کو نرم بنایا جائے جو کہ عمل پزیر ہوں سبجیکٹ کمیٹی ان | محکمہ مناسب کاروائی کر رہا ہے ۔ | شرائط مرتب کرلی گئی ہیں گورنر صاحب کی منظوری حاصل کرنے کرنے لیے بھیج دی گئی ہیں ۔ |

شرائط پر معترض ہے اور سفارش کرتی ہے کہ ان کا انعقاد صوبہ سندھ کی طرز پر ہونا چاہیے -

7 - گورنر پنجاب کی واضح ہدایات کے باوجود سرکاری اراضیات کی نشاندہی میں پیش رفت نہیں ہوئی اس ضمن میں سفارش کی گئی ہے کہ گورنر پنجاب کو لکھا جائے کہ اس امر کی مکمل تحقیق کرائی جائے اور کارآمد اور قابل کاشت اراضیات کی نشاندہی کرائی جائے کیونکہ جانور پالنے کے لیے زمین کا قابل کاشت ہونا لازمی ہے -

محکمہ مناسب کارروائی کر رہا ہے - یہ ایک مثبت اقدام ہے -

زمینوں کی نشاندہی کے لیے رابطہ قائم کیا ہوا ہے - یہ معاملہ گورنر صاحب کے علم میں بھی لایا گیا ہے اور ان کی ہدایات کے مطابق مورخہ 20 نومبر کو جناب چیف سیکرٹری صاحب کی صدارت میں ممبر کالونی اور تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان کی میٹنگ ہو چکی ہے - مختلف اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان نے زمینوں کی نشاندہی کی ہے جس کی تفصیل بورڈ آف ریونیو میں تیار کی جا رہی ہے -

| | | |
|---|---|---|
| 8 ۔ مال مویشیوں کی انشورنس کے سلسلہ میں مزید سفارش کی گئی ہے کہ اس امر کو کامیاب بنانے کے لیے اس کو محکمہ کوآپریٹو کی وساطت سے رائج کیا جائے اور کم از کم اس کا ارتقا بڑے پرائیویٹ فارموں سے کیا جائے ۔ | اس سلسلہ میں مرکزی حکومت سے دوبارہ رجوع کیا جائے محکمہ امداد باہمی کو اس میں زیادہ دلچسپی لے کر جلد از جلد فیصلہ کرنا چاہیے ۔ | مرکزی حکومت سے بحوالہ چٹھی نمبری 6-35-SO (T) L&DD, Dated 12-8-1982, قائم کیا گیا ہے اور یاد دہانی بھی کروائی گئی ہے ۔ محکمہ امداد باہمی سے موصول ہونے والے سوالنامہ کا جواب بحوالہ چٹھی نمبری ارسال کر دیا گیا ہے ۔ جواب آنے پر مزید کاروائی عمل میں لائی جائے گی ۔ |
| 9 ۔ اون کی قیمتوں میں مندے کا رجحان بڑھنے سے اون کی کترائی اور مارکٹنگ میں مشکلات کا سامنا ہے اس پر قابو پانے کے لیے شیپ بریڈرز سرسائٹیز یا ایسوسی ایشن کو اون کی کترائی کی مشینیں مہیا کی جائیں | مجوزہ کمیٹی ایک ماہ کے اندر رپورٹ پیش کرے ۔ | اس سلسلہ میں محکمہ نے ایک سکیم تیار کی ہے اون کی کترائی کے لیے ٹریننگ دی جائے اور تحصیل کی سطح پر ایک ایک مشین کترائی کے لیے مہیا کی جائے ۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | | | اور مشینی کترائی کے فن میں مناسب افراد کو تربیت بھی دلائی جائے اور اس کترائی ہوئی اون کی مارکٹینگ کا بندوبست کیا جائے اس سلسلہ میں پہلے سے قائم شدہ کواپریٹو سوسائٹیز کا جائزہ لیا جائے تاکہ مناسب نفاذ کیا جا سکے۔ |
| 10۔ | بلا سود قرض مال مویشی کے مالکان جو کہ زرعی زمین نہیں رکھتے دینے کا خاطر خواہ بندوبست کیا جائے۔ اسی سال جو 66 ہزار روپے کی رقم مختص کی گئی ہے وہ بہت قلیل ہے۔ اس کو بڑھایا جائے اس ضمن میں پیش رفت کی جائے۔ | اس تجویز کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ جب تجویز مکمل ہو جائے تو پھر یہ مسئلہ احکامات کے لیے پیش کیا جائے۔ | اس سلسلہ میں ایک سکیم منظور ہو چکی ہے اور ہر سال رقم میں بتدریج اضافہ کی گنجائش رکھی گئی ہے جو بالترتیب مندرجہ ذیل ہے 5·12, 3·17, 0·65 5·84, 5·83 لاکھ ہے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 11. | اچھے جانوروں کے مالکان کو وظائف دینے کی سکیم کو سراہا گیا اور مزید سفارش کی گئی ہے کہ یہ وظائف اول دوم اور سوم آنے والے جانوروں کو تحصیل کی سطح پر دیے جائیں اور سکیم میں اعلیٰ نسل کی بھیڑ بکریاں رکھنے والے مالکان کو بھی شامل کر لیا جائے۔ | وظائف کی سکیم ابھی تک دھنی نسل کے مویشیوں تک محدود ہے۔ اس میں بھیڑ بکریوں کو شامل کرنے کے لیے جو منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔ وہ محکمہ منصوبہ بندی کے زیر غور ہے۔ | دوران مالی سال میں دھنی نسل کے علاوہ داجل اور روجھان نسل کے مویشیوں کو بھی وظائف دینے کی سکیم منظور ہو چکی ہے۔ اگلے پنجسالہ منصوبے میں بھیڑ بکریوں کو وظائف دینے کی سکیم شامل کر لی گئی ہے۔ |
| 12. | یونین کی سطح پر ایک سٹاک اسسٹنٹ مہیا کیا گیا ہے اس ضمن میں یہ تجویز کیا گیا ہے کہ جن یونین کونسل میں مال مویشیوں کی تعداد زیادہ ہو وہاں دو سٹاک اسسٹنٹ مہیا کیے جائیں اور جن یونین کونسلوں | یہ مسئلہ محکمہ خزانہ کے زیر غور ہے۔ | یہ یونین کونسل کی سطح پر ایک ایک سٹاک اسسٹنٹ مہیا کرنے کے لیے 432 مزید سٹاک اسسٹنٹ تعنیاتی کے لیے ایک تجویز محکمہ خزانہ کو بھیجی ہے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | | | میں سٹاک اسسٹنٹ نہیں ہیں وہاں انہیں تعینات کیا جائے۔ |
| 13۔ | ادویات کی خریداری کا مسئلہ بہت اہم ہے اس کا مستفید ہونا یا غیر مستفید ہونے کا اندازہ صرف محکمہ کی تکنیکی عملہ ہی کر سکتا ہے چونکہ دوائیوں کی خریداری محکمہ انڈسٹری کی وساطت سے عمل میں لائی جاتی ہے اور جیسا کہ محکمہ صحت کا نمائندہ دوائیوں کی ضروری جانچ پڑتال اور مناسب معیاری دوائیاں تجویز کرنے کا ذمہ دار ہوتا ہے ویسا ہی محکمہ حیوانات کے بارے میں ہونا چاہیے تاکہ | تجویز سے اصولی طور پر اتفاق ہے۔ | محکمہ انڈسٹری نے تجویز سے اتفاق کیا ہے لہذا عمل درآمد کے لیے ماتحت دفاتر کو بحوالہ چٹھی نمبری 6-35-SO (T) L&DD 3/82 Dated 15-11,1982 مناسب ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ |

دوائیوں کی جانچ پڑتال اور
تجویز کی ذمہ داری محکمہ کی
مقرر کردہ ٹیم پر ہو ۔

## سبجیکٹ کمیٹی برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلے | فیصلوں پر عمل درآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 ۔ | گذشتہ ماہ مئی کے صوبائی کونسل کے اجلاس میں بعض ممبران کی جانب سے یہ تجویز پیش کی گئی تھی کہ جب مقامی کونسل کے چیئرمین کو ایوان میں اکثریت کی حمایت حاصل نہ رہے تو چیئرمین کو مستعفی ہو جانا چاہیے یا قانون میں اس امر کی ترمیم کی جائے کہ چیئرمین یا وائس چیئرمین | حکومت کو سبجیکٹ کمیٹی کی سفارش سے اتفاق ہے ۔ | |

کو سادہ اکثریت سے تحریک عدم اعتماد کے ذریعے ہٹایا جا سکے۔ یہ معاملہ سبجیکٹ کمیٹی میں پیش کیا گیا تھا۔ جس میں یہ سفارش کی کہ موجودہ قانون میں ترمیم نہ کی جائے۔ بلکہ چیئرمین کو چاہیے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کی تیاری اور بجٹ کی منظوری سمیت تمام معاملات میں ارکان کی اکثریت کے فیصلوں کا احترام کرے۔

2۔ مویشی منڈیاں۔ مویشی میلے لگانے سے متعلق امور زیر بحث آئے اور سبجیکٹ کمیٹی کے ارکان کو 40 رکنی کمیٹی کی 40 رکنی کمیٹی نے ذیل سفارشات کی تھیں۔ دیہی علاقوں میں صرف ضلع کونسلیں منڈی مویشیاں اور میلے منعقد کریں گی اور اس آمدنی اس بارے میں محکمہ مقامی حکومت کی طرف سے ہدایات جاری ہو چکی ہیں۔ اس فیصلہ سے بعض شہری کونسلیں قائم ہیں، ہو سکتا ہے کہ

سفارشات پر کئے گئے فیصلوں سے مطلع کیا گیا چنانچہ تفصیلی بحث کے بعد سبجیکٹ کمیٹی نے مذکورہ فیصلے کی تائید کی اور سفارش کی کہ ان فیصلوں کے نفاذ کے لیے قانون میں ترمیم کی جائے۔

سے بیس فیصد رقم یونین کونسلوں کو ادا کریں گی۔ لوکل گورنمنٹ آرڈی نینس 1979ء کے تحت قائم ہونے والی شہری لوکل کونسلیں اور ضلع کونسلیں جو 15-1-80 سے پہلے مختلف جگہوں پر منڈی مویشیاں منعقد کر رہی تھیں۔ ایسا کرتے رہنے کی مجاز ہوں گی آئندہ شہری لوکل کونسلیں صرف بکر منڈیاں منعقد کرنے کی مجاز ہوں گی جن میں ذبح کرنے والے جانوروں کی خرید و فروخت ہو سکے گی اور ان پر فیس بھی وصول کر سکیں گی۔ آئندہ ضلع کونسلیں منڈی مویشیاں میں صرف اسی شرح کے مطابق فیس نافذ کر سکیں گی

اس پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت ہو۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| | | جس شرح سے فروخت کی رقم وصول ہوتی ہے ۔ اگر کوئی ضلع کونسل آئندہ کسی شہری مقامی کونسل کے حلقے میں منڈی مویشیاں منعقد کرے تو وہ آمدنی کا بیس فیصد حصہ متعلقہ شہری کونسل کو ادا کرے گی ۔ | |
| 3 ۔ | یکم جولائی 1982ء سے پنجاب کے چھ ضلعوں کو تقسیم کر کے مزید چھ نئے اضلاع بنائے گئے جس کے نتیجے میں چھ نئی ضلع کونسلیں وجود میں آئیں ۔ سبجیکٹ کمیٹی نے سفارش کی تھی کہ نئی ضلع کونسلوں میں چیئرمین اور نائب چیئرمین کا انتخاب کر لیا جائے ۔ مگر | حکومت نے کافی غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ نئی ضلع کونسلوں اور ایسی پرانی ضلع کونسلوں میں جن کی حدود کو دوبارہ ترتیب دیا گیا ہے ۔ چیئرمینوں اور نائب چیئرمینوں کا نئے سرے سے انتخاب کرایا جائے ۔ | اس فیصلہ پر عمل درآمد ہو چکا ہے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | ایسی پرانی ضلع کونسلیں جن کی حدود میں موجودہ چیئرمینوں اور وائس چیئرمینوں کے حلقہ انتخاب آتے ہیں ان کو اپنے عہدوں پر برقرار رہنے دیا جائے۔ | | |
| 4 | سبجیکٹ کمیٹی کے ارکان نے اس امر کی نشان دہی کی تھی کہ مقامی کونسلوں کے زیر استعمال گاڑیوں کے لیے پی او ایل کی کافی رقم دستیاب ہے۔ لہذا چیئرمین کو سرکاری دوروں کے لیے لوکل کونسل کی ٹرانسپورٹ لوکل کونسل کے مقامی علاقے کی حدود سے باہر لے جانے کے لیے استعمال | اس کے لیے اجازت دے دی گئی ہے۔ | ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ |

کرنے کی اجازت ہونی چاہیے ۔

5 ۔ سبجیکٹ کمیٹی کے ایک رکن نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ ضلع کونسلوں اور میونسپل کارپوریشنوں کے متعلق پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈی نینس 1979 کے تحت کمشنروں کو تفویض کردہ اختیار واپس لیے جائیں اور حکومت کے پاس رہیں ۔ بحث کے بعد سبجیکٹ کمیٹی نے سفارش کی کہ کمیٹی کے ارکان قانون و قواعد اعلانات اور حکومتی ہدایات کا مطالعہ کرنے کے بعد عملی دشواریوں کو پیش رکھتے ہوئے اس موضوع پر اپنی سفارشات

اس موضوع پر صوبائی کونسل کے ممبران نے ابھی تک سفارشات مکمل نہیں کیں ۔ بہرحال یہ معاملہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| | مرتب کریں گے اور انہیں دس جون 1982ء تک محکمے کو ارسال کر دیں گے اس کے بعد اس تجویز کا تفصیلی جائزہ لینا ہوگا۔ | | |
| 6 ۔ | سبجیکٹ کمیٹی کے ارکان نے شکایت کی تھی کہ درخت کاٹنے کے بارے میں ضلعی سطح پر جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اور ان کے اجلاسوں میں کبھی ڈپٹی کمشنر کا نمائندہ شامل نہیں ہوتا اور کبھی محکمہ جنگلات کا ۔ اس وجہ سے ضروری معاملات التوا میں پڑے رہتے ہیں ۔ سفارش کی گئی کہ درخت کاٹنے کے بارے میں | سفارش منظور کر لی گئی ۔ | مناسب ہدایات جاری کی جا چکی ہیں ۔ |

کمیٹی کے اجلاس میں چیئرمین
کے علاوہ اگر فقط محکمہ
جنگلات کا نمائندہ شامل ہو تو
کورم مکمل سمجھا جائے۔

## سبجیکٹ کمیٹی برائے مواصلات و تعمیرات کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹ

| نمبر شمار | سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات | مذکورہ سفارشات پر حتمی فیصلہ | فیصلوں پر عملدرآمد کی تفصیل |
|---|---|---|---|
| 1 | چیئرمین ضلع کونسل سیالکوٹ نے تجویز کیا کہ دیہی علاقوں میں مڈل سکولوں کی مرمت کی ذمہ داری ضلعی پراجیکٹ کمپنیوں کے سپرد کر دی جائے جیسا کہ پرائمری سکولوں کے سلسلہ میں ہے۔ | محکمہ جات مواصلات و تعمیرات تعلیم اور مالیات کو اس تجویز پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ محکمہ لوکل گورنمنٹ اور دیہی ترقیات یہ ذمہ داری قبول کرنے پر اتفاق کرتا ہے۔ لہذا سفارش کی جاتی ہے کہ اگلے مالی سال سے مڈل سکولوں کی مرمت محکمہ لوکل گورنمنٹ اور | حکومت نے فی الحال مڈل سکولوں کی مرمت کی ذمہ داری کے متعلق موجودہ صورت حال برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ |

| | | |
|---|---|---|
| | دیہی ترقیات کو تفویض کر دی جائے۔ | |
| 2۔ ممبر صاحبان نے نیشنل ہائی وے (N-5) کے سیکشن لاہور تا پتوکی پر تعمیر نو کے کام کی سست رفتاری اور کوالٹی پر تشویش کا اظہار کیا اور فیصلہ کیا کہ مرکزی حکومت اور نیشنل ہائی وے بورڈ کی توجہ اس ضمن میں مبذول کرائی جائے۔ | صوبائی حکومت اس معاملہ سے پوری طرح با خبر ہے اور نیشنل ہائی وے بورڈ سے حالات کی بہتری کے لیے رابطہ قائم کیا گیا ہے۔ | سفارش پر عملدرآمد کیا گیا ہے اور صورت حال پہلے کی نسبت بہتر ہو گئی ہے۔ |
| 3۔ ممبر صاحبان نے دیہی سڑکات کی تعمیر کے لیے موجودہ حکومت کی کوششوں کو سراہتے ہوئے مکرر سفارش کی کہ اس | حکومت نے مالی سال 1982-83ء میں دیہی سڑکات کی تعمیر کے لیے 47 کروڑ روپیہ مہیا کیا ہے جو پچھلے سال کی نسبت 13 کروڑ | سفارش پر عملدرآمد کیا گیا ہے اور اس کے بجٹ میں پچھلے سال کی نسبت زیادہ رقم مختص کی گئی ہے۔ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| | شعبہ میں کام کی رفتار کو تیز کرنے کے لیے زیادہ فنڈز مہیا کئیے جاویں ۔ | روپیہ زیادہ ہے اضافہ رقم کے مختص کرنے سے تعمیر کی رفتار میں اضافہ ہوگا ۔ | |
| 4 ۔ | ممبر صاحبان نے بالعموم تمام سڑکات پر اور بالخصوص کھاریاں رسول منڈی بہاؤالدین سڑک پر کام کی رفتار تیز کرنے اور کوالٹی کو بہتر بنانے پر زور دیا ۔ | سفارش پر عملدرآمد ہو رہا ہے ۔ | سفارش پر عملدرآمد ہو رہا ہے ۔ |
| 5 ۔ | چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی نے دیہی سڑکات کی تعمیر کے پروگرام تحت ٹیکسلا ٹھٹھہ خلیل سڑک کی توسیع کی تجویز پیش کی انہوں نے اس سلسلہ میں ضلع کونسل کے منظور شدہ | ضلع کونسل اگر چاہے تو اپنی منظور شدہ دیہی سڑکات کے پروگرام میں مقرر شدہ لمبائی کے اندر رہتے ہوئے مجوزہ توسیع کے لیے ردو بدل کر سکتی ہے ۔ | ضلع کونسل کو حکومت کے فیصلہ سے آگاہ کر دیا گیا ہے ۔ |

| | | |
|---|---|---|
| ریزو لیشن کا حوالہ بھی دیا ہے۔ | | |
| 6 ۔ وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی نے کار چوہا شاہ خاکی (تحصیل کہوٹہ) کی جاری سکیم کے لیے فنڈز مختص کرنے کی تجویز پیش کی انھوں نے 10 لاکھ کی لاگت سے causeway کی تعمیر کے لیے بھی سفارش کی۔ | ڈائریکٹر جنرل دیہی ترقیات کو سفارشات پر عملدرآمد کے لیے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ | سفارش پر عملدرآمد کے لیے ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ |
| وائس چیئرمین صاحب ضلع کونسل نے زور دے کر کہا کہ جاری سکیموں کو ترجیحی بنیاد پر فنڈ مہیا کیے جاویں کیونکہ ان کے نامکمل رہنے سے عوام میں بے اطمینانی | | |

| | | |
|---|---|---|
| | | پیدا ہوتی ہے ۔ انہوں نے جاتلی یونین کونسل کے ہیڈ کوارٹر کا حوالہ بھی دیا جس کے لیے 81-80 میں صرف دو ہزار روپے مختص کئے گئے اور بغیر کسی وجہ کے کام ادھورا رہ گیا ۔ |
| سفارش پر عملدرآمد کیا جا چکا ہے ۔ | چک دولت پنڈ بالا سہرہ روڈ کی تعمیر کے لیے فنڈز مہیا کئے جا چکے ہیں ۔ | 7 ۔ وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی نے اس امر پر تشویش کا اظہار کیا کہ چک دولت پنڈ بالا سہرہ روڈ پر جو گورنر صاحب نے اپنے پچھلے دورہ راولپنڈی کے موقع پر منظور کی تھی ابھی تک کام شروع نہیں کیا گیا جب کہ دوسری سڑکوں کے متعلق گورنر صاحب کی ہدایات پر عمل ہو رہا ہے ۔ |

| | | |
|---|---|---|
| 8 ۔ وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی نے مندرجہ ذیل جاری سکیموں کے لیے فنڈز مہیا کرنے کی سفارش کی ۔<br>(الف) جنگل بھنوٹ سڑک (تحصیل گوجر خان)<br>(ب) بھنگلی گوجر ڈھوک دھمیال گلیانہ (تحصیل گوجر خان) سڑک کے لیے ضلع کونسل نے ایک لاکھ روپیہ مہیا کیا ہے یہ سفارش کی گئی کہ اس سڑک کو رواں سال میں دھمیال تک مکمل کرنے کے لیے 10 لاکھ روپے مہیا کیے جائیں ۔ | ضلع کونسل راولپنڈی کو سال رواں میں 2 لاکھ روپے مہیا کئے گئے ہیں اور سفارش پر عملدرآمد ہو رہا ہے ۔ | سفارش پر عملدرآمد کیا گیا ہے ۔ |

# صوبائی کونسل پنجاب

## صوبائی کونسل پنجاب کا چھٹا اجلاس

اتوار - 19 دسمبر 1982ء (یک شنبہ 2 ربیع الاوّل 1403ھ)

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا - جناب قائم مقام چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب ملک اللہ یار خان صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

**اناؤنسر :** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم - معزز اراکین صوبائی کونسل ، خواتین و حضرات - السلام علیکم ! صوبائی کونسل کے چھٹے اجلاس کے دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوتا ہے - جناب قاری علی حسین صدیقی تلاوت قرآن پاک فرمائیں گے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ○ كُنْتُمْ
خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۭ
وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا
الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ○
وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ○

سورہ آلِ عمران ۳ - ایت ۱۰۹ ، ۱۱۰ ، ۱۱۴ - س حم سجدہ ۴۱ - ایت ۳۴ ، ۳۵

اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اللہ کا ہے - اور تمام کاموں کا رجوع اور انجام اللہ کی طرف ہے۔

مسلمانو! تم تمام قوموں میں سب سے بہتر قوم ہو سب سے بہتر اُمت ہو جو لوگوں کی رہنمائی کے لئے ظہور میں لائی گئی تم اچھے کام کرنے کا حکم دیتے ہو اور بُرے کاموں سے منع کرتے ہو اور صرف اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

اور تم میں ایک ایسی جماعت کا ہونا نہایت ضروری ہے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف دعوت دے اور نیک کام کرنے کا حکم دے اور بُرے کاموں سے روکے اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونگے۔

مسلمانو! بھلائی اور بُرائی برابر نہیں ہو سکتی تم سخت کلامی کا کچھ اتنے بہتر انداز میں جواب دو کہ ایسا کرنے سے تم دیکھو گے کہ تمہارا دشمن تمہارا گہرا دوست بن چکا ہے - اور یہ بات اُن ہی کو حاصل ہوتی ہے جو صبر و برداشت سے کام لیتے ہیں اور یہ اُن ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

# سوالات اور ان کے جوابات

**اناؤنسر :** خواتین و حضرات ! اب اجلاس کی باضابطہ کارروائی شروع ہوتی ہے - اب سے سوا دس بجے تک وقفہ سوالات ہوگا اور آج تعلیم ، صحت اور مواصلات و تعمیرات کے متعلق فاضل اراکین کے سوالوں کے جوابات متعلقہ محکموں کے وزراء صاحبان کی جانب سے دیے جائیں گے -

سب سے پہلے محکمہ تعلیم کی باری ہے اور محکمہ تعلیم سے متعلق سوال نمبر 202 ہے اور یہ سوال جناب حافظ محمد یونس صاحب نے کیا تھا -

**سردار فضل احمد خان لنگاہ (چیئرمین، ضلع کونسل، بہاولپور) :** جناب والا ! کل تو یہ طے ہوا تھا کہ سب سے پہلے پی - اینڈ - ڈی کے متعلق بحث ہوگی -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** جی نہیں -

**اناؤنسر :** اس کے لیے اس میں وقت ہے - سوال نمبر 202 -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** حافظ محمد یونس صاحب موجود نہیں ہیں - اگر سوال کنندہ تشریف نہ رکھتے ہوں تو ان کی بجائے کوئی اور ممبر سوال پوچھ سکتے ہیں -

## انگریزی کے تھرڈ ڈویژن اساتذہ کی مستقلی

**202 - حافظ محمد یونس :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ کے ہر ملازم کو دو سال کی مدت ملازمت کے بعد مستقل کر دیا جاتا ہے - اگر ایسا ہے تو محکمہ تعلیم میں انگریزی کے تھرڈ ڈویژن اساتذہ کو دو سال کے بعد مستقل نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

**وزیر تعلیم** (چودھری حامد ناصر) : یہ درست نہیں کہ ہر سرکاری ملازم دو سال کے بعد مستقل ہو جاتا ہے ۔ پبلک سروس کمیشن سے منتخب ہو کر مستقل آسامی پر تعینات ہونے والے لیکچرر ہی دو سال کے بعد قواعد کے مطابق مستقل کیے جاتے ہیں ۔ تھرڈ ڈویژن لیکچرر کو یہ رعایت حاصل نہیں ۔

موجودہ صورت میں قواعد کے مطابق جو تھرڈ ڈویژن لیکچرر پہلے سے ہی کسی مضمون میں کام کر رہے ہیں ، انہیں تھرڈ ڈویژن بہتر بنانے کو کہا گیا ہے ۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرف سے تھرڈ ڈویژن لیکچررز کی ڈویژن بہتر بنانے کے انتظامات کیے گئے ہیں ۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے دو سال کا ڈپلومہ کورس کرنے کے بعد انہیں سیکنڈ ڈویژن کے برابر تصور کیا جائے گا اور ایسا نہ کر سکنے والے تھرڈ ڈویژن لیکچررز کی ملازمت ختم کر دی جائے گی ۔

یہ تمام مراحل طے کرنے کے بعد ایڈھاک لیکچررز کو مستقل ملازمت پبلک سروس کمیشن سے منتخب ہونے کے بعد ہی مل سکے گی ۔

**جناب جاوید اقبال رانا** : جناب والا ! میں عرض یہ کروں گا کہ ایڈھاک لیکچرز کے بارے میں آپ نے فیصلہ کیا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**وزیر تعلیم** : یہ ایڈھاک لیکچرز کے بارے میں سوال نہیں ہے ۔ یہ تھرڈ ڈویژن ان انگلش لیکچرز کے بارے میں سوال کیا گیا تھا جو کہ سیلکٹ ہوئے تھے اور ان کو دو سال کی مہلت دی گئی تھی کہ آپ اپنی ڈویژن کو improve کر لیجئے ۔ اس کا ایڈھاک لیکچرز سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

## شہری سکولوں میں متعین معلمات کا تبادلہ

228 ۔ **مسز عقیلہ باجوہ** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت کی واضح ہدایت موجود ہیں کہ ہر سرکاری ملازم کے ایک مقام پر تین سال کے قیام کے بعد تبادلہ ہونا لازمی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت شہری سکولوں میں متعین معلمات کا مذکورہ ہدایات کی روشنی میں تین سال کے بعد تبادلہ کی پالیسی پر عمل پیرا ہونے کو تیار ہے ۔

(ب) کیا حکومت غیر تربیت یافتہ معلمات کو جو پی ٹی سی کی آسامیوں پر کام کر رہی ہیں انہیں حسب سابق پرائیویٹ طور پر امتحان میں شرکت کرنے کی اجازت دینے کو تیار ہے ؟

**وزیر تعلیم** (چودھری حامد ناصر) : (الف) اس قسم کے کوئی قواعد موجود نہیں جس کی بنا پر محکمہ تعلیم کے ہر ملازم کے ایک مقام پر تین سال کے قیام کے بعد تبادلہ ہونا لازمی ہو تاہم انتظامی امور کو مد نظر رکھتے ہوئے اگر ضرورت پڑے تو ایسا کیا جا سکتا ہے ۔

(ب) محکمہ تعلیم پنجاب ان غیر تربیت یافتہ معلمات کو جو پی ٹی سی کی آسامیوں پر کام کر رہی ہیں ، پرائیویٹ طور پر امتحان میں شرکت کرنے کی اجازت دینے پر رضا مند ہے اور اس سلسلے میں ضروری کارروائی زیر عمل ہے ۔

## گورنمنٹ گرلز ہائی سکول رحیم یار خان کی عمارت کی تعمیر

229 ۔ مسز عقیلہ باجوہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ تعمیر ملت گورنمنٹ گرلز ہائی سکول رحیم یار خان کی عمارت کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے جو کسی وقت بھی منہدم ہونے کے باعث جانی نقصان کا موجب بن سکتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی نئی عمارت کی تعمیر کے لیے سرمایہ فراہم کرنے کو تیار ہے ۔

(ب) کیا حکومت صوبے میں ہر زنانہ پرائمری سکول کی بلڈنگ کی دیکھ بھال اور معلمات و طالبات کی سہولت کے پیش نظر چوکیدار کی آسامی منظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری حامد ناصر) (الف) جی ہاں ! ہمیں علم ہے کہ عمارت کی حالت خراب ہے ۔ انشاء اللہ اس سکول کی نئی عمارت کی تعمیر کے لیے منصوبہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 84-1983ء میں شامل کیا جائے گا ۔

(ب) جی ہاں ! حکومت زنانہ پرائمری سکولوں کی دیکھ بھال اور معلمات و طالبات کی سہولت کے پیش نظر چوکیدار کی آسامی منظور کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اخراجات کے تخمینے تیار ہو رہے ہیں ۔

## منجمند سرمایہ کی واپسی

237 ۔ بیگم غضنفر آغا : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سابقہ دور حکومت میں جب کہ نجی سکولوں کو قومی تحویل میں لیا گیا تھا تو گونگے ، بہرے بچوں کا سکول ، جس کو Deaf and Dumb سوسائٹی چلاتی تھی اور پاکستان ماڈل ہائی سکول اور اسلامیہ ہائی سکول جناح کالونی فیصل آباد جس کو انجمن اسلامیہ لدھیانہ چلاتی تھی حکومت کی تحویل میں آئے ۔ قومیانے کے وقت مذکورہ ہر دو اداروں کے تقریباً ایک ایک لاکھ روپے بطور سرٹیفکیٹ منجمد کر لیے گئے جس میں اب تک کافی اضافہ ہو چکا ہوگا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت منجمند شدہ سرمایہ متعلقہ سکولوں یا متعلقہ اداروں کو واپس کرنے ارادہ رکھتی ہے ۔ یا مذکورہ سرمایہ سے کوئی نئی درسگاہ کھولنے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے ۔ یا یہ کہ حکومت اس رقم کو بدستور منجمند رکھنا چاہتی ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری حامد ناصر) : (الف) جی ہاں ! یہ سکول مارشل لاء کے ضابطہ نمبر 118 کے تحت قومی تحویل میں لیے گئے تھے اور ان کے اثاثے بھی اس کے ساتھ قومیائے گئے تھے ۔

(ب) چونکہ یہ ادارے مارشل لاء ضابطہ نمبر 118 کے تحت قومیائے گئے تھے ۔ لہذا چیف مارشل لاء ایڈ منسٹریٹر یا مرکزی حکومت منجمند شدہ اثاثوں کے بارے میں پالیسی طے کر سکتی ہے ۔

فی الحال کوئی نئی درسگاہ مذکورہ سرمائے سے کھولنے کی تجویز حکومت کے زیر غور نہیں ۔

## وحدت کالونی لاہور کے سکولوں کے لیے کمروں کی تعمیر

240 ۔ رانا نذیر احمد خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی لاہور کے تمام سکول کمروں کی قلت سے دو چار ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک عرصہ سے مذکورہ کالونی میں حکومت نے لڑکیوں کے لیے انٹرمیڈیٹ کالج کی منظوری دے رکھی ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سکولوں میں کمروں کی تعمیر کے لیے رقم اور کالج کے قیام کا کب تک ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری حامد ناصر) : (الف) درست ہے ۔ وحدت کالونی لاہور کے سکولوں میں تعداد طلباء کے روز افزوں اضافہ اور کمروں کی کمی کا سبب یہ ہے کہ وحدت کالونی لاہور کے ارد گرد متعدد ٹاؤن ، مثلاً مسلم ٹاؤن علامہ اقبال ٹاؤن وغیرہ کا اضافہ ہوا ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔ حکومت نے وحدت کالونی لاہور کے لیے کوئی گرلز انٹر کالج منظور نہیں کیا ۔

(ج) حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ سال 1983ء 1982ء کے دوران دو ہائی سکول (ایک برائے طلباء اور ایک برائے طالبات) علامہ اقبال ٹاؤن میں کھول دیئے جائیں گے ۔ اس سے وحدت کالونی کے روز افزوں تعداد طلباء کا دباؤ کم ہو جائے گا اور کمروں کی قلت کا مسئلہ از خود حل ہو جائے گا جزو (ب) کا جواب اثبات میں نہیں ہے ۔

## ضلع گوجرانوالہ کے مڈل سکول کے نتائج

**241 ۔ جناب محمد غوث وڑک :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

ضلع گوجرانوالہ کے دیہاتی مڈل سکول برائے طلباء و طالبات کا سال گذشتہ 1981.82ء میں سالانہ اور ضمنی امتحانات کا کیا نتیجہ رہا اور 1969.70ء میں مذکورہ سکولوں کا کیا نتیجہ تھا ؟

**وزیر تعلیم (چوہدری حامد ناصر) :** ضلع گوجرانوالہ کے دیہاتی مڈل سکول برائے طلباء و طالبات کے امتحانات کا سالانہ نتیجہ حسب ذیل ہے :

| سال متعلقہ | نتیجہ فیصد | |
|---|---|---|
| | طلبہ | طالبات |
| 1969.70ء | %73 | %79 |
| 1981.82ء | %63 | %65 |

## رحیم یار خان کے پرائمری سکولوں کے لیے گرانٹ کی منظوری

**250 ۔ میاں عبدالخالق :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ میونسپل کمیٹی رحیم یار خان کو 6 مڈل سکول اور 18 پرائمری سکولوں کو چلانے کے لیے تقریباً 30 لاکھ روپے سالانہ خرچ کر رہی ہے جس کے مقابلے میں دوسرے بلدیاتی ادارے شعبہ تعلیم پر کوئی خرچ نہیں کر رہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دیگر بلدیاتی ادارے جو سکول چلا رہے ہیں ان کے جملہ اخراجات بطور گرانٹ متعلقہ لوکل کونسل کو حکومت کی جانب سے مہیا کیے جاتے ہیں

مگر مذکورہ میونسپل کمیٹی کو صرف ساٹھ، ستر ہزار روپے سالانہ گرانٹ برائے تعلیم دی جاتی ہے جو نہایت قلیل ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مڈل سکولوں کو اپنی تحویل میں لینے اور پرائمری تعلیم کے لیے جملہ اخراجات بطور گرانٹ بلدیہ رحیم یار خان کو دینے کو تیار ہے؟

**وزیر تعلیم** (چوہدری حامد ناصر) : (الف) یہ درست ہے کہ میونسپل کمیٹی رحیم یار خان اپنے مڈل اور پرائمری سکولوں کو چلانے کے لیے اپنے ہی بجٹ سے رقم خرچ کر رہی ہے۔ البتہ یہ درست نہیں ہے کہ دوسرے بلدیاتی ادارے شعبہ تعلیم پر کوئی خرچ نہیں کر رہے ہیں۔ بلکہ وہ بھی اپنے شعبہ تعلیم پر خود ہی خرچ کر رہے ہیں۔

(ب) جی نہیں! یہ درست نہیں ہے محکمہ تعلیم سب بلدیاتی اداروں کو قلیل سی رقم بھی بطور گرانٹ دیتا ہے اور باقی اخراجات وہ خود ہی برداشت کرتے ہیں۔

(ج) جی نہیں! ایسی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

**میاں عبدالخالق** : جناب والا! گزارش یہ ہے کہ صادق آباد میونسپل کمیٹی کے جتنے سکولز چل رہے ہیں وہ گورنمنٹ گرانٹ پر چل رہے ہیں۔ وہ ایک پیسہ بھی اپنے بجٹ سے خرچ نہیں کر رہی جبکہ ہم ٹوٹل خرچ خود برداشت کرتے ہیں۔

**وزیر تعلیم** : جناب والا! یہ آپ کو غلط فہمی ہے۔ تمام میونسپل کمیٹیز۔ ٹاؤن کمیٹیز اور کارپوریشنوں کو ایک فکسڈ شرح کے مطابق گرانٹ دی جاتی ہے اس سے زائد کسی کو بھی گرانٹ نہیں مل رہی ہے۔

**میاں عبدالخالق :** میری گزارش یہ ہے کہ صادق آباد میں وہ اپنے بجٹ سے ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کر رہے ہیں ۔ بلکہ ٹوٹل خرچ گورنمنٹ برداشت کرتی ہے ۔ جناب والا ! ہمیں صرف 66 ہزار روپیہ گرانٹ دی جاتی ہے اور 30 لاکھ روپیہ ہم خرچ کرتے ہیں ۔

**وزیر تعلیم :** صادق آباد میں کوئی اگر خاص بات ہوئی ہے تو میں اس کے بارے میں دریافت کر کے آپ کو مطلع ضرور کر دوں گا ۔

**جناب جاوید اقبال وانا :** جناب والا ! دوسری بات یہ ہے یہ جو سکولز بلدیاتی اداروں کو دیئے گئے ہیں ان کو سی پی سی سکولز کہتے ہیں ۔ یہ cent per cent گرانٹ کے تحت دیئے گئے تھے ۔ گورنمنٹ نے یہ کہا تھا کہ یہ سکولز بلدیات لے لے اور ان کو cent per cent گرانٹ دیں گے ۔ ان کو کہا ہی جاتا ہے سی پی سی سکولز ۔ آپ ان سکولز کو cent per cent گرانٹ کیوں نہیں دیتے ۔ اس کے متعلق تھوڑی سی عرض کرنے کا مقصد یہی ہے ۔

**وزیر تعلیم :** یہ سوال کا حصہ نہیں ہے ۔ انہوں نے شکوہ یہ کیا ہے کہ دوسرے اداروں کو گرانٹ ملتی ہے ہمیں نہیں ملتی ۔

**جناب جاوید اقبال وانا :** میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک دفعہ آپ نے یہ کہا تھا کہ cent per cent گرانٹ ہم دیں گے تو پھر cent per cent گرانٹ دی جائے ۔ اگر cent per cent گرانٹ نہیں تو 75 فیصد گرانٹ ضرور دیں ۔

**وزیر تعلیم :** جناب والا ! موجودہ پالیسی یہ ہے کہ حکومت کے پاس اتنے وسائل نہیں ہیں کہ ٹاؤن کمیٹی ۔ میونسپل کمیٹی اور میونسپل کارپوریشن کے سکولز کو گرانٹ دے سکے ۔ وہ سکولز خود چلائیں ۔ لہذا بلدیاتی اداروں کو اس اہم شعبہ میں حکومت کا ہاتھ بٹانا ہوگا ۔

**سیٹھ محمد عبدالرحمن :** جناب والا ! کہنے کا مقصد جناب کی خدمت میں وضاحت کے لیے تھا ۔ جناب خود یہ معلومات رکھتے ہیں کہ سی ایم سی گرانٹ کا قصہ آپ کے ہاں ہے اور وہ بڑی مدت سے چل رہا ہے ۔ اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ جو گرانٹ ہے وہ پتہ نہیں 20 سال سے چل رہی ہے یا کتنے عرصہ سے چل رہی ہے ۔ اس میں نہ کوئی اضافہ ہوا ہے نہ کمی ہوئی ہے لیکن اس میں تنخواہوں کا اضافہ جو سالانہ ترقی ہوتی ہے یا عمارات کا کرایہ ہے وہ سی ایم سی میں شامل نہیں ہے جو ہونا چاہیے ۔ اگر ایسی کوئی بات ہے تو آپ اس کی وضاحت فرما دیں ۔

**وزیر تعلیم :** جناب والا ! میں اس کے بارے میں پہلے ہی گزارش کر چکا ہوں کہ وسائل کی کمی کی وجہ سے اس وقت حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ بلدیاتی اداروں کو اس اہم شعبہ میں حکومت کا ہاتھ بٹانا ہوگا ۔ محکمہ تعلیم کے پاس اتنے پیسے اس وقت نہیں ہیں کہ وہ اس سے زائد آپ کو گرانٹ دے ۔

**میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** میری ضلع کونسل کے تین سکولوں (ایک مڈل اور دو پرائمری) میں 9 سو سے زائد بچے پڑھتے ہیں ۔ یہ کنٹونمنٹ بورڈ میں ہیں تین سال سے میں یہاں بھی درخواست کر رہا ہوں اور پھر اوپر مرکزی حکومت سے بھی درخواست کی ہے کہ کسی لحاظ سے بھی یہ ضلع کونسل کی ذمہ داری نہیں بنتی ۔ یا حکومت پنجاب اخراجات دے ، یا آپ اپروچ کریں کہ وفاقی حکومت اس کے اخراجات برداشت کرے ۔

**وزیر تعلیم :** میرے خیال میں میں آپ کو اس کے بارے میں عبوری رپورٹ لکھ کر بھیج چکا ہوں ۔ ہم نے کئی بار کنٹونمنٹ بورڈ سے رابطہ قائم کیا ہے ۔ اس وقت مجھے زبانی تو شاید پوری تفصیلات یاد نہ ہوں ۔ یہ میں آپ کو کل بتا دوں گا ، یا اگر آپ تکلیف کریں اور میرے دفتر میں

تشریف لائیں تو میں مزید آپ کو اس سے آگاہ کر دوں گا۔ بہرحال اس سوال کے ساتھ تو آپ کی بات کا کوئی تعلق نہیں ہے۔

**میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان** : لوکل باڈیز کے سکول چلانے کے سلسلے میں ہے، اسی لیے میں نے درخواست کی ہے۔ اگر آپ مہربانی کریں اور کل بتا دیں تو میں مشکور ہوں گا۔ کیونکہ یہ ہمارے اوپر ایک ناجائز خرچ ہے۔

**وزیر تعلیم** : کل آپ کو اس کے بارے میں پوری تفصیلات سے آگاہ کر دوں گا۔

## گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین میانوالی میں سہولیات کی فراہمی

**254 ۔ ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میانوالی ڈگری کالج برائے خواتین میں ہوسٹل سٹاف کے لیے رہائشی کوارٹرز نہیں ہیں اور ہوسٹل سے گندے پانی کے نکاس کا کوئی بندوبست نہیں ہے اور مذکورہ کالج کے گیٹ سے ملحقہ ملاقاتیوں کے لیے کوئی کمرہ بھی موجود نہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کالج میں ہوم اکنامکس اور سائیکالوجی کے مضامین کے لیے لیبارٹریز کا بھی کوئی انتظام نہیں۔ علاوہ ازیں کالج کے لیے آڈیٹوریم کی تعمیر ہونا بھی باقی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کے لیے (الف) اور (ب) میں مندرج سہولیات بہم پہنچانے کے لیے کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے ؟

**وزیر تعلیم** (چودھری حامد ناصر) : (الف) یہ درست ہے کہ ہوسٹل سٹاف کے لیے رہائشی کوارٹرز نہیں ہیں ۔ لیکن اساتذہ کا سٹوڈنٹس ہوسٹل میں رہائش کا بندوبست ہے ۔ ملاقاتیوں کے لیے کوئی کمرہ نہیں ہے لیکن کالج کے گیٹ سے ملحقہ ڈسپنسری کو بطور ملاقاتی کمرہ استعمال کیا جاتا ہے ۔ گندے پانی کے نکاس کا مناسب انتظام نہیں ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) اساتذہ کی رہائشی مشکلات کے پیش نظر ناظم تعلیم کالج سرگودھا نے سٹوڈنٹس ہوسٹل کے چند کمرے ہوسٹل سٹاف کے لیے مختص کر دئیے ہیں ۔ تلہم بیالوجی لیبارٹریز ، ہوم اکنامکس بلاک اور ملاقاتیوں کے لیے کمرہ کی سکیم حکومت کے زیر غور ہے ۔

اسی طرح مذکورہ کالج میں سائیکالوجی کی لیبارٹری ، پانی کی نکاسی اور آڈیٹوریم کی سکیم مالی سال 84-1983ء میں حکومت کے زیر غور آئے گی ۔

## لوکل کونسلوں کے پرولشلائزڈ کیڈر کے لیے ترقی کے مواقع

257 ۔ **حافظ اختر علی خان رانا** : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ کہ حکومت نے 1975ء میں لوکل کونسلوں کے تعلیمی اداروں کو اس شرط پر اپنی تحویل میں لیا تھا کہ ان اداروں کے ملازمین کی سابقہ مدت ملازمت ، پنشن ، سنیارٹی اور دیگر مفادات کا تحفظ کیا جائے گا ۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ان اداروں کے ملازمین عدالت عالیہ پنجاب سیکنڈ اپیل نمبر 1320/70 کے فیصلہ مورخہ 23 فروری 71ء کی رو سے روز اول (تاریخ تقرری بلدیات) سے بھی سرکاری ملازم قرار دیئے گئے ہیں۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ امور ملازمت، نظم و نسق عامہ و اطلاعات پنجاب بمشورہ محکمہ قانون دو مرتبہ رائے دے چکا ہے کہ صوبائی کیڈر اور عام کیڈر کے مدغم ہونے کے بعد مذکورہ عملہ بر لحاظ سے سرکاری ملازمت میں ہے۔

(د) اگر مذکورہ اجزا کا جواب اثبات میں ہو تو صوبائی کیڈر کو نظر انداز کرتے ہوئے عام کیڈر کے عملہ کو گریڈ 17، 18 اور 19 پر ترقی اور سلیکشن گریڈ دینے کی وجوہ کیا ہیں؟

**وزیر تعلیم** (چودھری حامد ناصر): (الف) حکومت نے لوکل کونسلوں کے تعلیمی اداروں کو اس شرط پر اپنی تحویل میں لیا تھا کہ ان کے قانونی حقوق کا تحفظ کیا جائے گا۔

(ب) عدالت عالیہ پنجاب سیکنڈ اپیل نمبر 132)/70 کے فیصلہ مورخہ 23-2-71 کی رو سے تاریخ تقرر بلدیات سے صرف ان کے پنشن کے حقوق کا تحفظ کیا گیا ہے۔ جب کہ سروسز ٹریبونل پنجاب لاہور کے فیصلہ مورخہ 27-4-82 کیس نمبر 614-778/1980 کی رو سے بلدیاتی سٹاف کی سرکاری ملازمت حکومت کے تحویل میں لینے کی تاریخ سے شروع ہوتی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ محکمہ امور ملازمت و نظم و نسق عامہ و اطلاعات پنجاب بمشورہ محکمہ قانون یہ رائے دے چکا ہے کہ صوبائی کیڈر اور عام کیڈر مندرجہ ذیل شرائط پر قانونی طور پر مدغم ہو سکتے ہیں۔

1 ۔ سروس رولز جن کے تحت جنرل کیڈر کی شرائط ملازمت متعین ہیں ۔ ان سے متعلقہ شیڈول میں ترمیم کی جائے ۔

2 ۔ ترمیم کرنے کے بعد مشترکہ سنیارٹی لسٹیں تیار کی جائیں ۔ مزید برآں پنجاب سروسز ٹریبونل نے کیس نمبر 614-778 مورخہ 27-4-82 غلام مصطفیٰ چوہدری بنام گورنمنٹ میں یہ فیصلہ دیا ہے کہ پراونشلائزڈ کیڈر کے اساتذہ سنیارٹی اور ترقی کے مواقع اپنے ہی مخصوص کیڈر میں حاصل کریں گے اور گورنمنٹ کیڈر کے مقابلہ میں ان کا کیڈر علیحدہ رہے گا ۔

( د ) مذکورہ ملازمین کو نظر انداز نہیں کیا گیا ۔ بلکہ ان کے تناسب کے لحاظ سے ان کو ترقی کے مواقع حاصل ہیں ۔ جس کے نتیجہ میں بلدیاتی اساتذہ میں سے ایک صاحب ڈائریکٹر کی پوسٹ پر کام کر رہے ہیں اور چار اصحاب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ڈپٹی ڈائریکٹرز کی آسامیوں پر تعینات ہیں ۔

**حافظ اختر علی خان رانا :** عام تاثر یہ ہے کہ قانونی تحفظ نہیں دیا گیا کیونکہ نہ محکمے میں ملازمتوں میں انہیں نسبتی حصہ دیا گیا اور جن شرائط پر انہیں لیا گیا تھا ، نہ ان کو بحال رکھا گیا ۔

**وزیر تعلیم :** عدالت عالیہ کے فیصلے کو ہم تو چیلنج نہیں کر سکتے ۔ جہاں تک ان کے جائز حقوق یا ملازمتوں میں ان کے تناسبی حصے کا تعلق ہے ، وہ میں عرض کر چکا ہوں کہ ان میں سے ایک صاحب ڈائریکٹر کی پوسٹ پر ہیں ، چار صاحبان ڈپٹی ڈائریکٹر یا ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر لگے ہوئے ہیں ۔

**حافظ اختر علی خان رانا :** ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ آپ کو جنرل کیڈر میں شامل کرکے اس کے مطابق سینیارٹی لسٹ میں رکھا جائے گا ۔

**وزیر تعلیم :** یہ فیصلہ عدالت عالیہ کا ہے اور وہ ہم پر لاگو ہوتا ہے۔ ہم اس کو بدل نہیں سکتے۔

**حافظ اختر علی خان رانا :** بہرحال ان ٹیچر صاحبان کا مطالبہ یہ ہے کہ ہم سے پہلے یہ وعدہ کیا گیا تھا۔۔۔۔۔

**وزیر تعلیم :** پھر دوبارہ عدالت کی طرف رجوع کریں۔ عدالت کے فیصلے کو ہم چیلنج نہیں کر سکتے۔

**قومیائے گئے سکولوں میں منسٹریل سٹاف کے حقوق ملازمت کا تحفظ**

**259۔ سردار محمد عارف خان :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ 1972ء میں نجی تعلیمی اداروں کے تدریسی عملہ کو قومی تحویل میں لیے جانے کے بعد ان کی سنیارٹی لسٹیں تیار کی گئی تھیں اور انہی کے مطابق ان کو ترقیاں بھی دے دی گئی تھیں۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ قومیائے گئے تعلیمی اداروں کے منسٹریل سٹاف کی سینیارٹی لسٹیں تا حال تیار نہیں ہوئیں جس کی وجہ سے وہ آئندہ ترقی کے مواقع سے محروم ہیں۔

(ج) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ستمبر 1972ء کے بعد اگلے درجہ کی جو آسامیاں خالی ہوئیں ان پر قومیائے گئے تعلیمی اداروں کے منسٹریل سٹاف کی بجائے گورنمنٹ کے عملہ کو ترقی دے دی گئی۔

(د) اگر جزو (ب) و (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت منسٹریل سٹاف کے حقوق ملازمت کا تحفظ کرنے

ہوئے ان کی سینیارٹی لسٹیں تیار کرکے ترقی کے اہل ملازمین کو استحقاق کی بنیاد پر ترقی دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

**وزیر تعلیم** (چودھری حامد ناصر) : (الف) درست ہے۔ 1972ء میں نجی اداروں کے تدریسی عملے کو قومی تحویل میں لیے جانے کے بعد ان کی سینیارٹی لسٹ تیار کی گئی تھی۔ لیکن یہ لسٹ عدالت عالیہ میں چیلنج کر دی گئی تھی۔ اب یہ کیس عدالت عظمیٰ میں ہے۔

(ب) درست ہے۔ منسٹریل سٹاف کی لسٹ تیار کرنے کے لیے کوائف بمطابق سابقہ پرائیویٹ ملازمت اور تاریخ پیدائش ملازمین جمع کیے جا رہے ہیں۔

(ج) درست ہے۔ قومیائے گئے تعلیمی اداروں کے منسٹریل سٹاف کی سینیارٹی لسٹ کی عدم موجودگی میں گورنمنٹ کے عملہ کو ترقی دے دی گئی۔ یہ اقدام مفاد عامہ کے تحت کیا گیا۔ تعلیمی اداروں میں آسامیوں کو غیر معین عرصہ کے لیے خالی نہیں رکھا جا سکتا۔

(د) ایسی کوئی وجہ نہیں کہ ترقی کے اہل ملازمین کو ان کے استحقاق کی بنا پر ترقی نہ دی جائے۔ قومی تحویل میں لیے گئے اداروں کے منسٹریل سٹاف کی سینیارٹی لسٹ مکمل ہونے پر ترقی کے اہل ملازمین کو استحقاق کی بنیاد پر ترقی دے دی جائے گی۔

**سردار محمد عارف خان** : جناب والا ! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ جو منسٹیریل سٹاف ہے، گیارہ سال ہو گئے ہیں حکومت کو

یہ ادارے قومیائے ہوئے ۔ گیارہ سال میں ابھی تک ان کی لسٹ نہیں بن سکی اور جہاں تک میری معلومات ہیں ' لاہور ڈویژن میں ایسے ملازمین کی تعداد سو سے بھی کم ہے ۔ تو کیا سو آدمیوں کی لسٹ بناتے وقت گیارہ سال کا عرصہ گزر جانے اور اس پر کوئی عمل نہ ہو تو اس کی کیا وجوہات ہیں ' اور کیا وزیر موصوف ہمیں بتائیں گے ' یا یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ ان کی لسٹ کب تک مکمل ہو سکے گی ؟

**وزیر تعلیم :** انشاء اللہ ' یہ لسٹ اسی مہینے میں مکمل ہو جائے گی ۔

**سردار محمد عارف خان :** جناب والا ! دوسرا سوال یہ ہے ۔ یہ ایک بڑا پرانا مسئلہ ہو چکا ہے ۔ اس ہاؤس میں بھی بارہا یہ پیش ہوا ہے اور وہ ہے چھانگا مانگا گرلز ہائی سکول کے متعلق ۔ جب اجلاس ہوتا ہے تو اس وقت ہمیں یہ یقین دہانی کرا دی جاتی ہے کہ ہائی سکول گرلز کا اجرا کر دیا گیا ہے ۔ پچھلی میٹنگ میں بھی مجھے ڈائریکٹر صاحب نے یہ بتایا تھا کہ ہم نے آپ کے سکول کا اجراء کر دیا ہے اور وہاں پر ہم نے سٹاف بھی بھیج دیا ہے ۔ لیکن جناب والا ! آپ کی اطلاع کے لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ جونہی اجلاس ختم ہوا ' جو سٹاف بھیجا گیا تھا ' وہ واپس بلا لیا گیا اور اب وہاں کوئی سٹاف نہیں ہے اور جو طالبات سکول میں داخل تھیں ' وہ اب پرائیویٹ طور پر امتحان دینے کی تیاری کر رہی ہیں ۔ جناب والا ! جب ہاؤس میں فیصلہ ہو اور جناب گورنر کا بھی یہ ڈائریکٹو ہو کہ یہ سکول جاری کیا جائے تو مجھے سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیا پیچ ہے ' یا کیا وجوہات ہیں جن کی بناء پر وہ سکول ایک دفعہ جاری ہوتا ہے ' پھر بند ہوتا ہے ' پھر جاری ہوتا ہے ' پھر بند ہوتا ہے ۔

**وزیر تعلیم :** یہ وہی سکول ہے جس کے بارے میں ایک کلیریکل مسٹیک ہوئی تھی ۔ پہلے لڑکیوں کا سکول اپ گریڈ کیا گیا تھا اور ہونا لڑکوں کا چاہیے تھا ۔ پھر بطور سپیشل کیس جناب گورنر نے ڈائریکٹو دیا

تھا کہ چونکہ یہ غلطی سے ایک دفعہ لڑکیوں کا اپ گریڈ ہو گیا ہے ' لہذا اس کو اپ گریڈ رہنا چاہیے - میرے علم کے مطابق تو وہ جناب گورنر کے ڈائریکٹو کے مطابق اپ گریڈ ہو چکا ہے . اگر کوئی غلطی تھی تو آپ کو چاہیے تھا کہ مجھے اس کے بارے میں مطلع کرتے تاکہ میں پتا کرتا کہ کیا چکر ہے -

**سردار محمد عارف خان :** وہ آئے ہوئے ہیں - انھوں نے مجھے درخواست دی ہے جو میرے پاس ہے - اس سلسلے میں مجھے ابھی اطلاع ملی ہے تو میں نے آپ کے گوش گزار کر دی ہے -

**وزیر تعلیم :** سیکرٹری صاحب ' آپ اس کے بارے میں کیا فرمائیں گے ؟

**سیکرٹری تعلیم :** جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ اس میں عارضی صورت حال یہ ہے کہ ہم نے وہاں فوراً سٹاف منتقل کیا تھا اور Schedule of new expenditure, move کیا تھا جو کہ فنانس نے اتفاق نہیں کیا . لیکن ان کے ساتھ ہماری بات چیت چل رہی ہے - انشاء اللہ ان سے ہم کروا لیں گے -

**سردار محمد عارف خان :** جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ خدا را ان بچوں پر رحم کریں اور سکول کو ضرور جاری کریں اور آئندہ ہمیں یہ نہ کہنا پڑے کہ سکول بند ہو گیا ہے - اس پر خاص مہربانی فرمائیں -

**وزیر تعلیم :** جناب میں ذاتی طور پر نواز شریف صاحب سے منت کروں گا کہ وہ ہمیں schedule of new expenditure فوری طور پر منظور کریں - تاکہ ہم مستقل طور پر یہ سٹاف منظور کر دیں -

**سردار محمد عارف خان :** جناب والا ! پچھلی میٹنگ میں بھی گورنر

صاحب سے درخواست کی گئی تھی کہ پتوکی میں ایک گرلز کالج قائم کیا جائے۔ گورنر صاحب نے منظوری دے دی تھی اور ہدایات بھی جاری کر دی گئی تھیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ اس کالج کا کیا بنا ؟

**وزیر تعلیم :** میں آپ کو پتا کر کے بتا دوں گا۔ مجھے زبانی اس کا علم نہیں ہے۔

**سیکرٹری تعلیم :** جناب اس میں کوئی ڈائریکٹو نہیں تھا اس میں یہ تھا کہ اس کو examine کیا جائے۔ وہ feasible نہیں تھا اس لیے منظور نہیں ہوا تھا۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین کیا کسی محکمہ کو یہ حق پہنچتا ہے کہ گورنر صاحب کے کہنے کے باوجود اس کام کو روک لے چاہے فنانس ہو یا کوئی اور محکمہ ہو۔

**وزیر تعلیم :** گورنر صاحب کا ڈائریکٹو کالج کے بارے میں یہ تھا کہ وہ اس کی feasibility کو put up کریں۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** میں جناب چھانگا مانگا سکول کے متعلق پوچھ رہا ہوں جس کے متعلق یہاں پر احکام جاری ہوئے تھے۔

**وزیر تعلیم :** اس میں کوئی تاخیر نہیں ہونی چاہئے تھی ؟

**چوہدری محمد صدیق سالار :** فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہوئی ہے۔

**وزیر تعلیم :** وہ خود اس کا جواب دیں گے۔ اگر آپ پوچھنا پسند فرمائیں گے۔

**گورنمنٹ گرلز مڈل سکول چک نمبر 189 ر۔ ب کو ہائی کا درجہ دینا**

260۔ **چوہدری محمد صدیق سالار :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی کونسل کے گذشتہ اجلاسوں منعقدہ اگست و دسمبر 1981ء میں گورنمنٹ مڈل گرلز سکول چک نمبر 189 / ر ۔ ب تحصیل و ضلع فیصل آباد کو ہائی کا درجہ دینے کے لیے التجا کی گئی تھی اور وزیر تعلیم اور سیکرٹری تعلیم نے اس ضمن میں یقین دھانی بھی کرائی تھی ۔ مگر آج تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ۔

( ب ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیکرٹری تعلیم نے اپنی چٹھی نمبری پی ایس | ای ایس / 551 ، 82 مورخہ 2 جون 1982ء کے مطابق مذکورہ سکول کے سلسلہ میں رپورٹ طلب کی ہے جس کے جواب میں ڈائریکٹر تعلیم نے مذکورہ سکول کو ہائی کا درجہ دینے کی سفارش بھی کر دی ہے ۔

( ج ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈی پی آئی پنجاب نے مذکورہ مڈل سکول کو ہائی کا درجہ دینے کے سلسلہ میں کیس سیکرٹری تعلیم کو بھجوا دیا ہے ۔

( د ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت علاقہ یونین کونسل نمبر 171 ، 170 ، 172 اور 173 کی مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ سکول کو مالی سال 1982.83ء کے دوران ہائی کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

**وزیر تعلیم** (چودھری حامد ناصر) : یہ درست ہے کہ یقین دھانی کرائی گئی تھی لیکن یہ بات صحیح نہیں کہ آج تک اس یقین دھانی پر عمل درآمد نہیں ہوا ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں خاصی پیش رفت ہو چکی ہے ۔

( ب ) درست ہے ۔

(ج) درست ہے۔

(د) محکمہ تعلیم نے مذکورہ سکول کو مالی سال 83 1982ء کے دوران ہائی کا درجہ دینے کی غرض سے سفارشات گورنر صاحب کی خدمت میں پیش کی گئیں۔ گورنر صاحب کو جو نوٹ (سمری) پیش کیا گیا اس پر محکمہ مالیات نے جو نکات اٹھائے۔ گورنر صاحب نے ان سے اتفاق کیا۔ ان نکات کی روشنی میں مزید معلومات اکٹھی کر لی گئی ہیں اور عنقریب اس مسئلہ کو حتمی شکل دے دی جائے گی۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب چیئرمین میں نے جناب گورنر صاحب کی خدمت میں التماس کی تھی۔ لیکن سیکرٹری تعلیم نے مجھے جو جوابات دیے ہیں میں ان سے مطمئن ہوں اور مجھے یقین ہے کہ جلد از جلد سکول جاری کر دیں گے۔ جس طرح آپ نے چک 122 نور پور کے لیے حکم دیا تھا۔ کہ سکول جاری کر دیا ہے مگر وہ ابھی تک ہوا نہیں ہے۔ اس میں آپ نے نہ کمرے بنانا تھے اور نہ ہی کسی قسم کا وہاں خرچ تھا۔ صرف دو ٹیچر اور منظوری تھی۔

**وزیر تعلیم :** کیا نمبر بتایا ہے۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** چک نمبر 122 نور پور فیصل آباد۔

**وزیر تعلیم :** جس کو آپ گریڈ کرنا تھا۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جی ہاں۔ جس کے متعلق آپ نے بڑے انداز میں فرمایا تھا کہ کر دیا ہے مگر ہم انتظار کرتے رہے۔

"کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک"

**وزیر تعلیم :** ابھی اپ گریڈ کرنے تھے لیکن ابھی نہیں کیے جو وجہ ہے ہم اس کے بارے میں پتہ کر رہے ہیں۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب یہ دو سکولز چک نمبر 189 اور 122 نور پور اپ گریڈ ہونے تھے ۔

**وزیر تعلیم :** یہ جناب چیئرمین کے directive کے تحت اپ گریڈ ہوئے تھے ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جی ہاں آپ نے یہاں حکم دیا تھا کہ ہم نے آپ کی بات مان لی اور آپ نے گورنر صاحب کی منظوری حاصل کر لی ۔

**وزیر تعلیم :** اس کے بعد تو پھر تاخیر کی کوئی گنجائش نہیں ہے ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب چیئرمین نے نور پور چک نمبر 122 کے متعلق یہاں واضح اعلان کیا تھا کہ ہم نے احکام جاری کر دیے ہیں اور چک نمبر 189 کے متعلق آپ کے پاس جواب موجود ہے ۔

**وزیر تعلیم :** اس سلسلے میں یہ ہے کہ تمام سکولز جو اپ گریڈ ہوتے ہیں وہ اپریل مئی میں ہوتے ہیں ۔ اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے جو آرڈر یا جو feasibility بنائی ہو وہ اپریل کے بعد بنی ہو اس لیے وہ انشا اللہ اگلے اپریل یا مئی میں ان کا اجرا ہو جائے گا ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** ہم آپ کی بات پر یقین کرتے ہیں ۔

**علامہ اقبال ٹاؤن میں گرلز ہائی سکول کا قیام**

**268 - بیگم زبیدہ جعفری :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کو آباد ہوئے تین سال کا عرصہ ہو گیا ہے مگر مذکورہ آبادی میں تا حال کوئی سرکاری یا غیر سرکاری گرلز ہائی سکول نہیں کھولا گیا ہے ۔

( ب ) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ آبادی کی سکیم میں

ایل ڈی اے نے گرلز ہائی سکول کی عمارت کے لیے جگہ بھی مختص کر دی تھی -

( ج ) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ٹاؤن کے گرد و نواح آبادی میں اس قدر اضافہ ہو چکا ہے کہ وہاں گرلز ہائی سکول کے قیام کی اشد ضرورت ہے -

( د ) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی نوجوان لڑکیوں کو چار پانچ میل کی مسافت طے کرنے کے بعد وحدت کالونی سکول میں جانا پڑتا ہے -

( ھ ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت علامہ اقبال ٹاؤن میں گرلز ہائی سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (چودھری حامد ناصر) : (الف) یہ درست ہے کہ تا حال علامہ اقبال ٹاؤن میں کوئی سرکاری گرلز ہائی سکول نہیں کھولا گیا ہے - جہاں تک غیر سرکاری گرلز ہائی سکول کا سوال ہے، ایسے سکول کھولنا نجی شعبہ کا کام ہے محکمہ تعلیم کا اس سے کوئی تعلق نہیں -

( ب ) درست ہے -

( ج ) درست ہے -

( د ) درست نہیں ہے - فاصلہ صرف دو میل ہے -

( ہ ) علامہ اقبال ٹاؤن میں گرلز ہائی سکول کا قیام سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے 1982.83ء میں شامل ہے - اس ضمن میں ایل ڈی اے سے سکول کی عمارت کے لیے مختص شدہ پلاٹ حاصل کرنے کے لیے ضروری اقدام کیے جا چکے ہیں -

**بیگم زبیدہ جعفری :** جناب صدر ! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گی کہ اتنی بنیادی ضرورت ہے اور یہ اتنی گنجان آبادی ہے ۔ ایسی جگہ پر لڑکیوں کا سکول قائم نہ ہونا کس قدر افسوس ناک ہے ۔ آپ کو علم ہے کہ آج کل کے زمانے میں جوان لڑکیاں تعلیم حاصل کرنے کے لیے تین چار میل کی مسافت طے کرتی ہیں اور انہیں اس سفر میں کس قدر دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے آپ اس کے لیے وعدہ فردا نہ کیجئے ۔ اس کو جلد از جلد بنائیں تاکہ بچیوں کو آسانی ہوسکے ۔

**وزیر تعلیم :** انشاء اللہ یہ سکول اسی اپریل میں چالو ہو جائے گا ۔

**بیگم زبیدہ جعفری :** خاص کر سواری کا مسئلہ بہت بڑا مسئلہ ہے ۔ کیونکہ بچیوں کو ڈیڑھ میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اس لیے انہیں سواری ضرور مہیا کی جائے ۔ یہ اتنی بڑی مشکل ہے کہ آپ اس کا بھی اندازہ کر سکتے ہیں لڑکے تو پیدل بھی آ سکتے ہیں اور آج کل سواری کیلئے کس قدر مشکلات ہیں ایک رکشہ والا ڈیڑھ میل کے لیے چار پانچ روپے لے لیتا ہے ۔ اور اس مہنگائی کے زمانے میں والدین اس قدر اخراجات برداشت نہیں کرسکتے ۔ اس کے ساتھ ہی ایک عام سی مثل مشہور ہے کہ چلتی گنگا میں ہاتھ دھو لیں تو میں ایک عرض کروں گی ۔ ملتان میں ایک burning question ہے پتہ چلا ہے کہ محکمہ تعلیم میں ڈپٹی ڈائریکٹرس آف ایجوکیشن کی آسامی ہوتی ہے ۔ وہ آسامی ملتان اور سرگودھا میں ختم کر دی گئی ہے ۔ کل میں نے گورنر صاحب سے بھی عرض کیا تھا کہ یہ آسامی ختم نہ کی جائے ۔ کیونکہ اس سے خواتین کو بہت زیادہ تکلیف ہوگی اول تو عورت ہونا بڑی بری بات ہے ۔ خواتین ڈپٹی ڈائریکٹر آف تعلیم کے پاس اپنے مسائل لے کر جائیں گی ایک دفعہ یا دو دفعہ لیکن جب چوتھی بار جائیں گی تو سیکنڈل ضرور بنے گا ۔ مہربانی کرکے اس آسامی کو ختم نہ کیا جائے ۔ کیونکہ ملتان اور سرگودھا دو ایسے اضلاع ہیں جو پسماندہ ہیں ۔ اس لیے

وہاں یہ آسامیاں ختم نہ کی جائیں اور اس ضمن میں وضاحت بھی چاہوں گی کہ یہ آیا ٹھیک ہے یا نہیں ۔

**وزیر تعلیم :** اس کے بارہ میں پوری طرح پتہ کرکے بتا سکتا ہوں ۔

**بیگم زبیدہ جعفری :** مجھے یہ بھی پتہ چلا تھا کہ فنانس والوں نے پیسے کی کمی کی وجہ سے اس کو ختم کیا ہے ۔ کیا دو آسامیوں پر ان کا لاکھوں روپیہ خرچ ہو جاتا ہے ۔

**وزیر تعلیم :** دراصل یہ work load کے basis پر ہے ان کا خیال تھا کہ آسامیاں super-fluous ہیں ۔ ہماری کوشش ہے کہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کو convince کریں کہ یہ ضروری ہیں ۔

**بیگم زبیدہ جعفری :** مہربانی ۔ شکریہ ۔

## شاہدرہ میں کالج برائے خواتین کا اجراء

**273 ۔ جناب خاقان بابر :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ شاہدرہ میں کالج برائے خواتین نہ ہونے کی بنا پر وہاں اور گرد نواح کی آبادیوں کی ہزاروں طالبات کو حصول تعلیم کے لیے لاہور آنا پڑتا ہے جس کے باعث ان دختران قوم کو مختلف بسوں اور ویگنوں میں آمد و رفت کے سلسلے میں صبح و شام دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ شہر میں سرکاری اراضی بھی موجود ہے جس پر کالج برائے خواتین تعمیر کیا جا سکتا ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت طالبات کی سہولت کے پیش نظر شاہدرہ میں کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

**وزیر تعلیم** (چوہدری حامد ناصر) : (الف) یکم ستمبر1982ء سے قبل یہ حالت تھی کہ شاہدرہ کے علاقہ میں رہائش پذیر لڑکیوں کو حصول تعلیم کے لیے اندرون لاہور کے کالجوں میں آنا پڑتا تھا اور دشواری کا سامنا کرنا پڑتا تھا ۔ آپ جبکہ یکم ستمبر 1982ء سے راوی روڈ کے علاقہ میں ایک گورنمنٹ انٹر کالج برائے خواتین کھل چکا ہے اس لیے شاہدرہ کے علاقہ میں رہائش پذیر لڑکیوں کی دشواری کا بہت حد تک ازالہ ہوگیا ہے ۔

(ب) راوی روڈ کے علاقہ میں لڑکیوں کا انٹر کالج کھل جانے کے بعد فی الحال شاہدرہ میں لڑکیوں کے کالج کی زیادہ ضرورت نہیں رہی ۔

(ج) راوی روڈ کے علاقہ میں پہلے انٹر کالج برائے خواتین کھولا جا چکا ہے ۔ مناسب وقت پر شاہدرہ میں لڑکیوں کا کالج کھولنے پر حکومت غور کرے گی ۔

**جناب خاقان بابر** (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) : جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب سے گذارش کروں گا کہ بد نصیبی تو یہ ہے کہ ہر آدمی اپنی عقل کو زیادہ سمجھتا ہے اور دوسرے کی دولت کو زیادہ سمجھتا ہے ۔ اس سوال کا جواب کسی نے سروے کیے بغیر اور حالات کو جانے بغیر دے دیا ہے ۔ شاہدرہ سے مراد یہ لی گئی ہے کہ شاہدرہ جہانگیر کے مقبرہ کی آبادی کا نام ہے ۔ شاہدرہ کی آبادی اگر گوجرانوالہ کی طرف جائیں تو یہ رانا ٹاؤن تک چلی جاتی ہے اور اگر شیخوپورہ کی طرف جائیں تو اس کی آبادی کوٹ عبدالمالک تک چلی جاتی ہے ۔ درمیان میں امامیہ

کالونی ہے جو دونوں سڑکوں کو ملاتی ہے ۔ ایک اندازہ کے مطابق یہاں کی آبادی 5 لاکھ سے زائد ہے اور کم از کم دو ہزار دختران وطن علی الصبح گھر سے نکلتی ہیں اور رات نو بجے گھر پہنچتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ بسوں کا معقول انتظام بھی نہیں ہے اور انہیں مختلف کالجوں میں دھکے کھانے پڑتے ہیں۔ آپ حالات کو جانتے ہیں۔ میں تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ ان حالات میں وہاں کے لوگوں کی یہ اشد ضرورت ہے ۔ وہاں کے لوگوں کی یہ مصیبت ہے کہ کوئی کارخانے میں مزدور ہے کوئی غریب ہے لوگ مختلف جگہوں سے آ کر آباد ہوئے ہیں ان کے پاس اتنا پیسہ بھی نہیں ہے کہ وہ اپنے پیسوں سے کالج بنائیں ۔ یہ بات سروے کیے بغیر کہہ دی گئی ہے ۔ آپ کا راوی روڈ کا کالج تین چار سو سے زیادہ لڑکیوں کو accommodate نہیں کر سکتا اور وہ راوی روڈ سے ہی پوری ہو جائیں گی ۔ باہر کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہوگی ۔ اس پر دوبارہ غور کیا جائے ۔ اس کا دوبارہ سروے کرایا جائے ۔ یہ قومی ضرورت ہے یہ قومی آبرو کی بات ہے ۔ یہ قومی عزت کی بات ہے ۔ لڑکیاں صبح سے شام تک دھکے کھاتی ہیں ۔ دھکے کھانے کے بعد وہ گھروں کو جاتی ہیں ۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے ۔ بےغیر ذمہ دار ہو جائیں اور کسی کی آبرو پر حرف آ جائے اس لیے ان حالات میں اس کالج کا ہونا ضروری ہے چونکہ یہ لاہور کا دروازہ ہے یہ لاہور کا چہرہ ہے ۔ جو کوئی بھی داخل ہوتا ہے وہ یہاں سے داخل ہوتا ہے اور یوں دیکھئے کہ چراغ تلے اندھیرا یہاں (cosmopoliton areas) کاسموپولٹن ایریاز ہیں ۔ یہاں کالج بنے ہوئے ہیں ۔ سب کچھ موجود ہے ۔ لیکن دریا کے اس پار کوئی غیر ملک نہیں ہو جاتا ۔ ہمیں اس کا سروے کرنا چاہیے اور درد دل کے ساتھ سروے کرنا چاہیے اور ہمیں واقعی اس ضرورت کو جاننا چاہیے خواہ کتنی ہی مشکلات ہوں وہاں پر کالج بننا چاہیے ۔ نواز شریف صاحب کی منت کی جا سکتی ہے یہ بھی غالباً اس علاقے کو جانتے ہیں ان کو وہاں لے جایا جا سکتا ہے کہ وہاں کالج کی اصل ضرورت ہے وہ وہاں پر بننا چاہیے ۔

**وزیر تعلیم :** میں آپ کے حکم کے مطابق محکمے کو ہدایت جاری کر دیتا ہوں کہ ایک دفعہ پھر اس مسئلے کا جائزہ لیں اور رپورٹ تیار کریں ۔ جس کے بارے میں ہم آپ کو مطلع کر دیں گے ۔

**جناب سردار خورشید :** جناب والا ! میں تعلیمی سہولتوں کے سلسلے میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جب سے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ وجود میں آیا ہے اس کی تحصیل کمالیہ بھی وجود میں آئی تو تحصیل میں لڑکیوں کا کالج ہونا لازمی تھا ۔ اس کی آبادی ڈیڑھ لاکھ ہے لیکن وہاں گرلز کالج نہیں ہے ۔ وہاں 26 مربعے زمین ہے جس میں پریم متی انٹر کالج چل رہا تھا پہلے ان کو پچاس ساٹھ ہزار روپیہ گرانٹ ملتی تھی لیکن اب وہ بھی بند کر دی گئی ہے ۔ میرا مطلب ہے کہ اگر اس 26 مربعے زمین کو صحیح طور پر چلایا جائے تو اس سے گرلز کالج چلایا جا سکتا ہے جس سے اس علاقے کی تعلیمی ضرورت بھی پوری کی جا سکتی ہے ۔ ان کی پریم متی کے رقبے کو چلانے کے لیے غلط پالیسی ہے جس کی وجہ سے یہ دو کالج تقریباً ناکام ہو رہے ہیں ۔

**وزیر تعلیم :** یہ آپ کس رقبے کی بات کر رہے ہیں ؟

**جناب سردار خورشید :** جناب والا ! یہ 26 مربعے متروکہ اوقاف کا رقبہ ہے ۔

**وزیر تعلیم :** جی

**جناب سردار خورشید :** جناب والا ! اس سے ایک کالج 1962ء میں شروع کیا گیا تھا یعنی پچاس ہزار روپے کی گرانٹ پہلے ابتدائی طور پر منظور ہوئی تھی ۔ اس کے بعد کم ہوتی ہوتی ختم ہو گئی ۔ پھر گورنمنٹ نے اس کالج کو قومیا لیا ۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ وہاں لڑکیوں کا کالج جاری کیا جائے ۔

**وزیر تعلیم :** ادھر لڑکوں اور لڑکیوں کا کالج تو ہے ۔

**جناب سردار خورشید :** جناب والا ! لڑکوں کا کالج ہے ۔

**وزیر تعلیم :** وہاں لڑکیوں کا کالج نہیں ہے ؟

**جناب سردار خورشید :** لڑکیوں کا کالج نہیں ہے ۔ چونکہ کالیہ کو تحصیل کا درجہ دے دیا ہے لہذا اس میں گورنمنٹ کا نیا خرچہ بھی نہیں ہے اور اوقاف کی جو پراپرٹی ہے اگر اسی میں سے رقم دے دی جائے تو اس سے دوسرا کالج بھی چل سکتا ہے ۔ اس لیے میں محکمہ تعلیم سے گزارش کروں گا کہ اس کی feasibility دیکھیں کہ آیا وہ خود اپنی طرف سے رقم دے سکتے ہیں یا خود پہلے متروکہ اوقاف ہے اس کے لیے محکمہ اوقاف سے رابطہ قائم کیا جائے ۔ ان دونوں صورتوں میں وہاں کالج کا اجرا کیا جانا بہت ضروری ہے ۔

**وزیر تعلیم :** جناب والا ! اس سلسلے میں گزارش ہے کہ سروے اور تحقیقات ہم ضرور کریں گے ۔ لیکن حکومت ایک پالیسی میں آپ کو بتانا مناسب سمجھتا ہوں ۔ ہماری یہ پالیسی ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر کم از کم ایک لڑکوں کا اور ایک لڑکیوں کا ڈگری کالج ہونا لازمی ہے ۔ اس طرح ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر کم از کم ایک لڑکیوں کا اور ایک لڑکوں کا انٹر کالج ہونا ضروری ہے ۔ لہذا آپ نے جو کالیہ کی بات کی ہے ہم یہ feasibility study کر لیں گے کہ آیا اسی زمین میں سے گرانٹ لینی ہے یا گورنمنٹ آپ کو ویسے انٹر کالج مہیا کرے ۔ بہر حال priority کے مطابق ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر کو کالج ملنے ہیں ۔ یہ اب وقت اور پیسوں کی بات ہے جوں جوں پیسے آتے جائیں گے ہم priority کے مطابق کالج بناتے جائیں گے ۔ لیکن یہ بات اصولی طور پر طے ہے کہ ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر کو ہم نے انٹر کالج دینا ہے ۔

**جناب سردار خورشید :** شکریہ ۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** جناب والا ! میں ایک اہم چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ un-trained پرائمری ٹیچرز پر اگر محکمہ تعلیم والے مہربان ہو جائیں تو تھرڈ ڈویژن والوں کو بھی ملازمت دے سکتے ہیں ۔ لیکن اگر وہی تھرڈ ڈویژن والے پی ٹی سی میں داخلہ لینا چاہیں تو ان کو داخلہ نہیں ملتا ۔ حالانکہ ہونا ایسا چاہیے خاص طور پر پسماندہ علاقوں میں بلکہ میں کہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں اور خصوصاً female سائڈ پر تھرڈ ڈویژن والوں کو پی ٹی سی میں داخلہ ملنا چاہیے تاکہ وہ پی ٹی سی کرکے ملازمت کر سکیں ۔ لیکن ایسا نہیں ہو رہا اور ان کو داخلہ نہیں ملتا ۔ جہاں پر وہ مہربان ہو جائیں تو un-trained تھرڈ ڈویژن والوں کو بھی ملازمت دے دیتے ہیں ۔ تو میری submission یہ ہے کہ تھرڈ ڈویژن کے رول (Rule) کو relax کیا جائے ۔ خصوصاً پسماندہ ڈویژن میں اور خاص طور پر بہاولپور میں اجازت ہونی چاہیے تاکہ وہ پی ٹی سی میں داخلہ لے سکیں ۔

**وزیر تعلیم :** جناب والا ۔ میں گزارش کروں گا کہ محکمہ تعلیم کئی دفعہ اس مسئلے پر غور کر چکا ہے اور تمام ماہرین کی طرف سے یہی رائے آئی ہے کہ معیار تعلیم پہلے ہی کافی کر چکا ہے ۔ مزید سٹینڈرڈ لوئر کرنے سے اس میں بہتری ممکن نہیں ۔ رہا سوال یہ کہ un-trained ٹیچرز تھرڈ ڈویژن کیوں لگائی جاتی ہیں ۔ جب سیکنڈ ڈویژن نہیں ملتیں تو تھرڈ ڈویژن لگا دی جاتی ہیں اور وہ عارضی ملازمت ہوتی ہے ۔ جب بھی کوئی ٹرینڈ پی ٹی سی ٹیچر مل جاتی ہے تو وہ ملازمت ختم ہو جاتی ہے ۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** جناب والا ! میری یہ پر زور گزارش ہے اور یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے اور خاص طور پر پنجاب کا کہ تھرڈ ڈویژن کلاس ختم ہونی چاہیے تاکہ پھر کوئی تھرڈ ڈویژن ہو ہی نہیں ۔ اس کا جو مستقبل ہے وہ ختم ہوگیا اس کو ملازمت ملتی نہیں اور وہ

کہیں کا نہیں رہتا ۔ محکمہ تعلیم تھرڈ ڈویژن کو رولز میں سے حذف کر دے ۔

جناب والا ! واقعی یہ ٹھیک ہے لیکن آپ یہ دیکھیں کہ آجکل کے حالات میں کون سے میرٹ پر ڈویژنیں بنتی ہیں ۔ رات دن تو چکر لگتے رہتے ہیں ۔ طالب علم پیپرز کے پیچھے بھاگتے ہیں اور جو اچھی خاصی اپروچ کر لیتے ہیں وہ میرٹ پر آ جاتے ہیں اور جو صحیح معنوں talented ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ بیچارے تھرڈ ڈویژن میں رہ جائیں ۔ میری پورے فاضل ہاؤس سے اپیل ہے کہ اس سلسلے میں گزارش کی جائے کہ تھرڈ ڈویژن کی کلاس کو ختم کیا جائے تاکہ پھر عملہ بھی اور اس کے بعد طلبا بھی کوشش نہ کریں اور ان کے لیے کوئی سکوپ نہ رہے اور وہ سیکنڈ ڈویژن میں آئیں ۔ جب یہ سکوپ ہے تو پھر ان لوگوں پر اتنا ظلم کیوں کیا جا رہا ہے کہ ان کی زندگی تباہ ہو جاتی ہے ۔

**وزیر تعلیم :** جناب والا ! پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام لوگ ملازمت کرنے کے لیے تعلیم حاصل نہیں کرتے ۔ تعلیم برائے تعلیم بھی حاصل کی جاتی ہے ۔ دوسرے نمبر پر آپ نے یہ کہا ہے کہ یہ تھرڈ ڈویژن ہی ختم کر دی جائے ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو لوگ ملازمت نہیں کرنا چاہتے صرف تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں اور ان کو تھرڈ ڈویژن ملتی ہے تو ان کو تھرڈ ڈویژن ملتی ہے تو ان کے ساتھ بہت ظلم ہوگا اگر ان کو تھرڈ ڈویژن کی بجائے فیل کر دیا جائے ۔ رہا سوال پرچوں کے پیچھے بھاگنے کا اور اثر رسوخ استعمال کرنے کا تو یہ خرابی صرف محکمہ تعلیم میں ہی نہیں ہے بلکہ پورے معاشرے کی بات ہے ۔ آپ بھی دعا کیجئے میں بھی دعا کروں گا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے ۔

**سیٹھ محمد عبید الرحمٰن :** جناب والا ! اس سلسلے میں دعاؤں سے کام نہیں چلے گا ۔ اس کو احسن انتظام سے درست کیا جا سکتا ہے ۔ جس وقت

ہم پڑھا کرتے تھے اس وقت محکمہ تعلیم کے اتنے پاکیزہ ادارے تھے اور ایسے پاکیزہ اساتذہ ہوا کرتے تھے کہ وہ والدین سے بھی زیادہ عزت و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے ۔ آپ کے علم میں ہوگا اور میں بھی یہ پیش کر دوں کہ آپ کا محکمہ تعلیم رشوت ستانی کے معاملے میں پولیس سے کچھ کم نہیں رہا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جہاں ایسی کمزوریاں آپ پیدا کر دیتے ہیں کہ تھرڈ ڈویژن پی ٹی سی میں نہیں جا سکتے لیکن ان کو نوکری مل سکتی ہے ۔

**وزیر تعلیم :** عارضی نوکری ملی ہے ۔

**سیٹھ محمد عبدالرحمٰن :** ہاں ، عارضی طور پر لیکن پھر نوکری سے نکالا نہیں جاتا ۔ جب تک ان کو ملتا رہتا ہے کچھ خدمت ہوتی رہتی ہے اس وقت تک آپ کا محکمہ انہیں ضرور برداشت کرتا ہے ذرا اس کا خیال رکھ لیجئے کہ آپ کے وقت میں اچھا ہوگا اگر آپ اپنے محکمے سے رشوت ختم کر دیں ۔

**وزیر تعلیم :** اگر آپ کوئی مخصوص مثال بتا سکیں تو شائد میں بہتر طور پر ایکشن لے سکوں ۔

**سیٹھ محمد عبدالرحمٰن :** جناب والا ! یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے ۔ ہر حال میاں صاحب پیش کر دیتے ہیں ۔

**میاں عبدالخالق :** جناب والا ! رحیم یار خان میں کئی لاکھ روپے کا غبن ہوا ہے وہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر نے کیا ہے ۔ اس کی تیزی سے بڑی لمبی انکوائری ہو رہی ہے لیکن ابھی تک اس کا کچھ نہیں ہوا حالانکہ وہاں ڈی ایم ایل اے صاحب بھی گئے ۔ نو لاکھ روپے کے قریب رقم ثابت ہو چکی ہے جس کا انہوں نے غبن کیا ہے لیکن اس کا ابھی تک کچھ نہیں ہوا اور اسی طرح ملازمتوں پر ہیں اور اپنی اپنی جگہوں پر کام کر رہے ہیں ۔

**وزیر تعلیم :** آپ نے خود ہی فرمایا ہے کہ ابھی تک اس کی انکوائری مکمل نہیں ہوئی ۔

**میاں عبدالخالق :** جناب والا ! انکوائری اتنی لمبی نہیں ہونی چاہیے کیونکہ جو تو لاکھ روپیہ غبن کرتے ہیں ان کی جب انکوائری لمبی ہوتی ہے تو وہ اس سے فائدہ بھی اٹھاتے ہیں ۔

**وزیر تعلیم :** یہ آپ کی بات درست ہے لیکن قواعد و ضوابط کچھ اس قسم کے ہیں کہ ہر انکوائری میں کافی وقت لگ جاتا ہے ۔ لیکن آپ یقین رکھیے کہ انکوائری کی رپورٹ موصول ہوتے ہی بڑا strict action لیا جائے گا ۔

**میاں عبدالخالق :** جناب والا ! یہ جو فرنیچر وغیرہ خرید کیا جاتا ہے ۔ یہ لمبے چوڑے بجٹ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر کو دے دئیے جاتے ہیں ۔ کوئی ایک ضلع پنجاب کا ایسا نہیں ہوگا ۔ جہاں پر لاکھوں روپے کا غبن نہ ہوگا ۔ اگر آپ انکوائری کریں تو آپ کو سب پتہ چل جائے گا ۔ آپ اس سلسلہ میں مفصل انکوائری کرائیں ۔

**وزیر تعلیم :** پچھلے سال بھی ہم نے انکوائری کی تھی اور اس سلسلہ میں کئی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر صاحبان کو سزا بھی دی جا چکی ہے اور آئندہ کے لیے ہم نے ایک نئی پالیسی بنائی ہے جس کے تحت ہم نے ایک کمیٹی بنا دی ہے جو کہ فرنیچر کے حصول کے لیے کام کرے گی اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر اس کمیٹی کا ایک ادنیٰ سا کارکن ہوگا ۔ اس کے اختیار میں ذاتی طور پر کچھ نہیں ہوگا ۔ مجھے امید ہے کہ اس کمیٹی کے ذریعہ سے ہم سب سٹینڈرڈ فرنیچر وغیرہ کی بیماری سے بچ جائیں گے ۔

**بیگم زبیدہ احسان الحق حقی :** میری وزیر موصوف سے یہ گزارش ہے کہ بعض انکوائریاں یکدم کی جاتی ہیں اور بعض کو خود بخود

چشم پوشی کر کے لمبا کیا جاتا ہے ۔ اس کے بارے میں آپ کچھ وضاحت کریں گے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ تشریف رکھیئے ابھی یہ جواب دیں گے ۔

**وزیر تعلیم :** اس میں میں یہ کہوں گا کہ از خود نہ ان کو جلدی کیا جاتا ہے اور نہ ہی کسی انکوائری کو جان بوجھ کر لیٹ کیا جاتا ہے ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ کچھ قواعد و ضوابط ہی اس قسم کے ہیں کہ اگر کوئی آدمی جس کے خلاف انکوائری ہو رہی ہو وہ اس کو لمبا کرنا چاہے تو موجودہ قوانین کے تحت وہ کئی دفعہ ایسا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور کچھ لوگ جن کو داؤ پیچ نہیں آتے ہیں ۔ وہ ان کو استعمال نہیں کرتے ہیں اور ہم انکوائری کو جلد مکمل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں ۔

**میاں عبدالغفور مطلوب :** جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ اگر قوانین اور قواعد ایسے ہیں کہ انکوائریاں لمبی ہوتی ہیں تو پھر اسی طرح سے ناانصافیاں ہوتی رہیں گی اور وہ لوگ اسی طرح سے کھاتے رہیں گے ۔ تو بہتر یہ ہے کہ قواعد اور قانون کو اسی طرح سے بنایا جائے کہ جو مجرم ہے اس کو تھوڑے سے وقت میں سزا مل جائے تاکہ آئندہ لوگ اس طرح سے نہ کریں ۔

**وزیر تعلیم :** آپ کی بات بجا ہے ۔

**جناب صالح محمد لہازی :** جناب والا ! قوانین کے متعلق بھی بات ہوئی ۔ ابھی وزیر تعلیم نے فرمایا ہے کہ ہمارا محکمہ بھی پاک نہیں ہے ۔ اس کے لیے دعا کرنی چاہیئے صرف دعاؤں سے بھی کام نہیں چلے گا کیونکہ محکمانہ قواعد و ضوابط آپ نے بنا رکھے ہیں ۔ آپ نے انہیں کھلی چھٹی دے رکھی ہے ۔ 9 لاکھ روپے کا غبن کوئی معمولی غبن نہیں ہے اور 9 لاکھ روپے کے

غبن کے سلسلہ میں بھی سالہا سال سے انکوائریاں ہو رہی ہیں - اس سے صاف ظاہر ہے کہ رشوت اور بدعنوانیوں کی کھلی چھٹی ہے اور راشی اور بدعنوان لوگوں کو آزادی دے دی گئی ہے - اس سلسلہ میں عرض کروں گا کہ منتخب ادارے کا نمائندہ ریاض شاید اگر بدعنوانی کرتا ہے - تو اس کو تو 26 گھنٹے مسلسل سماعت کر کے سزا دے دی گئی ہے - لیکن ایک سرکاری ملازم کو جو بدعنوانیوں اور لاکھوں روپے کے غبن میں ملوث ہے اس کے بارے میں ابھی انکوائری ہو رہی ہے ہر محکمے میں یہ بدعنوانیاں ہیں صرف تعلیم ہی میں نہیں - کوئی ایک آپ کا محکمہ بچا ہوا نہیں ہے - ایک طرف تو آپ فرماتے ہیں کہ ترقی ہو رہی ہے - کھیتوں میں ترقی ہو رہی ہے - دیہاتوں میں ترقی ہو رہی ہے - شہروں میں ترقی ہو رہی ہے مگر دیہاتوں کا پیسہ سارے کا سارا بدعنوانی اور لوٹ کھسوٹ میں جا رہا ہے ہر دن کے محکمے میں جا رہا ہے - تعلیم میں جا رہا ہے - پولیس لوٹ رہی ہے اور محکمے ہیں جو لوٹ رہے ہیں - لوٹ کھسوٹ کا بازار اس ملک میں اس سے پہلے کبھی بھی اتنا گرم نہیں تھا جتنا آج کل گرم ہے - اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ قواعد و ضوابط اسلامی نظام اور اسلامی نظریہ کے تحت بنائے جائیں -

**چوہدری اختر علی :** جناب والا ! یہ وقفہ سوالات ہے - محکمہ تعلیم کے متعلق ضمنی سوالات پوچھے جا رہے ہیں یا کہ عام بحث ہو رہی ہے -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** میں معزز اراکین سے گزارش کروں گا کہ ضمنی سوالات جس وقت پوچھے جائیں تو یہ خیال رکھا جائے کہ وہ اس سوال سے متعلق ہوں جس کے متعلق جواب دیا گیا ہے - بلکہ اس میں ایک عام بحث کا رجحان پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جائے - عام بحث کے لیے شاید اور کوئی وقت ہو - جہاں آپ عام بحث کر سکتے ہوں - لیکن اب جو ضمنی سوالات کئے جائیں وہ اس سوال کے متعلق ہوں -

**بیگم زبیدہ احسان الحق حق :** میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بہاولپور میں

دو استانیوں کو سزا دی گئی ہے - جنہوں نے غبن کیا تھا - پہلے ان کا تبادلہ بہاولپور سے ملتان کر دیا گیا پھر ان کو سزا دی گئی - اب ان کی ضمانت بھی نہیں ہو رہی ہے - خواتین کے لیے اتنی سخت سزا نہیں ہونی چاہیئے -

**وزیر تعلیم :** بیگم صاحبہ یہ ضمنی سوال نہیں ہے کیونکہ مجھے اس قسم کا کوئی سوال لکھ کر نہیں بھیجا گیا ہے اور نہ ہی میں آپ کو زبانی بتا سکتا ہوں کہ یہ کون خواتین تھیں اور کیسے ان کو سزا دی گئی - لیکن میں آپ کو ان کے بارے میں پتہ کر کے ضرور بتا دوں گا -

**بیگم زبیدہ احسان الحق حقی :** جناب والا ! ان کی ضمانت تو کم از کم ہونی چاہیئے -

**وزیر تعلیم :** بیگم صاحبہ - ضمانت لینا یا نہ لینا محکمہ تعلیم کا کام نہیں ہے - یہ عدالتوں کا کام ہے - اس سلسلہ میں ہم شاید ان کی کوئی مدد نہ کر سکیں -

**بیگم زبیدہ احسان الحق حقی :** جناب محکمہ تعلیم کی یہ استانیاں ہیں لڑکیوں اور عورتوں کو سزا مل گئی ہے اور مردوں کو ابھی سزا نہیں ملی ہے - اس کی کیا وجہ ہے کہ ان کی ضمانت بھی نہیں ہو سکتی ہے -

**وزیر تعلیم :** نہیں بیگم صاحبہ بات یہ نہیں ہے - مردوں کو بھی سزا ملتی ہے - اور عورتوں کو بھی سزا ملتی ہے - پبلک پراپرٹی کو mis-appropriate. کرنا مردوں اور عورتوں کے لیے یکساں جرم ہے اور اس میں کوئی رعایت نہیں ہو سکتی ہے -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اب آپ اس سوال کے متعلق مزید کوئی ضمنی سوال کرنا چاہیں گے -

**حاجی محمد علی :** جناب والا ! میرا نام حاجی محمد علی ہے - میں ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع کونسل کا چیئرمین ہوں - میں گزشتہ سال فیصل آباد

ضلع میں بحیثیت ممبر کے رہا ہوں ۔ جناب عبدالوحید صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع نے مجھے سکولوں کی انسپکشن کے لیے کہا ۔ ۔ ۔ ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** حاجی صاحب یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے جو سوال پہلے پوچھا گیا ہے ۔ اس کے متعلق ضمنی سوال کریں ۔

**حاجی محمد علی :** جناب والا ! یہ ضمنی سوال ہے ۔ تعلیم کے بارے میں تو میں نے جناب پرائمری سکولوں سے لے کر مڈل سکولوں اور ہائی سکولوں تک کا معائنہ کیا میں نے تعلیم کا معیار کمزور پایا ۔ میں نے اس سے چند تاثرات اور نتائج نکالے ہیں جو کہ میں حکومت کو اس ہاؤس کی وساطت سے گوش گزار کرانا چاہتا ہوں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ تشریف رکھیئے ۔ یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔ جی بیگم صاحبہ آپ فرمائیں ۔

**بیگم عارفہ طوسی :** جناب چیئرمین ! آپ کو معلوم ہے کہ موجودہ حکومت ہماری طرف توجہ دے رہی ہے ۔ خواتین کی طرف خصوصی توجہ دے رہی ہے ۔ جناب گورنر نے اپنی تقریر میں بھی فرمایا تھا ، کہ ایک پڑھا لکھا انسان ایک یا دو ان پڑھ آدمیوں کو تعلیم دے تو اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گی کہ ایک مسئلہ جو مجھے حال ہی میں درپیش ہے وہ ظہیر آباد شہید گورنمنٹ مڈل سکول کا ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** دیکھئے بیگم صاحبہ یہ ضمنی سوال نہیں ہے ۔ ضمنی سوال اس سوال سے متعلق ہونا چاہیے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**بیگم عارفہ طوسی :** جناب والا ! یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** ۔ ۔ ۔ میری عرض سنیئے ۔ اگر اس سوال سے ہٹ کر آپ کوئی اور سوال کرنا چاہیں تو آپ بخوشی کر سکتی ہیں ۔ لیکن اس کے لیے نوٹس کی ضرورت ہے ۔ آپ سوال بھیجئے اس کے بعد اس کا

جواب دے دیا جائے گا ۔ یہ ممکن نہیں ہے ۔ کہ جو ضمنی سوال متعلقہ سوال سوال سے متعلق نہ ہو تو اس وقت اس کا جواب نہیں دیا جا سکتا ہے ۔ اس کے لیے بعض اعداد و شمار کی بھی ضرورت پڑتی ہے ۔ بعض ایسی اطلاعات فراہم کرنا پڑتی ہیں ۔ جس کے لیے وقت درکار ہوتا ہے ۔ اس لیے میری گذارش ہے کہ اگر آپ کوئی نیا سوال پوچھنا چاہیں تو اس کے لیے نوٹس دیں ۔

**بیگم عارفہ طوسی :** جناب والا ! آپ میری پوری بات سن لیجئے ۔ اس کے بعد جو بھی بات کرنا چاہیں ۔ کہہ دیجئے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ نے سوال نمبر 273 پڑھا ہے جو پوچھا گیا ہے ۔ یہ سوال اور اس کا جواب آپ پہلے پڑھ لیں ۔ اس کے بعد اگر آپ یہ سمجھتی ہیں کہ یہ اس سوال سے متعلق ہے تو پھر آپ بے شک سوال کریں ۔

**میاں محمد منیر :** جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ راوی روڈ پر یہ جو کالج کھولا گیا ہے ۔ وہ کہاں ہے ۔ فقط یہ بتا دیا جائے ۔

**وزیر تعلیم :** سیکرٹری تعلیم کدھر ہیں وہ بتائیں گے کہ یہ کالج کہاں واقع ہے ۔ اچھا سیکرٹری ایجوکیشن تشریف نہیں رکھتے ۔

or somebody else who can tell us exactally where this college is located. Yes, D.P.I. Colleges.

**جناب اشفاق شاہد :** جناب چیئرمین ! جیسا کہ میں نے کل عرض کیا تھا ۔ آج پھر عرض کروں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** ایک سیکنڈ آپ تشریف رکھئے ۔ انہوں نے ایک ضمنی سوال پوچھا ہے ۔ خواجہ صاحب آپ نے فرمایا ہے کہ یہ کالج وہاں موجود نہیں ہے ۔

**ڈائریکٹر تعلیمات :** جناب والا ! یہ گرلز کالج راوی روڈ کی آبادی میں واقع ہے اور اس آبادی کا نام داتا نگر ہے ۔ یہ ایک چھوٹی سی ملحقہ آبادی ہے ۔

**وزیر تعلیم ۔** علاقہ راوی روڈ ۔ You Presume Ravi Road.

**جناب قائم مقام چیئرمین :** جواب ہے راوی روڈ کے علاقہ میں آپ کو یہ شکایت ہے کہ راوی روڈ کے علاقہ میں کوئی کالج نہیں ہے ۔

**میاں محمد منیر :** جناب والا ! میرے علم میں نہیں ہے ، میں راوی روڈ کا رہنے والا ہوں ۔ دریا کے اس کنارے سے لے کر بھاٹی گیٹ سکول تک مجھے ایسا کوئی کالج نظر نہیں آیا ۔

**وزیر تعلیم :** آپ نے نہیں دیکھا ہوگا ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ دریافت کیجئے گا ۔

**میاں محمد منیر :** راوی روڈ پر نہیں ہے ۔

**جناب اشفاق شاہد :** جناب والا ! راوی روڈ تو داتا نگر نہیں ہے ۔

**سیکرٹری تعلیم :** جناب والا معزز رکن میرے ساتھ چلیں میں انہیں دکھا دیتا ہوں کہ یہ راوی روڈ سے ملحقہ ہے اور داتا نگر راوی روڈ ہی کی آبادی ہے ۔

**وزیر تعلیم :** آپ ان کے ساتھ جائیں اور کالج دیکھیں ۔

**جناب خاقان بابر :** جناب والا ! میں نے فاضل منسٹر صاحب سے عرض کی تھی کہ ہر آدمی سمجھتا ہے کہ میری عقل سب سے زیادہ ہے اور دوسرے کی دولت سب سے زیادہ ہے اور یہ لوگ ہمیں اپنی عقل کے سہارے بے وقوف بنانا چاہتے ہیں ۔ بادامی باغ مختلف جگہ ہے ، ہم نے دیکھی ہوئی ہے یہاں پر ہی پرورش پائی ہے یہاں پر جوان ہوئے ہیں ، یہاں پر تعلیم

حاصل کی ہے ، کوئی کونہ لاہور کا ایسا نہیں ہے جو ہم سے بھولا ہوا ہو ۔ پوزیشن یہ ہے کہ راوی روڈ کے اردگرد ایسا کوئی کالج نہیں ہے اور یہ مذاق کرنے کے مترادف ہے کہ ہاؤس میں اس قسم کا جواب دیا جائے ۔

**جناب اشفاق شاہد :** اگر ہماری بات پر یقین نہیں ہے تو میاں صلاح الدین صاحب سے پوچھ لیں ۔ وزیر موصوف کی بات پر تو یقین ہوگا ۔

**وزیر تعلیم :** یہ کالج ہے کوئی سوئی نہیں ہے ۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات :** آخر آپ کتنے کالجز لاہور میں چاہتے ہیں ؟ یعنی سکول کم ہوں اور کالج زیادہ ہوں ۔

**جناب اشفاق شاہد :** آپ یہ بتائیں کہ راوی روڈ پر کالج ہے یا نہیں ؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات :** اس سے ملحقہ نہیں ہے ؟ میرے ساتھ الیکشن میں آپ کئی دفعہ گئے ہیں ، پھر کیوں بھول جاتے ہیں ۔

**وزیر تعلیم :** آپ کی بات کا جواب آپ کو مل گیا ہے ۔

**جناب اشفاق شاہد :** جناب چیئرمین ! میری عرض یہ ہے کہ آپ اس ایوان کا دائرہ دن بدن اتنا تنگ کرتے جا رہے ہیں کہ ہم اس میں سما نہیں سکیں گے ۔ ہمارے اوپر آپ اتنی پابندیاں لگا رہے ہیں کہ یہ ضمنی سوال کی definition ہے یہ ضمنی سوال کی definition نہیں ہے ۔ یا تو آپ اسے define کریں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں یہ تو بہت واضح ہے جو آپ ضمنی سوال کریں وہ اسی سے متعلق ہو جو سوال پوچھا گیا ہو ۔

**جناب اشفاق شاہد :** اس ایوان کے قواعد و ضوابط آپ کوئی نہ کوئی بتا دیں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو کہ ہم نے کس طرح سے بولنا ہے ۔ کیونکہ پھر اگر ہم بولتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ آپ دخل اندازی کرتے ہیں ، ہمیں کم از کم کچھ بتا تو دیا جائے کہ ہم نے کس طرح بولنا ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اگر آپ ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں تو آپ بصد شوق کیجئے ۔ آپ کو یہ حق حاصل ہے ۔ آپ ضمنی سوال بے شک کیجئے ۔ لیکن ضمنی سوال اصل سوال سے متعلق ہونا چاہیے ۔

**جناب اشفاق شاهد :** جناب والا ! وزیر موصوف نے جو بات کہی ہے اس کی اگر وضاحت کر دی جائے تو زیادہ بہتر ہے کہ وہ ضمنی سوال ہے یا نہیں ؟ جناب میں عرض کروں گا کہ آپ نے کہا ہے جب انکوائری مکمل ہو جائے تو پھر ایکشن لیا جاتا ہے ۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈاکٹر چیمہ جو ڈینٹل کالج کے پرنسپل ہیں ان کے خلاف اور ایک اسسٹنٹ پروفیسر کے خلاف جو انکوائری ہوئی ہے اس انکوائری کا کیا بنا ؟

**جناب قائم مقام چیئرمین :** پہلے جو سوال پوچھا گیا ہے اس کو پڑھیے ۔

**وزیر تعلیم :** اس سوال کا تو مجھے علم ہی نہیں ۔

**جناب اشفاق شاهد :** نہیں وزیر موصوف انکوائری کی بات کر رہے تھے کہ انکوائری مکمل ہونے کے بعد ایکشن لیا جاتا ہے ۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ ایس ۔ او (ون) نے جو انکوائری مکمل کی ہے ، اس انکوائری کا کیا بنا ؟

**وزیر تعلیم :** میں نے ایسی کوئی انکوائری رپورٹ ابھی تک نہیں دیکھی ۔

**جناب اشفاق شاهد :** جناب والا ! وزیر موصوف نے کہا ہے کہ دعائیں کریں ، تو میں اس دعا کے متعلق وضاحت چاہوں گا کہ 30_35 سال کا عرصہ ہوگیا ہے ہمیں یہ دیکھتے ہوئے کہ یا اللہ پاکستان کی خیر ۔ جلسوں میں اور مسجدوں میں ہم یہ دعائیں مانگتے رہتے ہیں ۔ لیکن پاکستان تو آدھا ہوگیا ۔ اگر دعاؤں سے کام چلتا ہے تو حکومت کا کیا کام ہے ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اشرف المخلوقات بنایا ہے ۔

**Minister for Education :** Sir, is it a relevant question. May I answer.

**Mr. Acting Chairman :** You need not answer this question.

**Minister for Education :** May I not.

**Mr. Acting Chairman :** No.

**وزیر تعلیم :** مجھے حکم ملا ہے کہ اس سوال کا جواب نہیں دینا ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** جو سوال پوچھا گیا ہے پہلے آپ اسے پڑھیے ۔

**جناب اشفاق شاھد :** جناب والا ! وزیر موصوف نے کہا ہے کہ دعائیں کریں ۔

**وزیر تعلیم :** جناب وہ پچھلے سوال کی بات ہے ۔

**جناب اشفاق شاھد :** جناب اس ایوان میں بات ہوئی ہے ۔

**وزیر تعلیم :** اس ایوان میں بات ہوئی ہے لیکن یہ اس سوال سے پہلے کی بات ہے اب اس کا وقت گزر چکا ہے ۔

**جناب اشفاق شاھد :** جناب والا ! مجھے تو گلا گھٹتا محسوس ہو رہا ہے ۔ جس قسم کی بندشیں آپ لگا رہے ہیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں جناب ! ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

**جناب اشفاق شاھد :** انہوں نے یہ بات کی ہے کہ دعائیں کریں ۔ میں نے یہ عرض کرنی ہے کہ اچھی بات تو کوئی کافر بھی کرے تو اس کی بھی سن لیا کرتے ہیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** مجھے بہت افسوس ہے کہ آپ میونسپل

کارپوریشن لاہور کے ڈپٹی میئر ہیں اور یہ اتنی عام فہم بات ہے جو آپ سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے - میں نے گذارش کی ہے کہ ضمنی سوال وہ سوال ہوتا ہے جو سوال اس ایوان میں پوچھا گیا ہو - اس کے متعلق ہو اس وقت جس سوال کے بارے میں وزیر موصوف جواب دے رہے ہیں ، اس سوال کے متعلق جو ضمنی سوال ہو وہ آپ پوچھ سکتے ہیں - یہ نہیں کہ اس سے قبل جو تین یا چار سوال پوچھے گئے ہیں ان کے متعلق ضمنی سوال پوچھنے کا اس وقت آپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا -

**اناؤنسر :** محکمہ تعلیم سے متعلق سوالات ختم ہوئے - اب محکمہ صحت سے متعلق سوالات کے جوابات دیے جائیں گے - سب سے پہلا سوال میاں فضل احمد کی جانب سے ہے -

## توسیعی پروگرام برائے تامین اطفال

**224 - میاں فضل احمد :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) اٹھارہ ماہ قبل شروع کردہ توسیعی پروگرام برائے تامین اطفال (ای پی آئی) کے تاحال کیا نتائج برآمد ہوئے ہیں -

( ب ) کیا ان علاقوں میں جہاں کم آمدنی والے لوگ رہتے ہیں اور جن کے بچے مناسب توجہ کے مستحق ہیں وہاں مذکورہ پروگرام سے مطلوبہ مقاصد حاصل ہوئے ہیں -

( ج ) کیا ای پی آئی کی ٹیموں نے پرائمری سکولوں میں جانے اور وہاں بچوں کو ٹیکے لگانے کا کوئی پروگرام وضع کیا ہے -

( د ) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا توسیعی پروگرام برائے تامین اطفال کے منتظمین یہ توقع رکھتے ہیں کہ

غریب اور ان پڑھ لوگ اپنے بچوں کو ٹیکہ لگوانے کے لیے ای پی آئی کے مراکز میں لائیں گے ؟

**وزیر صحت** (چودھری حامد ناصر) : (الف) حکومت پنجاب محکمہ صحت نے عالمی ادارہ صحت اور یونی سیف کے تعاون سے جولائی 1979ء سے ای پی آئی پروگرام شروع کیا ہے ۔ اس کے مطابق پہلے سال یعنی 1979-80ء میں تمام ضلعی ہیڈ کوارٹروں اور ان شہروں میں حفاظتی ٹیکوں کے مراکز قائم کیے گئے جن کی آبادی 50 ہزار یا اس سے زائد تھی دوسرے سال یعنی 1980-81ء میں تمام تحصیل ہیڈ کوارٹروں ان شہروں مراکز کھولے جن کی آبادی 10 ہزار اور 50 ہزار کے درمیان تھی ۔ تیسرے سال یعنی 1981-82ء میں حفاظتی ٹیکوں کے مراکز باقی چھوٹے شہروں اور کچھ دیہاتی علاقوں میں قائم کیے گئے اس طرح اب تک پنجاب میں 378 مراکز کھل چکے ہیں ۔ جن میں سے 211 مراکز پچھلے 18 ماہ میں کھولے گئے ہیں ۔ ان مراکز میں بچوں کو تپ دق : پولیو ۔ خناق ۔ خسرہ ۔ تشنج اور کھانسی سے بچاؤ کے حفاظتی ٹیکے مفت لگائے جا رہے ہیں 1982-83ء اور 1983-84ء میں ہنگامی منصوبہ کے تحت دیہاتی علاقوں میں حفاظتی ٹیکوں کے مراکز کھول دیے جائیں گے ۔

(ب) جن شہروں اور قصبوں میں اس وقت ای ۔ پی ۔ آئی سینٹر کام کر رہے ہیں وہاں کم آمدنی والے لوگوں کے بچوں اور شہری کچی آبادی کے بچوں کو گشتی ٹیموں کے ذریعے حفاظتی ٹیکے لگائے جا رہے ہیں اور اس کے نتائج حوصلہ افزا ہیں ۔

(ج) موجودہ سکیم میں پانچ سال سے کم عمر کے بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگاتے ہیں ۔ لہذا سکولوں میں ٹیکے لگانے کا پروگرام

اس وقت زیر غور نہیں ہے - بلکہ اس عمر کے بچوں کو لگاتے ہیں جو ابھی سکول نہیں جاتے -

( د ) تامین اطفال کے پروگرام کے ساتھ ساتھ ایک جامع تعلیم الصحت پروگرام کا بھی بنایا گیا ہے - جس میں عوام الناس کو ٹی وی ریڈیو - پریس - پوسٹر اور پمفلٹ کے ذریعے ترغیب دی جائے گی اور اس کے علاوہ محکمہ کے کارکنان تمام گھروں میں جا کر عوام کو حفاظتی ٹیکے کی افادیت سے آگاہ کریں گے - اس وقت بھی محکمہ کے کارکنان لوگوں کو ان کے گھروں میں جا کر پروگرام کی بابت بتا رہے ہیں لیکن آئندہ دو سالوں میں تعلیم الصحت کے پروگرام پر زیادہ توجہ دی جائے گی تاکہ مطلوبہ نتائج برآمد ہو سکیں -

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** جناب والا ! اس سوال سے متعلق میرا ایک ضمنی سوال یہ ہے کہ (ای - پی - آئی) پروگرام ہماری معلومات کے مطابق شہروں میں پہلے شروع کیا گیا ہے اور دیہاتوں میں شروع نہیں کیا گیا - اس کی آخر کیا وجہ ہے ؟

دوسرا یہ کہ (ای - پی - آئی) پروگرام میں ضلع کونسلوں کے پاس پہلے ویکسینیٹر موجود ہیں اور اب ویکسینیشن کا کوئی کام نہیں ہو رہا - ہمیں یہ ہدایات پہلے ہی آ گئی تھیں کہ ضلع کونسلیں ویکسینیٹرز کی پوسٹیں ختم کر دیں کیونکہ یہ ہم پر بوجھ ہیں - ہم نے انہیں ختم کر دیا - لیکن ہمیں دوبارہ یہ احکام ملے کہ اب انہیں بحال کر دیں - تو میں یہ عرض کرنی چاہتا تھا کہ ضلع کونسل کے جو ویکسینیٹر ہیں انہیں آپ دیہات میں (ای - پی - آئی) پروگرام کے تحت کھپا لیں -

**وزیر صحت :** آپ نے دو سوال کیے ہیں - پہلا یہ کہ (ای - پی - آئی) پروگرام دیہات میں بعد میں کیوں شروع کیا ؟ لنگاہ صاحب جیسے بھی

کوئی ایک نئی سکیم شروع ہوتی ہے تو فوری طور پر اسے پوری سپیڈ کے ساتھ لے جانا ناممکن ہوتا ہے ۔ لہذا اسے پہلے شہروں میں شروع کیا گیا جہاں ہمارے پاس تربیت یافتہ عملہ موجود تھا ۔ بڑی تعداد میں بچے بھی آسانی سے مل جاتے تھے اور اس کے لیے زیادہ پھرنا نہیں پڑتا تھا ۔ آہستہ آہستہ ہم دیہاتوں اور گلی کوچوں میں جائیں گے ۔ آپ اس پر کوئی وہم نہ کیجیے حکومت اس پر بہت زیادہ خرچ کر رہی ہے ۔

رہا سوال آپ کے ویکسینیٹر کا ۔ ٹرینڈ عملے کی تلاش ہم کافی عرصے سے تلاش کر رہے ہیں کئی میٹنگز ہو چکی ہیں کہ اتنے زیادہ لوگ ہمیں چاہیں ۔ اس جنوری میں ہم نے یہ Accelerated Programme شروع کرنا ہے جس کے لیے چیئرمین پی ۔ اینڈ ۔ ڈی کے ساتھ بھی ہماری میٹنگز ہوئی ہیں اور ہمارے اپنے محکمے کے اندر بھی ہوتی رہی ہیں ۔ تو آپ کی یہ جو تجویز ہے یہ بھی میں محکمے کو بھیج دوں گا اور وہ اس کو بھی examine کر لیں گے کہ آیا ہم آپ کے ویکسینیٹرز استعمال کر سکتے ہیں ۔ لیکن ایک بات یاد رہے کہ ہنگامی پروگرام کے تحت جو ہم نے ویکسینیٹرز رکھنے ہیں ان کی صرف دو سال کا عرصہ ملازمت ہے تو شاید آپ کے ملازمین یہ مناسب نہ سمجھیں کہ آپ کی ملازمت چھوڑ کر جو کہ مستقل ہے وہ ہمارے پاس آ جائیں جو صرف دو سال کی عارضی ملازمت ہے یہ Accelerated پروگرام صرف دو سال کا ہے اس کے بعد عام پروگرام تو جاری رہے گا جیسے جیسے بچے پیدا ہوتے جائیں گے ان کو حفاظتی ٹیکے لگاتے رہیں گے لیکن پچھلے پانچ سال میں جو بچے پیدا ہو چکے ہیں ان کو ٹیکے لگانے کے لیے ہمیں دو سال کے لیے زیادہ عملے کی ضرورت ہے اس کے تحت ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے لوگوں کو اس میں accommodate کریں لیکن شاید ہم ان کو مستقل نوکری نہ دے سکیں ۔

**بیگم زبیدہ احسان الحق حقی :** جناب والا ! میں عرض کروں گی کہ

اس وقت یہاں بہت زیادہ بے روزگاری ہے اور اس بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے دو سال کی ملازمت بھی بہتر رہے گی۔

**وزیر صحت :** وہ تو ہم دیں گے۔

**میاں فضل احمد :** جناب والا ! وزیر صحت نے اپنے جواب میں یہی فرمایا ہے کہ اتنے مراکز کھل چکے ہیں اور ان کے نتائج حوصلہ افزا ہیں۔ لفظ حوصلہ افزا معنی ہمیں convey نہیں کرتا تو میں آپ کی وساطت سے ان سے دریافت کروں گا کہ حوصلہ افزا سے ان کا کیا مطلب ہے۔ اگر اعداد و شمار جاری کر دیتے کہ 1979ء سے لے کر جون 1982ء تک اتنے بچوں کو ٹیکے لگائے جا چکے ہیں تو ہمیں یہ سن کر تسلی ہوتی کیونکہ ہمارے سامنے 1975ء کے اعداد و شمار ہیں جس وقت کہ تپ دق کے خلاف بی۔ سی۔ جی کے ٹیکے لگا رہے تھے اور اعداد و شمار یہ ملے تھے کہ لاہور میں 20 لاکھ، 25 لاکھ ٹیکے لگائے گئے جبکہ اتنے بچے نہیں تھے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ اعداد و شمار درست نہ ہوں اور محض رجسٹروں میں ہی ہوں اور actually, on the spot کام نہ ہوا ہو۔ یہ تو ایک بات ہے۔

دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ملک میں، جہاں لوگوں کو اتنا شعور نہیں ہے ماسوائے سب سے اونچے طبقے کے لوگوں کے اور بڑے شہروں کے کہ وہ خود بخود آپ کے مراکز میں جا کر ٹیکے لگوانا پسند کریں لوگ ڈرتے ہیں کہ اس سے پتا نہیں کہ کیا ہو جائے گا۔ لوگوں کو خوف و ہراس ہے میں نے بطور صدر ٹی۔ بی۔ ایسوسی ایشن کے تجربہ کیا ہے کہ لوگ خوشی سے ٹیکہ کسی صورت میں لگوانا پسند نہیں کرتے اور یہ ناممکن ہے کہ تمام بچے آپ کے صوبہ کے مراکز پر جا کر ٹیکے لگوائیں۔ پنجاب میں پرائمری سکولوں میں پچاس لاکھ کے قریب بچے پڑھنے والے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر صحت سے پوچھتا ہوں کہ کیا پچاس لاکھ بچوں کو ایک سال کے اندر ٹیکے لگائے جا سکتے

ہیں اگر ہر پرائمری سکول میں سکول hours کے دوران آپ کے ویکسینیٹر جائے اور ٹیکے لگا آئے تو اس سے کم از کم آپ کی جو آئندہ نسل ہے یہ کلی طور پر insure ہو جاتی اور اس کے گواہ سکولوں کے اساتذہ ہوتے کہ جی ہاں واقعی ہمارے سکول میں ٹیکے لگے ہیں اور اس سے اعداد و شمار کبھی غلط نہ ہوتے۔ اگر آپ دارومدار صرف اپنے مراکز پر رکھیں گے تو اس میں لامحالہ chances ہیں کہ اعداد و شمار کا غلط اندراج بھی ہو جائے اور actually on the spot کام نہ ہوا ہو اور ہم اپنے طور پر سمجھتے رہیں کہ ہم نے اپنی آئندہ نسل کو پورے طور پر insure کر لیا ہے۔ اس لیے میری تجویز یہ ہے کہ آپ کوئی ایسا پروگرام تیار کیجیئے جس سے کہ پرائمری سکولوں میں ان کے ورکنگ hours میں ٹیکے لگائے جائیں اور یہ کام پچاس لاکھ بچوں کا ایک سال میں ہو سکتا ہے دو آدمیوں کی ٹیم سو بچوں کو ٹیکہ ایک دن میں لگا سکتی ہے یہ یونی سیف اور عالمی ادارہ صحت کے ایک دن کے اعداد و شمار ہیں میرے نہیں ہیں اگر دو آدمی سو بچوں کو ٹیکے لگا سکتے ہیں تو آپ اندازہ کر لیں کہ آپ کے پاس کتنے کارکن ہیں اور اس کو ضرب دے کر دیکھ لیجئے کہ کیا ایک سال میں یہ کام ہو نہیں سکتا تو اس لیے ان چیزوں کو اور اس کی افادیت کو زیادہ اہمیت دیجیئے ورنہ یہ اتنا اہم اور اتنا اچھا پروگرام بالکل رجسٹروں کی نظر ہو جائے گا اور اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

**وزیر صحت :** اس سلسلہ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے اعداد و شمار مانگے ہیں۔ اعداد و شمار تو میں نے بھی کئی دفعہ مانگے ہیں۔ یہ جو حفاظتی ٹیکے ہیں ان کی تین instalments ہوتی ہیں یعنی کہ کچھ وقفے کے بعد ایک ٹیکہ، پھر دوسرا اور پھر تیسرا اور اعداد و شمار اتنے لمبے چوڑے مل جاتے ہیں کہ پہلا ٹیکہ اتنوں کو لگا، دوسرا اتنوں کو لگا اور تیسرا اتنوں کو لگا کئی کو ابھی نہیں لگا۔ فی الحال کچھ وقت یہ پروگرام نہ چلے تو اعداد و شمار بالکل بے معنی ہوں گے۔ اگر میں آپ کو

وہ تعداد دے دوں جنہوں نے پہلا ٹیکہ لگوا لیا لیکن دوسرا یا تیسرا ٹیکہ نہیں لگوایا تو اس کے کوئی معنی نہیں ہوں گے۔ پہلے ٹیکے کے ساتھ بچے protect نہیں ہوتے بلکہ پورے تین ٹیکے لگنے کے بعد اس کو full protection ملتی ہے اور یہ صحیح اعداد و شمار مجھے بھی ابھی تک موصول نہیں ہوئے ہیں کہ تینوں instalments اس سال میں کتنوں کو لگ چکی ہیں لیکن Accelerated Programme اور یہ جو ہنگامی پروگرام ہے جو ہم نے ابھی حال ہی میں ، اس سال میں شروع کیا ہے تو اس کے اعداد و شمار کے لیے ہمیں کچھ انتظار کرنا پڑے گا۔

رہا سوال کہ دیہات میں آپ کے خیال میں کہ لوگ ٹیکے لگوانا پسند نہیں کرتے کہیں بھی چلیئے ایسا ہی سہی آپ نے خاص طور پر دیہاتوں کا ذکر کیا ہے کہ وہاں پر لوگ نہیں آئیں گے کیونکہ ان کو ٹیکوں کی افادیت کے بارے میں علم نہیں ہے۔ میں آپ کو وثوق سے کہتا ہوں کہ میں جہاں بھی کسی دیہی بیسک ہیلتھ یونٹ میں گیا ہوں یا رورل ہیلتھ سنٹر میں گیا ہوں لنگاہ صاحب ایک دفعہ میرے ساتھ تھے اور سب سے پہلے مطالبہ جو ان گاؤں والوں نے کیا وہ یہ تھا کہ یہاں (ای پی آئی) پروگرام شروع کیجیئے اب لوگ اتنے جاہل نہیں رہ گئے کہ ان کو اپنی صحت کے بارے میں علم نہ ہو گھر گھر میں ریڈیو ہے ٹیلیویژن ہے اور وہ ان سب چیزوں کی افادیت کے بارے میں واقف ہو چکے ہیں لیکن اس کے باوجود میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ایک بڑا ہنگامی پروگرام ہیلتھ ایجوکیشن کا اس ای۔ پی۔ آئی کے سلسلے میں شروع کرنے والے ہیں جو کہ انشاء اللہ جنوری میں شروع ہو جائے گا جس کے تحت ہر ایک کو سمجھایا جائے گا کہ ان ٹیکوں کی افادیت کیا ہے۔

رہا سوال کہ سکول کے بچوں کو یہ ٹیکے لگائے جائیں۔ اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ یہ ایک ٹیکنیکل سوال ہے کہ کس عمر کے بچوں کو ٹیکے سے زیادہ سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے میں تو خود ڈاکٹر نہیں

ہوں تو اس کے متعلق میں شاید بحث آپ کے ساتھ نہ کر سکوں ۔ محکمہ کی رائے میں ، یونی سیف کی رائے میں ۔ ڈبلیو ۔ ایچ ۔ او ۔ کی رائے میں پری سکول ایج چلڈرن کو یہ ٹیکے لگانا بہترین حل ہے لیکن ہم آپ کی تجویز پر اس بات کا سروے بھی کریں گے اور یونی سیف اور ڈبلیو ۔ ایچ ۔ او ۔ سے بھی یہ ڈسکشن کروائیں گے ۔ ہمارے جو ڈاکٹرز ہیں وہ کریں گے کیونکہ یہ آپ کی بات درست ہے کہ ایک جگہ پر اتنے بچے جتنے سکولوں میں مل جاتے ہیں اور کہیں نہیں ملتے تو ہم اس کو examine کروا لیں گے یعنی پانچ سے سات سال کے بچوں کو ان ٹیکوں کا فائدہ ہوتا ہے یا نہیں تو ہم اس کو دیکھ لیں گے ۔

**میاں عبدالغفور مطلوب :** جناب والا ! میری گزارش ہے کہ اس کی motivation صحیح نہیں ہو رہی ۔ شہروں میں تو لوگوں کو پتا ہوتا ہے کہ یہ ٹیکہ لگوانا زندگی کی حفاظت کے لیے ضروری ہیں لیکن دیہات میں یہ مشکل سا مسئلہ ہے ۔ دیہاتی لوگوں کو پتا نہیں لگتا کہ یہ ٹیکے کتنے دنوں کے بعد لگانے ہیں اور کہاں سے لگوانے ہیں تو ریڈیو پر اور ٹیلیویژن پر اس کا پروپیگنڈا کیا جائے اس طرح سے یہ زیادہ بہتر رہے گا اور وہ بار بار سنیں گے اور ان کو معلوم ہو جائے گا کہ فلاں ٹیکے فلاں وقت میں لگائے جاتے ہیں اور اتنے وقفے کے بعد لگائے جاتے ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ۔ اسے بار بار دیا جائے یا اخباروں میں جو پروگرام آتے رہتے ہیں تو وہاں پر یہ پروگرام بھی باقاعدگی سے اخباروں میں چھپے تو ان لوگوں کو معلوم ہو سکتا ہے اور ٹیکے بھی لگوائے جا سکتے ہیں سب سے زیادہ اس کی motivation کی جائے ۔ اس کی صحیح طریقے پر motivation نہیں ہو رہی ۔

**وزیر صحت :** میرا خیال ہے کہ جو میں نے جواب پڑھ کر سنایا وہ آپ نے نہیں سنا ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** وقفہ سوالات تو ختم ہو چکا ہے لیکن اگر معزز اراکین یہ پسند کریں کہ جو وقت سبجیکٹ کمیٹیوں کی رپورٹوں کی وضاحت کے بارے میں دیا گیا ہے اس میں سے اگر آپ دس منٹ مزید سوالات کے لیے رکھنا چاہتے ہیں تو آپ رکھ سکتے ہیں ۔

**نوابزادہ مظفر علی خان :** جناب والا ! میں کچھ عرض کروں گا اور معذرت سے عرض کرتا ہوں کہ سوالات کا وقت تو بڑھتا جائے گا ۔ آپ یہ صحیح طریقہ کار اختیار نہیں کر رہے ۔ سوالوں کے وقفے میں تقریریں شروع ہو جاتی ہیں تو اس طرح تو وقت بڑھتا جائے گا ۔ سوال تو یہ ہے کہ سوال ہو اس کا جواب آئے اس پر جس طرح سے آپ فرما رہے ہیں کہ ضمنی سوال ہو ۔ تو اگر تقریریں شروع کر دیں گے تو پھر تو سب وقت لے جائیں گے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** درست ہے لیکن یہ تو معزز اراکین کا فرض ہے کہ وہ اس بات کو سمجھیں ۔ میں نے اراکین سے گزارش کی ہے کہ وہ سوالات کرتے وقت یہ بات دیکھیں کہ جو ضمنی سوال ہیں وہ ان ہی سوالوں کے متعلق ہوں اور تقریریں نہ کی جائیں بلکہ مختصر سوالات پوچھے جائیں اور سوالات صرف ایک ، دو ، تین سطروں تک محدود ہی ہو سکتے ہیں بہرحال اگر آپ پسند کریں تو ہم ساڑھے دس بجے تک سوالات کا جو وقت ہے وہ ہم جاری رکھ سکتے ہیں اور پھر اس کے بعد سبجیکٹ کمیٹیوں کی رپورٹوں کی وضاحت کے بارے میں کارروائی شروع کریں گے ۔

**ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں :** یہ چیز بڑی sensitive ہوتی ہے ۔ اس کی ٹرانسپورٹیشن From Headquarters to suberbs بڑی مشکل ہوتی ہے ۔ کوئی ایسا طریقہ کار طے کر لینا چاہیے کہ ان کو suberbs یا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز پر ان کی جو validity ہے چیک کر لی جائے ۔

دوسری چیز میں یہ عرض کروں گا جو سکول بوائز کو ٹیکے لگنے

ہیں صرف ان کو booster dose دے سکتے ہیں ۔ فرسٹ سیکنڈ اور تھرڈ ہم ان کو dose نہیں دے سکتے ہیں ۔

تیسری گزارش یہ ہے کہ اپنے ملک میں بچوں کی شرح اموات بہت زیادہ ہے ۔ اگر یہ ممکن ہو سکے تو ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر پر چائلڈ ہیلتھ سنٹر ہو جہاں سے ایجوکیشن پیڈ کے مطابق Curative & Preventive سنٹر بنا دیا جائے اس سے شرح اموات کم ہونے کا امکان ہے ۔

**وزیر صحت :** آپ کی تجویز پر انشا اللہ ضرور غور کریں گے ۔ رہا سوال ادویات کی validity کا وہ یہ ہے کہ یہ بہت sensitive ہوتی ہیں ۔ ہم نے جہاں بھی ای پی آئی سنٹر کھولا ہے وہاں ریفریجیشن اور سٹوریج کا بہت صحیح انتظام کیا ہے ۔ ٹرانسپورٹ کا صحیح انتظام ہے ۔ جب ہم گلی گلی جاتے ہیں تو ان کو تھرماس یا اس قسم کی چیزوں میں لے جاتے ہیں تاکہ ان کی validity ختم نہ ہو ۔ اب مشکل یہ ہے کہ ہم نے دیہات میں جانا ہے ۔ دیہات میں ادویات تو بنتی نہیں زیادہ امپورٹڈ ہیں ان کو کسی نہ کسی طریقے سے لے جانا ہے ۔ تو یہ آپ کی تجویز درست ہے ۔ وقتاً فوقتاً ان کی spot checking کر لیں گے ۔ ان کی validity checking ضرور کریں گے ۔ سیکرٹری صحت صاحب ذرا آپ اسے نوٹ کر لیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اگلا سوال ۔

## انسداد تپ دق

**225 ۔ میاں فضل احمد :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) بنیادی مراکز صحت اور بنیادی سہولیات صحت کی سکیموں میں تپ دق سے تحفظ اور قابو پانے کے لیے کیا کیا انتظامات رائج کیے گئے ہیں اور انہیں کس حد تک ترقی دی گئی ہے ۔

(ب) کیا تحصیل، ضلع اور صوبائی سطح پر ایسے ٹی۔ بی کنٹرول آفیسر موجود ہیں جن کی معاونت کے لیے پیرا میڈیکل عملہ موجود ہو۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو ان افسروں اور ان کے ساتھ متعین پیرا میڈیکل عملہ کی تعداد کیا ہے۔

(ج) کیا حکومت نے صوبے میں تپ دق کے پھیلنے کے بارہ میں کوئی سروے کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو درج ذیل مختلف نوعیت کے مریضوں کی تعداد بتائی جائے جن میں:

1۔ ایکسرے کے مطابق بیماری بڑھ رہی ہو۔

2۔ تھوک، بلغم کے ذریعے بیماری پھیل رہی ہو۔

3۔ تپ دق کی تشخیص کے لیے کتنی خورد بینی لیبارٹریاں کام کر رہی ہیں۔

4 مالی سال 1981-82ء یا اس سے گذشتہ سال میں کتنے مریضوں کا لیبارٹری ٹیسٹ لیا گیا۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی پروگرام برائے سہولیات صحت کے تحت پنجاب ٹی۔ بی ایسوسی ایشن جیسے رضاکارانہ ادارے کو کوئی امدادی کام سونپا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو کوائف سے آگاہ کیا جائے؟

**وزیر صحت** (چودھری حامد ناصر): (الف) بنیادی مراکز صحت اور بنیادی سہولیات صحت کی سکیموں میں مرحلہ وار تپ دق سے تحفظ کے لیے بچوں کو بی سی جی کے ٹیکہ جات لگائے جائیں گے جب کہ اس مرض پر قابو پانے کے لیے گورنمنٹ اور دوسرے اداروں میں ادویات اور علاج مفت دیا جاتا ہے۔ پہلے اس بیماری کا علاج مخصوص ہسپتالوں میں ہی کیا جاتا تھا

لیکن اب اس کو ترقی دے کر ضلعی ہسپتال ، تحصیل ہسپتال تک بڑھا دیا گیا ہے بی سی جی / ای پی آئی کی سکیموں کو رورل ہیلتھ سینٹروں اور بنیادی مراکز صحت میں بھی شروع کر دیا گیا ہے ۔

( ب ) تحصیل ، ضلع اور صوبائی سطح پر ٹی بی کے مرض پر قابو پانے کے لیے ٹی بی ہسپتال اور ٹی بی کلینک جیسے ادارے کام کر رہے ہیں ان ہر ایک کلینک میں مندرجہ ذیل معاون پیرا میڈیکل عملہ کام کر رہا ہے :

1 ۔ ریڈیو گرافر / ایکسرے اسسٹنٹ ۔ 1

2 ۔ لیبارٹری اسسٹنٹ ۔ 1

3 ۔ ڈسپینسر ۔ 1

اس کے علاوہ ڈسٹرکٹ ٹی بی کنٹرول افسروں کی دو اسامیاں موجود ہیں جو راولپنڈی اور فیصل آباد میں ہیں ۔ لیکن فیصل آباد کی آسامیاں آج کل خالی پڑی ہے جو جلد ہی پر کی جا رہی ہے اور ان کے ساتھ یہ پیرا میڈیکل سٹاف موجود ہے ۔

1 ۔ رورل ہیلتھ انسپکٹر ———— 1

2 ۔ لیبارٹری اسسٹنٹ ———— 1

( ج ) ماضی قریب میں کوئی سروے نہیں ہوا لیکن عام شفا خانوں میں اور ٹی بی کے مخصوص ہسپتالوں میں کھانسی کے مریضوں اور ٹی بی کے مشتبہ مریضوں کا خون اور بلغم معائنہ کیا جاتا ہے ۔

( د ) ٹی بی ایسوسی ایشن ایک رضا کارانہ اور خود مختار ادارہ ہے

جو کہ محکمہ صحت کے شانہ بشانہ کام کر رہا ہے یہ ادارہ ہر اس کام میں مدد دیتا ہے ۔ جہاں گورنمنٹ کا ادارہ مناسب سمجھتا ہے ۔ تاہم ٹی بی کانفرنس جو کہ مورخہ 11-4-1982 کو منعقد ہوئی تھی اس میں تعلیم صحت عامہ اور ترغیب صحت ٹی بی ایسوسی ایشن کی (ہیلتھ ایجوکیشن / موٹی ویشن) Health Education/Motivation کا کام سونپا گیا ہے ۔

**میاں فضل احمد :** جناب والا ! گذشتہ کئی سالوں سے ہم یہ سنتے آ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں ایک لاکھ آدمی تپ دق کی وجہ سے فوت ہو جاتے ہیں لیکن آپ نے خود ہی فرمایا ہے کہ آپ نے اس کے متعلق کوئی سروے نہیں کیا کہ اس مرض کی prevalence اس ملک میں کیا ہے ۔ کیا یہ آپ ضروری نہیں سمجھتے کہ کم از کم دو چار چھ جگہ پر ایک سمپل سروے کر لیں اور اس سے اندازہ ہو کہ کتنی percentage ان لوگوں کے اندر ہے تاکہ اس کے مطابق ہم اپنے انتظامات کو gear up کر سکیں کیا ہم اندھیرے میں کام نہیں کر رہے ہیں ۔ ہمیں پتہ تو نہیں ہے کہ ہمیں دو لاکھ مریضوں کو handle کرنا ہے یا دو ہزار کو ۔ ہم اپنا عملہ تو رکھتے چلے جا رہے ہیں کبھی کم کر دیتے ہیں کبھی کچھ کر دیتے ۔ کیا ہمیں کوئی سائنٹیفک طریقہ نہیں استعمال کرنا چاہیے کہ پہلے ہم سروے کر لیں صوبہ میں مختلف حلقوں میں دو چار جگہ سمپل سروے کر لیں جس سے ہم کسی data پر پہنچ سکیں کہ ہمیں کتنی امداد کی ضرورت ہے ۔

**وزیر صحت :** آپ کی تجویز مناسب ہے ۔ ہم انشا اللہ فوری طور پر احکامات جاری کر دیں گے کہ spot checking کے طور پر پنجاب میں پانچ چھ جگہوں پر سروے کیا جائے تاکہ ہمارے پاس کچھ اعداد و شمار اکٹھے ہو سکیں ۔

**میاں فضل احمد :** جناب والا ! صرف spot checking درست نہ ہوگی ، پورا سروے کرائیں جو سائنٹیفک طریقہ ہے ۔ کسی علاقہ میں مثلاً لیبر

کالونی میں کروا لیں اس طرح گلبرگ کا علاقہ ہے۔ جو پورا طریقہ سروے کا ہے اس کے مطابق کام کریں۔

**وزیر صحت :** جناب والا ! طریقہ کار پورا follow کیا جائے گا۔ spot checking سے سارے ملک میں بھاگنے کی بجائے ہم کچھ علاقے مخصوص کر لیں گے جہاں پر ہم کلی طور پر سروے کر لیں گے۔ انشا اللہ۔

**بیگم زبیدہ احسان الحق حقی :** جناب والا ! میرا سوال یہ ہے کہ بہاول پور میں تپدق کے لیے کافی مراکز ہیں اور وہ کام کر رہے ہیں۔ مگر ایک چیز جو بہت تکلیف دہ ہے وہ یہ کہ وہاں انسانی رکشے چلتے ہیں۔ ان کو انسان۔ آدمی اور بچے کھینچتے ہیں۔ رکشا کشی تپدق کا ذریعہ ہے جو رکشا کھینچتے ہیں۔ ان لوگوں کی عمر پانچ سال تک ہے۔ وہاں دس دس پندرہ پندرہ سال کے بچے رکشا کھینچتے ہیں۔ وہاں بڑے بڑے مضبوط آدمی۔ سپاہی اور پولیس کے آدمی مفت میں جاتے ہیں۔ لہذا اس چیز کو ختم کیا جائے۔ یہ جو انسانی رکشے چلانے والے ہیں ان کو بھی ختم کیا جائے۔ دوسرا طریقہ انہوں نے یہ اختیار کیا ہے کہ دس دس پندرہ پندرہ رکشوں کے جو مالک ہیں۔ انہوں نے غریب لوگوں کو رکشے دیئے ہوئے ہیں۔ ان کی آمدنی وہ وصول کرتے ہیں اور صحت ان غریبوں کی خراب ہوتی ہے۔ انسداد تپدق کے لیے یہ چیز لازمی ہے کہ رکشے قطعی طور پر ختم کر دیئے جائیں تاکہ یہ مرض بڑھنے کی بجائے کم ہو جائے یا یہ مرض پیدا ہی نہ ہو جو رکشا کھینچنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

**وزیر صحت :** بیگم صاحبہ۔ ہم اس بات کا معائنہ کروائیں گے۔ اگر رکشوں سے واقعی ٹی بی کا incidence بڑھتا ہے تو یقیناً حکومت کو چاہیے کہ کچھ اقدام اٹھائے جائیں جس سے یہ روکے جائیں۔

**سیٹھ محمد عبدالرحمٰن :** جب میں پہلے وائس چیئرمین تھا تو اس وقت حکومت کی طرف سے کئی ایسے خطوط آئے تھے جو میونسپل کمیٹی بہاولپور

میں محفوظ ہوں گے کہ رکشوں کی حوصلہ افزائی نہ کی جائے اس لیے کہ ان سے تپدق جیسا موذی مرض لاحق ہو جاتا ہے کیونکہ ہمارا علاقہ گرم بھی ہے اور وہاں آٹھ مہینے تک گرمی رہتی ہے ۔ لیکن اس دفعہ عجیب تماشا ہوا کہ کچھ ریڈیو والوں نے آ کر ہم سے انٹرویو لیا تو میں نے اس کا حوالہ دیا اور کچھ مجبوری یہ بتائی کہ ہم نے اس وقت آٹھ سو سے زیادہ رکشوں پر پابندی لگا دی تھی تاکہ اس کو بتدریج کم کیا جائے ۔ جب ایڈمنسٹریٹری دور آیا تو اس میں یہ خوب پھلے پھولے اور اب اس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہاولپور میں کم از کم چھ ہزار آدمی سائیکل رکشا چلاتے ہیں لوگوں کی اتنی تعداد کو جب تک متبادل روزگار نہ دے سکیں گے تو یہ خاصا مسئلہ ہے جس پر حکومت کو غور کرنا چاہیے ۔ لیکن اس میں جو بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال کے فزیشن کا انٹرویو آیا ۔ اس میں یہ تھا کہ یہ انتہائی ضروری اور بڑی مفید ورزش ہے ۔ جناب ، اس پر بھی غور کر لیجئے کہ وہ ورزش ہے یا ٹی بی پیدا کرنے کی چیز ہے تاکہ ہم لوگ بہاول پور میں کم از کم یہ کہہ سکیں کہ حکومت اس پر یہ تحقیق کر چکی ہے تاکہ اس کے مطابق کام کیا جائے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** یہ تجویز ہے چٹھہ صاحب آپ ان تجاویز پر غور فرماتے رہیے گا ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** آپ نے اپنے ہی جواب میں فرمایا ہے کہ فیصل آباد میں ڈاکٹر کی جگہ خالی پڑی ہے ۔ فیصل آباد مزدوروں کا شہر ہے جس میں بے شمار ملیں ہیں ۔ وہاں اس بیماری میں اضافہ بھی ہے تو اس کے لیے آپ وہاں ڈاکٹر رکھ لیں ۔ اگر نہیں رکھ سکے تو فوراً رکھ لیں تاکہ ہمارے شہر کے مزدوروں کو آپ بچا سکیں ۔

**وزیر صحت :** میں نے عرض کیا ہے کہ ہم فوری طور پر ڈاکٹر رکھیں گے یہ عارضی طور پر خالی ہوئی ہے ۔ کوئی مستقل خالی آسامی نہیں ہے

آپ کی تجویز کے مطابق ہم امراض سینہ کے ماہر سے رابطہ قائم کریں گے اور ان سے پوچھیں گے کہ آیا رکشہ ڈرائیونگ واقعی ٹی بی کے لیے ایک انکیوبیٹر تو کہیں نہیں بن جاتی ۔

**سیٹھ محمد عبدالرحمان :** آپ یہ دیکھیں کہ جو دس سال سے رکشہ چلا رہے ہیں ان کے پھیپھڑوں کی کیا حالت ہے اور اس طرح مختلف اوقات کا موازنہ کریں ۔

# سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عملدرآمد کی رپورٹوں سے متعلق وضاحت

**جناب قائم مقام چیئرمین :** وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے ۔ دس پندرہ منٹ آپ کو زیادہ دیے تھے ۔ اس کے بعد سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹوں کی وضاحت ۔

**اناؤنسر :** خواتین و حضرات ! سبجیکٹ کمیٹیوں کی سفارشات پر عمل درآمد کی رپورٹیں آپ کے پاس پہلے ہی پہنچ چکی ہیں ۔ ان میں اگر کوئی نکتہ واضح نہ ہو سکا ہو تو کنوینر حضرات اس کے بارے میں سوال کر سکتے ہیں ۔ اس کا جواب متعلقہ محکمے کے وزیر محترم کی جانب سے پیش کیا جائے گا ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اگر کوئی نکتہ وضاحت طلب ہو تو کنوینر حضرات اس کا جواب دیں گے ۔ اگر وہ جواب نہ دے سکتے ہوں گے تو وہ نوٹ فرما لیں گے تاکہ آج کی سبجیکٹ کمیٹیوں کے اجلاسوں میں ان پر مزید غور ہو اور پھر متعلقہ محکموں کو ان کے بارے میں مطلع فرمائیں ۔

**چودھری محمد صدیق صالار :** کمیٹی میں ایک سوال تھا کہ جیلوں میں پنجاب کونسل کا ممبر انسپکشن کر سکتا ہے ۔ ہوم کمیٹی نے یہ لکھا ہے

کہ اس کا حکم دے دیا گیا ہے اور آگے حکومت کی جانب سے یہ لکھا ہے کہ اس پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے ۔ لیکن میں نے فیصل آباد میں ایک جیلر صاحب سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا ہے کہ جناب ، آپ آ تو سکتے ہیں لیکن ہمیں ابھی تک حکم نہیں ملا ۔ جب ایجنڈے میں آیا ہے کہ ہم نے حکم دے دیا ہے تو کم از کم پنجاب کی جیلوں کو یہ حکم پہنچا دیا جائے ۔

نمبر دو ، یہ بھی ہوم کمیٹی سے تعلق رکھتا ہے ۔ آپ نے کہا ہے کہ لائسنسوں کی تعداد چار گنا بڑھا دی گئی ہے ۔ تو ہمارے علم میں نہیں ہے کہ اس چار گنا اضافے میں پنجاب کونسل کے کسی ممبر کی سفارش پر بھی لائسنس ملتا ہے یا نہیں ۔ ڈپٹی کمشنر صاحبان سے یہ کہا جائے کہ وہ پنجاب کونسل کے ممبر صاحبان کی سفارش پر بھی لائسنس دیں ۔ اگر ہو سکے تو ان کا کوٹہ مقرر کر دیں ، خواہ ایک ماہ میں ایک ہی کیوں نہ ہو ۔ مگر پنجاب کونسل کے ممبر کا بھی احترام اور عزت اسی طرح ہونی چاہیے جس طرح آج کل محترم مجلس شوریٰ کے ممبروں کی ہو رہی ہے ۔ یہ گورنر پنجاب کی کونسل ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارے گورنر بڑے اہم ہیں اور ان کی کونسل بھی بڑی اہم ہے ۔ نمبر 3 ، یہ معاملہ آپ سے تعلق رکھتا ہے ۔ سلطان احمد صاحب کا سوال تھا کہ دیہی آبادیوں میں جو احاطہ جات ہیں ۔ جو لوگ زمینوں کے مالک نہیں ہیں یا ہیں ، یا بیس بیس تیس تیس یا پچاس پچاس برس سے وہ بیٹھے ہوئے ہیں ، وہ احاطے ان کے نام نہیں کیے جا رہے ۔ تو آپ اس کے لیے کوئی واضح پالیسی بنائیں کہ وہ احاطہ جات جن کا زرعی زمین کے ساتھ تعلق نہیں ان کے نام کر دیے جائیں ۔ مثلاً آپ نے بارہ ایکڑ رکھا ہوا ہے ۔ یا تین ایکڑ سے کم کسی کو نہیں مل سکتا تو آپ کو یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ دیہی آبادیاں اس ملک میں 80 فیصد ہیں ۔ ان کے گاؤں میں جو احاطے ہیں ، خواہ وہ زمیندار کے پاس ہیں یا غیر زمیندار کے پاس اور وہ بڑی دیر قابض ہیں تو وہ ان کے نام

کر دیے جائیں ۔ تاکہ ان کی آنے والی اولادیں کہہ سکیں کہ یہ احاطہ ہمارا ہے یا ہمارے ابو جان نے ہمیں دیا تھا ۔ ان کے پاس اگر مالکی نہیں ہے تو وہ ساری زندگی اپنی صرف کر دیں گے یہ آپ کی توجہ طلب بات ہے ۔ اور آپ سے ہی تعلق رکھتی ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** جہاں تک ان احاطوں کا سوال ہے ۔ گذشتہ اجلاس میں یہ نکتہ اٹھایا گیا تھا ۔ فی الحقیقت اس بارے میں جو قواعد و ضوابط ہیں ۔ وہ بالکل واضح ہیں ۔ مجھے معزز رکن کے اس خیال سے اتفاق ہے کہ بہت سی جگہوں پر ان قواعد و ضوابط کے مطابق عمل نہیں کیا جا رہا ۔ یہ معاملات وزیر محترم میاں محمد ذاکر قریشی صاحب سے متعلق ہیں ۔ گزشتہ اجلاس میں ان سے گزارش کر دی گئی تھی اور انہیں پھر گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اس کے بارے میں نوٹ فرمائیں اور متعلقہ حکام کو واضح ہدایات جاری فرمائیں تاکہ قواعد و ضوابط کے مطابق مستحق لوگوں کو وہ رقبے ، وہ پلاٹ الاٹ کر دیئے جائیں ۔ نسیم صاحب اس کے بارے میں کچھ وضاحت کرنا پسند کریں گے ۔

**ممبر بورڈ آف ریونیو :** پچھلے دنوں دیہات میں ان کی الاٹمنٹ روک دی گئی تھی ۔ اب یہ دوبارہ جاری کر دی گئی ہے ۔ مستحق لوگ درخواست دیں ۔ انہیں الاٹ ہو جائیں گے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** کیا اس کے بارے میں آپ نے کلکٹر صاحبان کو ہدایات بھیج دی ہیں ۔

**ممبر بورڈ آف ریونیو :** جی ہاں ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب والا ! میں نے کل ہی اے ۔ سی صاحب سے پوچھا تھا کہ جناب ، میں پنجاب کونسل میں جا رہا ہوں ۔ یہ سوال ہے کیا آپ کے پاس اس کے متعلق کوئی واضح ہدایات ہیں ۔ تو انہوں نے

فرمایا کہ ہمارے پاس بورڈ آف ریونیو کی طرف سے کوئی واضح ہدایت نہیں آئی ۔ ہوسکتا ہے آپ کی طرف سے جاری ہو چکی ہو ۔ اگر کسی ضلع میں نہیں پہنچ سکیں تو وہاں پہنچا دیجئے تاکہ ہماری فیصل آباد کی دیہاتی آبادیاں بھی اس سے فائدہ اٹھا سکیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : ہوم کی سب کمیٹی کے جو کنوینر ہیں وہ موجود ہیں ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار** : وہ آج کل نہیں ہیں ۔

**سیکرٹری امور داخلہ** (سید نصیر احمد) : محکمہ امور داخلہ کے متعلقہ دو سوال پیش کیے گئے ہیں ۔ ایک یہ کہ پنجاب کونسل کے ممبران کو جیلوں کی انسپکشن کرنے کی اجازت دی جائے ۔ اس سلسلے میں ہم نے ایک جامع سکیم بنائی ہے جس میں مجلس شوریٰ کے ممبر اور صوبائی اسمبلی کے تمام ممبران کو جیل کے اندر وزٹرز بنا دیا گیا ہے ۔ سالار صاحب نے آج صبح ہی مجھ سے اس سلسلے میں بات کی اور میں معلوم کروں گا کہ سپرنٹنڈنٹ جیل کو ہدایت کیوں نہیں ملی ۔ بہرحال زبانی طور پر انہیں بتایا گیا تھا ۔ ہم ایک کتابچہ بھی شائع کر رہے ہیں جس میں ہر ممبر کے نام اور اس جیل کی تفصیل ہوگی ۔ جس کے اندر وہ وزیٹر مقرر کیے گئے ہیں ان کا ایڈریس ہوگا ، ٹیلی فون نمبر ہوگا اور میرا خیال ہے کہ یہ ہدایات اس ہفتے جاری ہو رہی ہیں ۔

دوسرا سوال اسلحے کے لائسنس کے متعلق ہے ۔ اس میں میں یہ عرض کروں گا کہ گورنر صاحب نے یہ فیصلہ کافی سوچ سمجھ کے بعد کیا ۔ ہم نے یہ فیصلہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ صاحبان کو بھی پہنچا دیا ہے ۔ پہلے صوبے میں چار سو لائسنس فی ماہ دیئے جا رہے تھے ۔ اس کو بڑھا کر اب تقریباً دو ہزار لائسنس فی ماہ دیئے جائیں گے اور اس طریقے سے یہ کوٹہ چار گنا سے زیادہ بڑھا دیا گیا ہے ۔ لیکن جہاں لائسنسوں کا کوٹہ بڑھایا

گیا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے لائسنسوں کو جاری کرنے کا ایک خاص طریق کار بھی مجسٹریٹ صاحبان کو بتایا ہے اور اس کے اندر یہ بات نہایت ضروری ہے کہ Police verification ہو ۔ پولیس اس آدمی کی چھان بین کرے کہ یہ آدمی لائسنس کے قابل ہے یا نہیں ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ خاص طور مجلس شوریٰ اور کونسل کے ممبران کا خاص خیال رکھیں ۔ جو ان کی سفارشات ہوں ان کے مطابق formalities پوری ہوں ۔ اس بات خاص خیال رکھیں اور انہیں accommodate کریں اور لائسنس دیں ۔ جہاں تک کوٹے کا سوال ہے ۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ ایک Policy matter ہے جس کا فیصلہ صوبائی سطح پر گورنر صاحب جو وزیر داخلہ بھی ہیں وہ کر سکیں گے ۔ آیا صوبائی کونسل کے ممبران کے لیے لائسنس کا کوٹہ مقرر کیا جائے یا نہ کیا جائے ۔ پچھلی حکومتوں کے دوران جو کوٹے مقرر کیے گئے تھے میری ناقص رائے میں اس کے کچھ اچھے نتائج اور اثرات نہیں نکلے تھے ۔ اس لیے میری یہ درخواست ہوگی کہ اس مسئلہ پر غور کر لیں گے ۔ لیکن آخری فیصلہ جناب گورنر صاحب خود کریں گے ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب چیئرمین! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ پہلے تقریرات کچھ تلخ ہوں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** دیکھیے سالار صاحب آپ نے اپنی تجویز پیش کر دی ہے اس کا جواب مل چکا ہے اس کے بارے میں مزید کوئی بات اگر ہے تو اس کو متعلقہ سبجیکٹ کمیٹی میں جو کچھ انہوں نے کہا اس کی روشنی میں لے آئیں ۔ کیونکہ بعض باتیں ایسی ہیں جن کا جواب شاید وہ نہ دے سکیں ۔ کیونکہ بعض باتیں ان کے اختیار سے باہر ہیں ۔ اس لیے یہ زیادہ مناسب ہے کہ ایسا کوئی اور سوال یا تجویز آپ متعلقہ سبجیکٹ کمیٹی میں پیش کریں ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب چیئرمین ! میں تو صرف خدشے کا اظہار کر رہا ہوں یہ درست ہے کہ مجلس شوریٰ اعلیٰ ادارہ ہے ۔ لیکن پنجاب کونسل ایک صوبائی سطح کی کونسل ہے اس کونسل کا ہر ممبر یہ سمجھتا کہ وہ منتخب ممبر ہے ۔ وہ یہ بھی سمجھتا ہے کہ ان کی سفارش سے پہلے مجلس شوریٰ کے ممبر وہ کوٹہ ختم کر دیتے ہیں ۔ صوبائی کونسل کے ممبران کو سفارشات کا حق ہے ہم نے جناب گورنر صاحب سے لائسنس جاری کرائے ہیں ۔ یہ جناب گورنر صاحب نے ہم پر مہربانی فرمائی ہے ۔ اس لیے ہمارے اس کوٹے میں سے کسی اور کو اس کا حق زیادہ نہ دیا جائے ۔ بلکہ صوبائی کونسل ہی اس کی مستحق ہے ۔ جناب گورنر پنجاب نے صوبائی کونسلر کی حیثیت سے یہ حق ہمیں دیا ہے اس لیے لائسنسز کا کوٹہ ہمیں زیادہ ملنا چاہیے ۔

**میاں مجید اکبر فاروقی :** جناب چیئرمین ! ایک گزارش ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** کیا آپ نے اس سلسلے میں بات کرنی ہے ۔

**میاں مجید اکبر فاروقی :** جی ہاں ۔ جناب چیئرمین ۔ اس کے ساتھ ممبر مجلس شوریٰ اور صوبائی کونسل کے ممبران کی سفارشات ہوتی ہیں اور ڈپٹی کمشنر صاحبان accommodate بھی کرتے ہیں اور لائسنس بھی جاری کر دیتے ہیں ۔ لیکن ان کی ایک مجبوری ہے ۔ جن پر فوجیوں کی سفارشات ہوتیں ہیں کیونکہ فوجیوں کا کوئی علیحدہ کوٹہ تو مقرر نہیں ہے ۔ یا ان کا علیحدہ کوٹہ مقرر کیا جائے ۔ اس لیے ڈپٹی کمشنر صاحبان مجبور ہوتے ہیں کہ ان کو prefrence دیں اور وہ ان کو prefrence دیتے ہیں ۔ دوسروں کو drop کر دیتے ہیں ۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ مجلس شوریٰ کے ممبروں اور صوبائی کونسل کے ممبروں کی سفارشات almost useless ہو جاتی ہے ۔

**ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں :** جناب چیئرمین ! یہ اس کو ہوم کی

سبجیکٹ کمیٹی میں لے آئیں ۔ تاکہ اس پر بات چیت ہو جائے کیونکہ اس طرح مشکل ہو جائے گا ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** ٹھیک ہے مجھے آپ کی تجویز سے اتفاق ہے ۔ ہوم کی سبجیکٹ کمیٹی میں اس کو لایا جائے اور ممبران وہاں بیٹھ کر غور کر لیں ۔

**سردار محمد عارف خان :** جناب چیئرمین ! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کوٹہ سسٹم کو ہی ختم کر دیا جائے اور جس طرح ڈپٹی کمشنر صاحب کو اختیار ہوتا تھا کہ وہ جتنے چاہیں لائسنس جاری کر سکتے تھے ۔ یہ چاہتے ہیں اس کو ختم کر دیا جائے کیونکہ ایک ضلع میں 10/8 لائسنس ایک ماہ میں جاری ہوتے ہیں جو بہت ہی کم ہیں ۔ آپ دیکھ رہے کہ موروں کی تعداد زیادہ ہو گئی ہے خاص طور پر جو شوگر مل زون اپریا ہیں ۔ گنے کی وجہ سے ان کو کماد میں protection مل جاتی ہے ۔ اس لیے اس کوٹہ سسٹم کو ختم کر دیا جائے ۔

**چوہدری محمد شفیع گل :** جناب چیئرمین ! فیصل آباد کا ہی ضلع لے لیں وہاں مجلس شوریٰ کے بارہ چودہ ممبران ہیں ۔ چیئرمین ایک ہوتا ہے ۔ چیئرمین 35 لاکھ آبادی کا نمائندہ ہے اگر آپ مجلس شوریٰ کے ممبروں کو جو 13|12 ہیں ایک کوٹہ دیتے ہیں ۔ تو اسی حساب سے ہمیں کم از کم حد معقولیت تو دیں ۔ اس لیے براہ کرم اس کو بھی مد نظر رکھا جائے ۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات :** ہوم سیکرٹری صاحب یہ فرما رہے تھے ۔ کہ پچھلی حکومتوں کا بہت تلخ تجربہ ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی حکومت اور اس میں بہت فرق ہے ۔ شرافت اور دوسری حکومت میں فرق ہوتا ہے ۔ اس کو بھی مد نظر رکھا جائے ۔

**سیکرٹری امور داخلہ :** جناب چیئرمین ! یہ بات صحیح نہیں ہے کہ ممبر مجلس شوریٰ کا کوٹہ مقرر کیا گیا ہے ۔ کسی قسم کی سفارشات کا کوٹہ مقرر نہیں کیا گیا ۔ ہم نے ڈی سی صاحبان پر چھوڑ دیا ہے اور جو ہدایات جاری کی گئی ہیں ۔ اس میں کہا گیا first come first served کی بنیاد پر ہو ۔ جن کی سفارشات آئیں اور اگر کوٹے میں گنجائش ہے اور وہ دے سکیں تو دے دیں ۔ یہ بات صحیح نہیں ہے کہ ضلع میں 6 | 8 لائسنس دیے جا رہے ہیں ۔ میرے خیال میں کسی بھی ضلع میں 40 لائسنس سے کم نہیں دیے جا رہے ہیں اور میرے خیال میں فیصل آباد اور لاہور دونوں اضلاع میں تقریباً 150 ہیں ۔ فیصل آباد میں بھی لائسنسوں کا خاصا کوٹہ ہے ۔ یہ نہیں ہے کہ ممبر مجلس شوریٰ کی سفارشات پر اتنے دیے جائے جائیں گے ۔ یا کسی اور سفارشات پر دیے جائیں گے ۔

**سیٹھ محمد عبدالرحمٰن** (چیئرمین میونسپل کمیٹی بہاولپور) **:** جناب چیئرمین ! میرے خیال میں یہ ہوم سیکرٹری صاحب کے علم میں نہ ہو لیکن عملاً ایسا ہو رہا ہے کہ مجلس شوریٰ کے ممبران کی سفارش پر خاص طور پر ڈی ۔ ایم توجہ کرتے ہیں اور لائسنس جاری کرتے ہیں ۔ صدر صاحب کو اپنی ضرورت تھی جس کے تحت فیڈرل کونسل نامزد کی گئی یہ ایک اصول ہے کہ منتخب آدمیوں کے مقابلے میں نامزد لوگوں کو preference نہیں دی جا سکتی ۔ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ آپ نے منتخب لوگوں کو اس معزز ایوان میں بلایا اور جیسے میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ فیصل آباد میں 12|13 مجلس شوریٰ کے ممبران ہیں اور وہاں ایک میئر ہے ۔ اب آپ خود سمجھ لیں اگر یہ صورت ہو تو اس کا weightage کیا ہے ۔ اگر دیانتداری سے اور سمجھداری سے کام لیا جائے تو یہ حق کونسل کے ممبران کو جاتا ہے ۔ اگر گورنر صاحب یہاں ہوتے تو وہ ہمارے جذبات کو دیکھتے اور بخوبی سمجھتے ۔ اس لیے اب یہ آپ کا کام ہے کہ اس سلسلے میں یہ جذبات ان تک پہنچائیں ۔ معافی چاہوں گا مجلس شوریٰ کے ممبران

کو اس معزز ایوان پر سبقت دینے کے لیے تیار نہیں ہوں ۔ اگر وہ دیتے ہیں تو حکومت کی ضرورت ہے ۔ حالانکہ غیر ملکی دورے کے دوران صدر صاحب نے غالباً کلیوفورنیا میں یہ فرمایا تھا کہ ہمارے ملک میں لوکل گورنمنٹ سسٹم بھی یہی ہے جو آپ کے یہاں ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ اسی ارادے سے واپس آئیں گے ۔ اور وہ ان elected اداروں کو زیادہ سے زیادہ نوازشات سے نوازیں گے ۔ یہ ایک ٹیسٹ ہے اگر باقاعدگی کے ساتھ چلتا رہا تو جمہوریت کامیاب ہو گی ۔ لیکن مصیبت تو یہ ہے کہ یہاں تو سولہ سولہ سال تک الیکشن نہیں ہوتے ۔ میں عرض کروں گا کہ اس ایوان کے منتخب لوگ جو ہیں وہ کسی حیثیت سے کم نہیں ہیں ۔ کیونکہ وہ ڈپٹی یا کمشنر صاحبان کی سفارشات پر مقرر نہیں ہوئے ہیں ۔

**جناب سراج الزبیشی** (صدر مرکزی انجمن تاجران لاہور) : جناب چیئرمین ! اسلحہ کے لائسنس کی بات ہو رہی ہے ۔ یہ بات طے کر دینی چاہیے کہ وفاقی کونسل کے ممبر اور صوبائی کونسل کے ممبر جنہیں وہ سفارش کریں ضلع انتظامیہ کس حد تک ان کا احترام کرتی ہے لیکن میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ لائیسنس جاری کرنے کا جو طریقہ کار ہے اس میں پولیس کی تصدیق کا طریق کار بہت لمبا ہے خاص طور پر آجکل یہ سلسلہ اس طرح چل رہا ہے کہ اگر کوئی خواہشمند درخواست دیتا ہے ڈی سی صاحب اس کی درخواست ایس پی صاحب کو بھیج دیتے ہیں اور ایس پی صاحب ڈی ایس پی صاحب کو بھیج دیتے ہیں ۔ ڈی ایس پی صاحب پھر اس کو ایس ایچ او صاحب کے پاس بھیجتے ہیں ۔ پھر وہ تھانہ محرر کے پاس جاتی ہے اور وہاں سے رپورٹ تیار ہوتی ہے ۔ پھر اسی لمبے راستے سے واپس آتی ہے ۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اگر رپورٹ ایس ایچ او صاحب نے ہی کرنی ہے تو ڈی سی صاحب براہ راست ایس ایچ او کے پاس درخواست بھیج دیں ۔ ایس ایچ او متعلقہ ریکارڈ دیکھ کر اپنی

رائے دے کر رپورٹ بنا کر پھر ڈی ایس پی صاحب یا ایس پی صاحب کے پاس بھیجے ۔ اس طرح جتنا وہ لمبا پروسیجر ہے اس سے چھٹکارہ مل جائے گا اور لوگوں کو لائسنس آسانی سے جاری ہو سکیں گے ۔

**چوہدری ہارون الرشید تھہیم** (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب) : جناب والا ! میں اب لائسنس کے معاملے کو چھوڑتا ہوں اور یہ جو لفظ ''جسٹس آف پیس'' ہماری نظروں سے گزر رہا ہے اس کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ اس میں محض exception ہے یا اس کو supercede کیا گیا ہے تو یہ جو آپ کی مجلس کے ممبر ہیں ان کو اس لفظ کے ساتھ کیوں منسوب نہیں کیا گیا ۔ میں ایک بات آپ کو بتا دوں کہ یہ سارے elected ممبر ہیں اور دو دو لاکھ طبقے کی یہ نمائندگی کرتے ہیں اور جو nominated ممبر ہیں وہ بڑی بڑی ایسوسی ایشنز سے آئے ہوئے ہیں ۔ یہ آپ کو زیادہ کام دے سکتے ہیں ۔ امن قائم رکھتے ہیں ، انصاف قائم کرتے ہیں ، رشوت کو دور کرنے کے لیے اور بے قاعدگیوں کو دور کرنے کے لیے یہ سب سے زیادہ مفید طبقہ ہے ۔ تو ان کے نام ''جسٹس آف پیس'' میں کیوں نہیں آئے ؟ یا ان کو بھی اڑا دیا جائے یا ان کو بھی وہ دیا جائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**جناب خاقان بابر** (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) : جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ میں بھی لاء اینڈ آرڈر کمیٹی کا ممبر ہوں ۔ ایک غلط فہمی کا ازالہ ضروری ہے ۔ سیکرٹری صاحب نے اگرچہ وہ بیان فرما دیا ہے لیکن اس کو واضح کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ! مجلس شوریٰ کے ممبران کو کوٹہ وغیرہ نہیں دیا ہوا ۔ وہ صرف recommendation کرتے ہیں ۔ صرف importance کی بات ہے کہ They should be considered with a preferential treatment. صرف اتنی بات ہے ۔ کوٹہ کسی کا نہیں ہے ۔

دوسری بات میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ

اس طریقہ کار کو بھی زیر بحث لایا گیا ۔ یہ معاملہ ہماری کمیٹی میں بھی آیا اس کے بعد گورنمنٹ نے اس کو consider کیا ہے ۔ لائسنس جو ہیں ۔ یہ مٹھائی نہیں ہے کہ بانٹ دی جائے ۔ لائسنس اگر دس یا سو درست آدمیوں کو دیئے جائیں اور چار غلط آدمیوں کو مل جائیں تو اس کے نتائج خطرناک ہو سکتے ہیں اس لیے طریقہ کار کی جو پیچیدگیاں ہیں ان سے گھبرانا نہیں چاہیے تاکہ مثبت نتائج پیدا ہوں ۔ لائسنس بہرحال دیئے جانے چاہئیں اور ہماری سفارشات پر دیئے جانے چاہئیں ۔

**حاجی مقصود احمد بٹ** (جنرل سیکرٹری شاہ عالم مارکیٹس بورڈ) : جناب والا ! جیسا کہ لائسنسز کی بات ہو رہی ہے ۔ میرے محترم ممبران نے ابھی بتایا کہ لاہور شہر کے لیے ڈیڑھ سو لائسنس کا کوٹہ دیا گیا ہے جناب والا ! میری گزارش یہ ہے کہ پہلی تاریخ کو ڈی سی صاحب کے باہر یہ بورڈ لگ جاتا ہے کہ اس ماہ کے لائسنس ختم ہو چکے ہیں ۔ تو آپ دیکھیں جیسا کہ اخبارات میں آیا ہوا ہے کہ تشریف شہریوں کو لائسنس دیئے جائیں گے ۔ تو لوگ ہمارے گھروں کے چکر لگاتے ہیں اور جب وہ ڈی سی صاحب کے دفتر جاتے ہیں تو وہاں سے پتہ چلتا ہے کہ اس ماہ کے لیے لائسنس کا کوٹہ جاری کیا جا چکا ہے اور اب جو نیا طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے کہ ڈی سی صاحب نے لاہور شہر کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ وہاں اے ڈی سی (جی) کے پاس جائیں ۔ جیسا کہ میرے معزز دوست سراج قریشی صاحب نے بتایا ہے کہ وہ جب کوئی درخواست رپورٹ کے لیے بھیجتے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ دو دو ماہ تو رپوٹوں میں گزر جاتے ہیں اور اس کے بعد ہمیں جو پریشانی ہوتی ہے ۔ یہ بہت تکلیف کی بات ہے ۔ تو اس کے ازالہ کے لیے میری گزارش یہ ہے ۔ کہ جس طرح میرے دوست نے کہا ہے کہ اس کو ڈی سی صاحب کی جانب سے براہ راست رپورٹ کے لیے ایس ایچ او صاحب کے پاس بھیجیں

اور جو وہ رپورٹ کرے اس پر لائسنس بن جائے اور ارکان صوبائی کونسل کو بھی اختیار دیا جائے کہ ان کو کم از کم ماہ میں ایک لائسنس جاری کرنے کی اجازت تو ہونی چاہیے۔

**میاں محمد منیر** (سینیٹر وائس پریذیڈنٹ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین، لاہور) : جناب چیئرمین! اس وقت لائسنسوں کی بات ہو رہی ہے اور لائسنس، اسلحہ کے لائسنس ہیں اس میں اگر کوئی اور قسم کے لائسنسوں کا چکر چل رہا ہے تو میں معذرت چاہوں گا۔ میں سمجھ رہا ہوں کہ یہ اسلحہ کے لائسنسوں کی باتیں ہو رہی ہیں۔ دراصل اس وقت جو کرائمز کرنے والے لوگ ہیں۔ ان کے پاس بغیر لائسنس کے اسلحہ موجود ہے اور جو شریف شہری، شریف دیہاتی اور شریف انسان ہیں ان کے لیے لائسنس لینے کے لیے اتنی بڑی قباحتیں ہیں کہ میرے خیال میں آپ اس کا اندازہ نہیں کر سکتے۔ ہمارے ملک کے مختلف حصے ہیں۔ میں نے ایک دفعہ کسی ضمن میں فرنٹیئر کے ٹرائیبل ایریا کے کرائمز کے سلسلے میں پتا کیا کہ وہاں پر کتنے کرائمز ہوتے ہیں جہاں لائسنس کا کوئی تصور نہیں ہے مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمام فرنٹیئر ٹرائیبل ایریا میں اتنے کرائمز نہیں ہوتے جتنے کہ فقط یہاں پنجاب کے ضلع شیخوپورہ میں ہوتے ہیں۔ تو میری تجویز یہ ہے کہ لائسنس شریف آدمیوں کو دینا بنیادی طور پر ایک اچھا قدم ہے ابھی ابھی پچھلے سال کا واقعہ ہے کہ مسٹر ریگن پر گولی چلی اور ایک رو چلی کہ یہاں اسلحہ لائسنس کے ساتھ دیا جائے۔ یہ آرمز اینڈ ایمونیشن کا right رکھنا بند کر دیا جائے۔ مگر اس نے بطور جس پر بغیر لائسنس اسلحہ کے گولی چلی تھی کہا کہ نہیں یہ قوم کا pride ہے اور اس کے پاس رہنا چاہیے۔ شریف شہری کی شرافت کا معیار شریف انسانوں سے لیا جائے اور ان کی شرافت کی گواہی کے بعد ان کو لائسنس کا حق فوراً دے دیا جائے۔ اس میں کوٹہ سسٹم کچھ اس قسم کی بات ہے جس طرح راشن ڈپوؤں کی بات ہو رہی ہے۔ جس طرح راشن ڈپو اس ملک میں رشوت کے طور پر

تقسیم کیے جاتے رہے ہیں اسی طرح اسلحہ بھی رشوت کے طور پر دیا جا رہا ہے۔ تو میں درخواست کروں گا کہ اس میں کوٹہ سسٹم نہ رکھا جائے۔ اس میں خواہش مند شریف شہری کو حق ہونا چاہیے کہ وہ جس وقت اپنی protection اپنی قوم کی protection اپنے محلے کی protection اپنی ووائٹی کی protection کرنا چاہے اس کو وہ اسلحہ دے دیا جائے۔ شکریہ

**میاں عبدالخالق** (چیئرمین میونسپل کمیٹی رحیم یار خان) : جناب والا! اسلحہ لائسنس کے لیے یہ جو پولیس انکوائری کا سسٹم ہے اس کی میں ایک مثال عرض کرتا ہوں۔ یہاں پچھلے اجلاس میں ہاؤس میں گورنر صاحب کے سامنے مجھے سے پولیس کے خلاف بات ہوگئی۔ اس وجہ سے پولیس نے میرے چھوٹے بھائی کا لائسنس reject کر دیا حالانکہ میرا چھوٹا بھائی ہزاروں روپے ٹیکس دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں ایک بدمعاش کو جو کہ پولیس کا ٹاؤٹ ہے پولیس اس کی بغیر سوچے سمجھے سفارش کر دیتی ہے، یہ لائسنس جتنے مل رہے ہیں مجلس شوریٰ کے ذریعے اگر ان کی انکوائری کرائی جائے تو اس میں زیادہ پولیس کے ٹاؤٹ ملیں گے۔ شریف آدمی آپ کو کم ملیں گے۔ اس لیے اس میں آپ کو کوئی ایسا طریقہ رکھنا چاہیے کہ اگر کوئی انکم ٹیکس دیتا ہے۔ مالیہ دیتا ہے۔ گورنمنٹ کا ٹیکس گزار ہے۔ شریف شہری ہے اس کے لیے یہ پابندی نہیں چاہیے۔ وہ سیدھا ڈی سی صاحب کے پاس جائے اور اس کو لائسنس ملنا چاہیے۔ یہ جو پولیس کے چکر ہیں کہ جو ان کو رشوت دیتا ہے جو ان کا ٹاؤٹ ہے اس کو وہ لائسنس کے لیے recommend کر دیتے ہیں شریف شہریوں کو وہ recommend نہیں کرتے اس لیے پولیس کی recommendation ختم ہونی چاہیے۔ اس سے شریف آدمیوں کو نقصان ہوتا ہے۔

**بیگم زبیدہ [illegible]ری** : جناب والا! میں اس سلسلے میں یہ گذارش

کروں گی کہ ملتان کے لیے کتنا کوٹہ ہے اور جو مزید بڑھایا ہے اس میں سے اسے کتنا ملا ہے ؟

**معتمد امور داخلہ :** جناب والا ! اس سلسلے میں میں یہ گذارش کر دیتا ہوں کہ revise کوٹے کے بعد مختلف اضلاع کی شرح اس طرح سے مقرر کی گئی ہے ۔ سرگودھا 45 ۔ خوشاب 30 ۔ بھکر 30 ۔ میانوالی 30 ۔ فیصل آباد 72 ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ 30 ۔ جھنگ 44 ۔ لاہور 150 ۔ قصور 32 ۔ شیخوپورہ 44 اوکاڑہ 36 ۔ گوجرانوالہ 60 ۔ سیالکوٹ 56 ۔ گجرات 52 ۔ ملتان 84 ۔ مظفرگڑھ 48 ۔ وہاڑی 32 ۔ ساہیوال 68 ۔ راولپنڈی 75 ۔ اٹک 30 ۔ جہلم 30 ۔ بہاولپور 50 ۔ بہاولنگر 50 ۔ رحیم یار خان 50 ۔ ڈیرہ غازی خان 50 ۔ راجن پور 30 ۔ لیہ 25 ۔

**بیگم زبیدہ جعفری :** شکریہ ۔

**الحاج چودھری محمد حیات** (وائس چیئرمین پنجاب ٹرانسپورٹرز ایسوسی ایشن) : جناب والا ! کمیٹیوں کی رپورٹس کے متعلق تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں جو اس میں میری مؤدبانہ گذارش یہ ہے کہ سبجیکٹ کمیٹیاں مختلف اوقات پر اکٹھی ہوتی رہی ہیں ان کی میٹنگز ہوتی رہی ہیں مگر پچھلے دو تین سال سے جب سے یہ کونسل وجود میں آئی ہے اور خاص طور پر ٹرانسپورٹ کمیٹی نے جو کچھ آج تک کام کیا ہے اس کی ایک آئٹم پر بھی عملدرآمد نہیں ہوا ۔ محکمہ ٹرانسپورٹ اپنی طرف سے سفارشات یا جو بھی فیصلہ جات کیے جاتے ہیں ان کی ایک نقل بھیج دی جاتی ہے مگر اس کی ایک آئٹم پر بھی میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں آج تک عمل نہیں ہوا ۔ میری مؤدبانہ گذارش ہے کہ سبجیکٹ کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد کرایا جائے ۔

**شیخ محمد اقبال :** یہ بالکل حقیقت ہے ۔

**الحاج چودھری محمد حیات :** دوسرے جیسا کہ ہمارے فاضل بزرگ ممبر

نے کہا ہے کہ مجلس شوریٰ کے ممبران کو اگر جسٹس آف پیس مقرر کیا گیا ہے - تو جناب چیئرمین آپ سے گذارش کروں گا کہ آپ اپنی ملاقات میں جناب گورنر صاحب سے یہ گذارش کریں کہ اس فاضل ہاؤس کے اراکین کو بھی جسٹس آف پیس مقرر کیا جائے - ان کا بھی یہ حق ہے -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** یہ اجلاس آدھے گھنٹے چائے کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے ہم یہاں پر ساڑھے گیارہ بجے ملیں گے -

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ تک ملتوی ہوگئی)

# پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال پر رپورٹ کا پیش کیا جانا

(اس مرحلہ پر جناب گورنر ، چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**اناؤنسر :** خواتین و حضرات اب جناب سید نصیر احمد صاحب معتمد امور داخلہ پنجاب میں امن‌وامان کی صورت حال پر رپورٹ پیش کریں گے - بعد میں اس پر عام بحث ہوگی -

**سیکرٹری امور داخلہ :** (سید نصیر احمد) جناب صدر و معزز حاضرین ! بسم اللہ الرحمن الرحیم - السلام علیکم !

جیسا کہ صوبائی گورنر نے کل اپنی ابتدائی تقریر میں فرمایا صوبہ میں امن عامہ کی صورت حال تسلی بخش رہی ہے - پنجاب صوبائی کونسل کے گزشتہ اجلاس منعقدہ مئی 1982 سے اب تک امن عامہ کے نقطہ نظر سے قابل ذکر واقعات مندرجہ ذیل ترتیب میں بیان کیے جا سکتے ہیں :

محرم : محرم کی تقریبات کے دوران اگرچہ چند اکا دکا ناخوشگوار واقعات مختلف علاقوں میں رونما ہوئے تاہم مجموعی طور پر فضا پر امن

رہی - ان واقعات کی نوعیت فرقہ وارانہ چپقلش کی نہ تھی بلکہ مقامی رقابت - حسد اور سیاسی کش مکش کی وجہ مختلف فریقین نے ایک دوسرے سے آگے جانے کی کوشش کی تھی - صوبہ کے معززین بالعموم اور کونسلر صاحبان بالخصوص شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کے تعاون سے ایام محرم اور چہلم امن اور آسودگی سے گزر گئے نیز اس بارے میں انتظامیہ کی کارکردگی پولیس کی کارکردگی اور محکمہ اوقاف کی کارکردگی قابل تعریف رہی - فرقہ وارانہ اختلاف کے سلسلہ میں دیوبندی اور بریلوی حضرات کے باہمی اختلاف ان کے لیے ایک مستقل موضوع بنا رہا - تاہم ان کا اظہار زیادہ تر تحریروں اور تقریروں میں کیا جاتا رہا - اگرچہ کبھی کبھی کسی مسجد یا اس کے متعلقہ دینی مدرسہ متنازعہ بن جائے تو یہ اختلاف ایسی جگہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے جس سے نپٹنے کے لیے ہم کو امن عامہ کی بحالی کے لیے کارروائی کرنی پڑتی ہے اور اس سلسلہ میں کئی جگہ انتظامیہ نے کارروائی کی -

وکلا کے سلسلہ میں : وکلا نے لیگل پریکٹیشنرز اینڈ بار کونسل ایکٹ مجریہ 1973ء میں ترمیم کے خلاف اجتماعی احتجاج جاری رکھا - اگرچہ ان ترامیم کا تعلق ان کی پیشہ وارانہ ذمہ داریوں کو مربوط کرنے سے ہے لیکن وکلا کے اندر چند عناصر اس کو سیاسی رنگ دینے کی کوشش کرتے رہے - اس سلسلہ میں دو مرتبہ یعنی 22 نومبر 1982ء اور 6 دسمبر 1982ء کو وکلا نے صوبہ گیر ہڑتال کر کے عدالتوں کا بائیکاٹ کیا - قبل ازیں ہائی کورٹ کے احاطہ کے اندر کل پاکستان کنونشن 7 اکتوبر 1982ء کو منعقد کیا گیا - پروگرام کے مطابق کل 18 دسمبر 1982ء کو وکلا کا ایک کنونشن کراچی میں منعقد ہونا تھا اور آئندہ 24 دسمبر 1982ء کو راولپنڈی میں ایک کنونشن منعقد کیا جائے گا - حکومت نے متعدد بار اس بات کا اظہار کیا ہے کہ وکلا قانون اور عدلیہ کے احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنی سرگرمیاں پیشہ وارانہ ذمہ داریوں تک محدود

رکھیں اور خواہ مخواہ سیاست میں ملوث نہ ہوں ۔ حکومت نے آج تک بے حد ضبط سے کام لیا ہے اور صرف چند انتہا پسندوں کے خلاف قانون شکنی کی وجہ یا امر مجبوری حکومت کو کارروائی کرنا پڑی ۔

تخریبی کارروائیوں کے سلسلہ میں : اگرچہ چند ماہ کے دوران چار واقعات ایسے پیش آئے جن کا ذکر یہاں کرنا مناسب ہوگا ۔ یہ واقعات یکے بعد دیگرے ماہ ستمبر 1982ء کو پیش آئے ۔ سب سے پہلے لاہور ایر پورٹ کے باہر دھماکہ ہوا جس سے سات کاریں تباہ ہو گئیں ۔ اس کے بعد مسٹر جسٹس سعید الرحمن کی رہائش گاہ پر متعین گارڈ کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ۔ اس دوران خواجہ محمد صفدر چیئرمین مجلس شوریٰ کے مکان واقع سیالکوٹ سے متصل مکان پر ایک بم پھینکنے کی کوشش کی گئی ۔ اس سلسلہ کی آخری کڑی قومی بچت کے سنٹر واقع جیل روڈ پر مسلح ڈکیتی تھی جس میں ایک گارڈ ہلاک ہوگیا اور ڈاکو ایک لاکھ بیس ہزار روپے انعامی بانڈ کی صورت میں لے کر فرار ہو گئے ۔ ان واقعات کے بعد حفاظتی اقدامات کو مزید بہتر بنا دیا گیا ۔ پولیس کو جدید اسلحہ فراہم کیا گیا ہے ۔ ان حفاظتی اقدامات کی وجہ سے مزید دہشت گردی کے واقعات ہمارے علم میں نہیں آئے اور حالات پر سکون ہیں ۔ تفتیش اور بم کی کارروائی کے متعلق انسپکٹر جنرل آف پولیس اپنی رپورٹ بعد میں اگر پیش کرنا چاہیں تو وہ پیش کریں گے ۔

صنعتی کارکنان کے سلسلہ میں : صنعتی اداروں میں امن عامہ کی صورت حال بحیثیت مجموعی پر سکون رہی ۔ صنعتی کارکنان کے بڑے بڑے مسائل جن میں اشیاء خوردنی کی گرانی ۔ تنخواہوں اور دیگر مراعات میں اضافہ ۔ بونس ۔ مزدوروں کی چھانٹی اور تالہ بندی وغیرہ شامل ہے ۔ مزدور انجمنیں اپنی میٹنگ میں ان مسائل کے حل کے لیے اپنی آواز بلند کرتے رہے ہیں ۔ مزدور لیڈر نئی لیبر پالیسی کے لیے بھی مضطرب تھے ۔ مزدور لیڈر بعض

اوقات اپنی تقریروں میں تلخ لب و لہجہ اختیار کرتے رہے تھے لیکن اس سے امن عامہ میں کوئی خاص بڑا مسئلہ پیش نہیں آیا ۔ حکومت کی خواہش ہے کہ صنعتی کارکنان اور فیکٹری انتظامیہ میں باہمی افہام و تفہیم کی فضا قائم رہے تاکہ صنعتی پیداوار میں روز بروز اضافہ ہوتا رہے ۔

طلباء کے سلسلہ میں : طلباء کے حلقوں میں اسلامی جمعیت جو کہ صوبہ کے بیشتر تعلیمی اداروں میں یونین پر قابض ہے اس کی مخالف طلباء تنظیموں کے درمیان چپقلش جاری رہی ۔ علاوہ ازیں طلباء ٹرانسپورٹ کی سہولتوں اور دیگر مطالبات کی بنا پر کہیں کہیں مظاہرہ ہوا ۔ گزشتہ دنوں ایسے واقعات خصوصاً گجرات ۔ گوجرانوالہ ۔ شیخوپورہ اور لاہور میں وقوع پذیر ہوئے ۔ ان واقعات میں طلبہ نے ٹریفک جام کرنے کی کوشش کی ، ایک سرکاری گاڑی کو آگ لگانے کی کوشش کی ، تعلیمی اداروں کے شیشوں اور فرنیچروں کو نقصان پہنچایا اور کہیں کہیں پرائیویٹ املاک کو بھی نقصان پہنچایا ۔ ان واقعات کی مؤثر روک تھام کے لیے حکومت نے چند اقدامات کیے ہیں جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے :

طلبہ میں باہمی اختلاف ، تعلیمی اداروں کے اندر بدامنی کے واقعات تعلیمی اداروں کی متعلقہ انضباطی کمیٹیوں کے سپرد کیے جائیں گے ۔ ان کمیٹیوں کو مقامی انتظامیہ کی تائید اور حمایت مکمل طور پر حاصل ہوگی ۔ بدامنی کے ایسے واقعات جن میں توڑ پھوڑ اور املاک کا نقصان شامل ہے ، اس سلسلے میں مقدمات فوری طور پر درج کیے جائیں گے اور ان کی جلد از جلد تفتیش مکمل کر کے مقدمات کے چالان عدالتوں میں پیش کر دیے جائیں گے اور ان مقدمات کے فیصلے فوری طور پر کیے جائیں گے ۔

بدامنی کے ایسے واقعات جن میں قتل اور وسیع پیمانے پر توڑ پھوڑ اور تشدد کے واقعات شامل ہیں ، ایسے مقدمات فوجی عدالتوں میں پیش کیے جائیں گے ۔

زیر سماعت فوجداری مقدمات 1982ء : اس کے بعد میں مقدمات کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جو کہ اس وقت فوجی عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ۔ 1982ء کے دوران جیسا کہ آپ دیکھیں گے ، یکم اکتوبر میں ایسے مقدمات جو کہ اس وقت پینڈنگ ہیں ، ان کی تعداد کم ہو گئی ۔ اعداد و شمار کے مطابق آپ دیکھیں گے کہ تقریباً اکتوبر کے اندر مقدمات کی تعداد تین ہزار کے قریب ہے ۔ ایسے مقدمات جو کہ بقایا مقدمات ہیں ، ان کی تعداد کم ہے اور اسی طرح سرسری مقدمات میں بھی تعداد کم ہو گئی ہے ۔

**جناب چیئرمین :** آپ یہ فہرست پڑھ دیں ، کیونکہ بعض جگہ نظر نہیں آ رہی ۔

**سیکرٹری ، امور داخلہ :** بہتر جناب ۔

| | | باقاعدہ مقدمات | سرسری مقدمات |
|---|---|---|---|
| یکم جنوری | 1982ء | 76241 | 113594 |
| یکم اپریل | 1982ء | 76856 | 117555 |
| یکم جولائی | 1982ء | 76977 | 126910 |
| یکم اکتوبر | 1982ء | 73308 | 108011 |

صوبائی حکومت اس بات کی پوری کوشش کر رہی ہے کہ ان مقدمات کو جلد از جلد نمٹایا جائے ۔ اس سلسلے میں مندرجہ ذیل اقدامات کیے گئے ہیں :

1 ۔ کمشنر صاحبان کو ہر ضلع کی عدالتی کارروائی کا تفصیلی جائزہ لینے کے لیے احکامات جاری کر دیے گئے ہیں اور انہیں یہ کہا گیا ہے کہ وہ اس بات کا اطمینان کریں کہ مقدمات کو جلد از جلد نمٹانے میں وہ پوری مدد کر سکیں ۔

2 ۔ انسپکٹر جنرل پولیس کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ پولیس مقدمات کے چالان مقررہ مدت کے اندر عدالتوں میں پیش کریں اور تفتیش جلد از جلد مکمل کریں ۔

3 ۔ ایک سال سے زاید عرصے سے زیر سماعت مقدمات پر خصوصی توجہ دی جائے اور ان کے نمٹانے میں تاخیر کی وجوہات معلوم کر کے ان کا ازالہ کیا جائے ۔

4 ۔ سنگین جرائم کے مقدمات اور دوسرے اہم مقدمات کا خصوصی طور پر خیال رکھا جائے اور ہر ماہ ان کی سماعت میں پیش رفت کا جائزہ لیا جائے ۔

5 ۔ تھانے کے افسران انچارج سمنات اور وارنٹوں کی تعمیل پر خصوصی توجہ دیں اور خاص طور پر پرانے مقدمات کے سمنات اور وارنٹ کی تعمیل کی ہر ممکن کوشش کریں ۔

6 ۔ مجسٹریٹ صاحبان کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ جو گواہان عدالت میں حاضر آئیں انہیں کسی صورت میں ان کی شہادت قلم بند کیے بغیر واپس نہ بھیجا جائے ۔

7 ۔ فوجی عدالتوں میں مقدمات کی سماعت کے لیے علیحدہ کل وقتی مجسٹریٹ صاحبان مقرر کیے گئے ہیں تاکہ دوسری عدالتوں میں مقدمات کی سماعت میں تاخیر نہ ہو ۔

8 ۔ سرکاری گواہان کی شہادت قلم بند کرنے میں جو تاخیر ہوتی ہے اس کو روکنے کے لیے متعلقہ محکمہ جات کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ ان گواہان کو بلا توقف شہادت دینے کا پابند کریں ۔

9 ۔ صوبے میں 85 اعزازی مجسٹریٹ مقرر کیے گئے ہیں اور کمشنر

صاحبان کو یہ بھی ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ اگر وہ اعزازی مجسٹریٹ کی تعداد بڑھانا چاہیں تو اس صورت میں اپنی تجاویز صوبائی حکومت کو بھیجیں۔

10 ۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کو یہ ہدایات کی گئی ہیں کہ وہ اکٹھے جیل خانوں کا دورہ کریں تاکہ زیر حراست ملزمان کے معمولی مقدمات جن کو نمٹانے میں تاخیر ہو رہی ہے ان کو جلدی سے جلدی نمٹایا جا سکے۔

امن عامہ کی صورت حال کے سلسلے میں دو چیزوں کا ذکر اور کرنا چاہوں گا۔ ایک جس کے متعلق گورنر پنجاب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ممبران مجلس شوریٰ کو "جسٹس آف پیس" بنایا گیا ہے اور اس طریقے سے وہ مجسٹریٹوں کا بہت کام خود کر سکیں گے۔ جہاں تک اسلحے کے لائسنس کا مسئلہ ہے، یہ پچھلی دفعہ بھی پیش کیا گیا تھا اور اسلحے کے لائسنسوں کی تعداد اب تقریباً چار گنا کر دی گئی ہے۔ پچھلے عرصے میں تقریباً چار سو لائسنس دیے جاتے تھے جن کی تعداد بڑھا کر تقریباً دو ہزار ماہانہ کر دی گئی ہے۔

**پولیس :** امن عامہ کو قائم رکھنے کے لیے مجسٹریسی کے ساتھ ساتھ ایک دوسرا رکن پولیس کا ہوتا ہے۔ صوبائی حکومت نے حال میں متعدد ایسے اقدامات کیے ہیں جن سے پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنایا جا سکے گا تاکہ جرائم کی روک تھام کے لیے موجودہ وسائل میں خاطر خواہ اضافہ اور بہتری پیدا کی جا سکے :

1 ۔ ملک کی چھتیس سالہ تاریخ میں پہلی مرتبہ حکومت پنجاب نے پولیس مشینری کو جدید خطوط پر استوار کرنے اور ضروری ساز و سامان سے لیس کرنے کے سلسلے میں تقریباً 170 کروڑ روپے کی لاگت پر مبنی ایک پروگرام مرتب کیا ہے جس کے

تحت نہ صرف پولیس کی نفری میں مرحلہ وار اضافہ کیا جائے گا بلکہ ٹرانسپورٹ اور مواصلاتی نظام کی بہتری ، تفتیشی اداروں اور تحقیقاتی لیبارٹریوں وغیرہ کی مناسب تنظیم اور بہتری کے اقدامات بھی کیے جائیں گے ۔ اس پانچ سالہ ترقیاتی پروگرام سے قطع نظر پولیس کی افرادی قوت میں اضافہ اور اس کے وسائل کی بہتری کے لیے گذشتہ چند سالوں میں بھی متعدد ٹھوس اقدامات کیے گئے ہیں ۔ اس دوران میں پولیس کی نفری میں تقریباً چار ہزار افراد کا اضافہ کیا گیا ہے جس کی وجہ سے سال رواں کے بجٹ میں تقریباً ساڑھے چار کروڑ روپے جیسا کہ آپ یہاں دیکھیں گے پولیس کی نفری کی تنخواہوں کے لیے مخصوص کیے گئے ہیں ۔ اسی طرح پولیس کی ٹرانسپورٹ کے لیے تقریباً 86 لاکھ روپے مخصوص کیے گئے ہیں ۔ قانون شکنی کو روکنے کے لیے جدید ساز و سامان کے لیے 57 لاکھ روپیہ مخصوص کیا گیا ہے ۔ جدید آلات اور مواصلات کے لیے 30 لاکھ روپیہ مخصوص کیا گیا ہے اور پولیس کے ملازمین کی فلاح و بہبود کے لیے 19 لاکھ روپیہ مخصوص کیا گیا ہے ۔

2 ۔ اس کے ساتھ ساتھ پولیس کے عملے اور افسران کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے جس میں پولیس کی تربیت کے اخلاقی اور مذہبی پہلوؤں کو خاص اہمیت دی گئی ہے ۔

3 ۔ پولیس کو ایک زیادہ فعال ادارہ بنانے کے لیے ٹرانسپورٹ اور مواصلات کی زیادہ اور جدید سہولتیں فراہم کی جا رہی ہیں جن پر سال رواں میں تقریباً ایک کروڑ روپیہ خرچ کیا جائے گا ۔

4 ۔ ٹریفک پولیس کی از سر نو تنظیم اور بہتر تربیت کا اہتمام کیا جا رہا ہے ۔ ٹریفک پولیس کو بہتر بنانے کے لیے ٹریفک

سارجنٹ کی سکیم دوبارہ بحال کی گئی ہے ۔ قومی شاہراہوں پر حادثات کی روک تھام اور ٹریفک جرائم کے انسداد کے لیے موبائل انسپکٹروں کی تعداد میں اضافہ کیا گیا ہے اور مجسٹریٹ صاحبان کے زیر نگرانی ٹریفک پڑتال کے احکامات جاری، کیے گئے ہیں ۔ مزید برآں ڈرائیوروں کی مناسب تربیت کے لیے تمام بڑے شہروں میں سرکاری اور نجی انتظام کے تحت معیاری تربیتی ادارے قائم کیے گئے ہیں ۔ اس بات کی کوشش کی جا رہی ہے کہ ان تربیت گاہوں میں جدید ترین آلات فراہم کیے جائیں ۔ ڈرائیوروں کے ہر پانچ سال بعد طبعی معائنے کا نظام بھی وضع کیا جا رہا ہے ۔ موٹر گاڑیوں کے معائنے اور پڑتال کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے موجودہ طریق کار میں ضروری اصلاحات بھی کی جا رہی ہیں ۔

5 ۔ تھانوں کی سطح پر تفتیش اور پہرہ و گشت کے لیے علیحدہ علیحدہ، عملہ مخصوص کیا جا رہا ہے تاکہ مقدمات کی تفتیش کے عمل کو تیز کیا جا سکے ۔

6 ۔ صوبائی حکومت نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ تھانے کے انچارج پولیس افسران اپنے اپنے علاقے میں جرائم کی تعداد میں اضافے کے لیے براہ راست جواب دہ ہوں گے ۔ پولیس کے سینئر افسران کو ہدایات جاری کی گئی ہیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ دورے کرکے تھانے کی سطح کے عملے کے کام کی موثر نگرانی کریں اور عوام کی شکایات کا بھی زیادہ سے زیادہ موقع پر ازالہ کریں ۔

7 ۔ آئندہ تمام سنگین جرائم جن میں بنک فراڈ اور شاہراہوں پر ڈکیتی کی واردتیں شامل ہیں ان کی سماعت فوجی عدالتوں میں کی جائے گی ۔

8 ۔ اس کے علاوہ یہ بھی فیصلہ کیا گیا ہے کہ پولیس کی زیادتیوں اور اختیارات کے تجاوز کے واقعات کی عدالتی تحقیقات کرائی جایا کرے گی ۔

9 ۔ حال میں ایسے چار واقعات حکومت کے علم میں آنے پر فوری عدالتی تحقیقات عمل میں لائی گئی اور اس کے بعد متعلقہ پولیس ملازمین کے خلاف آئی جی پولیس کے توسط سے سخت کارروائی کی گئی ۔ ان واقعات کا تعلق شیخوپورہ ، سیالکوٹ ، رحیم یار خان اور گوجرانوالہ کے اضلاع سے تھا ۔

10 ۔ چونکہ عوام کے تعاون اور اشتراک کے بغیر جرائم کے موثر انسداد کو یقینی بنانا ممکن نہیں اس لیے حکومت نے صوبہ بھر میں ضلع اور تحصیل کی سطح پر کرائمز کنٹرول کمیٹیاں یا انسداد جرائم کمیٹیاں تشکیل دی ہیں ۔ جن میں عوام کے نمائندوں اور معزز شہریوں کو شامل کیا گیا ہے ۔ یہ کمیٹیاں تسلی بخش طریق پر اپنا کام سر انجام دے رہی ہیں ۔

11 ۔ حکومت نے جرائم کی روک تھام کے سلسلے میں یہ فیصلہ بھی کیا ہے کہ چوکیدارہ اور ٹھیکری پہرہ کے نظام کو مضبوط بنیادوں پر استوار کیا جائے اور دیہات کے علاوہ شہری علاقوں میں بھی یہ نظام رائج کیا جائے ۔

12 ۔ ان اقدامات کے علاوہ ایک اور اہم فیصلہ بین الصوبائی رابطے کا نظام تشکیل دینے سے متعلق کیا گیا ہے کیونکہ مجرموں کے بعض منظم گروہ بین الصوبائی سطح پر سرگرم عمل ہیں ۔ چنانچہ وفاقی حکومت کی منظوری سے مختلف صوبوں کی ضلع ، ڈویژن اور صوبائی سطح کی انتظامیہ کے ساتھ رابطے کا ایک مستقل طریق کار وضع کیا گیا ہے ۔ اس کے مطابق پنجاب ، سرحد ،

سندھ اور بلوچستان کے ہوم سیکرٹری اور آئی جی ہر تین ماہ بعد مرکزی دارالحکومت میں ملاقات کریں گے ۔ اسی طرح صوبائی سرحدی ڈویژنوں اور اضلاع کے پولیس سربراہان بھی مقررہ مدت کے بعد مل کر بیٹھیں گے اور مفرور مجرمان کی گرفتاری اور سرکوبی کے لیے لائحہ عمل طے کریں گے ۔

13 ۔ پولیس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے دیانت دار اور فرض شناس ملازمین کی حوصلہ افزائی کے لیے کئی اقدامات حکومت نے کیے ہیں ۔ جن میں تیز تر ترقی نقد انعامات اور دیگر مراعات شامل ہیں ۔

صوبائی حکومت نے ایک اور نئی سکیم شروع کی ہے ۔ جس کے مطابق فرائض کی ادائیگی کے دوران ہلاک ہونے والے پولیس ملازمین کے لواحقین کو دیگر مراعات کے علاوہ پندرہ ہزار روپے سے لے کر پچیس ہزار روپے تک کی رقم بطور خصوصی معاوضہ دی جائے گی ۔

مندرجہ بالا اقدامات کے پیش نظر صوبہ میں امن و امان اور جرائم کی صورت حال میں نمایاں اصلاح کی توقع ہے اور انشاء اللہ اس کے بہتر نتائج حاصل ہوں گے ۔

**جیل خانہ جات :** صوبہ میں جیلوں کے نظام کی اصلاح کے لیے متعدد اقدامات کئے گئے ہیں ۔ جن میں پرانی جیلوں کی تعمیر نو اور چند ایک نئی جیلوں کا قیام سر فہرست ہے ۔ اس وقت جیلوں میں قیدیوں کی منظور شدہ تعداد 17422 ہے ۔ جب کہ جیلوں میں قیدیوں کی کل موجودہ تعداد 23656 ہے ۔ جیلوں کی مناسب توسیع اور تعمیر سے قیدیوں کی تعداد کے تناسب سے جگہ کی شدید قلت دور کرنے میں کافی مدد ملے گی ۔

جیلوں کے انتظامی ڈھانچہ میں بھی کئی ایک اہم تبدیلیاں کی گئی ہیں

25 نئے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل تعینات کئے گئے ہیں جیلوں میں قیدیوں میں سے نمبردار مقرر کرنے کا نظام ختم کر کے ان کی بجائے 800 باقاعدہ جیل وارڈر تعینات کئے جا رہے ہیں - یہ عمل بتدریج جاری رہے گا اور اس سال کے آخر تک مکمل ہو جائے گا - اس تبدیلی سے جیلوں میں ڈسپلن قائم رکھنے اور بہت سی خرابیوں کو دور کرنے میں مدد ملے گی - نئے عملے کی موثر تربیت کے لیے بھی اقدامات کیے گئے ہیں -

علاوہ ازیں قیدیوں کی مذہبی اور اخلاقی تربیت پر بھی زور دیا جا رہا ہے - تاکہ وہ رہائی کے بعد معاشرہ میں اچھا کردار ادا کر سکیں مذہبی علوم کے تیرہ مزید اساتذہ کی خدمات حاصل کی جا رہی ہیں اور یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ہر قیدی اپنا تیس فیصد وقت حصول تعلیم پر صرف کرے گا - اس مقصد کے لیے مذہبی اور اخلاقی تعلیم کا ایک باقاعدہ اور جامع پروگرام مرتب کیا گیا ہے -

جیلوں میں سیکورٹی کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے بھی مزید اقدامات کئے جا رہے ہیں - فرسودہ اور ناکارہ اسلحہ کی بجائے مقابلتاً جدید اور موثر اسلحہ فراہم کیا جا رہا ہے - جیلوں کی بیرونی دیواروں پر بجلی کے تار نصب کئے گئے ہیں اور الارم سسٹم 28 جیلوں میں نصب کر دیا گیا ہے -

جیلوں میں قائم شدہ کارخانوں کی کارکردگی کو بہتر بنایا جا رہا ہے اور ان کی مصنوعات سے لوگوں کو روشناس کرانے کے لیے ایک "ڈسپلے سنٹر" جلد ہی لاہور میں قائم کیا جائے گا -

## پنجاب میں امن عامہ کی صورت حال پر عام بحث

**چوہدری ہارون الرشید تھہیم** (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب) : جناب والا میں ایک نہایت ضروری آئیٹم کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں - شاید وہ ہوم سیکرٹری صاحب کی نظر سے گزر گئی ہو یا شاید ہمیں

اس عمر والوں کو دکھائی نہ دی ہو ۔ وہ ہے رشوت ۔ جناب والا ! میں یہ گزارش کرونگا کہ اپنے گورنر صاحب اور صدر صاحب جب کبھی ہم سے ملتے ہیں تو وہ پہلا سوال یہی کرتے ہیں کہ آپ رشوت کے انسداد کے لیے کوشش کیوں نہیں کرتے ۔ آپ بالکل حق بجانب ہیں یقین کیجئے ۔ رشوت ام الجرائم ہے ۔ اگر رشوت کا انسداد ہو جائے لازمی طور پر ہم باہر جو دیہات میں پھرنے والے ہیں ۔ ہمارا یقین ہے اور یہ لازمی ہے کہ جرائم بھی نیچے آ جائیں گے ۔ اس لیے میری گزارش یہ ہے کہ اس طرف سب سے زیادہ توجہ فرمائیں ۔ ہمارے ملک میں امن و امان قائم کرنے کے لیے جرائم کو دور کرنے کے لیے بدعنوانیوں کو دور کرنے کے لیے ۔ ڈکیتیوں کو دور کرنے کے لیے انسداد رشوت کی طرف توجہ زیادہ دینی چاہیے ۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ پولیس ہی میں رشوت ہے دوسرے محکموں میں بھی رشوت ہے ۔ اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے ۔ ہر محکمے میں اس کا آغاز ہونا چاہیے ۔ اور یہ ہوسکتا ہے ۔

دوسری گزارش میں یہ کرنی چاہتا ہوں کہ آپ کی آج کی غیر حاضری کو بڑا محسوس کیا گیا اور خاص طور پر میں نے تو بہت محسوس کیا کہ جب جسٹس آف پیس کا یہاں پوائنٹ اٹھایا گیا ۔ جسٹس آف پیس وہ ہونے چاہیے جو آپ کے خاص دلی اور جگری ہمنوا ہیں ۔ ان کو کیوں ignore کیا گیا ہے ۔ یہ سب سے زیادہ کام دینے والے ہیں یہ سب سے زیادہ امن قائم رکھنے والے ہیں ۔ سب سے زیادہ رشوت کا انسداد کرنے والے ہیں ۔ سب سے زیادہ محرم ہیں فرقہ وارانہ فضا کو اس دفعہ انہوں نے پنجاب میں قائم رکھا ہے تو اس میں اس کا اول نمبر آیا ہے ۔ وہ انہی کی خوبی کا ایک حصہ ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) انہوں نے سول افسران کے ساتھ جا جا کر ذاتی طور پر کام کیا ہے تو انہیں جسٹس آف پیس سے کیوں محروم رکھا گیا ہے میں اس کے لیے گستاخی کا لفظ تو استعمال نہیں کرتا لیکن یہ ان کے ساتھ زیادتی ہوگی ایک دن وقت آئے گا آپ محسوس کریں گے کہ یہ ہمارے ہمنوا تھے یہ ہمارے

عزیز تھے انہیں اس مراعات سے کیوں محروم رکھا گیا ہے - یہ وی آئی پی بھی نہیں ہیں - جبکہ وہاں پر ممبر وی - آئی - پی ہے ہر ممبر جسٹس آف پیس ہے - جناب والا ! اس کے لیے میں گزارش کروں گا کہ اس پر خاص توجہ فرمائی جائے - ہم آپ کے لیے وقف ہو چکے ہیں ہم سے کام لینا چاہیے - یہ لاکھ لاکھ دو دو لاکھ کے منتخب نمائندے ہیں ہم بہت بڑی انجمنوں سے آئے ہوئے ہیں - اس واسطے میری گزارش ہے شاید یہ کلریکل غلطی ہے - ایسا ہوا ہے یا یاد نہ رہا ہو اس لفظ کو بھی قائم رکھنا چاہیے یا وہ اڑا دینا چاہیے - یا ان کو بھی قائم رکھنا چاہیے - شکریہ

**جناب سراج قریشی** (صدر، مرکزی انجمن تاجران لاہور) : جناب والا ! ہوم سیکرٹری صاحب نے بڑی تفصیل اور خوبی سے صوبہ میں امن و امان کی صورت حال بیان فرمائی ہے - خاص طور پر پولیس کے لیے جدید ساز و سامان اور نفری میں اضافے کے لیے پنجاب میں پہلی دفعہ ایک سو ستر کروڑ روپے کا منصوبہ بنایا گیا ہے - یہ حقیقتاً قابل تحسین بات ہے - لیکن میری گزارش یہ ہے کہ اس بارے میں منصوبہ بندی کرتے ہوئے اس طرح کی منصوبہ بندی کی جائے اور اس طرح کا ساز و سامان دیا جائے کہ جس سے پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کی فوری طور پر ناکہ بندی ہو سکے - اگر کسی ڈاکے کی کارروائی ہوتی ہے یا کوئی سنگین قتل کی واردات ہوتی ہے یا کوئی شرارت کا عنصر ہو یا کوئی دھماکہ وغیرہ کرتا ہے تو فوری طور پر ایسا بندوبست ہو کہ اگر لاہور کے کسی کونے سے وائرلیس کے ذریعے اس کا پیغام دیا جائے تو پورے شہر کی فوری طور پر ناکہ بندی ہو جائے اور اس طرح کی واردات کرنے والا اس شہر سے بھاگ نہ سکے - لاہور کی ڈسٹرکٹ ڈرائمز کنٹرول کمیٹی میں یہ بات زیر غور آئی تھی اور وہاں پر یہ فیصلہ کیا گیا تھا اور وہاں جناب ڈپٹی کمشنر صاحب اور ایس ایس پی صاحب نے ہمیں یہ یقین دلایا تھا کہ اگر ایسی واردات ہوئی تو زیادہ سے زیادہ چھ سات منٹ تک اس پر قابو پایا جا سکے گا - یہ لاہور کی چھ سڑکیں

ایسی ہیں جن کی وائرلیس کے ذریعے ناکہ بندی ہو جاتی ہے ۔ جناب والا ! اسی طرح کا انتظام صوبے کے دوسرے شہروں میں بھی تشکیل دینا چاہیے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہم چوکیدارہ سسٹم کا نئے سرے سے اجرا کر رہے ہیں ۔ تو اس بارے میں میری گزارش یہ ہے کہ جو رہائشی حصے ہیں ۔ یا جو دیہاتی علاقے ہیں ان میں تو کونسلر حضرات ہیں ۔ وہ چوکیدار کی تنخواہ بھی مقرر کریں اور اس کا تقرر بھی کریں اور اس کے کام کی نگرانی بھی کریں اور اس کی تصدیق متعلقہ پولیس تھانہ کرے لیکن تجارتی علاقوں میں خاص طور پر تجارتی انجمنوں نے سالہا سال سے اپنے چوکیدار رکھے ہوئے ہیں جو کہ قابل اعتماد ہیں اور ان کی تصدیق کروائی جا سکتی ہے ۔ لیکن تجارتی علاقوں میں چوکیدار کا مقرر کرنا اس کو تنخواہ دینا اس کے کام کی نگرانی کرنا یہ تجارتی تنظیموں کی ذمہ داری ہونی چاہیے ۔

جناب والا ! آج کل جوئے خانوں اور شراب خانوں میں چھاپہ مارنے کے لیے پولیس کے لیے لازم ہے کہ وہ مجسٹریٹ کو ساتھ لے کر جائے اکثر اوقات مجسٹریٹ صاحبان انتظامی یا عدالتی کاموں میں مصروف ہوتے ہیں یا چھاپہ مارنے کے وقت فوری طور پر مجسٹریٹ صاحب نہیں ملتے ۔ تو اس بارے میں ہر علاقے کے لیے اس طرح بندوبست کیا جائے کہ اگر کسی متعلقہ پولیس افسر کو مجسٹریٹ کی ضرورت ہو تو فوری طور پر وہ مجسٹریٹ صاحب مل سکے ۔

جناب والا ! ایک اور میری گزارش یہ ہے کہ بعض غیر ذمہ دار ڈاکٹر صاحبان مجرموں کو بچانے کے لیے جعلی اور بوگس میڈیکل سرٹیفکیٹ دے دیتے ہیں ۔ جس سے مجرم عدالتوں میں پیش ہونے سے بچتے رہتے ہیں اور وہاں مقدمات عرصہ دراز تک زیر سماعت رہتے ہیں ۔ گواہ بیچارے بار بار جاتے ہیں اور ان کی گواہیاں محض اسی وجہ سے نہیں ہوتیں کہ مجرم حاضر نہیں ہے یا مجرم کا وکیل کسی بڑی عدالت میں گیا ہوا ہے یا پھر سال مقدمہ

جو ہے وہ عدالت میں پیش کیا گیا اور اس طرح کئی کئی سال گواہ عدالتوں میں دھکے کھاتے ہیں اور ان کی گواہی مقدمے میں نہیں ہوتی اور وہ بددل ہو کر اصل گواہی سے منحرف ہو جاتے ہیں ۔ اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کسی طرح مجرم کے ساتھ ان کی بات چیت ہو جائے اور اسے گواہی نہ دینی پڑے ۔

**جناب چیئرمین :** قریشی صاحب آپ صرف دو منٹ ہی وقت لیں ۔ دو دو منٹ ہی کافی ہیں ۔

**جناب سراج قریشی :** ٹھیک ہے جناب ۔ جناب والا ! ڈسٹرکٹ کرائمز کنٹرول کمیٹی کے سلسلے میں جب آپ نے یہ بات طے کر دی ہے کہ ڈسٹرکٹ کرائمز کنٹرول کمیٹی کے جو ممبران ہیں وہ تھانے کا معائنہ کر سکتے ہیں اور جو مظلوم ہے اس کی داد رسی کے لیے جا سکتے ہیں ۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ اس بارے میں جو قواعد ضوابط ہیں وہ طے فرما دیجئے کہ کسی قواعد و ضوابط کے تحت کیا اکیلا ممبر جا سکتا ہے ۔ کیا دو ممبر جائیں گے یا کسی پولیس افسر کو ساتھ لے کر جانا ہے یا مجسٹریٹ کو ساتھ لے کر جانا ہے ۔ ابھی تک اس بارے میں کوئی واضح قواعد و ضوابط نہیں ہیں ۔ اسی وجہ سے جو ممبران ہیں وہ کسی ایسی اطلاع پر کہ کسی کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے تو وہ تھانوں میں جانے سے گریز کرتے ہیں ۔ جس طرح لاہور میں ڈسٹرکٹ کرائمز کنٹرول کمیٹی نے یہ بات طے کر دی ہے کہ کسی بھی علاقے کے ایس ایچ او سے یہ سرٹیفکیٹ لے لیا جائے کہ وہاں جوئے خانے اور شراب خانے نہیں ہیں یا منشیات فروخت نہیں ہو رہی ہیں ۔ تو اس سرٹیفکیٹ ملنے کے بعد اگر کسی دوسری ایجنسی نے وہاں سے کوئی برآمدگی کر لی یا کوئی اڈہ پکڑ لیا تو اس ایس ایچ او کے خلاف لازمی کارروائی ہوگی ۔ میری گزارش یہ ہے کہ اسی طرح کا مکمل طور پر صوبے میں بندوبست کیا جائے کہ کسی علاقے کے ایس ایچ او کے بعد جب وہ سرٹیفکیٹ دے دیتا ہے کہ میرے علاقے میں یہ جرائم نہیں ہوتے اور

وہ جرائم وہاں سے بعد میں پکڑے جائیں ۔ تو ایس ایچ او اس کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے شکریہ ۔

**چوہدری غلام حیدر سجاد** (صدر کسان بورڈ پنجاب) : جناب چیئرمین ! ایک نہایت ہی مختصر سا واقعہ آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں تاکہ اس کی روشنی میں آپ ہدایات جاری کر سکیں ۔ جناب والا ! میں ڈسٹرکٹ کرائمز کنٹرول کمیٹی کا ممبر ہوں اس کے ایک اجلاس میں ایک درخواست آئی کہ چار پانچ آدمی ایسے ہیں جن کو ان کے گھروں سے پکڑا گیا اور ان کے چالان کر دیئے گئے ۔ وہ درخواست میرے سپرد ہوئی تو میں نے اس کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ واقعی ان چار ملزمان کو کونسلروں کی موجودگی میں چک جھمرہ سے پکڑا گیا ان کو فیصل آباد لایا گیا ۔ ان کے خلاف پرچے درج کئے گئے اور ان کے چالان مکمل کئے گئے ۔ تو جب میں نے متعلقہ تفتیش افسر سے دریافت کیا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہمیں یہ حکم ہے اور ہدایات ہیں ۔ آپ بے شک افسران بالا سے دریافت کر لیں اور ہم نے وہ کوٹہ پورا کرنا ہوتا ہے جو ماہوار جرائم کا ہوتا ہے ۔ اس کے لیے ہم ناجائز طور پر ان لوگوں کو پکڑتے ہیں جن کا ریکارڈ اچھا نہیں ہوتا اور ان کے چالان کرتے ہیں ۔ تو جناب والا ! جب میں نے ان ملزموں سے پوچھا کہ آپ یہ جرائم کیوں کرتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے ہمارا سابقہ ریکارڈ ایسا تھا لیکن اب ہم توبہ کر چکے ہیں ۔ تو میں گزارش کروں گا کہ اس طرح کے غلط کیس بنا کر ایسے لوگوں کو جو توبہ کر چکے ہیں ان کو دوبارہ جرم کرنے پر آمادہ نہ کیا جائے اور ایسی ہدایات جاری کی جائیں کہ کوئی غلط کیس نہ بنائے جائیں خواہ وہ مجرم بھی رہے ہوں ۔ اگر وہ کسی کیس میں مجرم ہوں تو کیس بنائے جائیں اگر وہ مجرم نہ ہوں تو ان کے سابقہ ریکارڈ کی بنا پر کیس نہ بنائے جائیں ۔

**جناب چیئرمین** : شکریہ ۔ خواتین میں سے کوئی بولنا چاہیں گی ۔

**بیگم ممتاز یوسف** (رکن پاکستان ہلال احمر) : جناب والا ! نے بہت اچھی طرح وضاحت فرمائی ہے کہ جیلوں میں کیا ہو رہا ہے ۔ مگر یہ نہیں بتایا کہ عورتوں کی بابت جیلوں میں کیا ہو رہا ہے ۔ ان کے لیے کوئی انڈسٹریل ہوم یا کوئی ایسی چیز قائم ہوئی ہے یا نہیں ۔ جیلوں میں کتنی عورتیں ہیں اور ہم ان کی مدد کے لیے کیا کر سکتی ہیں ۔ شکریہ ۔

**جناب چیئرمین** : شکریہ ۔ خاقان بابر صاحب ۔

**جناب خاقان بابر** (صدر آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی) : جناب والا ! میں ممبر پنجاب کونسل ہونے کے ساتھ ساتھ وکیل بھی ہوں ۔ تو میں عرض یہ کروں گا کہ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلہ میں وکلاء کا ذکر کیا گیا ہے اور وکلاء کو تخریب کاروں کے ساتھ چارٹ کے اوپر دکھایا گیا ہے ۔

**جناب چیئرمین** : نہیں .Not at all

**جناب خاقان بابر** : جناب والا ! میں یہ گزارش کرنی چاہوں گا کہ اب تک وکلاء نے لا اینڈ آرڈر کا مسئلہ پیدا نہیں کیا ۔ یہ مسئلہ یا تو کاروباری ہے یا سیاسی ہے اور نہ ہی وکلاء کے مسئلے کو سیاسی انداز سے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور نہ ہی کاروباری انداز سے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ وکلاء کا جو مسئلہ ہے وہ اور ہے ۔ وہ کچھ آئین کی بات کرتے ہیں ۔ اب یہ بار بار وکلاء میں پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ دیکھو یہ وکالت کے کاروبار کو ختم کر رہے ہیں ۔ حالانکہ لفظ وکیل اور وکالت عربی کے ہیں ۔ مغلوں کے وقت میں یہ نظام جاری تھا ۔ مختار سرکار اور مختار ہوتے تھے اب ان کی جگہ ایڈووکیٹ نے لے لی ہے ۔ اس کے ختم ہونے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ ان غلط فہمیوں کو سینئر کی لاء منسٹری دور کر سکتی ہے اور وہاں پر ایک بھیانک خاموشی ہے ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ وہ کیوں ہے ۔

جناب والا ! دوسری گزارش میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وکلاء کے بارے میں ایک رویہ ہمارا بھی ہے۔ اس میں سنٹر بھی شامل ہے اور صوبہ پنجاب بھی شامل ہے وہ یہ کہ اس حکومت کے برسراقتدار آنے سے پہلے لیگل ایڈوائزرز مختلف بینکوں میں مختلف جگہوں پر جو جو لوگ پیپلز پارٹی کے تعینات تھے آج بھی وہی بیٹھے ہیں اور صرف چند ایک ہٹائے جا سکے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ وہ گورنمنٹ کے ہزاروں روپے کھاتے ہیں اور گورنمنٹ کو بیٹھ کر گالیاں بھی دیتے ہیں۔ گورنمنٹ کے خلاف کام کرتے ہیں۔ ان کو صحیح طریقے سے ہینڈل نہیں کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ جو ہمدرد لوگ ہیں وہ خاموش ہو گئے ہیں۔

تیسری بات یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ ''ہمارے بھی ہیں مہرباں کیسے کیسے''۔ اخباروں میں بات ہوتی ہے۔ 6 دسمبر کو تقریر ہوتی ہے میاں محمود علی قصوری صاحب تقریر فرماتے ہیں۔ ملک قاسم صاحب تقریر کرتے ہیں۔ وہ صرف وکیل ہی نہیں وہ سیاسی راہنما بھی ہیں سیاسی کارکن بھی ہیں۔ ان کی سیاسی حیثیت بھی ہے۔ لیکن وہ بار کے پلیٹ فارم کو استعمال کرتے ہوئے تقریر کرتے ہیں۔ ملک قاسم صاحب کہتے ہیں جناب ہماری فوج سے کرنی لڑائی نہیں ہے۔ ہماری لڑائی تو رولنگ جینٹا سے ہے اور محمود علی قصوری صاحب تشریف لاتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں (میں خود جلسے میں موجود تھا) کہ پاکستان کو فوج کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب والا! یہ وہ بات ہے جو اندرا گاندھی کہتی ہے۔ یہ وہ بات ہے جو روس کہتا ہے اور یہی بات میاں محمود علی قصوری کہتا ہے۔ بد نصیبی کی بات یہ ہے کہ کسی اخبار والے نے اس خبر کو اس انداز سے چھاپا ہی نہیں ہے۔ تا کہ قوم کو پتہ چل سکے کہ بات کیا ہو رہی ہے اور معاملہ کیا ہے۔ وکلاء کے ذریعہ سے کسی مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اگر یہ خبر ہی چھپ جاتی تو وکلا خود بخود دو حصوں

میں تقسیم ہو جائے۔ وکلا کو سمجھ آ جاتی کہ روشنی کہاں ہے اور تاریکی کہاں ہے۔ پروگرام کیا ہے۔ مقاصد کیا ہیں۔ جناب والا! جب کاروباری مسئلہ زیر بحث آتا ہے تو بھی اس کا وہ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کو ہم حل کر سکتے ہیں۔ اس کو حل کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جناب مسئلہ یہ ہے کہ محمود علی قصوری یہ کہہ دے اور اس کا نوٹس نہ لیا جائے۔ جناب والا! کسی قوم کی زندگی، عظمت اور آبرو کی ضمانت اس کی عسکری قوت ہوتی ہے اور کسی قوم کی عسکری قوت کا دشمن قوم کا دشمن ہوتا ہے۔ میاں محمود علی قصوری تو یہ کہے اور اس کے بعد وہ گرفتار نہ کیا جائے اور قید مرتضیٰ قریشی اگر کمیونسٹ کو کمیونسٹ کہے تو وہ بھی گرفتار اور اس کے بعد شیر عالم ہمارے ساتھ چلے تو گرفتار۔ ''برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر''۔ جناب والا! اگر پکڑے بھی جائیں تو rightest اور اگر مصیبت بھی آئے تو rightest پر اور جو حکومت کے ساتھ ہوں تو وہ بھی مشکل میں ہوں اور جو مخالف ہوں تو وہ فائدے اٹھاتے چلے جائیں۔ میں یہ کہتا ہوں اور علی الاعلان کہتا ہوں۔ میں کسی پر الزام نہیں لگاتا ہوں میرے دل میں یہ گمان اٹھتا ہے اور خدا کرے کہ یہ غلط ہو۔ میں اپنے بیوروکریٹ حضرات سے یہ کہتا ہوں کہ خدا را وہ اس کو ثابت کرنے کی کوشش کریں کہ یہ گمان غلط ہے۔ مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک سازش ہے۔ جس کے تحت مختلف لوگوں کو لڑانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ حکومت کے ساتھ لڑانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ خدا کرے کہ میری بات غلط ہو۔ خدا کرے کہ میں سو فیصد غلط بات کہہ رہا ہوں اور ان لوگوں کو اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہیے تاکہ ملک کے مفاد کا تحفظ ہو سکے۔

میں جناب آخر میں دو باتیں کہوں گا۔ جناب والا سنٹر کی منسٹری کو بلائیے۔ پیرزادہ صاحب بھی بیٹھ کر بات کریں۔ لوگ اعتراض کرتے

ہیں کہ جناب پیرزادہ صاحب جو کہ اپنے نام کے ساتھ لکھتے ہیں۔ شریف الدین پیرزادہ ایڈووکیٹ سپریم کورٹ آف پاکستان ، اٹارنی جنرل پاکستان ، وزیر قانون و پارلیمانی امور حکومت پاکستان۔ یہ پتہ نہیں غلط ہے کہ درست ہے۔ بعد میں بات عام چلتی ہے۔ ایک وقت میں وہ ایک چیز ہو سکتے ہیں۔ تین چیزیں نہیں ہو سکتے ہیں۔ تین چیزوں کو ان کے ساتھ کیوں لگانے دیا گیا ہے۔ کیوں وہ اپنے آپ سے تین چیزوں کو لگائے ہوئے ہیں وہ کیونکہ تین چیزیں اپنے ساتھ لگائے ہوئے ہیں اس اس لیے ان کو چاہیے کہ تین چیزیں جو انہوں نے لی ہوئی ہیں۔ کم از کم گورنمنٹ کی پوزیشن واضح کریں کہ ہم اس ادارے کو ختم نہیں کر رہے ہیں۔ ہم اس انسٹی ٹیوشن کو ختم نہیں کر رہے ہیں بلکہ ہم ایک ترمیم لا رہے ہیں اور وقت آنے پر سب کچھ درست ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین : اب بہاولپور سے سردار فضل احمد صاحب۔

سردار فضل احمد خان لنگاہ (چیئرمین ضلع کونسل بہاولپور) : جناب والا ! جہاں تک موجودہ بحث کا تعلق ہے۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں بلکہ پورا ہاؤس اس کا اعتراف کرے گا کہ یہ جو امن عامہ کے لیے measures adopt کیے گئے ہیں وہ صحیح ہیں لیکن میں اتنا ضرور عرض کروں گا کہ چاہے equipment آپ جتنا پولیس کو زیادہ سے زیادہ دیں۔ چاہے کمیٹیاں زیادہ بنائیں اس کا خاطر خواہ اثر نہیں ہوگا۔ اس کی دو وجوہات ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے علاقہ میں جو ہمیشہ سے کام کر رہے ہیں۔ جو کچھ ہمارے فرائض میں ہے۔ ہمیں کچھ خوف خدا ہونا چاہیے۔ دوسرا یہ کہ ہم میں جو کمی ہے اس کو ابھارنے کے لیے یا اوپر سطح پر لانے کے لیے کوئی نہ کوئی ایسا ماحول ہونا چاہیے جس سے پتہ چل سکے کہ ہم میں یہ کمی ہے یا نہیں ہے۔ مثال کے طور پر اگر کوئی کھلی کچہری ہوتی ہے تو وہاں پر بھی ہم لوگ ہوتے ہیں اور وہاں پر

ہم لوگ ہوتے ہیں اور وہاں پر جتنے بڑے بڑے محکمے ہوتے ہیں ان کی طرف سے کوششیں یہ کی جاتی ہیں مثلاً اگر لاء اینڈ آرڈر کے لیے کچہری ہے تو پہلے تو تھانیدار لوگوں کو وہاں تک آنے نہیں دیتا ہے۔ اگر وہ کھلی کچہری ریونیو کے متعلق ہے تو اے۔ سی لوگوں کو آگے نہیں آنے دیتا ہے۔ جب وہاں پر اوپن کچہری ہوتی ہے تو پتہ چلتا ہے کہ یہاں پر تو کوئی شکایت ہی موصول نہیں ہوتی ہے۔ کوئی complaint ہی نہیں آئی ہے۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ کوئی ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ لوگوں کو یہ جرات ہونی چاہیے بلکہ یہ آفیسرز سائیڈ سے حوصلہ افزائی ہونی چاہیے تاکہ لوگ اطمینان سے آ کر جو شکایت وہ کرنا چاہیں وہ کر سکیں اور بعد میں یہ بھی دیکھیں کہ اس کا ازالہ ہو رہا ہے۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ موجودہ وقت میں کرائمز کنٹرول کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ اصلاح معاشرہ کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اور اس سے پہلے جناب والا نے نگران کمیٹیاں بھی بنائی تھیں۔ اس وقت بھی پورے فاضل ہاؤس کی یہی استدعا تھی کہ اس وقت تک کوئی چیز موثر ثابت نہیں ہوگی۔

جب تک اس میں عوام کی شمولیت نہیں ہوگی۔ باقی میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ کرائمز کنٹرول کمیٹیوں اور اصلاح معاشرہ کی کمیٹیوں میں کونسلر صاحبان بھی ہیں اور عوام کے دوسرے معززین بھی ہیں۔ لیکن نگران کمشن کا نتیجہ جناب کے سامنے ہے کہ اس کا کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلا ہے۔ میرے خیال میں اس کا بھی کوئی خاطر خواہ نتیجہ نہیں نکلے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ روایتی طور پر پٹواری کی رپورٹ کی طرح کونسلر صاحبان کے علاوہ جو لوگ بھی شامل ہوتے ہیں۔ ان تمام کی نیچے سے روایتی طور پر ایک لسٹ آ جاتی ہے اور اس میں پتہ نہیں لگتا ہے کہ یہ آدمی کس طبقہ سے تعلق رکھتا ہے اور کون ہے۔ وہ بھی اس میں شامل ہو جاتا ہے اور اس کا سربراہ جو ہوتا ہے۔ وہ وہی پرانے لوگ ہوتے ہیں جن کے سامنے ہر آدمی حق بات کہنے کی جھجھک محسوس کرتا ہے کہ

اصل چیز کیا ہے اور یہاں اصل میں کیا واقع ہوا ہے ۔ تو میری صرف جناب والا ! سے اتنی استدعا ہے کہ کرائمز کنٹرول کمیٹیوں اور اصلاح معاشرہ کمیٹیوں میں پہلی چیز تو یہ ہے کہ ان کے سربراہان منتخب نمائندوں میں سے ہونے چاہییں ۔ اگر کوئی ایسی دیگر وجوہات ہوں کہ وہ منتخب نمائندے نہ ہو سکتے ہوں یا نہ مل رہے ہوں تو پھر اور بات ہے ۔ اس میں جب منتخب نمائندگان ہیں ۔ صوبائی کونسل کے ممبر ہیں اور میں یہ بھی عرض کروں گا ۔ کہ مجلس شوریٰ کے ممبران بھی ہیں ۔ تو ہماری roots جب پبلک میں ہیں تو پھر اس میں دوسرے لوگوں کو اس میں لے آنے کی کیا ضرورت ہے ۔ صرف یہی منتخب لوگ ہی اس میں ہونے چاہییں ۔ تاکہ ہم لوگ اکٹھے ہوں ۔ ہماری اکثریت ہو اور لوگ بھی یہی محسوس کریں کہ ہمارے اپنے نمائندے وہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ تو اگر شکایت انتظام کے خلاف یا کسی اور آدمی کے خلاف ہو تو وہ صحیح طریقے سے اس کا اظہار کر سکیں ۔

**جناب چیئرمین** : یہ تو بات بہت لمبی ہو گئی ہے ۔ آپ پوائنٹ پر آئیں راولپنڈی ڈویژن سے کس نے بولنا ہے ۔

**جناب سراج قریشی** (صدر ، مرکزی انجمن تاجران ، لاہور) : آدھا منٹ جناب ! میں انجمن تاجران سے آیا ہوں ۔ ابھی جو بات چوکیداری نظام کے بارے میں ہوئی تھی یہ بہت بہتر نظام ہے ۔ تاجران آج سے 35 سال پہلے اس کو شروع کر چکے ہیں ۔ تو میری اس سلسلہ میں ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ جہاں پر تاجران کی انجمنیں ہیں ۔ وہاں پر ان کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے اور جہاں محلہ وار کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ۔ وہاں پر اگر چیئرمین زکواۃ کمیٹی کو اس میں لیا جائے تو بھی بہتر ہوگا ۔ ایک تو جو کام پہلے ان کے ذمہ ہے چندہ وغیرہ جمع کرنے کا تو وہ اچھی طرح سے چندہ وغیرہ جمع کر سکیں گے اور خرچ اخراجات بھی ہوتا رہے گا بس میری یہی گزارش ہے ۔

**جناب گورنر** : ہاں اس میں کوئی خرچ نہیں ہے ، چیف سیکرٹری صاحب ! آپ اس کو دیکھ لیجئے گا ۔ راولپنڈی ڈویژن سے آپ آئیے راجہ صاحب ۔

**جناب محمد بشارت** (چیئرمین ضلع کونسل ، راولپنڈی) : جناب والا ! میں صرف دو مختصر سی باتیں جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا ۔ ایک تو ابھی بات ہو رہی تھی پولیس کے ساتھ عوام کے تعاون کی ۔ جب تک عوام کا تعاون نہیں ہوگا ۔ پولیس کرائمز پر کنٹرول نہیں کر سکے گی ۔ اس سلسلہ میں جناب ہوم سیکرٹری صاحب نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کونسلر صاحبان اس میں بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں میں صرف جناب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا تھا ۔ کہ ایسی مثالیں آنی شروع ہو گئی ہیں کہ پولیس والوں نے کونسلرز کے خلاف انسدادی کارروائی شروع کر دی ہے اور 107/181 ضابطہ فوجداری میں کونسلرز صاحبان کو چالان کرنا شروع کر دیا ہے ۔ پولیس کی طرف سے یہ بات افسوس ناک ہے یہ بات راولپنڈی پولیس کے نوٹس میں بھی ہے اور اس سلسلہ میں جوڈیشل انکوائری بھی ہو رہی ہے کہ راولپنڈی پولیس نے ایک کونسلر کو ایک دوسرے تھانہ میں بلا کر بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ دوسرے ضلع کے آدمی کے کہنے پر 107/151 کی کارروائی میں کونسلر کو چالان کیا ہے ۔ تو میں جناب والا ! کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں کارروائی کی جائے تاکہ کونسلرز صاحبان جو کہ پولیس کے ساتھ تعاون بھی کرتے ہیں یا جو عوام کے مسائل پولیس کو آ کر بتاتے ہیں اور اس کے حل کی کوشش کرتے ہیں ان کو اس انسدادی کارروائی سے بچایا جائے ۔

اس کے علاوہ دوسری بات جو جناب کے نوٹس میں لانا چاہتا تھا کہ جرائم پر کنٹرول کی بات ہو رہی تھی ۔ فگرز بتائے گئے ۔ کہ جرائم میں کمی واقع ہوئی ہے ۔ تو کیا میں جناب انسپکٹر جنرل آف پولیس سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ گذشتہ چھ ماہ میں راولپنڈی میں ڈکیتی کی کتنی وارداتیں

ہوئی ہیں اور اس میں سے کتنے کیسز میں ان سے recovery ہوئی ہے اور اس سلسلہ میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے ہیں ۔ اگر وہ یہ بتا دیں تو ہم تسلیم کریں گے کہ واقعی جرائم میں کمی واقع ہو رہی ہے ۔ مجھے صرف یہ بتا دیں کہ ڈکیتی کے کتنے کیسز رجسٹر ہوئے ۔ کتنی recovery ہوئی ہے اور کس قدر ملزم گرفتا ہوئے ۔ میں صرف اس قدر پوچھنا چاہتا تھا ۔ شکریہ

**جناب چیئرمین :** کوئی خواتین کی طرف سے بولنا چاہے گا ۔ ہاں ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا ۔

**ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا** (لیڈی کونسلر میونسپل کمیٹی جہلم) : جناب چیئرمین امن عامہ سے متعلق ایک دو پوائنٹس میں پیش کرنا چاہتی ہوں ۔ نمبر 1 ۔ اصلاحات جیل کے سلسلہ میں خواتین کی ذمہ داریاں کیا وضع کی گئی ہیں ۔؟ کچھ تو ہم خود سوچیں گے کچھ ہمیں ہدایات دے دی جائیں تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ ہمیں اس کی اطلاع دے دی گئی ہے کہ کمیٹی تشکیل کی گئی ہے آپ لوگ وزٹ کریں ۔ لیکن کچھ مقاصد سامنے ہوں تو زیادہ بہتر ہے ۔

**جناب چیئرمین :** آپ جیل کی بات کر رہی ہیں ۔؟

**ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا :** جی ہاں ۔ اصلاحات جیل کے سلسلہ میں جو کمیٹیاں بنائی گئی ہیں اس میں خواتین کونسلرز کو بھی ذمہ داریاں سونپی گئی ہیں ۔

نمبر 2 ۔ قانون کے احترام اور اس کی عمل داری پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے ۔ یہ کہنا کوئی نئی بات تو نہیں ہے لیکن ہر وقت اس پر stress کرنا ضروری ہے اور جرم کا مرتکب فرد خواہ کسی بھی طبقہ سے تعلق رکھتا ہو اسے اس کی سزا ضرور ملنی چاہیے ۔

جناب والا ! خواتین کو ملازمتوں کے سلسلہ میں جن قباحتوں کا

سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ اس میں قانون کی گرفت کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کرنا اور اس کی خرابی کی بنیادی وجوہات پر توجہ دینا میں سمجھتی ہوں کہ بہت ہی ضروری ہے ۔ کیونکہ جرم ہمیشہ بڑی معصومیت سے وارد ہوتا ہے ۔ اگر اس کو شروع میں کنٹرول نہ کیا جائے تو بعد میں اس کی بیخ کنی بڑی مشکل ہو جاتی ہے ۔ اس سلسلہ میں ، میں نے تجویز پیش کی تھی اور جو اس کا جواب دیا گیا ہے ۔ اس سے میری تسلی نہیں ہوئی ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ ڈاکخانے اور بنکوں میں کام کرنے والی خواتین کے لیے علیحدہ کاؤنٹر ہونے چاہئیں ۔ تاکہ اس باوقار ماحول میں یکسوئی سے کام کرنے اور اپنی کارکردگی بہتر بنانے کے مواقع مل سکیں ۔ اس کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ خواتین قومی ترقی میں حصہ لینا چاہتی ہیں ۔ ان کو تعلیم کے مواقع ملے ہیں تو ان میں ذمہ داری کا شعور بھی ابھر رہا ہے ۔ اس کے علاوہ خواتین کسٹمر کی بھی ضرورت ہے کہ بنک اور ڈاکخانوں میں ایسے کاؤنٹر ہوں جہاں خواتین اپنا مدعا آسانی سے بیان کر سکیں ۔ اس سلسلہ میں بہت سی تکلیف دہ مثالیں دیکھنے میں آئی ہیں ۔ کچھ عرصہ پہلے 1976ء میں جب خواتین کا سال منایا گیا ، کچھ ڈاکخانوں اور بنکوں میں کاؤنٹر کھولے گئے تھے ۔ انہیں شعبہ خواتین کا نام بھی دیا گیا بلکہ با پردہ بینکاری کا پرچار کیا گیا اور بہت اچھی طرح سے وہاں کام چلتا رہا لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ پچھلے دو سالوں سے یوں محسوس ہوتا ہے (خدا کرے غلط ہو) جیسا کہ خاقان بابر صاحب نے ابھی کہا یہ بھی شاید کسی سازش کا حصہ ہو اسی طرح سے رفتہ رفتہ اور قسم کا ماحول پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ، خواتین کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ باہر کے کاؤنٹر پر آئیں اور گپ شپ میں حصہ لیں ورنہ ترقی نہیں ملے گی ۔ جناب والا ! صرف نمائشی پیس بنا کر ایک ایک خاتون کا استقبالیہ پر بٹھا دیا جائے اور ان کا کام کوئی نہ ہو قطعاً نامناسب ہے ۔ میری گزارش ہے ان کو وہ ٹیکنیکل کام کیوں نہ دیے جائیں جس کی وہ اہل ہوں اور ان کے کام کے لیے جگہ بھی

مناسب ہونی چاہیے جو چیپ سے ہوں ۔ ان خواتین سے بہت سی شکایات سنیں اور وہ یہ کہتی ہیں کہ شروع شروع میں بہت ذہنی اذیت پہنچتی تھی لیکن اب عادت ہوگئی ہے لوگ آوازے بھی کسیں مذاق بھی کریں اب وہ mind ہی نہیں کرتیں لیکن ان کا محض mind نہ کرنا مسئلہ کا حل نہیں ہے بلکہ میری ناچیز رائے میں ہماری نوجوان بچیوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے عزت نفس کا جو احساس بدرجہ اتم موجود ہے اسے مزید اجاگر کرنا ہے اس کے جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ خواتین کی تعداد بہت کم ہے ، اس لیے کاؤنٹر نہیں ہیں ۔ یہ درست ہے کہ ابھی خواتین کی تعداد زیادہ نہیں ہوگی لیکن زیادہ ہو تو سکتی ہے ۔ تو جناب والا ! تعلیم اور طب کے علاوہ خواتین کے لیے نہیں ۔ بنک اور ڈاکخانے بھی بہت ملازمتوں کے مواقع فراہم کرتے ہیں ایسے Ladies Wings یعنی خواتین کے شعبے کم از کم بڑے بڑے شہروں میں ضرور ہونے چاہیں اور جو بنائے تھے تو خواتین کسٹمرز اور ملازم خواتین کو مناسب جگہیں فراہم کرنا ان کو بند نہ کیا جائے بلکہ ان کو مزید فروغ دیا جانا چاہیے ۔ کوئی بڑی بات بھی نہیں ہے ، اس پر تو کچھ خرچ بھی نہیں آتا صرف چادر کا احترام پیدا کیا جانا ضروری ہے ۔

جناب والا ! جرم کی بیخ کنی کے لیے ان چیزوں پر توجہ دینا بھی ضروری ہے ۔ شکریہ ۔

**بیگم نجمہ حمید** (لیڈی کونسلر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) : جناب چیئرمین ! میں نے نصیر صاحب کی پیش کردہ رپورٹ سنی ہے ۔ ان کی رپورٹ کے مطابق کرائمز میں بہت کمی ہوئی ہے اور یقیناً ہوئی ہوگی کیونکہ کرائمز کنٹرول کمیٹیاں بھی بن گئی ہیں اور ان میں ہمیں بھی نمائندگی دی گئی ہے ۔ ہم لوگ بھی کوشش کرتے ہیں کہ جرائم میں کمی آئے ۔ لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ اگر آپ کے علاقہ میں واردات ہوئی بھی ہے تو مقدمات درج ہی نہیں ہوتے ۔ مقدمات کے اعداد و شمار بہت کم

بتائے گئے ہیں ۔ لیکن یہ سب کچھ اپنی کارروائی ڈالنے کے لیے ہے کیونکہ اگر ایس ۔ ایچ ۔ او صاحب رپورٹ ہی نہ لکھیں تو مقدمات میں کمی ہو آئے گی کوئی زیادتی تو نہیں ہوگی ۔ بے شک کتنے ہی کرائمز ہوں جب تک کوئی بڑی سفارش نہ ہو یا بہت بڑے لوگوں کے ذریعہ کہلوا نہ دیا جائے تو مقدمہ درج ہی نہیں ہوتا میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ خود میرے اپنے گھر میں چوری ہوئی لیکن پولیس نے مقدمہ درج نہیں کیا اور اس سے بڑھ کر میں آپ کو کیا مثال دے سکتی ہوں پھر جرائم میں کمی نہیں ہوگی تو اور کیا ہو گا ۔

دوسرا ایک بیگم ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا صاحبہ نے سوال کیا تھا جیلوں کے متعلق ہم لوگ جیل کمیٹی کے ممبر ہیں وزٹ کرنے جاتے ہیں ، اگر کسی خاتون کی ضمانت ہونی ہوتی ہے تو اس کی درخواست لے آتے ہیں اور ڈپٹی کمشنر کو پہنچاتے ہیں اور ان کے جو مسائل ہیں ان کو ہم حل کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ خاص طور پر جو خواتین قیدی ہیں ۔ تو میں صرف یہ بات کہنا چاہتی تھی کہ اگر انہیں کچہری میں لایا جائے تو ان کے لیے وین کا بندوبست ہونا چاہیے جس میں خواتین بیٹھ کر بالکل کچہری کے احاطہ میں اتریں اور پھر ان کا کیس سنا جائے بجائے اس کے کہ وہ تماشہ بنیں اور کچہری میں کھڑی ہوں اور دیکھی جائیں ۔ یہ چیز نہیں ہونی چاہیے بلکہ بالکل دروازے کے آگے کھڑا کرکے ان کا کیس سنا جائے اور اس کے بعد انہیں وین میں جیل تک پہنچایا جائے ۔ مہربانی ۔

**جناب چیئرمین :** اب سرگودھا ڈویژن سے ملک غلام شبیر ۔

**ملک غلام شبیر جوئیہ** (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) : جناب والا ! میں امن عامہ کے متعلق عرض کروں گا کہ اس وقت تھانوں کے اندر شریف آدمی بالکل کوئی نہیں جاتا ۔

**جناب چیئرمین :** کہاں ؟

**ملک غلام شبیر جولیہ :** تھانوں میں اس وقت صرف پیداگیر لوگ ایس - ایچ - او یا پولیس والوں کی خوراک بناتے ہیں اور اپنی جیب بھی گرم کرتے ہیں - اس کے لیے وہ شرارتیں تلاش کرتے رہتے ہیں کہ اس وقت فلاں آدمی کو کسی ناجائز پرچہ میں ملوث کیا جائے یا پھر کوئی جواء وغیرہ کھلایا جائے - اس طرح کی جتنی وارداتیں ہیں یہ ٹاؤٹ اور تھانے والے ملکر کرتے ہیں - ان ٹاؤٹوں کا صحیح طریقہ سے انسداد کر دیا جائے تو میرے خیال میں جتنے جرائم ہیں ان میں کمی آ جائے گی - اس لیے میں یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس وقت جو اصلاحی کمیٹیاں آپ نے بنائی ہیں ، چاہے وہ تحصیلدار کے لکھنے پر یا جس طرح بھی بنی ہیں - ان اصلاحی کمیٹیوں کو صحیح طرح سے بنایا جائے اچھے اور شریف آدمی اس میں شامل کیے جائیں - اصلاحی کمیٹی کسی ایک موضع میں ایک ہے اور کئی مواضعات ایسے ہیں جن میں دو دو اصلاحی کمیٹیاں موجود ہیں- لیکن چھوٹی جگہوں پر یہ موجود نہیں ہیں - جب علاقہ میں کوئی جرم ، واردات ہوتی ہے اور پولیس والے پرچہ درج کرتے ہیں تو اصلاحی کمیٹی کے ممبران کی اس تفتیش میں شمولیت لازمی ہونی چاہیے - کیونکہ اگر اصلاحی کمیٹی کا رکن کوئی ناجائز پرچہ یا ایسی کوئی بات کرے گا تو علاقہ کے لوگ اس کو برا بھلا کہیں گے اور دوسرا اگر ایس - ایچ - او کوئی شریف آدمی ہوا تو ایس - ایچ - او کے لیے وہ رکاوٹ بھی بنے گا -تو اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اصلاحی کمیٹی کے ممبران کو ہر تفتیش میں شامل ہونا چاہیے -

دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت ہمارے جو ڈاکٹر صاحبان ہیں ان کے متعلق میں عرض کرنی چاہتا ہوں - کوئی جرم جو ہمارے ہاں ہوتا ہے ، میں اپنے میانوالی کی بات کروں گا ، کہ اس کے گھر کا ایک آدمی ایس - ایچ - او کی طرف دوڑتا ہے کہ آپ اس طرح کریں اور دوسرا آدمی ڈاکٹر کے پاس بھاگ دوڑ کرتا ہے کہ آپ کی بندوق کا جو بور ہے وہ 12 بور

کا لگا ہے اس کو آپ guilty لکھیں ۔ یا آگے لگا ہے تو اسے آپ پیچھے لکھیں ، فلاں چیز تیز دھار لگی ہے یا نہیں ؟

**جناب چیئرمین :** آپ تو سبھی گر بتا رہے ہیں ۔

**ملک غلام شبیر جوئیہ :** نہیں جی گر نہیں بتا رہا میں آپ کو عرض کرتا ہوں کہ ابھی ابھی 14 تاریخ کو ہمارے ہاں ایک واقعہ ہوا ہے ۔ ایک عورت نے گاڑی کے نیچے سر دے کر خودکشی کر لی ۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اس کو تو کلہاڑیاں لگی ہیں ۔ پولیس کی رپورٹ درج ہے اور 14 تاریخ کا واقعہ ہے میں تھانہ **پتلاں ٹبہ مہربان** کی بات کر رہا ہوں ۔ ایک عورت جو بدنامی میں پکڑی گئی تھی اس نے گاڑی کے نیچے آ کر اپنا سر دے دیا ۔ وارثوں کو پتہ چلا کہ ہم اسے ماریں گے تو وہ گھر سے نکل گئی اور گاڑی کے نیچے سر دے دیا ۔ پولیس نے واقعی اس کی صحیح تفتیش کی ہے لیکن ڈاکٹروں کے پاس کوئی ان کا مخالف پہنچ گیا یا ان کو اس کے پیسے نہیں مل سکے کیونکہ سودا بھی میرے علم میں ہے ان کا سودا چار ہزار یا آٹھ ہزار روپیہ کا تھا ، لیکن 8 ہزار روپیہ انھوں نے نہیں دیا تو ڈاکٹر نے کہا کہ کلہاڑیاں اور ڈنڈے مار کر اس کا سر چکنا چور کر دیا ہے ۔ حالانکہ پولیس کی رپورٹ کے مطابق دماغ کسی جگہ پڑا ہے یعنی جس طرح گاڑی کی تیز رفتاری سے چوٹ آتی ہے اس طریقہ سے کلہاڑی سے زخم نہیں آتے ۔

**جناب چیئرمین :** سیکرٹری صحت صاحب آپ کلہاڑی اور ریل میں کوئی فرق بتائیں گے ؟

**ملک غلام شبیر جوئیہ :** جناب ڈاکٹر بادشاہ ہیں جس طرح ان کی مرضی آئے لکھ دیتے ہیں اس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہے یہ بااختیار ہیں ان کی جو مرضی آئے لکھ دیتے ہیں سنا گیا ہے کہ ڈاکٹر صاحب اگر کہہ دیں کہ فلاں آدمی بے وقوف ہے تو لکھا جاتا ہے کہ وہ بے وقوف ہے ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں ۔ نہیں ڈاکٹر صاحب کچھ بتا رہے ہیں ۔

**ملک غلام شبیر جوئیہ :** لیکن یہ نہیں پتہ کہ وہ بے وقوف ہے یا نہیں ۔

**معتمد صحت :** جناب گاڑی اور کلہاڑی کا فرق بڑا واضح ہوتا ہے اور اس کا پتہ چل جاتا ہے ۔

**ملک غلام شبیر جوئیہ :** جناب میں آپ کو دعوت دیتا ہوں آپ میانوالی تشریف لے آئیں ایس ۔ پی سے لے کر ایس ۔ ایچ ۔ او تک سارے آفیسرز وہاں گئے ہیں ، انہوں نے مکمل تفتیش کی ہے ساری انکوائری آپ دیکھ لیں ۔ اگر آپ کو کوئی ایک جواب ڈاکٹری طریقہ سے دے دیں تو اس کا جرمانہ میں بھروں گا ۔

**معتمد صحت :** جناب سپیشل ٹیم بھجوا دیتے ہیں ۔ medico legal report آ جائے گی ۔

**ملک غلام شبیر جوئیہ :** ٹھیک ہے آپ بھجوا دیں اور تمام واقعات آپ کے سامنے آ جائیں گے پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ڈاکٹر صاحب کی کلہاڑی والی بات کس حد تک ٹھیک ہے ۔

**جناب چیئرمین :** کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ گردن ریل کی پٹڑی کے اوپر رکھ کر کلہاڑی سے کاٹی ہو ۔

**ملک غلام شبیر جوئیہ :** اس کے سر ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں ہڈیاں کہیں ہیں ، دماغ کہیں ہے جس جگہ سے اس کا خون نکالا ہے ، اس جگہ سے لاش کدھر کی کدھر ہے ۔

**معتمد صحت :** تحقیقات کروا لیتے ہیں ۔

**جناب چیئرمین :** چوہدری محمد صدیق سالار ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار (ڈپٹی میئر، میونسپل کارپوریشن، فیصل آباد):**

جناب والا ! سیکرٹری صاحب نے جو رپورٹ پیش کی ہے میں اس سے مطمئن ہوں ۔

**جناب چیئرمین :** چوہدری محمد شفیع گل ۔

**چوہدری محمد شفیع گل** (چیئرمین ، ضلع کونسل ، فیصل آباد) : جناب والا ! سالار صاحب نے کہا ہے کہ انہیں اطمینان ہے ۔ تو انہیں اطمینان ہونا بھی چاہیے کیونکہ وہ سالار ہیں ۔

جناب والا ! میں نے بھی عرض کرنا ہے کہ ملک غلام شبیر صاحب نے بڑے وسیع بیان دیے ہیں ان کے بارے میں یہ عرض کروں گا کہ ڈکیتی جو نہر کے پلوں پر یا تنگ سڑکوں کے پلوں پر ہو رہی ہے وہاں دریا پر پہرہ ضرور ہوتا ہے اگر ان پلوں کی حفاظت کی جائے تو ان میں کچھ کمی پیش آ سکتی ہے ۔

دوسرے جناب والا ! میں نے اسلحہ کے متعلق پہلے بھی عرض کیا تھا اور اس وقت ملک اللہ یار صاحب صدارت فرما رہے تھے ۔ آپ کے چیئرمین حضرات بیس سے تیس لاکھ لوگوں کے نمائندے ہیں تو مجلس شوریٰ کے ایک ضلع سے بارہ ، چودہ آتے ہیں تو اسی حساب سے کچھ اور معاملہ بن جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کیا فلسفہ ہے کہ اس میں چیئرمین حضرات کو ترجیح نہیں دی گئی بلکہ انہیں مجلس شوریٰ کے برابر بھی نہیں رکھا گیا وہ جو دو باتیں پہلے کہی گئی ہیں میں ان کے بارے میں عرض کروں گا کہ اگر کوئی فلسفہ ہے تو ہمیں بتا دیا جائے نہیں تو کم از کم برابر کیا جائے ۔ شکریہ ۔

**جناب چیئرمین :** حاجی محمد علی ۔

**حاجی محمد علی** (چیئرمین ، ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ) ! جناب گورنر اور صاحب صدر ، معزز حاضرین و خواتین ۔ السلام و علیکم ۔

اس معزز ایوان میں امن عامہ کی بات ہو رہی ہے اس لیے میں امن عامہ کے بارے میں ہی بات کرنی چاہوں گا۔ امن عامہ اس ملک میں بالکل اچھی حالت میں ہے اور حکومت اس پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ میں اپنی حکومت کی داد دیتا ہوں کہ اس کو اچھی طرح پتا ہے کہ تخریب کار کون ہیں انتہا پسند کون ہیں اور ہمارے معزز اراکین اور معزز حاضرین کو بھی چاہیئے کہ وہ نشاندہی کریں کہ اس ملک کے اندر انتشار کون لوگ پھیلا رہے ہیں۔ حکومت کے خلاف پروپیگنڈا کون لوگ کر رہے ہیں ان کو انتہا پسند کہا جاتا ہے غنڈہ گرد کہا جاتا ہے وہ ملک کے بھی خواہ نہیں ہیں وہ لوگ ملک کے دشمن ہیں۔ وہ قوم کے دشمن ہیں حکومت کے ساتھ ان کی وفاداریاں شامل نہیں ہیں اس لیے ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ حکومت کو نشاندہی کریں کیونکہ یہ ملک جو قائداعظمؒ نے بڑی قربانی کے بعد حاصل کیا تھا وہ اس ملک کی تخریب کاری کے لیے کیوں اتنا وقت صرف کرتے ہیں کیوں وہ قوم کو برباد کرنا چاہتے ہیں یہ ملک ہے تو ہم ہیں اگر یہ ملک نہیں تو کچھ بھی نہیں اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق امن عامہ کے لیے کمیٹیاں مقرر کی گئیں پچھلے سال نگران کمیٹیاں تھیں اب حکومت نے اصلاح معاشرہ کمیٹیاں قائم کی ہیں رابطہ کمیٹیاں قائم کی ہیں زرعی مشاورتی کمیٹیاں قائم کی ہیں جو پورا کنٹرول کر رہی ہیں اپنے دائرہ اختیار کے اندر وہ اپنی مثال قائم کر رہی ہیں جرائم کم ہو رہے ہیں ڈی۔ سی۔ کے ماتحت کرائمز کنٹرول کمیٹیاں جو ہوتی ہیں ان کو بھی جرائم کی نشاندہی کر دی جاتی ہے اس سے جرائم کا انسداد ہو رہا ہے اور جرائم کم ہو رہے ہیں۔ نقشہ دیکھ لیں امن عامہ کا نقشہ بھی دکھایا گیا پہلے سے کتنے گنا جرائم کم ہو گئے ہیں۔ میں اپنی حکومت کو داد دیتا ہوں کہ اس نے اس ملک کے امن عامہ کے لیے کڑی نظر رکھی ہوئی ہے (نعرہ ہائے تحسین) خصوصاً جناب گورنر جناب جیلانی صاحب اور صدر محترم جناب محمد ضیاء الحق اس بات کو ذہن

نشین کئے ہوئے ہیں داخلہ اور خارجہ پالیسیوں پر نظر رکھے ہوئے ہیں انشاء اللہ وہ اس ملک کو بچائیں گے اور یہ ملک ہمیشہ رہے گا اور یہ ملک ترقی کی منازل طے کرتا جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ ساتھ ہی جناب والا ! میں اس بات کی نشاندہی کر کے اپنی تقریر ختم کرتا ہوں کیونکہ مجھے تقریر کے لیے دو منٹ ملے ہیں ۔ یہ جو اصلاح معاشرہ کمیٹیاں قائم کی ہیں ان کے لیے میں گورنر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ اسلام خود امن کا متقاضی ہے اسلام کے معنی خود امن کے ہیں ۔

اسلم یسلم فھوا مسلمون ۔

اسلام امن کا متقاضی ہے اسلام خود امن چاہتا ہے جب ہم مسلمان ہیں تو کیوں نہ امن ہو ہم مسلمان ہیں ہمیں امن چاہیئے ۔

اب میں اصلاح معاشرہ کے لیے چند الفاظ عرض کرتا ہوں اصلاح معاشرہ کے اندر وہ بندے وہ ہستیاں وہ شخصیتیں شامل ہونی چاہئیں اگرچہ وہ منتخب بھی نہ ہوں لیکن دیانتدار ہوں ایماندار ہوں ۔

من تذکر موت فی کل یوم عشرین مرہ لم تکتب

حضورؐ نے فرمایا کہ جو دن میں موت کو بیس بار یاد کر لے اس کے نام وہ برائی نہیں لکھی جاتی جو ایسا آدمی ہو جو موت سے ڈرتا ہو جسے اللہ کی پیشی کا ڈر ہو ۔

ایسے لوگ آگے آئیں اور اس معاشرہ کے اندر اصلاح پیدا کریں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔

یا مرون بالمعروف و ینھون عن المنکر ۔

اگر میں اپنی برائیوں پر کنٹرول نہ کر سکوں تو معاشرہ کے اندر بھی برائیوں کو کنٹرول نہیں کر سکتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

**جناب چیئرمین :** شکریہ ۔ جناب محمد اسلم بلوچ ۔

**جناب محمد اسلم بلوچ ۔ (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ، فیصل آباد) :** جناب چیئرمین ! میں ضلع کونسل فیصل آباد کا وائس چیئرمین ہوں میرے بزرگ چیئرمین جناب محمد شفیع گل نے یہ فرمایا ہے کہ مجلس شوریٰ کے ممبران اور چیئرمینوں کے لیے اسلحہ کے لائسنس کا کوٹہ مقرر کیا جائے ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی عرض کروں گا کہ چیئرمین حضرات اور وفاقی کونسل کے ممبران کے ساتھ ساتھ وائس چیئرمین حضرات کے لیے بھی کوٹہ مقرر کیا جانا ضروری ہے ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں ۔ بڑے شوق سے کوٹہ تو آپ جتنا مرضی لیں ۔ آپ نے کتنا لینا ہے ۔

**جناب محمد اسلم بلوچ :** جناب والا ! پانچ ۔ دس تو ہونا چاہیئے ۔ چیئرمین 15 اور وائس چیئرمین 10 ۔

علاوہ ازیں دیہاتی تھانوں میں سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ وہاں پر ٹرانسپورٹ کا کوئی انتظام نہیں ہے ۔ جب کوئی صاحب تھانے میں کسی رپورٹ کے لیے جاتا ہے تو سب سے پہلے پولیس والے ان سے ٹرانسپورٹ کا مطالبہ کرتے ہیں جو دیہاتوں کے غریب عوام کو مہیا کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے لہذا میری استدعا ہے کہ ان کو ٹرانسپورٹ مہیا کی جائے خاص کر دیہاتی تھانوں میں ۔ شکریہ ۔

**جناب چیئرمین :** اب خواتین تقریر کریں گی ۔

**سیدہ ساجدہ نیر عابدی ۔ (لیڈی کونسلر ۔ ضلع کونسل سیالکوٹ) :** محترم چیئرمین صاحب ۔ امن عامہ کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی تو میں عرض کروں گی کہ ہمارے ملک میں ایسی سیاسی جماعتیں جو حکومت وقت سے منافرت رکھتی ہیں یا اس کے خلاف کار فرما رہتی ہیں میرا اشارہ ایسی

سیاسی جماعتوں کی طرف سے جو ہر آنے والے وقت کے لیے اس پروگرام کی پری - پلاننگ کر لیتی ہیں - مثال کے طور پر محرم کے ایام شروع ہونے سے پہلے ہمارے دیہاتوں میں بعض سیاسی جماعتوں نے ایسے paid لوگ بھیج دیئے تھے جو گھر گھر جا کر انتشار کی باتیں کرتے تھے اور ترغیب دیتے تھے دیہاتوں میں جا کر اور بچوں کو جمع کر کے اس قسم کے اشتعال بازی کے فقرے اور ایسی باتیں بتاتے تھے کہ خود بخود جھگڑا کھڑا ہو جائے - جناب والا ! میری گزارش ہے کہ ایسی سیاسی جماعتوں کی جو وقت آنے سے پہلے کار فرمائی شروع کر دیں تو حکومت کیوں نہیں ایسے لوگوں کی نگرانی کرتی اور ہم لوگوں کی وقتاً فوقتاً نشاندہی کے باوجود بھی ایسے لوگوں پر کڑی نظر نہیں رکھی گئی جس کے نتیجے میں جو ایک ، دو واقعات محرم کے ایام میں پیش آئے - میرا خیال ہے کہ وہ ان ہی حضرات کی حرکتوں کی وجہ سے ہوئے کیونکہ اگر بروقت جب ہم ان کی نشاندہی کر رہے تھے ان لوگوں پر کنٹرول کر لیا جاتا اور ایسے حضرات کو جو ایسی جماعتوں سے ایک ، ایک ہزار یا ڈیڑھ ، ڈیڑھ ہزار روپے ماہوار تنخواہیں حاصل کرتے ہیں اور دیہات دیہات نکل کر friction پھیلاتے ہیں تو ایسے لوگوں کی کوئی کونسلر یا ممبر صوبائی اسمبلی کا ممبر نشاندہی کرے تو میری گزارش ہے کہ اس کو نظر انداز کیا نہ جائے اور فوری طور پر سختی سے اس پر action لیا جائے - شکریہ -

**بیگم عارفہ طوسی** (خاتون کونسلر - لاہور میونسپل کارپوریشن) : جناب چیئرمین جیسا کہ ہمارے ہوم سیکرٹری صاحب نے امن عامہ کے بارے تفصیل سے گفتگو کی - پنجاب میں امن عامہ اور حالات حاضرہ کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ پولیس کے محکمہ کو مؤثر بنانے کے لیے کیا اقدامات کئے گئے ہیں - اسی طرح سے میری استدعا ہے کہ جیل کے محکمہ کو بھی مؤثر بنایا جائے - اس وقت ہمارے پنجاب میں ایک انسپکٹر جنرل آف جیل خانہ جات ہیں اور ایک ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف جیل خانہ جات ہیں

جو پوری جیلوں کی کنٹرولنگ اتھارٹی ہیں۔ میں سمجھتی ہوں ایک آئی۔ جی اور ایک ڈی۔ آئی۔ جی جیل خانہ جات کی تعداد بہت کم ہے۔ اس ضمن میں میری یہ تجویز ہے کہ آپ سرگودھا ڈویژن میں ایک ڈی۔ آئی۔ جی جیل خانہ جات مقرر کیجئے سرگودھا ڈویژن کو ایک ڈی۔ آئی۔ جی رینک کا افسر مہیا کیا جائے تا کہ جیل میں جو مجرم لوگ ہیں ان پر کنٹرول پایا جا سکے۔ مجرم لوگوں کے اوپر صحیح طریقے سے کام کیا جا سکے اور اس کو مؤثر بنایا جا سکے۔ سرگودھا اور ملتان ڈویژن کے لیے دو ڈی۔ آئی۔ جی جیل خانہ جات ہونے چاہئیں۔

**جناب چیئرمین :** باقی ڈویژنوں کا کیا ہوگا ؟

**بیگم عارفہ طوسی :** تین ڈی۔ آئی۔ جی تو ہوں۔ چونکہ ہوایس کے محکمہ میں آپ نے بیشمار ڈی۔ آئی۔ جی رکھے ہوئے ہیں جو جیل کا محکمہ ہے اس میں آپ نے ایک آئی۔ جی اور ایک ڈی۔ آئی۔ جی رکھا ہوا ہے۔ پورے پنجاب میں اتنے بڑے محکمہ کو دو آدمی کیسے کنٹرول کر سکتے ہیں۔

دوسری بات میری یہ ہے کہ جو ملاوٹ ہے وہ بھی جرائم کا ایک حصہ ہے۔ اس سلسلہ میں میں عرض کروں گی کہ ہم ملاوٹ کے سلسلہ میں جو اقدامات کرتے ہیں مثال کے طور پر ہم کسی چیز کا سمپل بھروا کر اس کی رپورٹنگ کرواتے ہیں۔ مجسٹریٹ صاحب کے پاس جب وہ رپورٹ جاتی ہے وہ مجرم کو سزا دینے میں بہت وقت لگاتے ہیں۔ زیادہ ڈھیل ڈھال سے کام لیا جاتا ہے۔ ٹال مٹول کی جاتی ہے اور اتنا لمبا پروسیجر کر دیا جاتا ہے کہ ایک مجرم کو سزا دلوانے کے لیے کم از کم چھ ماہ درکار ہوتے ہیں۔ اس عرصہ میں ہمارا جو حشر ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ ہمارا مذاق اڑاتے ہیں۔ جن کے متعلق ہم رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ یہ لوگ غلط کام کر رہے ہیں۔ تو اس سلسلہ میں یہ ہوتا ہے بجائے اس کے کہ ہم لوگ ان

پر اپنا کوئی اثر دکھا سکیں ۔ کوئی بہتر طور پر کام کر سکیں ہم ایک مذاق بن کر رہ جاتے ہیں ۔

جناب والا ! اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گی کہ ہمارے اپنے ہی محکمہ لاہور میونسپل کارپوریشن میں ایک مجسٹریٹ رانا افتخار صاحب ہیں جو مہینے ہوئے سمپل لے کر ان کو رپورٹ بھیجی ۔ خود محنت کی اس کے بعد ان کو کہا گیا کہ آپ نے ان کے اوپر کیا ایکشن لیا ہے ۔ بجائے ایکشن لینے کے الٹا مجھے کہنے لگے کہ آپ کے خلاف انکوائری ہونی ہوئی ہے ۔ میں نے کہا کہ میں نے کیا جرم کیا ہے جو میرے خلاف انکوائری ہو رہی ہے ۔ آپ ہمیں بتائیں کہ کون سے جرم کی بات کرتے ہیں کون سے انسداد کی بات کرتے ہیں جو کہ ہم لوگوں کو دھمکی دے کر وہ کہتے ہیں کہ آپ کے خلاف انکوائری ہو رہی ہے ۔ میری یہ استدعا ہے کہ وہ کونسی بات ہے کہ میرے خلاف ایکشن لیا جائے ۔ اس مجسٹریٹ سے باز پرس کی جائے کہ اس قسم کی وہ باتیں کیوں کرتے ہیں ۔ شکریہ ۔

**جناب چیئرمین :** چودھری محمد اکبر صاحب آپ پہلی دفعہ تقریر کر رہے ہیں ۔ چلئے آ جائیں چھوٹی سی بات کریں ۔

**چودھری محمد اکبر کاہلوں** (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ، سیالکوٹ) : جناب والا ! میں چھوٹی سی بات کروں گا ۔ گزارش صرف اتنی ہے کہ دنیا میں سب سے آسان ترین کام جو ہے وہ کسی کی خوشامد کرنا ہے جیسے کہ میں کہتا ہوں کہ سیکرٹری صاحب کی رپورٹ سے میں بالکل مطمئن ہوں (قہقہہ) اس سے تھوڑا سا مشکل کام ہوتا ہے کسی کی تعریف کرنا جیسے کہ میں کہتا ہو کہ صوبہ میں نیا سپورٹ کنٹرول بورڈ بڑا اچھا کام کر رہا ہے ۔ لوگ کھیلوں سے بڑے مطمئن ہیں ۔ مشکل ترین کام وہ ہے جس کی طرف جناب گورنر صاحب نے کل اشارہ کیا تھا کہ راست گوئی سے کام لینا چاہئیے راست گوئی کی جو بات ہوتی ہے تو اس وقت حقیقت یہ ہے کہ

سیکرٹری اسور داخلہ جب اپنی تقریر پڑھ رہے تھے یا اپنی رپورٹ پیش کر رہے تھے مجھے ایسے ہی محسوس ہو رہا تھا جیسے رمضان کے مہینہ میں ایک عالم دین چائے کی پیالی سامنے رکھ کر روزے کے فضائل بیان کر رہا ہو۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ! آپ نے کل بجا طور پر فرمایا کہ عام طور پر صوبہ میں امن و امان کے حالات جو ہیں وہ ٹھیک ہیں ۔

**جناب چیئرمین** : عام طور پر ٹھیک ہیں ۔

**چودھری محمد اکبر کاہلوں** : میں اس کی تائید کرتا ہوں کہ عام طور پر حالات ٹھیک ہیں لیکن خاص طور پر لوگ بے چین ہیں ۔ بد دل ہیں اور اس کی بھی کچھ وجوہات ہیں ۔ وہ وجوہات صرف اس لیے ہیں کہ وہ یہاں پر جو امن چاہتے ہیں وہ نہیں مل رہا ۔ جو امان چاہتے ہیں وہ نہیں مل رہا ۔ آپ نے پہلے ہی فرمایا دیا ہے کہ میں اپنی تقریر کو لمبا نہ کروں ۔ اس کی کہ دو وجوہات ہیں ۔ ایک تو یہ ہے کہ تھیم صاحب نے جیسے اشارہ کیا ہے رشوت تو ویسے ہی ان کی نظر سے گزر گئی ۔ جب تک ہم رشوت کا انسداد نہ کریں ۔ ویسے یہ بات ہم سب کو بری لگے گی کیونکہ پچھلی دفعہ مجھے یاد ہے نیازی صاحب نے بات کر دی تھی کہ بلدیاتی اداروں میں کرپشن ہے تو سارا ہاؤس چیخ اٹھا تھا ۔ بہر حال جب تک رشوت ختم نہ کریں تب تک انسداد جرائم نہیں ہو سکتا ۔ یہاں انسداد جرائم کی بات کرتے ہیں ۔ ہم کمیٹیاں بناتے ہیں تو اس کا مقصد ہمارا صرف یہ ہے کہ اصلاح معاشرہ کی جو کمیٹی ہم نے بنائی ہوئی ہے جس کے بارے میں کل فرمایا تھا کہ اصلاح معاشرہ در اصل اصلاح فرد کا نام ہے ۔ جب تک ہم اپنی اصلاح خود نہیں کرتے اصلاح معاشرہ کی کوئی کمیٹی بنانے کا مقصد نہیں ہے ۔ یہ تو ہمارا انفرادی فرض بھی ہے کہ ہم سارے اس میں حصہ لیں ۔ ابھی سیکرٹری صاحب نے بات کی ہے کہ کونسلر حضرات کو چاہیے کہ پولیس کے ساتھ تعاون کریں ۔ جناب نے کل حکم دیا تھا کہ ہم راست گوئی سے کام لیں ۔

میں اس میں تھوڑا سا الجھا ہوا ہوں کہ ہم راست گوئی سے کام لیں یا پولیس سے تعاون کریں ۔ (قہقہہ) آپ نے اشارہ کیا ہے کہ ہم راست گوئی سے کام لیں ۔ راست گوئی کی جو بات ہے وہ سب سے خطرناک ہے ۔ جو اس وقت ہمارے ملک میں چیز ہے وہ رشوت سے بھی زیادہ خطرناک ہے اور وہ پولیس کا منتقمانہ رویہ ہے ۔ میں اس کی صرف آپ کو ایک مثال دیتا ہوں ۔ مرکز کونسل ستراہ کا چیئرمین اپنے آٹھ یونین کونسلرز کی موجودگی میں متفقہ طور پر ایک ریزولیوشن پاس کرتا ہے کہ مقامی پولیس راشی ہے وہ رشوت لیتی ہے ۔ مجرم لوگوں کو پناہ دیتی ہے ۔ انھوں نے اس کی کاپی انسپکٹر جنرل آف پولیس کو بھیجی ۔ ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس کو بھیجی ۔ ایس ۔ پی کو بھیجی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ 27 فروری سے اب تک چار مقدمات اس کے خلاف حدود آرڈیننس کے تحت درج ہو چکے ہیں ۔ کسی کو پکڑ کر کورٹ میں جا کر بیان دے دیں اے ۔ سی کے پاس دے دیں فلاں کے پاس دے دیں 164 کے بیان ہوگئے یہ ہے جناب اگر ہم راست گوئی کی بات کرتے ہیں ۔ ظفروال میں کھلی کچہری لگی ۔ ایک آدمی نے ایس ۔ پی سے کہا کہ یہ تھانے دار ٹھیک نہیں ہے ۔ اس کے خلاف حدود آرڈیننس کے تحت پرچہ ہوا اور آج تک جتنے جھوٹے پرچے ہو رہے ہیں وہ زیادہ تر حدود آرڈیننس کے تحت ہو رہے ہیں ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ اتنا آسان کیوں ہوگیا ہے ۔ اس وقت لوگ قطعی طور پر پولیس سے مطمئن نہیں ہیں ۔ یہ سچی بات ہے اور آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ جب بھی کوئی آدمی درخواست دیتا ہے ، جو بھی انصاف کا متلاشی ہے ، وہ لکھ کر دیتا ہے کہ جناب ، میری انکوائری سمری مٹری کورٹ میں کروائی جائے ۔ آج اگر اعتماد رہ گیا ہے تو سمری مٹری کورٹ پر ۔ دوسری جو کورٹس ہیں ، ان کا اللہ ہی حافظ ہے ۔ یہ چیزیں اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتیں جب تک ہمیں پتا نہ لگ جائے کہ جرم اور انصاف میں فرق کیا ہے ۔ ہم مانگنے انصاف جاتے ہیں اور بن کر مجرم آ جاتے ہیں اور فرق بڑا معمولی ہے ۔ صاحب نہیں آیا ، تو تاریخ اور سائل نہیں آیا تو جرمانہ یا

اندر ۔ حالانکہ دونوں ہی ایک ملک کے رہنے والے ہیں ۔ دونوں ہی انسان ہیں ۔ ایک آدمی مجبور ہے اور نہیں آتا تو تاریخ مل جاتی ہے ۔ دوسرا آدمی نہیں آتا ، اس کا بچہ مر جاتا ہے تو اس کی ضمانت ضبط کرکے اسے اندر بھیج دیا جاتا ہے ۔ بہر حال یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جن سے عوام مطمئن نہیں ہیں ۔ دیہاتی تھانوں میں ، جیسا کہ میرے معزز دوست نے فرمایا ہے ، یہ زبردست مجبوری ہے کہ پولیس کے پاس ٹرانسپورٹ نہیں ہے ۔ ان کے لیے ٹرانسپورٹ لازمی مہیا کرنی چاہیے تاکہ دیہاتی علاقوں میں دور دراز پولیس والے فوری طور پر جا سکیں ۔ ورنہ وہ ہمیں کہیں گے کہ ٹانگہ لے آؤ بس لے آؤ یا پکڑ کے دو ، فلاں چیز کرو ، یہ کرو ، وہ کرو ۔ یہ بڑی اہم بات تھی ۔ آپ وقت دیکھ رہے ہیں ۔ میں بیٹھ جاتا ہوں ۔

**جناب چیئرمین :** آپ کچھ کہنا چاہیں گی ۔

**بیگم زبیدہ جعفری** (خاتون کونسلر ، میونسپل کارپوریشن ، ملتان) : جناب گورنر ، ہوم سیکرٹری صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ جیلوں کی درستگی کے لیے بہت کچھ کر رہے ہیں ۔ جب آپ نے یہ ذمہ داری مجھے سونپی ، میں ملتان کی جیلوں میں متعدد بار گئی ہوں ۔ ڈسٹرکٹ جیل ملتان از حد خستہ حالی میں ہے ۔ اس کی طرف فوری توجہ کی جائے تاکہ اس کی مرمت ہو اور وہاں کے قیدی ٹھیک طرح سے رہیں اور ان سے کوئی خدشہ نہ رہے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ جیلوں میں جس قدر بھی اسلحہ ہے ، وہ سارے کا سارا زنگ آلود ہے ۔ تو مہربانی سے اس طرف بھی فوری توجہ دی جائے ، کیونکہ فرار کے جتنے واقعات ہوتے ہیں وہ ان چھوٹی موٹی خامیوں کی وجہ سے ہوتے ہیں ۔ ایک خاتون کونسلر نے فرمایا تھا کہ خواتین قیدیوں کے لیے کیا کیا ہے ۔ میں عرض کرتی ہوں کہ میری اطلاع کے مطابق پنجاب میں صرف ایک زنانہ جیل ہے جو ملتان میں ہے ۔ میں اس میں بھی

متعدد بار گئی ہوں اور وہاں دیکھا ہے کہ وہاں ان کے لیے انڈسٹریل ہوم ہے ۔ انہیں وہاں کڑھائی ، بنائی اور سلائی سکھائی جاتی ہے ۔ جو عورتیں بالکل نااہل ہیں انہیں کمر بند بننا سکھایا جاتا ہے اور ان کی بنائی ہوئی چیزیں باقاعدہ وہاں فروخت ہوتی ہیں ۔ ایک شاپ ہے جس سے انہیں کافی منافع ہوتا ہے ۔ ان کی تعلیم کا بھی بندوبست ہے ۔ اگر میں یہ بھی بتا دوں تو اچھا ہوگا کہ فرح ناز آج کل وہاں پر ہے جس کو پچیس سال کی قید ہوئی ہے ۔ تو اس کو قرآن شریف پڑھایا گیا ہے اور اس کی برین واشنگ بھی کرتے ہیں ، اس کو پڑھاتے بھی ہیں اور اس طرح اس کو مصروف رکھتے ہیں ، کیونکہ جب اس کی اپیل مسترد ہوئی تو وہ خودکشی کرنا چاہتی تھی ۔ جیل والوں نے اس کے لیے یہ انتظام کیا ہے کہ اس کو لکھنے پڑھنے پر لگا دیا ہے کہ تم کوئی درخواستیں لکھو اور یہ کرو ۔ میرا کہنے کا یہ مطلب ہے کہ زنانہ جیل میں بہت اچھا انتظام ہے ۔ لیکن ایک اور عرض کر دوں ۔ مانا کہ وہ ملزم ہیں انہوں نے جرم کیا ہوا ہے ۔ لیکن ان کے لیے کئی ایک سہولتیں نہیں ۔ خصوصاً رمضان شریف میں انہیں ٹھنڈا پانی بالکل نہیں ملتا ۔ تھوڑی سی برف جو حکومت کی طرف سے ملتی ہے ، وہ ناکافی ہوتی ہے ۔ کیونکہ وہ تعداد میں بہت کافی ہیں اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب یہ مجرم لوگ جیل میں چلے جائیں تو ان میں سے زیادہ خدا کی طرف رجوع کر لیتے ہیں ۔ وہ نماز روزے کے زیادہ پابند ہو جاتے ہیں ۔ حالانکہ اکثر نماز روزہ رکھتی ہیں تو ان کے لیے ٹھنڈا پانی بالکل نہیں ہوتا ۔

**جناب چیئرمین :** آپ جی جیل خانہ جات بیٹھے ہوئے ہیں ؟

**بیگم زبیدہ جعفری :** میری بات سن لیجیے گورنر صاحب ۔ تو میں نے جیلر صاحب سے کہا کہ اس کے لیے کیا انتظام ہونا چاہیے ۔ تو انہوں نے کہا کہ کوئی شخص واٹر کولر دے دے ۔ چنانچہ میں نے ڈی جی ، ایم ڈی اے صاحب سے درخواست کی کہ آپ ایک واٹر کولر لگا دیں جو

بجلی سے پانی ٹھنڈا کرتا ہے ۔ غالباً وہ سات ہزار کا لگتا ہے ۔ تو میں ان کی ممنون ہوں کہ انہوں نے میری بات تسلیم کر لی ۔ لیکن ایک شرط رکھی کہ وہاں والے میرے پاس درخواست دیں ، سپرنٹنڈنٹ جیل درخواست دیں تو پھر میں یہ واٹر کولر لگا دوں گا ۔ ایک تو امید ہے کہ ڈی جی صاحب لگا دیں گے ۔ ایک عدد اور واٹر کولر زنانہ جیل میں اگر لگا دیں تو بہت اچھی بات ہوگی ۔ اس کے علاوہ جب ہم دیکھنے گئے تو ہم نے دیکھا کہ نان مسلم قیدی جو وہاں ہیں وہ غالباً ڈیڑھ دو سو کے قریب ہیں ۔ چونکہ ان کے پاس ان کے لواحقین نہیں آتے ۔ نہ انہیں کوئی گرم کپڑا دیتے ہیں اور نہ کچھ ہوتا ہے ۔ چنانچہ جیلر صاحب کی درخواست پر ڈیڑھ سو گرم کوٹ لنڈے سے لے کر ہم نے انہیں دیے ۔ پھر وہاں جو نان مسلم خواتین قیدی ہیں ، انہیں بھی 24 گرم چادریں ہم نے دیں ۔ اب ان کا یہ مطالبہ ہے کہ یہاں کی لائبریری کے لیے آپ کتابیں دیں ۔ میں کوشش کر رہی ہوں اور انشاء اللہ ان کی لائبریری کے لیے کچھ کتابیں لے کر دے دوں گی ۔ لیکن یہ درخواست ہے کہ انہیں ٹھنڈے پانی کی سہولت دی جائے ۔ ڈسٹرکٹ جیل میں جو قیدی ہیں جن کا ابھی فیصلہ نہیں ہوا ان میں کئی ایک تو دس دس سال کے ہیں ، کئی پانچ پانچ سال کے ہیں ، کئی کے اس سے بھی زیادہ دیر سے مقدمے چل رہے ہیں ۔ ان کے لیے کوئی انتظام نہیں ۔ ان کے سونے کے لیے جو جگہ ہے وہ بالکل ہی خراب حالت میں ہوتی ہے ۔ آخر وہ بھی انسان ہیں ۔ ہمیں ایک لمحے کے لیے یہ سوچنا چاہیے کہ وہ بھی انسان ہیں ۔ ان کے لیے بیٹھنے اٹھنے کی جگہ اچھی ہو ۔ گو کہ وہاں کے جو سپرنٹنڈنٹ ہیں ، وہ بہت صفائی رکھتے ہیں ، بڑا اچھا انتظام رکھتے ہیں ۔ لیکن پھر بھی ان کے لیے کچھ نہ کچھ ہونا چاہیے ۔ پنکھے بھی نہیں ہوتے ۔ جب ملتان کی شدید گرمی میں وہ رات کو اندر سوتے ہیں تو ان کی کیا حالت ہوتی ہوگی ۔ تو میری یہ درخواست ہے ۔ آپ اس پر بھی توجہ فرمائیں ۔ کچھ انہیں پنکھے بھی دے دیں واٹر کولر بھی دے دیں ۔ شکریہ ۔

**جناب چیئرمین :** آئی جی جیل ہیں یا نہیں ؟ ـــ مجھے کوئی جواب ہی نہیں دیتا ۔ میں دو تین دفعہ پوچھ بیٹھا ہوں ۔ آئی جی جیل بیٹھے ہوئے ہیں یا نہیں ؟ ـــ حاضر یا غیر حاضر ؟ ـــ غیر حاضر ۔

**ایک فاضل ممبر :** جیل میں بھی غیر حاضر رہتے ہیں ۔

**جناب چیئرمین :** او کے ۔ او کے ۔ میں چاہتا تھا کہ وہ بھی سن لیتے ۔

**جناب اشفاق شاہد** (ڈپٹی میئر ، لاہور میونسپل کارپوریشن) **:** اتنا بڑا شعبہ ہے کہ وہ جیلوں سے بھی غیر حاضر رہتے ہیں ۔ اتنا بڑا شعبہ اور ایک آئی جی ! کم از کم ڈویژنل وائز ایک ایک ۔ ۔ ۔

**جناب چیئرمین :** اس کو ہم دیکھ لیں گے ۔ کچھ ری آرگنائزیشن ہم کر رہے ہیں ، کچھ ہم کریں گے ۔

**جناب اشفاق شاہد :** اسی لیے تو تقریباً ہر جیل میں چرس ، افیون ، شراب بکتی ہے ۔

**جناب چیئرمین :** جیل کی تو اور بہت سی باتیں ہیں ۔

**جناب اشفاق شاہد :** جیل کی اچھی باتیں تو یہی ہیں کہ اسلامی حکومت ہے ۔ جو باہر سے نہ ملے وہ اندر سے مل جاتا ہے ۔

**جناب چیئرمین :** ہاں ۔

**جناب اشفاق شاہد :** عرض یہ ہے کہ جو بلدیاتی ارکان میں امن و امان کی پوزیشن تھی اس کے لیے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے ترمیم کروا دی :

دوسری بات یہ ہے کہ گواہ ایک بدنصیب آدمی ہے ۔ اس شہر میں ، اس ملک میں جو کسی مقدمے میں گواہ بن جائے ۔ آپ نے سنا ہوگا کہ کافی

کیسز ہوتے ہیں کہ گواہوں کو گولی مار دی گئی ۔ میری عرض یہ ہے کہ ایف آئی آر درج ہونے سے انکوائری مکمل ہونے تک ایک وقت مقرر کیا جائے ۔ انکوائری کے بعد پراسیکیوشن میں کیس آتا ہے تو وہ عدالتیں لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں ، پراسیکیوشن والے ، کہ کتنے پیسے دیتے ہو، کیس پاس کرتے ہیں ۔ خاص کر لاہور کی بات کر رہا ہوں ۔ اس کے بعد پراسیکیوشن سے مجسٹریٹ کے پاس کیس جاتا ہے ۔ مجسٹریٹ جب فیصلہ کرتا ہے ، اس کے بعد آپ دیکھیں کہ کتنے سال لگ جاتے ہیں ۔ تو گواہ یا سائل کی کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ مجرم کے ساتھ ساتھ وہ بھی مجرم بن جاتے ہیں ۔ اس کا کچھ نہ کچھ ضرور انتظام کیا جائے کوئی بہتر صورت اختیار کی جائے ۔

میری دوسری عرض یہ ہے کہ پولیس کی کارکردگی میں اس کی نفری کی کمی سب سے بڑی رکاوٹ ہے ۔ میں نہیں کہتا کہ ساری پولیس ایمان دار ہے ۔ مگر اس کی نفری کی کمی بھی ایک رکاوٹ ہے ۔

**جناب چیئرمین :** 32 ہزار کی کمی ہے ۔

**جناب اشفاق شاہد :** تو آئندہ کے لیے بتیس ہزار میں کم از کم پندرہ ہزار ایمان دار بھرتی کیے جائیں ۔ ٹریفک پولیس جو آپ کو لاہور میں نظر آتی ہے ، گورنر صاحب اور وزراء صاحبان , وہ صرف مال روڈ پر نظر آتی ہے ۔ دوسری سڑکوں پر کوئی ٹریفک پولیس نظر نہیں آتی ۔ گاڑی کوئی آدمی وہاں چلا جاتا ہے ۔ آپ لاہور شہر کا اندازہ لگائیں کہ وہاں پر کیا حالت بنی ہوئی ہے ۔

تیسری عرض یہ ہے ، ابھی بیگم صاحبہ نے فرمایا ہے ، رانا افتخار ایک مجسٹریٹ ہے ۔ میں نے ایک سفارش کر دی کہ داتا صاحب زائرین آتے ہیں ، لہذا داتا صاحب کا ایریا صاف کیا جائے ۔ وہاں سے ناجائز تجاوزات ہٹائے جائیں ۔ رانا افتخار صاحب نے اس آدمی پر چھاپا مارا جو

میرا واقف تھا ۔ باقی کسی ناجائز تجاوز کنندہ کو کچھ نہ کہا ۔ اتفاق سے میری بدنصیبی کہ میں بھی وہاں پہنچ گیا ۔ کیونکہ میرا نقصان ہونا تھا ۔ میں نے رانا صاحب سے کہا کہ رانا صاحب ان باقی ناجائز تجاوزات کرنے والوں کو بھی جرمانے کرو ۔ جس پر رانا صاحب نے میرے ساتھ بد تمیزی کی اور مجھے اس شخص کو ایک ہزار روپے دینے پڑے ۔ کیونکہ اس آرے والے کو میری وجہ سے جرمانہ ہوا تھا جو میرا واقف تھا ۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت مشرق کے نمائندے جناب طاہر رضوی صاحب بھی موجود تھے ۔ میں نے یہ ایک ہزار روپے بھی طاہر صاحب کے ذریعے دیے اور کہا کہ بھائی میرے تیرے تعلقات ہیں اس کی پاداش میں جو تمہیں جرمانہ ہوا ہے وہ لے لو ۔ دوسرے جب میں نے ملاوٹ کی مہم شروع کی ۔ یہ میری بدنصیبی تھی کہ میں نے سب سے پہلے فلور ملوں پر چھاپے مارنے شروع کیے ۔ میں نے صرف ایک سنی فلور مل کو چھوڑ دیا کیونکہ اس کی کارکردگی اچھی تھی ۔ لیکن مجھ پر الزام لگایا گیا کہ تم نے سنی فلور مل کیوں چھوڑی، میں نے کہا اس لیے چھوڑی کہ اس کی کارکردگی اچھی تھی ۔ لیکن اس کے باوجود سنیٹری انسپکٹر نے اس کا چالان کر لیا بہر حال بعد میں ٹھیک ہو گیا ۔ لیکن ہاؤس میں میرے خلاف اسی رانا افتخار کو کھڑا کر کے گواہی دلوائی گئی کہ آپ نے اس مل کو مل ملا کر چھوڑ دیا ۔ میں ہاؤس کی بات ہاؤس میں نہیں کر سکتا لیکن یہاں تو کر سکتا ہوں ۔ جناب گورنر صاحب کہتے ہیں کہ لاہور لاہور ہی ہے اس لیے جناب گورنر میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ لاہور کے بارے میں اپنا attitude بدلیں ۔ آپ لاہور کو دیکھیں کہ لاہور میں کیا ہو رہا ہے ۔ یہ آپ سے میری درخواست ہے ۔

**بیگم عارفہ طاسی :** جناب والا ! یہ انسپکٹر صاحبان پانچ پانچ سو روپے رشوت لیتے ہیں اور یہ ان غریب چھابڑی والوں کو جرمانہ کر دیتے ہیں اور چالان کر دیتے ہیں ۔ جو لوگ ان کو monthly نہیں دیتے ان کو جرمانہ کر دیتے ہیں ۔

**جناب اشفاق شاہد :** جناب میں ایک اور سچی بات کرنے لگا ہوں ۔ میں نے لاہور میں جب ملاوٹ کی مہم شروع کی تو میں نے ایک پان سپاری والے کو پکڑا اس سے پان سپاری کا ایک چھوٹا لفافہ جو چار آنے میں آتا ہے ۔ اور یہ سپاری ہر بچہ کھاتا ہے میں نے اس میں ثابت کیا کہ اس میں سکہ ہے اور اس کو پھر لیبارٹری سے ٹسٹ کروایا کہ واقعی یہ سکہ ہے میں نے یہ پیکٹ ہزاروں کی تعداد میں پکڑے اور ان سے کمرہ بھر گیا ۔ جب اس کے مالک کو جو کراچی میں تھا معلوم ہوا تو وہ 18 لاکھ روپے لے کر میرے کمرے میں آیا اور کہا کہ اس کیس کو اخبارات میں نہ دیں ۔ کیونکہ اس سے میری ساری شہرت خراب ہو جائے گی اور میں تباہ ہو جاؤں گا اس لیے اس کیس یہیں دفن کر دو چونکہ میں چھوٹی عمر میں ہوں اور میں باریش بھی نہیں ہوں اور نہ میں زیادہ نمازیں پڑھتا ہوں اس لیے میرا اعتبار نہیں کیا جاتا ۔ اس نے شہر میں سفارشیں ڈھونڈیں ۔ کہ اس ڈپٹی میئر کو کسی طرح سمجھاؤ ۔ کہ یہ ہمارا کیس چھوڑ دے اور اخبارات میں نہ دے ۔ لیکن میں نے اخبار میں دیا ۔ آخر کار رانا افتخار صاحب نے ڈیڑھ لاکھ روپے لے کر اس کیس کو غلط ملط کر دیا اور اس کو (سیٹھ) آزاد رہنے دیا ۔ یہ ہمارے ساتھ لاہور کے شہری ہونے کی حیثیت سے ہو رہا ہے ۔

**جناب چیئرمین :** کوئی اور ؟

**سردار محمد عارف خان (وائس چیئرمین ضلع کونسل قصور) :** جناب گورنر میں ایک منٹ لوں گا ۔ اگر آپ جیل میں کولر ۔ اے سی پنکھے وغیرہ مہیا کر رہے ہیں ۔ جب کسی کو سزا دی جاتی ہے اس میں لفظ لکھا ہوتا ہے کہ سخت سزا دی جاتی ہے ۔ جب وہ سزا بھگتنے کے لیے وہاں جاتے ہیں ۔ اور اگر وہاں ان کو اے ۔ سی کولر اور پنکھے دیئے گئے تو جرائم کم نہیں ہوں گے اور کام خراب ہوگا ۔

**جناب چیئرمین :** یہ تو futuristics والی بات ہے ۔

**سردار محمد عارف خان :** جناب وہاں اتنی سہولت نہ دی جائے کہ لوگ گھروں کی بجائے جیلوں میں جائیں ۔

دوسری گزارش یہ تھی کہ ضلع قصور میں ہمارے سابقہ ایس پی اور دوسرے ایس پی کھلی کچہری لگاتے ہیں وہ ہر گاؤں میں جاتے ہیں اور جا کر اوپن کچہری لگاتے ہیں جو جرائم ہوتے ہیں ان کا موقع پر ہی فیصلہ کر دیتے ہیں ۔ اس کی وجہ سے قصور میں جرائم کم ہوگئے ہیں ۔

**جناب چیئرمین :** اوپن کچہری کون کون لگا رہے ہیں ؟

**سردار محمد عارف خان :** جناب ایس ۔ پی لگا رہے ہیں ۔ سابقہ ایس ۔ پی بھی اور موجودہ ایس پی بھی ہر تھانے میں جاتے ہیں اور موقع پر ہی فیصلے دے دیتے ہیں جس کی وجہ سے جرائم بہت کم ہو چکے ہیں ۔

**مس بلقیس خانم** (خاتون کونسلر ضلع کونسل ساہیوال) : جناب چیئرمین میں اصلاح معاشرہ کو صاف ستھرا بنانے کے لیے کچھ عرض کرتی ہوں ۔ اس ضمن میں ضروری ہے کہ آپ اسلام کے احکامات پر عمل کریں ۔ یہ میں بہت اہم سمجھتی ہوں ۔ عربی

و من یکتمھا فانہ آثم قلبہ ولا تکتموا الشھادۃ

(اور تم گواہی کو مت چھپاؤ جو اس کو چھپائے گا پھر بھی اس کا نام ظاہر ہوگا) کیونکہ جناب والا ! گواہی پر ہی فیصلوں کا دارو مدار ہوتا ہے ۔ اگر گواہی ہی غلط ہو یا سچے واقعات پر پردہ ڈالا جائے تو اس کا اثر فیصلوں پر پڑے گا ۔ گواہی کو چھپانا ایک طرح کی بزدلی ہے ۔ اس سے حق کو نقصان پہنچتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع فرمایا ہے اور گواہی کو چھپانے والے کو مجرم قرار دیا ہے ۔ حضور میری استدعا ہے کہ ایسے مجرموں اور بد عنوانوں کا شدید ایکشن لیا جائے ۔

**بیگم مسعودہ حامد** : جناب والا ! میں صرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہوں گی کہ جب خواتین کو تفتیش کے لیے تھانوں میں لے جایا جاتا ہے تو ان کے ساتھ نا روا سلوک ہوتا ہے ۔ میں آپ سے عرض کروں گی ان کے تحفظ کا انتظام کیا جائے ۔

**جناب چیئرمین** : یہ تو ہم پچھلی دفعہ اس پر احکامات جاری کر دیئے تھے کہ جب کوئی خاتون جائے اس کے ساتھ ایک لیڈی ہونی چاہیے ۔ یہ آپ ہی کر رہے ہیں ؟

**ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس** : جی جناب ہو رہا ہے ۔

**جناب چیئرمین** : وہ کہہ رہی ہیں نہیں ہو رہا ۔ اس کو دیکھ لیجئے گا ۔

**بیگم مسعودہ حامد** : ان کی فزیکل حفاظت کے ساتھ ساتھ مارل حفاظت بھی کیجئے تاکہ وہ اپنے آپ کو محفوظ محسوس کر سکیں شکریہ ۔

**میاں محمد منیر** (سینیٹر وائس پریذیڈنٹ آل پاکستان فیڈریشن آف ٹریڈ یونین لاہور) : جناب گورنر امن عامہ کے سلسلے میں بہت سی باتیں کہی گئی ہیں ۔ میں اپنی بہنوں ۔ ماؤں اور بیٹیوں سے معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ جرائم کو روکنے کے لیے سوائے پولیس کی تعداد بڑھانے سے مجھے کوئی اور بات نظر نہیں آتی ۔ ایک پنجابی کی مثال ہے ۔ چور کی ماں کو مارا جائے جو چور پیدا کرتی ہے ۔ میں نے ان سے معذرت اس لیے کی تھی چور کی ماں کو مارا جائے تاکہ چور پیدا ہونے بند ہو جائیں ۔ مجرم کہاں سے پیدا ہو رہے ہیں ۔ مجرم پیدا ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ امیر امیر تر ہو رہا ہے اور غریب غریب تر ہو رہا ہے ۔ یہ نظام کی ذمہ داری ہے کہ اس میں ایسے قوانین وضع کرے ۔ ایسے طریقہ کار وضع کرے کہ امیر امیر تر نہ ہو اور غریب غریب تر نہ ہوتا جائے تاکہ مجرم پیدا ہونے بند ہو جائیں میں نے بنیادی بات کہی تھی کہ مجرم کی

ماں کو مارا جائے تاکہ مجرم پیدا ہی نہ ہوں ۔ معاشی انصاف کے لیے کوئی ایسا قانون وضع کیا جائے ۔

دوسری بات یہ ہے کہ جرائم ہوتے کیسے ہیں ۔ پولیس کا نام لیا گیا عدالتوں کا نام لیا گیا ۔ با اختیار لوگوں کا نام لیا گیا میں پوچھتا ہوں کہ آج جب پولیس کا نام لیا جاتا ہے ۔ مجھے زیادہ علم نہیں کہ ایس ایچ او کا کیا سکیل ہے ۔ میرا خیال ہے کہ سکیل نمبر 9,7 یا 11 ہے اور اس کو اختیارات اس قدر دئیے ہوئے ہیں کہ وہ کسی انسان کو کسی آدمی کو کسی شہری کو مجرم یا غیر مجرم کو پکڑ کر جو جی چاہیے اس کا حلیہ بنانا چاہیے بنا سکتا ہے ۔ میں درخواست کروں گا کہ پولیس کا سٹینڈرڈ بڑھایا جائے ۔ دنیا میں پولیس کو آفیسر کا نام دیا جاتا ہے یہاں بھی پولیس کو آفیسر کہا جاتا ہے ۔ مجھے فیڈریشن کی نمائندگی کے سلسلے میں جاپان جانے کا اتفاق ہوا ۔ وہاں کے فٹ کنسٹیبل کی پوزیشن میں نے اپنے یہاں کے ڈی ایس پی سے بہتر پائی ۔ اس کے اختیارات بھی اس کی تنخواہ بھی اس کی معاشرے میں عزت بھی جو اس کو معاشرے میں ملی ہوئی ہے وہ اس سے بہتر ہے ۔ ہمارے ڈی ایس پی جو کہ گزٹیڈ افسر کہلاتے ہیں ان کی پوزیشن جاپان کے فٹ کانسٹیبل سے بہتر نہیں ہے اور جاپان میں ان کا واٹرلیس سسٹم کچھ اس قسم کا ہے کہ اگر میں اس وقت بیان کروں تو مجھے اس کے لیے آدھا گھنٹہ چاہیے ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں دو منٹ میں آپ اسے ختم کریں ۔

**میاں محمد منیر :** تو اس لیے میں وقت نہیں لیتا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اگر جاپان میں پولیس والے کو جرم کا پتا چل جائے تو دو منٹ کے اندر اندر وہ جرم کا جواب دہ ہوتا ہے کہ اس جرم کے causes کیا ہیں ۔ مجرم کہاں ہے اور کس طرح وہ جرم ہوا ہے ۔ مگر اپنے ہاں پولیس کی تعداد جتنی بڑھے گی جرم اور بڑھیں گے ۔ پولیس کی نفری اس وقت تک نہ

بڑھائیں جب تک کہ پہلے پولیس والوں کی ضروریات پوری نہ کی جائیں ۔ یہ نہ سمجھیں کہ اس میں میں یہ سفارش کر رہا ہوں کہ پولیس والوں کی تنخواہیں بڑھائی جائیں بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ پولیس والے حلال رزق کھا کر اپنی باعزت زندگی بسر کر سکیں ۔ اس وقت جو پولیس والا ہے وہ حلال کی روزی کما کر اپنے بال بچوں کو نہیں پال سکتا ۔ میں کہتا ہوں کہ وہ اپنے کپڑوں کی دھلائی تک نہیں دے سکتا ۔ تو اصل جرم جو ہو رہے ہیں اس میں پولیس کی یقینی طور پر کمزوری ہے ۔ پولیس اس میں پارٹی ہے ۔ پولیس اس میں حصے دار ہے ۔ اس کی محض یہی وجہ ہے کہ ان کے ساتھ اقتصادی انصاف نہیں کیا جا رہا ہے ۔ بنیادی طور پر جرم کی یہ ماں ہے ۔ جب تک اس ماں کا گلا نہ گھونٹا جائے گا یہ جرم اسی طرح بڑھتے رہیں گے اور رہیں گے ۔ شکریہ ۔

**جناب سلطان علی چوہدری** (صدر چیمبرز آف ایگریکلچر پنجاب) : جناب چیئرمین ! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کہ فیصلہ طلب کیس کی تعداد 76 ہزار سے کم ہو کر 73 ہزار ہوگئی ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ پانچ سال میں صرف تین سے چار فیصد کیس کم ہوئے ہیں اور 76 ہزار کیس کا موجود ہونا ایک قابل مذمت چیز ہے پہلے تو دیکھنا ہوگا کہ کیوں ہو رہے ہیں ۔ اس کی بنیادی وجوہات کیا ہیں ۔ یہ کہنا کہ پولیس والے سارے بے ایمان ہیں یہ بھی صحیح نہیں ہے ۔ وہ بھی معاشرے کا حصہ ہیں ۔ جناب والا ! حقیقت یہ ہے جب راجہ اور پرجا دونوں بے ایمان ہو جائیں تو صحیح فیصلے کیسے ہو سکتے ہیں ۔ لہذا پولیس والوں میں بھی غلط کام کرنے والے ہیں اور دوسری طرف سے جو لوگ مقدمے میں درج کرتے ہیں وہ جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں ۔

جناب والا ! ایک دو منٹ میں میں ایک واقعہ آپ کی خدمت پیش کرتا ہوں جو ابھی ابھی ہوا ہے ایک جو بڑا غریب آدمی نے ایک دوسرے کے خلاف کوئی بات کی تو اس نے اس کے پاؤں باندھ کر درخت کے ساتھ

جکڑ دیا اور چوٹوں سے مار دیا ۔ دوسرے ایک آدمی نے جس کا وہ ملازم تھا نے اس کو ناولجین کا ٹیکہ لگا دیا تاکہ وہ بچ جائے ۔ حالانکہ اس کی چوٹوں سے پہلے ہی موت واقع ہوگئی تھی جب پولیس افسر آیا تو اس نے یہ لکھ دیا کہ ناولجین کے ٹیکے سے مر گیا ہے ۔ مجھے لوگوں نے بتایا کہ اس کو پیسے دیے گئے تھے اس لیے اس نے لکھ دیا کہ یہ ناولجین کے ٹیکے سے مر گیا ہے اور جس وقت وہ ڈاکٹر صاحب کے پاس گئے تو وہاں پر بھی پیسے پہنچ گئے اور اس نے بھی لکھ دیا کہ یہ موت ناولجین کے ٹیکے سے واقع ہوئی ہے اور جو مقتول پارٹی کا آدمی جب تھانیدار کے پاس گیا تو اس کو تھانیدار اپنے ہاتھ سے مارا ۔ جناب والا : زیادتیاں بھی موجود ہیں اور ہو رہی ہیں ۔ عام آدمی اس کو ایف آئی آر کی نقل بھی نہیں ملتی اور جو قاتل ہے دندناتے پھرتے ہیں تو یہ واقعات ہیں ۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دوسرے کو جرم میں ملوث کیا جائے بات یہ ہے کہ اس مسئلہ کا بنیادی طور پر حل ہونا چاہیے ۔ میں عرض کرتا ہوں مصالحتی عدالتوں کا قیام ایک بہت اچھا قدم ہے جناب گورنر ! میں آپ کی تعریف کرتا ہوں کہ یہ آپ نے بہت اچھا کام کیا ہے کہ اسی طرح لوئر لیول پر اگر آپ ایک مجسٹریٹ اور اس کے ساتھ ہر گاؤں سے ایک ایک اس پر منتخب کروا لیں گواہی کے سلسلے میں وہ ایک اعلان کریں کہ فلاں کیس فلاں دن فلاں گاؤں میں ہوگا اور اس دن اس کا فیصلہ ہوگا ۔ جس نے گواہی دینی ہو وہاں آجائے ۔ کوئی سمن وغیرہ بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے اور پھر میں دیکھوں گا کہ کس طرح سے وہاں غلط گواہی ہوتی ہے ۔ اگر ہر گاؤں کا کیس اس گاؤں کے اندر وہ کیس ہو اور وہ مجسٹریٹ وہاں پر چلا جائے تو فیصلہ صحیح اور جلدی ہوگا ایک مرکز میں ایک مجسٹریٹ کافی ہے ۔ یہ نہیں کہ وہاں پر زیادہ مجسٹریٹ چاہییں ۔ میرا صرف مقصد یہ ہے کہ آپ بنیادی طور پر اس نظام کو بدلیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آبادی بڑھ رہی ہے ۔ کرائمز بڑھ رہے ہیں ۔ کیس بڑھ رہے ہیں لیکن جب تک آپ لوئر لیول پر جا کر ان چیزوں کو نہ دیکھیں اس وقت تک کچھ نہیں

ہوگا - پھر یہ ہے کہ پولیس کو کبھی indipendent نہ کریں - مجسٹریٹ یا مرکز میں پولیس کا انچارج ہونا چاہیے کہ وہ ایک detached view لے سکے کہ پولیس کیا کر رہی ہے - کہ جب تک آپ بنیادی تبدیلی نہیں کرتے یہ معاملات ٹھیک نہیں ہوں گے آپ بے شک ان کو موٹریں زیادہ دے دیں - ان کو جدید آلات دے دیں لیکن حالات سدھر نہیں سکتے جب تک کہ آپ ان میں بنیادی طور پر ایسی تبدیلی لائیں گے کہ یہ لوگ زیادتی نہ کر سکیں - بہت بہت - شکریہ -

**جناب لیاقت علی ملک** (چیئرمین میونسپل کمیٹی مظفر گڑھ) : جناب والا ! اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ پولیس میں ایک چیز محسوس کی گئی ہے کہ ڈی ایس پی کے عہدے سے ایس پی تک ترقی پانے کے لیے رینکر کا کوٹہ چالیس فیصد تھا - لیکن گذشتہ پانچ چھ سال سے اس پر عملدرآمد نہیں کیا گیا - یا تو ڈائریکٹ کچھ لوگ لے لیے گئے ہیں یا پی ایس پی نے وہ کوٹہ سنبھال لیا ہے - تو اس کی وجہ سے پولیس کے محکمے میں کچھ پارٹ بڑنگ ہے - لہذا اس کی طرف کوئی خصوصی توجہ دی جائے تاکہ ان لوگوں کو حق دے دیا جائے جن لوگوں کا یہ حق بنتا ہے یا یہ کوٹہ ختم کر دیا جائے -

جناب والا دوسری گزارش یہ ہے کہ ابھی رشوت کی بات ہو رہی تھی - ہم لوگوں نے ایک سابقہ ایس پی میر مظہر قیوم جو مظفر گڑھ میں موجود تھا اس سے متعلق نیشنل بینک کی رسیدات پکڑ کر دی ہیں - انکوائریاں ہوئی ہیں - اس پر پرچے ہوئے ہیں اس نے اپنے نام پر اور اپنی بیوی کے نام پر اکاؤنٹ کھلوائے ہوئے ہیں اور ایس ایچ او ٹریفک والے ہر مہینے وہاں جا کر اس اکاؤنٹ میں پیسے جمع کرواتے ہیں اور ان چٹوں پر دستخط موجود ہیں عزیز الرحمٰن فلاں ایس ایچ او - صدر اسی ہزار روپے - بالکل دستخط موجود ہیں - پرچے رجسٹر ہوئے ہیں لیکن وہ شخص ابھی تک

اس پی ہے - لاکھوں روپے کی رقم نکلی لیکن کچھ بھی کوئی کارروائی نہیں ہوئی -

**جناب چیئرمین :** وہ اس وقت کیا کام کر رہا ہے ؟

**جناب لیاقت علی ملک :** جناب والا ! وہ ابھی ابھی ایس پی ہے -

**جناب چیئرمین :** وہ کہاں ہے ؟

**جناب لیاقت علی ملک :** جناب والا ! وہ غالباً کرائمز برانچ لاہور میں ہی ہے -

**جناب چیئرمین :** کیوں جی - ? Is he employed

**جناب لیاقت علی ملک :** جناب والا ! اس کے خلاف واضح ثبوت ہیں -

**جناب چیئرمین :** وہ ایمپلائڈ ہے - اس کا کیس under investigation نہیں تھا ؟

**ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس :** جناب والا ! وہ انٹی کرپشن میں ہے اور اس کے کیس کی انکوائری ہو رہی ہے -

**جناب چیئرمین :** وہ انٹی کرپشن میں چلا گیا ؟ چیف سیکرٹری صاحب میں آپ کو زحمت دے رہا ہوں -

**چیف سیکرٹری :** جناب والا ! یہ آل پاکستان یونیفائڈ گریڈ کے پولیس گروپ کے آفیسر ہیں - ان کے خلاف عدالتی کارروائی کا حکم پراونشل گورنمنٹ کی طرف سے ہو چکا ہے - مگر اس کی توثیق اسٹیبلشمنٹ ڈویژن نے کرنی ہے اور وہ ایف آئی اے سے مزید اپنی تسلی کر رہے ہیں - اس کیس کی یہ پوزیشن ہے -

**جناب لیاقت علی ملک :** جناب والا ! اس میں مزید تسلی والی بات ہی نہیں ہے -

**جناب چیئرمین :** نہیں ۔

**جناب لیاقت علی ملک :** جناب والا ! جب ایک پٹواری کوئی حرکت کرتا ہے تو وہ معطل بھی ہو جاتا ہے ۔ اندر بھی ہو جاتا ہے اور سب کچھ ہوتا ہے ۔ اگر ایک ذمہ دار افسر جو کہ ایس پی ہے وہ کچھ کرتا ہے تو اس کے خلاف کچھ بھی نہیں ہوتا ۔ اگر ایک دو مثالی سزائیں ہو جائیں تو میرا خیال ہے کہ پولیس بھی ٹھیک ہو سکتی ہے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

**جناب چیئرمین :** انشاء اللہ وہ ٹھیک ہوگی ۔ اگر یہ کیس prove ہوا تو انشاء اللہ اس کو سزا ہوگی تو میرے کہنے کا مطلب یہی تھا کہ میں آپ کو یہ بتا دوں کہ اس کے خلاف کیس چل رہا ہے ۔

**ایک معزز رکن :** یہ معطل نہیں ہو سکتے کیونکہ وہ اینٹی کرپشن میں ہے ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں ۔ وہ اینٹی کرپشن میں نہیں ہے ۔ کیوں جی ۔ وہ اینٹی کرپشن میں ہے ؟

**ایڈیشنل انسپکٹر جنرل آف پولیس :** جناب والا ! فیڈرل گورنمنٹ نے اس کا سسپینشن آرڈر کرنا ہے ۔

**جناب چیئرمین :** فیڈرل گورنمنٹ نے اس کا سسپینشن آرڈر کرنا ہے ۔ ہم نے فوراً اس کا نوٹس لیا ہے ۔

**چیف سیکرٹری :** جناب والا ! صوبائی حکومت کی طرف سے مکمل کارروائی ہو چکی ہے ۔ پوری تحقیق ہو چکی ہے ۔ ہماری نظر میں وہ گنہگار پایا گیا ہے ۔ جیسے میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ ہم سنٹرل گورنمنٹ کو سفارش کر چکے ہیں کہ اس پر عدالت میں فوجداری مقدمہ چلایا جائے ۔ یہ بھی نہیں کہ محکمانہ کارروائی کی جائے ۔ اب مزید احکامات حکومت

پاکستان نے جاری کرنے ہیں جس کے لیے صوبے کی اعلیٰ سے اعلیٰ سطح پر خود جناب گورنر بھی ان کو تحریر کر چکے ہیں ۔

**ایک معزز رکن :** وہ معطل نہیں کر سکتے ؟

**چیف سیکرٹری :** وہ بھی حکومت پاکستان کرے گی ۔

**جناب چیئرمین :** انہوں نے کہا ہے کہ سنٹرل گورنمنٹ اس وقت تحقیقات ایف آئی اے سے کروا رہی ہے ۔ ابھی کوئی چار پانچ روز ہوئے میں نے سنٹرل گورنمنٹ کو پھر یاد کروایا ہے کہ یہ کیس اس طرح کر کے آپ کے پاس پڑا ہوا ہے ۔ اس کا آپ جلدی فیصلہ کریں ۔ یہ کوئی چار پانچ روز کی بات ہے ۔

**میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** جناب والا ! آپ اس کو As Martial Law Administrator, take up کیوں نہیں کرتے ؟

**جناب چیئرمین :** نہیں ۔ اس کو قانون کے تحت ہم کر رہے ہیں ۔ بالکل پروسیجر کے تحت ہم اس کو کر رہے ہیں ۔ آپ اس میں شک نہیں کیجیئے گا ۔

**جناب ایاز علی ملک :** جناب والا ! میں اس سلسلہ میں تھوڑی سی گزارش کروں گا ۔ جناب والا ! رشوت جیسی چیزوں کو ختم کرنے کے لیے کئی بار کئی کمیٹیاں بنی ہیں ۔ ان میں ایک Vigilance Commission بھی تھا ۔ آپ نے ایک نظریہ ۔ ایک ارادہ بتلا دیا ۔ جس کی خاطر پالیسی نیچے والوں نے بنائی تھی ۔ لیکن اس طریقہ کار کو اتنا مشکل بنا دیا گیا کہ یہ کمیٹیاں فیل ہو گئیں اور ختم ہو گئیں ۔ اس طرح سے آپ نے کرائمز کنٹرل کمیٹیز بنوائیں ۔ بہت اچھی کمیٹیاں ہیں ۔ ان کی افادیت ہو سکتی ہے ۔ لیکن اس کے لیے بھی پروسیجر ایسا بنایا گیا کہ وہی مارنے والے اور وہی پکڑنے والے ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں ایسا بالکل نہیں ہے ۔ دیکھیئے میں نے کل بھی کہا ہے ۔ کہ ابھی یہ کمیٹیاں بنی ہیں ۔ میرے خیال میں ابھی مشکل سے ان کی ایک ایک میٹنگ ہوئی ہے ۔ ٹھیک ہے نا ۔ اب چاہے آپ روز بیٹھ کر اس کی ایک ایک میٹنگ کریں ۔ اب اس کا فیل ہونا یا پاس ہونا وہ آپ کا کام ہے ۔ لیکن اگر آپ بیٹھ کر یہ کہیں کہ جناب یہ فیل ہو گئی ہے ۔ تو کام نہیں چلے گا ۔ میں نے کل خاص طور پر اپنی تقریر میں یہ کہا تھا ۔ کہ ان کمیٹیوں کو چلانا یا نہ چلانا اب آپ کا کام ہے ۔ ہم نے آپ کے ہاتھ میں ایک مشینری دے دی ہے ۔ آپ اب اس پر بیٹھیئے گا اور اس پر کام کیجیئے گا ۔ لیکن اگر آپ ابھی سے یہ کہیں کہ ایک میٹنگ کر لی ہے اور بات ختم ہو گئی ہے ۔ تو پھر کام نہیں چلے گا اور یہ بھی نہیں کہ آپ ایک ماہ میں ملیں ۔ ایک ہفتہ میں ملیں ۔ آپ چاہیں تو روز ملیں اور اگر آپ چاہیں تو ہر ہفتہ میں ملیں ۔ آپ چاہیں مہینہ میں ملیں ۔ آج صبح میں نے یہ بات کہی تھی اور میں اب بھی یہ بات کہوں گا کہ ان کمیٹیوں کو چلانا یا نہ چلانا یہ آپ کے ہاتھ میں ہے ۔

**جناب لیاقت علی ملک :** بالکل بجا ہے ۔

**جناب چیئرمین :** اس لیے میں نے کل کی تقریر میں کہا تھا کہ اگر کہیں ظلم ہو رہا ہے تو آپ بتائیے ۔ اس کے خلاف آواز اٹھائیے ۔ غلط کام کہیں پر ہو رہا ہے ۔ اس کے خلاف آواز اٹھائیے ۔ شور مچائیے ۔

**جناب لیاقت علی ملک :** جناب ہم آواز اٹھاتے ہیں ۔ لیکن ہمیں جواب ملتا ہے کہ چپ کیجیے ورنہ آپ کو بھی اس کیس میں ملوث کیا جائے گا ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں ۔ یہ نہیں ۔ یہاں بیٹھ کر کہنا کوئی بات نہیں ہے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ آپ ان کمیٹیوں کے اندر آئیے گا ۔ آپ آواز اٹھائیے گا ۔ پھر دیکھیے کام کس طرح نہیں ہوتا ہے ۔

**جناب لیاقت علی ملک :** جناب والا ! اس سلسلہ میں جو سب سے بڑی رکاوٹ ہوتی ہے وہ یہ کہ اس کا چیئرمین ڈپٹی کمشنر ہے اور ایس پی ۔ اس کا ممبر ہے ۔ یہ تو بجا ہے ۔ لیکن ممبران کو بھی انفرادی طور پر کچھ تو پاورز دیں ۔ کچھ اختیارات دیں ۔ جیسے یہ کچھ صاحبان کہہ رہے تھے کہ تھانوں کو inspect کر سکتے ہیں ۔ بالکل ایسی بات نہیں ہے ۔ ہم اس کو inspect نہیں کر سکتے ہیں ۔

**جناب چیئرمین :** کیوں نہیں کر سکتے ہیں آپ ۔

**جناب لیاقت علی ملک :** جناب والا ! کمیٹی as a whole کر سکتی ہے ۔

**جناب چیئرمین :** as a Committee آپ کر سکتے ہیں ۔

**جناب لیاقت علی ملک :** as a member نہیں ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں ۔ as a member آپ نہیں کر سکتے ہیں ۔ دیکھیے یہ Command control کی بات ہے ۔ یہ ایک force ہے لیکن اگر کوئی ایک چیز آپ کے نوٹس میں آتی ہے ۔ آپ بڑے شوق سے as a committee وہاں جا کر رپورٹ کیجیے گا ۔ پھر اس کے بعد آپ کی ایک Co-ordination Committee ہے ۔ آپ جس محکمے کے متعلق چاہیں اس کی فائل آپ منگوا سکتے ہیں ۔ یہ تو کام کرنے کی بات ہے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

**جناب لیاقت علی ملک :** جناب والا ! میری گزارش یہ ہے کہ as a committee تو ڈپٹی کمشنر اور ایس پی ویسے ہی وہاں جا کر inspect کر سکتے ہیں ۔ ہمیں ساتھ لیے جانے کی کیا ضرورت ہے ۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب ایک وہاں پر offence ہو رہا ہوتا ہے ۔ ایک زیادتی ہو رہی ہے ۔ اس وقت وہاں پر remedy کیا available ہوتی ہے ۔ اس وقت ہم لوگ اس کی کیا help کر سکتے ہیں ۔

**جناب چیئرمین :** آپ فوراً اطلاع کریں ۔ اس کو convene کرا سکتے ہیں ۔ یہ تو کروانے کی چیز ہے ۔ اگر آپ نہ کروانا چاہیں تو یہ اور بات ہے ۔ جس وقت چاہیں آپ اس کو convene کرا سکتے ہیں ۔

**جناب لیاقت علی ملک :** ایسا کوئی پروسیجر نہیں ہے ۔

**جناب چیئرمین :** بالکل ایسا پروسیجر ہے ۔

**جناب لیاقت علی ملک :** وہ تو جناب ڈپٹی کمشنر کی sweet will پر ہے جب کوئی میٹنگ بلانی ہو تو یہ اس کی مرضی پر منحصر ہے ۔

**جناب چیئرمین :** sweet will کیسے ہے ۔ آپ کا ڈپٹی کمشنر ہے ۔ آپ کے کمشنرز ہیں ۔ آپ کی ہر چیز ہے ۔ آپ کی آواز ہے ۔ آپ کوشش کیجیے ۔ آپ زور دیجیے ۔ آپ جب چاہیں اس کو کروا دیجیے ۔

**جناب لیاقت علی ملک :** شور کریں گے تو جناب ۔ بڑا مشکل ہے ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں جناب ۔ ایسی کوئی بات نہ ہے ۔ اس طرح سے آپ بے ہمت نہ ہوں ۔ اچھا جی ! اب بحث ختم ۔ No more Sir ۔ اب ہم آدھا گھنٹہ لیٹ ہیں ۔ یہ بعد میں آپ آئیے ۔ Home Secretary ۔

**معتمد امور داخلہ (سید نصیر احمد) :** صاحب صدر ۔ یہاں پر ویسے تو بہت سی تجاویز اور مسئلے پیش کئے گئے ۔ لیکن ایک ایسا مسئلہ ہے جو کہ ایک سے زیادہ محترم ممبران نے فرمایا ہے ۔ اس مسئلے کو میں اکٹھا لے لوں گا ۔ سب سے پہلے تو جناب سراج قریشی صاحب نے شہروں کی ناکہ بندی کی تجویز کے متعلق فرمایا ہے تو اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ یہ تجویز پہلے ہی جناب گورنر کے زیر غور ہے ۔ گورنر صاحب اس سلسلہ میں مکمل ہدایات جناب انسپکٹر جنرل پولیس کو دے چکے ہیں کہ کسی بھی جرم کے بعد جو ایک کوئی خاص بڑا جرم ہو ۔ مثلاً کار کی چوری کا کیس ہوا ۔ یا یہ ڈکیتی کا کیس ہو ۔ ان میں ایسے انتظامات کیے جائیں

کہ شہر کی فوری طور پر ناکہ بندی ہو سکے ۔ انہوں نے چوکیدارہ سسٹم کے متعلق بھی فرمایا کہ Business centres اور تجارتی اداروں کو اس کے ساتھ شامل کیا جائے ۔ یہ تجویز پہلے ہی زیر غور ہے اور چوکیدارہ سسٹم کو ہم شہر میں پہلے ہی شروع کرنے والے ہیں اور اس میں تجارتی اداروں کو اور جو ابھی تک چوکیدارہ سسٹم چل رہا ہے ۔ اس کو شامل کیا جائے گا اور وہ لوگ خود اپنے اپنے علاقے میں چوکیدار مقرر کریں گے ۔ اس کے علاوہ انہوں نے ایس ۔ ایچ ۔ او کی ذمہ داری کے متعلق بتایا ۔ میں اپنی گزارشات میں یہ پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ حکومت کی یہ کوشش رہی ہے اور اب بھی ہے کہ ایس ۔ ایچ ۔ او کو ہر طریقہ سے اپنے علاقہ میں جرائم کا ذمہ دار ٹھہرایا جائے اور اس کے متعلق تمام ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور یہ بات بھی زیر غور ہے کہ ان کی رپورٹیں جو لکھی جائیں ۔ اس طریق کار کو بھی بدلا جائے اور اس میں ایسے column رکھے جائیں کہ جس سے پتہ چل سکے کہ اس علاقہ میں اس تھانیدار کی posting کے دوران کتنے جرائم ہوئے ہیں اور اس میں اس نے کیا کام کیا ہے ۔

**جناب چیئرمین :** یہاں پر میں اس میں ایک تھوڑا سا add کرنا چاہوں گا کہ میرے اپنے نقطہ نظر میں ایس ۔ ایچ ۔ او ایک ریڑھ کی ہڈی ہے اور اگر کسی علاقہ میں ایس ۔ ایچ ۔ او یہ چاہے کہ وہاں پر چوریاں نہ ہوں اور اس طرح سے کام نہ ہو تو پھر عموماً وہاں پر چوریاں نہیں ہوا کرتی ہیں اور نہ ہی زیادہ جرائم ہوا کرتے ہیں ۔ لہذا ان کی انسپکشن ہونی چاہیے ۔ پہلے زمانے میں بھی یہی قانون ہوا کرتے تھے ۔ یہی Cr. P. C. تھی ۔ یہی پولیس رولز تھے ۔ یہی سب کچھ تھا ۔ انگریز اس کو 100 سال چلاتا رہا ۔ ہم اس کو کیوں نہیں چلا رہے ہیں اور جیسے میں پہلے بھی یہاں پر کہہ چکا ہوں کہ گر ۔ انگریز کا گر بہت سیدھا تھا وہ وہاں پر جاتا تھا اور inspect کرتا تھا اور اس جگہ پر جا کر اپنی چیزیں درست کرتا تھا ۔

تو یہ میں پولیس کی سینئر لیڈر شپ اور پولیس کے سینئر آفیسرز کو بھی زور دے رہا ہوں کہ جناب جائیے اور وہاں پر جا کر اپنا کام کیجئے - یہ جو کام ہے - آئی - جی صاحب اس پر آپ نے کچھ ہدایات جاری کی ہیں ؟ آپ اس کو مزید دیکھئے گا - کہ آیا وہاں پر کام واقعی ہو رہا ہے اور وہاں پر جا کر دیکھئے کہ اگر کسی علاقہ کے اندر اگر زیادہ کرائمز ہو رہے ہیں تو کیا آپ نے وہاں پر ایس - ایچ - او کو اس کا ذمہ دار قرار دیا ہے - اب آپ نے اس کا جواب دینا ہے - اس کے علاوہ وہ اس کا گریڈ اونچا یا نیچا کرنا - اس کے متعلق تو ہم سب لڑ رہے ہیں - کہ اس کو اونچا کیا جائے - لیکن یہ وہی بات کہ گریڈ ہو یا نہ ہو - اپنا کام ضرور کریں اور جہاں تک اختیارات کا تعلق ہے - جناب ! پولیس کی اتنی پاورز ہیں کہ ایک کانسٹیبل اگر چاہے تو وہ پریذیڈنٹ آف پاکستان کو پکڑ سکتا ہے یہ اس کی پاورز ہیں اور مجھے بتائیے اس سے زیادہ کیا اختیارات آپ کو چاہییں یہ اس کی لکھی ہوئی پاورز ہیں اور اس کے علاوہ بتائیے آپ کو کیا اختیارات چاہییں -

**ایک آواز :** روٹی حلال -

**جناب چیئرمین :** روٹی حلال والے بھی ہیں اور انہی میں ہیں - انہی لوگوں میں آپ کو روٹی حلال والے بھی مل سکتے ہیں -

**معتمد امور داخلہ :** چک جھمرہ کے ایک کیس کے متعلق ایک ممبر نے فرمایا تھا - میں نے اس کو نوٹ کر لیا ہے - کہ وہاں پر ایس - ایچ - او نے کیس رجسٹر کیے ہیں - اس سلسلہ میں آئی - جی - پولیس کو درخواست کی جائے گی - بیگم ہو کراست صاحبہ نے مستورات کی جیلوں کے متعلق ایک بات پوچھنا چاہی تھی - جس کی تفصیل انہوں نے بتا دی ہے - میں نے خود یہ جیل دیکھی ہے - یہ بہت اچھی حالت میں ہے - وہاں پر ہر قسم کا سوشل ورکس سکھانے کا انتظام ہے اور وہ سکھائے جا رہے ہیں -

**جناب چیئرمین :** یہ آپ صرف ایک جیل کی بات کر رہے ہیں ۔

**معتمد امور داخلہ :** جناب والا ! زنانہ جیل صرف ایک ہے ۔ چونکہ جیل میں عورتوں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے ۔ ہم ایک سے زیادہ جیل بنانے کی فی الحال گنجائش میں نہیں ہیں ۔

**جناب چیئرمین :** لیکن انہوں نے بہت بڑا پوائنٹ اٹھایا ہے ۔ وہ یہ کہ عام طور پر ہر جیل میں جہاں جہاں پر یہ جیل ہیں ۔ ان کو آپ بہتر بنائیں گے ۔ لہذا آپ اس جیل کو بہتر بنائیے ۔ بہتر سہولتیں میسر ہوں اور جیل میں بھی creative کام ہو یعنی انہیں وہاں پر اس کی درستی کرنی چاہیے ۔ آج نظریات بدل رہے ہیں لہذا ان میں تبدیلیاں لائی جائیں ۔ آئیے ۔

**معتمد امور داخلہ :** محترم خاقان بابر صاحب نے کہا ہے ۔ شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ۔ انہوں نے یہ کہا کہ شاید وکلاء صاحبان کو تخریب کاری کے ساتھ ملوث کیا گیا ہے ۔ یہ بات صحیح نہیں ہے ۔ خود انہوں نے یہ مانا ہے کہ بار ایکٹ کا مسئلہ یا تو پروفیشنل ہے اور یا سیاسی ۔ مجھے خوشی ہے کہ انہوں نے سیاست کو تسلیم کیا ہے ۔ میں اپنی تقریر کے اس پورشن کو پڑھتا ہوں ۔

**Mr. Chairman :** Why did it involved you.

**معتمد امور داخلہ :** نہیں جناب میں اپنی تقریر کے اس پورشن کو پڑھتا ہوں ۔ جس میں میں نے لکھا ہے کہ "وکلاء کے لیگل پریکٹیشنرز و بار کونسل ایکٹ مجریہ 1973ء میں ترامیم کے خلاف احتجاج جاری رکھا گیا اگرچہ ان ترامیم کا تعلق ان کی پیشہ وارانہ ذمہ داریوں سے مربوط ہے ۔ لیکن وکلاء کے اندر چند عناصر نے اس کو سیاسی رنگ دینے کی کوشش کی ہے ۔" اور خود آپ نے اسے تسلیم کیا ہے بہر حال میں اس بات کو واضح کرنا چاہتا تھا ۔

**جناب خاقان بابر :** جناب والا ! وکلاء سے متعلق بات کرنے سے

پہلے بیوروکریٹس کو سوچ لینا چاہیے کہ اس طبقے کو حضرت قائد اعظم رحمتہ اللہ علیہ سے نسبت ہے اس طبقے کو قائد ملت سے نسبت ہے ، اس طبقے کو ان لوگوں سے نسبت ہے جنہوں نے پاکستان بنایا ، ان لوگوں سے نسبت ہے جنہوں نے قوم کے لیے قربانیاں دیں اور خدمت کی ۔

**معتمد امور داخلہ :** لنگاہ صاحب نے اس سلسلہ میں تجویز پیش کی تھی کہ کچھ ممبر صاحبان کو پولیس شک کی نگاہ سے دیکھتی ہے ۔ اگر وہ اس کی وضاحت فرما دیں اور مجھے بتا دیں یا آئی ۔ جی صاحب کو بتا دیں ۔ ہم ضرور اس کا تدارک کریں گے ۔ چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی نے فرمایا کہ آئی ۔ جی صاحب راولپنڈی ضلع کے متعلق اعداد و شمار دیں ۔ اگر تو آئی ۔ جی صاحب کے پاس موجود ہوں گے تو وہ انہیں ابھی دے دیں گے ورنہ آئندہ کل وہ اعداد و شمار دے دیے جائیں گے ۔

**جناب چیئرمین :** کل آپ دے دیجئے گا ۔

**معتمد امور داخلہ :** ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا صاحبہ نے فرمایا ہے کہ جیل کے سلسلہ میں جو ذمہ داریاں ہیں ان کے متعلق بتایا جائے ۔ اس کے متعلق وضاحت کر دی گئی ہے کہ جیل میں خواتین کے لیے جو ممبر مقرر کئے گئے ہیں ۔ ان سے یہ درخواست کی گئی ہے کہ وہ وہاں معائنہ کریں ، ان کی مشکلات کو دور کریں اور جیل کے اندر ان کی تربیت کے متعلق اگر کوئی شکایات ہوں تو کریں ۔

محترمہ نجمہ حمید صاحبہ نے راولپنڈی سے ، ایک سوال کیا ہے کہ مقدمات درج نہیں کئے جاتے ۔ اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ اس طریقہ کار کو بہتر بنایا جائے اور یہ کوشش کی جائے کہ ایف ۔ آئی ۔ آر فوراً درج کی جائے اور اس سلسلہ میں کوئی نہ کوئی فیصلہ جلد کیا جائے گا ۔

اس کے علاوہ جناب شفیع گل نے فرمایا ہے کہ ڈکیتی کی

وارداتیں جو ہیں وہ زیادہ تر نہروں پلوں اور چھوٹی سڑکوں کے اوپر ہوتی ہیں ۔ اس کے متعلق نوٹ کر لیا گیا ہے آئی ۔ جی صاحب کی وساطت سے ایس ۔ پی صاحبان کو یہ سفارش کریں گے ، ان کو یہ کہیں گے ہدایت کریں گے کہ وہ یہاں گشت وغیرہ کا بندوبست کریں ۔ محترمہ طوسی صاحبہ نے محکمہ جیل کی از سر نو تکمیل کے متعلق بتایا یہ مسئلہ پہلے ہی زیر غور ہے اور اس کے متعلق جلد ہی کوئی فیصلہ کیا جائے گا ۔ ڈسٹرکٹ جیل ملتان کی خستہ حالی کے متعلق ایک سوال کیا گیا ۔ یہ جیلیں جو ہیں پچھلے 20 یا پچیس سال سے مرمت نہیں ہوئیں ۔ اصول کے مطابق ہوریے بجٹ کا اڑھائی فیصد بلڈنگوں کی مرمت وغیرہ کے لیے وقف کیا جاتا ہے ۔ لیکن پچھلے چند سالوں سے یہ چونکہ نہیں ہوا اور یہ تمام جیلیں تقریباً سو سال پرانی ہیں اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ ایک منصوبہ کے مطابق ان جیلوں کو بہتر کرنے کی کوشش کریں ۔ اس سال چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ نے تقریباً 30 لاکھ روپیہ ہمیں فی الحال جیلوں کی مرمت کے لیے دیا ہے اور نئی جیلوں کے لیے جو رقم ہے وہ اس کے علاوہ ہے ۔

چوہدری سلطان علی صاحب نے یہ مسئلہ پیش کیا ہے کہ ایس ۔ ایچ ۔ او کو لوکل پولیس کے ساتھ مجسٹریٹ اور اس چیز کی ذمہ داری بھی دی جائے تاکہ وہ اس پر کڑی نگاہ رکھیں ۔ اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ پولیس ایکٹ اور اس کے جو رولز ہیں وہ صاف اور واضح ہیں اور اس سلسلہ میں حکومت کی طرف سے ہدایات بھی دی جا چکی ہیں اس کے ساتھ ساتھ کرائمز کنٹرول کمیٹیاں بھی موجود ہیں ۔ انہیں بھی چاہیے کہ وہ اس بات کو مدنظر رکھیں اور اس کے متعلق متواتر غور کرتے رہیں اگر کوئی ایسی چیز ان کے سامنے پیش آئے تو حکومت کے سامنے یا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے وہ لا سکیں ۔

بیگم نجیبہ حمید : جناب والا ! میں نے وین کے متعلق کہا تھا کہ خواتین کی کمائش ہوتی ہے اور لوگ انہیں یوں دیکھتے ہیں جیسے وہ کوئی

جانور ہیں ، میں یہ چاہتی تھی کہ کچہری میں داخل ہوتے وقت خواتین کے لیے ایک وین ہونی چاہیے اور کمرے میں آئیں بیان دیں ۔ کمرے سے باہر نکلیں تو وین میں بیٹھ کر باپردہ جائیں لیکن اس کے متعلق آپ نے کچھ نہیں فرمایا ۔

**جناب چیئرمین :** کر دیں گے ۔ وہ موٹی موٹی باتیں بیان کر رہے ہیں ۔

**معتمد امور داخلہ :** وینوں کی اس وقت کمی ہے اور پھر کئی جگہ کمرے ایسے ہوں گے جہاں وین نہیں جا سکے گی لیکن اس کے باوجود ہم پوری کوشش کریں گے کہ خواتین جو جاتی ہیں ان کو کورٹ کے قریب تر اتارا جائے ۔

**سیدہ ساجدہ نیر عابدی :** جناب والا ! جو لوگ امن عامہ میں مخل ہوتے ہیں ان کے متعلق جب ہم نشاندہی کرتے ہیں تو اس پر عمل نہیں ہوتا ۔

**جناب چیئرمین :** موٹی موٹی باتوں کا انہوں نے جواب دیا ہے سب چیزیں نوٹ ہو گئی ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔

**بیگم زبیدہ جعفری :** جناب والا ! ہوم سیکرٹری صاحب کو شاید میرے نام کا علم نہیں ہے کیونکہ وہ ہر بات اشارے سے کر رہے ہیں تو میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتی ہوں کہ میرا نام زبیدہ جعفری ہے اور میں ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے متعلق یہ پوچھنے کی بھی جسارت کروں گی کہ آپ نے اس کے لیے کتنا پیسہ مختص کیا ہے ۔

**معتمد امور داخلہ :** حال ہی میں ، میں نے دو جیلیں ملتان کی دو سرگودھا کی اور ایک میانوالی کی دیکھی ہے ۔ اس کے بعد آ کر میں نے درخواست کی تھی کہ اس کے لیے ہمیں کچھ رقم مل جائے تو اب ہمیں

30 لاکھ روپیہ ملا ہے - آئی - جی - جیل خانہ جات سے میں نے کہا ہے کہ جن جن جیلوں میں مرمت ہونی ہے اس کے متعلق فوراً وہ تجویز پیش کریں تاکہ ہم اس کے لیے رقم مختص کر سکیں -

**ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا :** جناب والا ! میں نے خواتین کے لیے کچھ بنیادی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے گزارش کی تھی - جیسے بنک کاؤنٹر اس کی ایک مثال ہے تو آپ اس سلسلہ میں کوئی وضاحت کر دیں -

**جناب چیئرمین :** آپ کے تمام پوائنٹ یہاں نوٹ ہو چکے ہیں ، اب یہ تو ہم نہیں کر رہے ہیں کہ ہر ایک کی یہاں وضاحت کی جائے - لیکن آپ نے نہایت معقول اور بڑے اچھے دو پوائنٹ دیے ہیں کہ عورتوں کے لیے جگہیں ہونی چاہیں - ان کی عزت اور احترام ہونا چاہیے - انشاء اللہ ہم اس کے لیے مرکزی حکومت سے سفارش کریں گے کیونکہ یہ جو متعلقہ محکمے ہیں جیسے بنک ان پر ہمارا کوئی کنٹرول نہیں ہے - لیکن میرا یہ خیال ہے کہ یہ ہونا ضرور چاہیے - اسی طرح پوسٹ آفسز ہیں ہم نے نوٹ کر لیا ہے - مرکزی حکومت کو بھی لکھیں گے ، یہاں بھی کوشش کریں گے اور اس سے پھر کئی اور چیزیں آگے نکلیں گی -

**ڈاکٹر گلشن حقیق مرزا :** جی بہت شکریہ - اس یقین دہانی کی بے حد ضرورت تھی - ہماری صحت سبجیکٹ کمیٹی میں ایک اور مسئلہ زیر بحث آیا تھا جو لیڈی ڈاکٹرز سے متعلق تھا کہ وہ دیہی علاقوں میں کیوں نہیں جاتیں اور ان کی کیا شکایات ہیں - ان میں ایک شکایت یہ بھی تھی کہ میڈیکو لیگل کیسز میں انہیں ضرور ملوث ہونا پڑتا ہے اور جب وہ گواہی کے لیے جاتی ہیں تو ان کے ساتھ کچھ اس قسم کا سلوک ہوتا ہے کہ وہ بے حد خوفزدہ ہو جاتی ہیں اور گھر بیٹھ جاتی ہیں - یہ بہت سی لیڈی ڈاکٹرز کی شکایت ہے اس پر بھی توجہ کی جائے -

**جناب چیئرمین :** آپ کو آج ایک قسم کا جائزہ دینا تھا اور جو جائزہ

آپ کو دیا گیا ہے ، بہت سارے سوال اٹھائے گئے ہیں کچھ نکتہ چینی بھی ہوئی ہے ، شاباش بھی کہی گئی ہے تو صورت بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ اس میں کوئی شک بھی نہیں اور میں پھر آپ کو واپس اپنی کل کی تقریر کی طرف لے کر جاؤں گا جس میں میں نے یہ کہا تھا کہ یہ بنیادی ذمہ داری معاشرے کی ہے ، کمیونٹی کی ہے ، کمیونٹی کتنا چاہتی ہے ؟ وہاں اس قسم کی چیزیں ہوں یا نہ ہوں تو اب وقت آ گیا ہے ہم نے اپنے آپ کو assert کرنا ہے ۔ اب یہ ہم نے یہاں بیٹھ کر تو کہہ دیا آپ ہمیں یہ بھی بتائیں کہ ہم کیا کریں ۔ اس طرح سے تو پھر کام نہیں چلیں گے ۔ اول وہ معاشرہ وہ گلی ہے وہ کوچہ ہے ، وہ شہر ہے ، جس نے یہ فیصلہ کرنا ہے کہ یہ چیزیں ہمیں نہیں چاہئیں ، ہم اپنی گلی میں یہ نہیں ہونے دیں گے ۔ اس کے لیے ہم اپنے چوکیدار رکھ رہے ہیں ، اس کے علاوہ جو کچھ آپ چاہتے ہیں آپ بتائیں ، کہیں اصلاح ہو گی کہیں کچھ اور ہو گا ۔ تو میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ معاشرے کی کمیونٹی کی از خود بڑی زبردست ذمہ داری ہے کہ وہ کہاں تک اس معاشرے کو اس چیز کو پھسلتا دیکھنا چاہتے ہیں ۔ ظلم اگر ہو رہا ہے تو کون کر رہا ہے ؟ آپ پکڑیں ۔ اگر پولیس والے کر رہے ہیں تو انہیں بھی پکڑیں ۔ آواز اٹھائیے گا ۔ میں نے تو ابھی کل کہا ہے ۔ لیکن اس قسم کے رویہ کے متعلق آپ بتائیں ہم کیا کریں ۔ اس سے تو کام نہیں چلے گا ۔ آپ خود اس بات پر زور دیجئے ، یہ آپ کے پاس جگہ ہے یہاں آ کر آپ شور مچائیے ۔ اب جس طرح دو تین نام یہاں لیے گئے ہیں ، مظہر قیوم صاحب اور رانا صاحب کے نام لیے گئے ہیں ۔ ان کو ہم نے نوٹ کر لیا ہے ۔ آپ نے نشاندہی کر دی ہے ہم اس کا پتہ کریں گے ۔ اس کے اندر جائیں گے دیکھیں گے کیا ہوتا ہے ، کیا نہیں ہوتا ۔ لیکن اس میں پولیس ایک انسٹرومنٹ ہے ۔ ہم نے انسٹرومنٹ کو کیسے استعمال کرنا ہے ؟ یہ ذمہ داری معاشرے پر بھی ہے اور افسران پر بھی ہے ۔ تمام پولیس رولز بھرے پڑے ہیں ، (سی ۔ آر ۔ پی ۔ سی)

بھری پڑی ہے - آپ کے قانون کی کتابیں بھری پڑی ہیں - انگریز تو سو سال یہی قانون چلا گیا ہے اور بالکل ٹھیک ٹھاک چلا گیا ہے اور اب بھی وہی قانون ہے - آئی - جی صاحب خود تو آج نہیں آئے وہ بیمار ہیں مگر ان کے نمائندے یہاں موجود ہیں بڑے سینئر نمبر دو آفیسر ہیں اور یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں - کچھ اور لوگ بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اور ویسے بھی جو باتیں یہاں ہوئی ہیں کل اچھل کر باہر بھی جائیں گی تو لوگ بھی سنیں گے یہ بھی سنیں گے ، ان کو سنوانا بھی تھا اور امید ہے آپ نے سن بھی لیا ہوگا - کچھ اپنی اصلاح بھی آپ کریں گے اور پھر کچھ اقدامات بھی آپ کریں گے تو اس کو ہم اس طرح بہتر بنائیں گے - لیکن ایک عرض میں آپ کی وساطت سے ضرور کروں گا کہ کمیونٹی کا بہت بڑا کردار ہوتا ہے اگر کمیونٹی چاہے کہ یہ کام نہ ہو تو وہ نہیں ہو سکتا - چاہے کتنا ظالم پولیس والا کیوں نہ ہو وہ کر ہی نہیں سکتا ، وہ رہ ہی نہیں سکتا - اگر آپ نہ چاہیں تو وہ اس گلی اس کوچے میں رہ نہیں سکتا - اس لیے میں آپ کو یہ بڑا واضح طور پر بتا دینا چاہتا ہوں -

**جناب اشفاق شاہد :** اس میں آپ کا بھی بڑا دخل ہے - جیسے آپ نے لاہور میں ایس - ایس - پی ایمان دار لگایا ہے ، لاہور کا ڈی - سی ایمان دار ہے - ایسے افسران باقی جگہوں پر بھی ہونے چاہئیں -

**جناب چیئرمین :** ایسے ہیں ، لیکن وہ ڈھونڈنے پڑتے ہیں - ہماری کوشش یہی ہے - لیکن ساتھ ہی یہ کوشش بھی ہے کہ ان کی بھی اصلاح کرنی ہے - یہ بھی نہیں کہ ہر ایک کو لے کر آپ destroy کر دیں - میرے بھائی پولیس کے سینئر آفسر بیٹھے ہوئے ہیں ، میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ پولیس کی اصلاح ان کی سینئر لیڈر شپ کا کام ہے - یہ ان کا کام بھی ہے تو اس کو دھیرے دھیرے ہم کر رہے ہیں - ان کی ٹریننگ پر زور دے رہے ہیں ، اور چیزوں پر زور دے رہے ہیں - تو انشاء اللہ ،

دھیرے دھیرے کام ہوتے جائیں گے ۔ باقی اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کی کمیاں ہیں ۔ نفری کی کمی بھی ہے ، ٹرانسپورٹ کی کمی بھی ہے ، ان کی 80 فیصد ٹرانسپورٹ کام نہیں کرتی ، 75 فیصد ان کے وائرلیس سیٹ کام نہیں کرتے تو ان کے لیے ایک بہت بڑا جامع پروگرام ہے ۔ 170 کروڑ کل تو ہو نہیں سکتا ، نہ پرسوں ہو سکے گا ۔ دھیرے دھیرے ضرور ہوگا ۔ ان کے تھانے بھی آپ جا کر دیکھ لیجیے ۔ وہ لیڈر شپ کیا لیڈر شپ ہوئی جو ان حالات میں ، ان مشکل حالات میں کام نہ کر سکے ۔ وہ پھر لیڈر شپ نہیں ہے ۔ یہی ان کے لیے چیلنج ہے کہ ان مشکل حالات میں آپ اپنا کام کیجیے گا جس طرح بڑے بڑے لیڈر ہوتے ہیں ، یا لڑائی کے کمانڈرز ہوتے ہیں کہ کچھ بھی نہ ہو تو کچھ نہ کچھ کرکے وہ لڑائی بھی جیت لیتے ہیں ۔ وہ ہے تو اس وقت یہ ان کے لیے ایک بہت بڑی مہم ہے ۔ آپ اس لڑائی کو جیتیے گا ۔ بیگم صاحبہ ، آپ کچھ کہنا چاہتی ہیں ۔

**بیگم زبیدہ احسان الحق حق :** میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ ابھی شام کے پانچ بجے کے لیے لاہور آرٹ کونسل کی طرف سے ہمیں ایک دعوت نامہ ملا ہے ۔ یہ احترام کا مہینہ ہے ، ربیع الاول کا مہینہ شروع ہوگیا ہے ۔ اگر اس تفریح کو ہم نہ منائیں تو بہتر ہے ۔

**جناب چیئرمین :** یہ کیا چیز ہے ۔

**آوازیں :** محفل موسیقی ہے ۔

**جناب چیئرمین :** کینسل ۔ بالکل آپ کینسل کر دیں ۔ یہ تو بالکل غلط چیز ہو جائے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

**جناب اشفاق شاہد :** جناب چیئرمین ، میں نے کل ایک ٹیبل موشن پیش کی تھی ۔

**جناب چیئرمین :** اب اے ڈی پی ۔ سراج صاحب کہاں ہیں ؟ پندرہ بیس منٹ ۔

**ایک فاضل ممبر** ۔ اسلحے کے لائسنس کے بارے میں گزارش تھی ۔

**جناب چیئرمین** : اسلحے کے لائسنس جو شخص جتنا چاہتا ہے ۔ خصوصاً آپ لوگ جتنا چاہتے ہیں ، لے لیجئے ۔ لائسنس ہی تو ہم نے دینا ہے ۔ بڑے شوق سے لیں ۔

**ایک فاضل ممبر** : چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کے پاس پاورز ہونی چاہیے جیسے ڈی ۔ سی کو آپ نے اجازات دی ہے ، اس کو بھی پانچ دس دے دیں ۔

**ایک فاضل ممبر** : کوٹہ مقرر ہونا چاہیے ۔

**جناب چیئرمین** : اس کو ہم دیکھ لیں گے ۔ کچھ کچھ کر دیں گے ۔ اگر آپ کو از خود چاہیے آپ لے لیجیے ۔

**نوابزادہ مظفر علی خان** : ضلع کونسل گجرات کی رپورٹ پیش کرنے کا ٹائم تھا ۔

**جناب چیئرمین** : وہ کر لیں گے جی ۔ ایک دن اور بڑھا لیں گے ۔ آپ کا کیا خیال ہے ؟ ایک دن بڑھانا پڑے گا ۔

**جناب محمد واثق خان** : مجلس شوریٰ کے ممبر کی سفارش پر ہر مہینے چھ لائسنس ملتے ہیں ۔ اسی طرح چیئرمین ، وائس چیئرمین حضرات کو اختیارات ہونے چاہیں ۔

**جناب چیئرمین** : اس پر ہم بیٹھ کر غور کر لیں گے ۔

**شیخ محمد اقبال** (چیئرمین ، میونسپل کمیٹی ، جھنگ) : کل جناب کی غیر موجودگی میں میں نے ایک عرض کی تھی ۔ چیئرمین پی اینڈ ڈی کھڑے ہیں اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی موجودگی میں عرض کرنا ہے آپ نے کمال مہربانی فرمائی تھی کہ جھنگ ڈسپنسری کو ہسپتال کا درجہ دے کر 1982-83ء

کے لیے 34 لاکھ روپیہ منظور فرمایا ۔ اصل میں اس وقت غلطی یہ ہوگئی کہ ہم ڈسپنسری کو ہسپتال کہتے رہے ۔ لیکن وہ زمین ڈسپنسری کی دو حصوں میں تقسیم ہے ۔ ساڑھے سات کنال زمین ہے ۔ تین کنال ایک جگہ ہے اور چار کنال ایک جگہ ہے ۔ اب ڈبل سٹوری کا نقشہ بن گیا ہے ۔ شہری یہ کہتے ہیں کہ جہاں جناب نے اتنی مہربانی فرمائی ہے ہم میونسپلٹی والے بارہ کنال اور زمین دینا چاہتے ہیں ، شہر کے ساتھ ۔ اگر درخواست بازی میں چلے گئے تو وہ شاید lapse نہ ہو جائیں ۔ آپ حکم فرما دیں کہ اس جگہ پر یہ ہسپتال تعمیر کر دیا جائے ۔

**جناب چیئرمین :** کس جگہ پر ؟

**شیخ محمد اقبال :** بالکل شہر کے ساتھ ۔ شہر کے باہر ۔

**جناب چیئرمین :** آپ ایسا کریں ۔ کل بھی ہم یہاں ہیں ۔ آپ ذرا خاکہ نقشہ بنا کر میرے پاس آئیے ۔ تو پھر وہیں بیٹھ کر اس کے بارے میں سب کچھ کریں گے ۔

## سالانہ ترقیاتی پروگرام 83-1982ء پر عام بحث

**چیئرمین ، منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** جناب صدر ! کل بہت سے سوالات کیے گئے تھے جن کے جوابات حتی الامکان کل دیئے جا چکے ہیں ۔ اصولوں اور پالیسیوں سے متعلق جو باتیں ہیں صرف ان کے بارے میں میں ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ ایک سوال یہ تھا کہ ضلعی کمیٹی اور ڈویژنل ترقیاتی ذیلی کمیٹی کے منظور شدہ منصوبوں کی انتظامی منظوری کون دیتا ہے ۔ اس کی پوزیشن یہ ہے کہ ضلعی کمیٹی دیہی آب رسانی ، تعلیم ، صحت اور چند اور شعبوں سے متعلق پندرہ لاکھ تک کی لاگت کی سکیمیں منظور کرتی ہے اور اس کی انتظامی منظوری ضلع کونسل کے چیئرمین کرتے ہیں ۔ ڈویژنل سطح پر بھی انہی مضامین سے متعلق سکیموں کی

منظوری ڈویژنل کونسل کرتی ہے اور اس کے اختیارات 25 لاکھ کی حد تک ہیں ۔ ایک سوال یہ تھا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ جائزہ رپورٹ پیش کرتے وقت جو عکس ، سلائیڈیں دکھائی جاتی ہیں انہیں اردو زبان میں بھی دکھایا جائے ۔ یہ تجویز نوٹ کر لی گئی ہے ۔ اگلی دفعہ انشاء اللہ یہ آپ کے سامنے اردو میں پیش کی جائیں گی ۔ ایک سوال یہ تھا کہ اس امر کی وضاحت کی جائے کہ گورنر پنجاب کی ہدایات ، یعنی directives سے جن منصوبوں کو رقوم مہیا کی جاتی ہیں ، آیا وہ مقامی منصوبوں پر اثر انداز ہوتی ہیں یا نہیں ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وضاحت کی جائے ۔ جواب یہ ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام تیار کرتے وقت خاصی لچک رکھی جاتی ہے اور وہ تمام تجاویز جن پر عمل درآمد ضلعی کونسل کے مشورے سے کیا جاتا ہے ، ان میں کوئی رد و بدل نہیں کیا جاتا ۔ باقی جہاں تک سالانہ ترقیاتی پروگرام ہے ، گورنر صاحب اور پریذیڈنٹ صاحب کے ڈائریکٹو اس میں شامل ہوتے ہیں ۔

**جناب چیئرمین :** یہ جو سوال ہے ، کیا آپ یہ چاہئیں گے کہ گورنر ہدایات نہ دیں ؟

**ایک فاضل ممبر :** یہ کسی نے نہیں کہا ۔ ایک پروگرام ، ایک سکیم بنی ہوتی ہے ، آپ کے ڈائریکٹو کی وجہ سے اس میں رد و بدل کرنا پڑتا ہے ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں ۔ جیسا کہ انہوں نے کہا ہے ، اس کے اندر ہم ایک لچک رکھتے ہیں ۔

**ایک فاضل ممبر :** رقم تو تقسیم ہوتی ہے ۔ آپ جب چاہتے ہیں ، directive دے دیتے ہیں ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں ۔ انہی directive کے لیے رقم الگ کر دیتے ہیں ۔

**ایک فاضل ممبر :** پھر ٹھیک ہے ۔

**جناب چیئرمین :** کم ہو یا کچھ ہو ، لیکن اس کو ہم الگ کر دیتے ہیں ۔

**چودھری محمد شفیع گل :** جناب والا ! یہ سوال میں نے کیا تھا ۔ میرا مدعا یہ تھا کہ گورنر صاحب جو directive صادر فرماتے ہیں ، کیا وہ نارمل اے ڈی پی کو متاثر کرتے ہیں ؟

**جناب چیئرمین :** کرنا نہیں چاہیے ۔

**ملک حبیب خان :** اگر نہیں کرنا چاہیے تھا تو پھر میں اس کے بعد اجازت چاہوں گا اور بعد ازاں اس پر اظہار خیال کرنے کے لیے موزوں وقت چاہوں گا کہ حضور نے کیا حکم فرمایا اور وہ ہمارے ضلع جہلم کے ساتھ کیا ہوگیا ۔ میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ ہمارے سارے اے ڈی پی کو سبوتاژ کر دیا گیا ۔

**جناب چیئرمین :** یہ ہو نہیں سکتا ۔ میں اس کو دیکھ لوں گا ۔

**ملک حبیب خان :** جناب آپ جب وہاں چکوال تشریف لے گئے ۔ آپ نے بڑی فراخ دلی کا ثبوت دیا اور بڑے directive صادر فرمائے ۔ مثلاً میں مڈل سکول کا ذکر کرتا ہوں ۔ ہمیں ضلع میں نارمل اے ڈی پی کے تحت چھ پرائمری سے مڈل سکول دیے گئے ۔ وہ سارے کے سارے ضلع کونسل نے پاس کیے اور ہم نے وہ اے ڈی پی بنا کر یہاں بھیجی ۔ اب ہمیں یہاں سے حکم صادر ہوا ہے کہ وہ سارے کے سارے الگ کر دیں اور جناب گورنر کا directive جاری ہوا ہے ، وہ ایک ہی جگہ سکول اپ گریڈ ہوں گے ، پرائمری سے مڈل ۔ ایک جناب ۔ اسی طرح میں ایک اور مثال پیش کروں گا ۔ واٹر سپلائی کی جتنی سکیمیں ہم نے ضلع کونسل سے بنا کر بھیجی ہیں ، اس میں صرف ایک واٹر سپلائی کی سکیم تحصیل چکوال کے

موضع بیگال کے سوا تمام کی تمام جو سکیمیں ہمارے ضلع کے حصے میں آئی ہیں ، وہ بھی ختم کرکے ان کی جگہ جناب کے ڈائریکٹو کے تحت منظور سکیموں کو اے ڈی پی میں شامل کرنے کا حکم ہوا ہے ۔ جناب کے directive ہی کے تحت آئی ہیں ۔

**جناب چیئرمین :** یہ ہونا نہیں چاہیے ۔

**ملک حبیب خان :** ایسا ہے ۔ اسی طرح میں بیسک ہیلتھ یونٹ کے متعلق گزارش کروں گا ۔

**جناب نواب خان :** جناب والا ! میں وائس چیئرمین ضلع جہلم ہوں ۔ جہلم میں ہمارے ساتھ ایسا ہوا ہے ۔

**میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** اٹک میں بھی ایسا ہی ہوا ہے ۔

**سیکرٹری تعلیم :** جناب چیئرمین جہلم نے جو فرمایا ہے بالکل صحیح ہے ۔ یہ ہوتا ہے (یہ چیئرمین صاحب سے پہلے کے وقت کی بات ہے) پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ adjust کرتے رہے ہیں ۔ directive کو against sanctioned project by the District Council ہم نے بھی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ سے protest کیا تھا ۔

**جناب چیئرمین :** میں نے آج صبح ہی اس چیز کے متعلق کہا تھا ۔ یہ فنانس اور آپ کا محکمہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ملک صاحب میں گزارش کر لوں یا آپ مزید کچھ کہنا چاہتے ہیں "

**ملک حبیب خان :** میری تھوڑی سی گزارش ہے ۔ یہ معاملہ یہی تک نہیں ہے بلکہ بعض اوقات یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ آپ کے ڈائریکٹو جو جاری ہوئے ان کے ساتھ بھی کچھ گڑ بڑ کر دی جاتی ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں ۔ کوئی گڑ بڑ نہیں ہوتی ہے ۔

**ملک حبیب خان :** مثلاً آپ نے یہ بھی مہربانی فرمائی ہے کہ 29-9-81 کو چکوال میں آپ نے 16 ہائی سکولز ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**جناب چیئرمین :** دیکھئے ۔ میری بات سنیں ۔ میں اس وقت باہر ہوتا ہوں ۔ میری قلم دوات ہوتی ہے یہاں ۔ میری طاقت ہوتی ہے یہاں پر ۔ اس وقت ناخن آپ نے میری گردن پر یوں رکھا ہوتا ہے کرتے ہو یا نہیں کرتے ہو ۔ میں کہتا ہوں جناب کرتا ہوں ۔ ایک دم کرتا ہوں ۔ خصوصاً آپ کا تو بہت ہوتا ہے کہ ابھی دیں ایک دم کریں ۔ اس کو میں اصولاً مانتا ہوں ۔ اب یہ بات رہ گئی ہے کہ اس کو میں کیسے کروں وہی بات میں نے آج صبح بغیر سنے ہوئے اٹھائی تھی کہ کیا وجہ ہے کہ جس چیز کو میں نے منظور کیا فنانس نے اس کو over-rule کیا ہے ۔ اب میں نے فنانس والوں سے پوچھنا ہے کہ اس کو over-rule کرنے والے وہ کون ہوتے ہیں ۔ اگر آپ اس کو اس سال نہیں کر سکتے تو اگلے سال اس کو ڈالیے گا ۔ اس کو adjust کیجئے گا ۔ مجھے پتہ ہے کہ آپ نے میری گردن پر ناخن رکھنا ہے کہ آپ نے اس سال کیوں نہیں کیا ۔ اس کو آپ مجھ پر چھوڑیئے گا ۔ اکبر خان صاحب اور آپ نے اپنا پوائنٹ کر دیا ہے یہ جناب تھوڑا سا آپ کا پروگرام ہے جس کو انھوں نے disturb کیا ہے ۔ لیکن میں آپ کا وہ پروگرام disturb نہیں ہونے دوں گا ۔

**جناب اشفاق شاہد :** جناب والا ! جنرل کا وعدہ سیاست دان کے وعدہ سے مختلف ہوتا ہے ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں وعدہ بالکل پورا وعدہ ہے ۔ اس وعدہ کے اندر میں یہ کبھی نہیں لکھوں گا کہ 1981-82 یا 1982.83ء وہ جنرل کا ہی وعدہ ہوگا ۔ آگے چلئے ۔

**جناب چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** جناب والا ! مسئلہ یہ اٹھایا گیا تھا کہ 5 سال میں بجلی فراہم کرنے کا جو پروگرام تھا وہ بند کر دیا گیا ہے ۔

(وقفہ برائے اذان ظہر)

جناب والا ! اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ پنجاب کے ہر ضلع میں اور ہر تحصیل میں جن گاؤں میں بجلی لگی ہوئی تھی ان کا تناسب برابر نہیں تھا ۔ پورے صوبہ کا تناسب لینے کے بعد یہ ہوا کہ کہیں پر 63 فیصد ہے ۔ کہیں پر 22 فیصد ہے اور کہیں پر 35 فیصد ہے ۔ جہاں 63 فیصد سے اوپر تھا وہاں بھی یہ فی الحال پروگرام روک دیا گیا ہے لیکن اگلے پانچ سالہ منصوبہ میں 100 فیصد دیہاتوں میں بجلی پہنچانے کا پروگرام ہے لہذا اس سارے فارمولے پر اور ان تجاویز پر دوبارہ غور ہوگا تاکہ اگلے پانچ سالہ منصوبہ میں 100 فیصدی دیہاتوں میں بجلی پہنچائی جائے ۔

**جناب محمد واثق خان :** سارے پنجاب میں کہیں اور جگہ بھی ایسا ہوا ہے یا صرف اٹک کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا ہے ؟

**جناب چیئرمین منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ :** اس کے متعلق لسٹ کو دیکھ کر بتایا جا سکتا ہے ۔

**جناب محمد واثق خان :** جناب گورنر صاحب سے یہ گزارش ہے کہ جو پابندی آپ لوگوں نے لگائی ہے وہ اس کو ہٹا دیں ۔

**میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** جناب والا دو تھانے اس تحصیل کے اسی طرح ہیں جس طرح دوسرا سارا ضلع ہے ۔ ایک تھانے کی وجہ سے پوری تحصیل پر پابندی لگانا کچھ مناسب نہیں ہے ۔

**معتمد آبپاشی و قوت برق :** اور کسی تحصیل میں یہ بات نہیں ہوئی اور اس کی وجہ ایک اصول ہے ۔ اصول یہ ہے کہ مختلف علاقوں کا آپس میں جو

تفاوت تھا ، پانچ سالوں میں وہ ہم نے برابر کرنا تھا ۔ جو پیچھے تھے ان کو کو آگے لانا تھا تاکہ سب ایک سطح پر آ جائیں ۔ وہ 63 فیصد کی سطح تھی جو ہم نے پانچ سالوں میں حاصل کرنی ہے ۔ اٹک کی تحصیل میں 78 فیصد پہلے ہی ہو چکے ہیں ۔ تحصیل کو مجموعی طور پر لیا گیا ہے ۔ کیونکہ اس تحصیل میں پانچ سال میں جو ہمارا حاصل کرنے کا 63 فیصد حدف تھا ، اس سے زیادہ گاؤں ہو چکے تھے ، اس لیے اس کا کوٹہ نہیں رکھا گیا اور یہ پالیسی پہلے سے طے شدہ ہے اور جناب سے منظور شدہ ہے ۔ اس کے مطابق یہ کام کیا گیا ہے ۔ لیکن جس طرح چیئرمین صاحب ، پی اینڈ ڈی نے فرمایا ہے ، اگلے پانچ سالہ منصوبے میں سوچا جا رہا ہے کہ سارے گاؤں کو سو فیصد بجلی پہنچا دی جائے ۔

**جناب چیئرمین :** یہ weightages کی بات کر رہے ہیں ؟

**محمد آبپاشی و قوت برق :** weightages کے ساتھ ۔

**میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** اس سے لوگوں میں تھوڑی سے بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں ہونی چاہیے ۔ weightages میں کچھ لوگ ضرور hit ہوں گے ۔

**میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** جناب والا ! ایک ہلو تھانہ ہے جس میں کافی بجلی ہے لیکن اٹک کا جو برابر تھانہ ہے ۔

**جناب چیئرمین :** آپ کو صرف ایک سال یا ایک سیزن کے لئے انتظار کرنا پڑے گا ۔ میں جناب تین کروڑ پر لے گیا ہوں ۔ پندرہ کروڑ سے میں تیس کروڑ پر چلا گیا ہوں ۔ تو آپ کو پیچھے نہیں رہنے دیں گے ۔

میرے خیال میں اب نماز اور کھانے کا وقفہ کر لیتے ہیں ۔ اس کے بعد ساڑھے تین سے ساڑھے چار بجے تک اے ۔ ڈی ۔ پی جاری رہے گی ۔

ساڑھے چار بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک گجرات ۔ ساڑھے پانچ سے ساڑھے چھ بجے تک سبجیکٹ کمیٹی ۔ شکریہ ۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی ساڑھے تین بجے شام تک کے لیے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ کے بعد قائم مقام چیئرمین ملک اللہ یار خاں کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**اناؤنسر :** خواتین و حضرات ! اب سے ساڑھے چار بجے تک سالانہ ترقیاتی پروگرام پر بحث جاری رہے گی اور ساڑھے چار بجے سے ساڑھے پانچ بجے تک ضلع کونسل گجرات کی کارکردگی کی رپورٹ پر بحث کی جائے گی ۔

**جناب خاقان بابر :** جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** کورم کے لیے گھنٹی بجائی جائے ۔

(اس مرحلہ پر گھنٹی بجائی گئی ـــــ کورم پورا ہوگیا)

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** جناب والا ! آپ نے فیصلہ فرمایا تھا کہ پندرہ منٹ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے چیئرمین سے متعلق سوالات کئے تو کل جو سوالات کئے گئے تھے آج انہوں نے ان کے جوابات دیئے ہیں ۔ جا سکتے ہیں ۔ میرے خیال میں وہ پندرہ منٹ ضرور دیئے جائیں تاکہ جو فاضل ممبر سوال کرنا چاہے وہ کرلیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اگر کوئی معزز ممبر اے ڈی پی کے سلسلے میں اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں تو وہ کر سکتے ہیں آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو فرمائیے ۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** جناب والا ! میری پہلی گزارش تو ضلع کے الیکٹریفیکیشن کے متعلق ہے اس میں جو رول بنائے گئے ہیں اور موجودہ جو پالیسی ضلعی الیکٹریفیکیشن کے لیے ہے وہ یہ ہے کہ سپلائی

لائن سے آدھے میل کے اندر جو دیہات آئیں گے اور اس کی جو آبادی آدھے میل کے اندر ہے اس کے بعد پھر main آبادی سے آگے جو ذیلی بستیاں ہیں وہ اگر آدھے میل کے اندر ہیں تو وہاں بجلی دی جا سکتی ہے ۔ تو ہوتا ایسا ہے لیکن اس کا definite rule وضع نہیں کیا گیا کہ main آبادی کی تعریف کیا ہے اب مثال کے طور پر ایک موضع کے دو چار گھر سپلائی لائن سے ایک فرلانگ کے فیصلے پر ہیں اور اس کی ایک بڑی بستی پونے میل کے فاصلے پر ہے تو میرے خیال میں وہ موضع جو ہے جہاں سے اس کے گھر شروع ہوتے ہیں وہاں فاصلہ شروع ہونا چاہیے ۔ ایک تو یہ میری submission ہے کہ اس طریقے پر اگر نہ کیا گیا تو پھر کافی بستیاں رہ جائیں گی ۔ دوسری بات یہ ہے جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ main آبادی کی تعریف نہیں کی گئی ہے ۔ اب مثال کے طور پر ایک موضع ہے یا ایک چک ہے اور وہ سپلائی لائن سے آدھے میل کے فاصلے پر ہے لیکن اس کی main آبادی ایک میل کے فاصلے پر ہے ۔ لیکن ایک اور اس کی بڑی ذیلی بستی ہے جس کے گھر تیس سے زیادہ ہیں اور چالیس پچاس گھر ہیں تو اسے بھی main بستی declare کرتے ہوئے اس موضع کو بجلی دینی چاہیے اس کے علاوہ ان کی ایک اور سکیم ہے جس کو وہ left over بھی کہتے ہیں part and parcel بھی کہتے ہیں ۔ وہ ایسا ہے کہ پہلے ایک دور میں لائٹ جاتی وہی مثال کے طور پر ایک موضع کے لیے چلی گئی ۔ اس میں کوئی ایک بستی ہے تو لیفٹ اوور کا مقصد یہ ہے کہ اگر اس ولیج کی کافی بستیاں الیکٹریفائی ہوگئی ہیں اور اس کا کچھ حصہ باقی ہے تو اس موضع کو آپ الیکٹریفائی کہہ سکتے ہیں پھر وہ لیفٹ اوور یا پارٹ اینڈ پارسل میں آتی ہیں ۔ اگر موضعات یا چکوک ایسے ہیں جن کا تھوڑا سا حصہ یعنی کارنر پر بجلی ہے اور باقی ساری آبادی جو ہے وہ ویسے کی ویسے پڑی ہے تو ان کو کوٹہ میں شمار کرنا چاہیے کیونکہ اس کا زیادہ حصہ un-electrified ہے ۔

اس کے علاوہ بہاولپور کے متعلق میری عرض یہ ہے کہ 82-1981ء ، 83-1982ء کے کوٹے سے جو میں نے سروے کروایا ہے اور اب اگر مجھے مکمل طور پر کوٹہ ملتا ہے تو پھر پچھلا بیک لاگ اور اس کوٹہ سے کافی بستیاں بچ جائیں گی جو کہ آدھے میل سے زیادہ فاصلے پر ہیں ۔ اس لیے اگر وہاں میرے مقررہ کوٹے کے بعد میری کوئی بستی With in half mile نہیں ہوتی تو مجھے اس کے لئے relaxation دے دینی چاہیئے اور ویسے میرا حق بھی ہے کہ صرف ایک میل کا فاصلہ جو ہے وہ شمار کیا جانا چاہیئے تو اس ضمن میں میں جناب چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ سے یہ پالیسی دریافت کروں گا ۔

**وزیر قانون** (چودھری عبدالغفور) : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! میرا خیال ہے کہ فاضل ممبر نے گزشتہ اجلاس کی کارروائی اور اس کے بعد جاری ہونے والی ہدایات کا بغور ملاحظہ نہیں کیا ۔ اس بارے میں میں عرض کروں گا کہ گورنمنٹ کی پالیسی بڑی واضح ہے کہ 11 K.V. لائن سے جو موضع کی حد شروع ہوگی ۔ اس کے بعد جو پہلے گھر آئیں گے ۔ اگر اس کی اضافی بستیاں جو ہیں ۔ یا جو ذیلی بستیاں ہیں تو اس میں سب سے پہلے آنے والی بستی سے ہی اس کا فاصلہ لے لیا جائے گا ۔ اگر اس بستی کا کوئی گھر بلکہ پہلے یہ تھا کہ سینٹر تک فاصلہ ناپا جائے ۔ اب یہ ہے کہ اس بستی کے پہلے شروع ہونے والے گھر کا جو کوٹہ ہے وہاں تک اس کا فاصلہ شمار ہوگا ۔ اس میں کوئی ابہام بقایا نہ ہے ۔ ایک بات ۔ دوسری بات یہ ہے میں فاضل ممبر کی اطلاع کے لئے یہ عرض کر دوں کہ جہاں تک اب پالیسی ہے ۔ وہ یہ ہے کہ اگر ایک موضع جو بجلی کے لئے sanctioned ہوتا ہے ۔ اس کی جو چار پانچ ذیلی بستیاں ہیں ۔ تو وہ سب کی سب اسی sanction میں electrify ہوں گی ۔ پہلے البتہ یہ تھا کہ اگر ایک بستی ہو جاتی تھی تو اضافی بستیاں نہیں ہوتی تھیں ۔ ان کو چھوڑ دیا جاتا تھا ۔ اور ان کے لیے ان کو علیحدہ sanction کروانی پڑتی تھی ۔ لیکن موجودہ

پالیسی یہ ہے کہ جو موضع sanction ہوگا ۔ اس میں جتنی بھی اضافی بستیاں ہوں گی وہ سب کی سب electrify ہوں گی ۔ تیسری بات جو وضاحت طلب ہے وہ یہ ہے کہ اگر ان کے sanctioned quota میں نصف میل کے چکوک پورے نہیں ہوتے تو یہ پورے ہونے کے بعد باقی ایک میل کے فاصلے پر آئیں گے تو یہ move کیا جا سکتا ہے ۔

That limit can be extended upto one mile and then from one mile to 1½ mile.

اگر ان کے چالیس sanctioned ہیں اور ان 40 میں سے 20 مواضعات جو 11 K.V. line کے نصف میل کے اندر ہیں ۔ تو باقی 20 مواضعات کو ایک میل تک extension کروانے کے لیے یہ move کر سکتے ہیں ۔

That quota will be adjusted or that limit can be extended upto one mile.

اس لیے یہ already طے شدہ پالیسی ہے ۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** Quite right. ۔

**سردار فضل احمد لنگاہ :** جناب میں وزیر قانون اور جناب چیئرمین سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا ۔ یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ کوٹہ exhaust ہونے کے بعد باقی ایک میل کے فاصلہ میں ہم مزید بستیاں دے سکتے ہیں ۔ لیکن جو پوائنٹ میں نے پہلے اٹھائے ہیں ۔ وہ ایسا نہ ہے بلکہ جیسا کہ میں عرض کر رہا ہوں ۔ وہ اب تک واضح نہیں ہوا ہے بلکہ رحیم یار خان کا کیس بھی میرے سامنے آیا ہے کہ اگر ایک موضع جو ہے اس کے دو تین گھر پہلے ہیں اور اس کی main آبادی ایک میل کے فاصلے پر ہے ۔ تو اس کو بجلی نہیں دی جا سکتی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ main آبادی نصف میل کے اندر نہیں ہے اور یہ کہتے ہیں کہ main آبادی compact block میں ہو اور وہ 30 گھر یا 30 گھر سے زائد ہو ۔ دوسری بات میں چودھری صاحب سے معذرت کے ساتھ عرض کروں گا ۔ کہ یہ نہیں ہے کہ جس موضع میں بجلی چلی جاتی ہے ۔ اس میں یہ نہیں ہے کہ نصف میل کے اندر جتنی

بستیاں ہوں سب کی سب electrify ہو جاتی ہیں بلکہ اس میں یہ ہے کہ اگر main آبادی نصف میل کے اندر ہے ۔ main آبادی سے آگے ذیلی بستیاں پھر نصف میل کے اندر ہوں اور وہ 20 گھر یا 30 گھر سے زائد ہوں تو پھر وہ electrify ہوں گے ۔ تو یہ میرے خیال میں اس طریقے سے ہے باقی ان کو اگر کچھ رعایت ہارون آباد تحصیل کے لیے ملی ہو تو میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔

اس کے علاوہ باقی میری عرض ہے پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے چیف سے کہ جو چولستان کی ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہے ۔ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو سارے ڈویژن کی ڈویلپمنٹ کے لیے 50 لاکھ روپے ملے ہیں ۔ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی ڈویلپمنٹ کے لیے تو میرا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ چولستان ڈویلپمنٹ اتھارٹی تین اضلاع کو cover کرتی ہے ۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہے کہ ان کی ڈویلپمنٹ کے لیے 83-1982ء میں زیادہ رقم دینی چاہیے ۔ اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ ہے ۔ ضلع بہاولپور میں ۔ میرے خیال میں کچھ اس میں رحیم یار خان کا ضلع بھی آتا ہے ۔ اس میں عباسیہ کینال ہے اور اس کے ساتھ ایک اور کینال نکالی جا رہی ہے ۔ تو اس میں سے جو میری معلومات ہیں کہ جب وہ کینال بہاولپور ضلع کو کراس کرے گی تو اس کو پانی نہیں ملے گا اور جب یہ رحیم یار خان کے ضلع سے گزرے گی تو رحیم یار خان کو پانی ملے گا ۔ جناب والا ! مجھے یہ تو خوشی ہے کہ چلو رحیم یار خان کو تو پانی ملے گا ۔ لیکن جو علاقہ وہ بہاولپور کا cover کرے گی تو اس میں سے اچھا خاصا پانی ویسے ضائع ہو جائے گا اور کچھ پانی evaporate ہو جائے گا ۔ تو وہ حصہ جس کا ویسے خدشہ ہے کہ وہ پانی evaporate ہو جائے گا ۔ تو وہ پانی بہاولپور کو ملنا چاہیئے ۔ دوسرا یہ ہے کہ کافی علاقہ بہاولپور کا چونکہ پنجند کینال ہے ۔ اس کے بعد پھر عباسیہ کینال ہے ۔ وہ سارا علاقہ پہلے ہی [illegible] زدہ ہے ۔ تو اس سے یہ دیکھ لیا جائے کہ وہاں سے جو نہر گزرے [illegible] کی

allignment میں یا ویسے اس کی جو construction ہو رہی ہے ۔ اس کو اس طریقہ سے پختہ کرایا جائے تاکہ سیم کا خدشہ باقی نہ رہے ۔ اس کے علاوہ دوسری گزارش میری جناب سے اور قریشی صاحب سے یہ ہے کہ اس نہر کے نکالنے سے ضلع بہاولپور اور ضلع رحیم یار خان کے جو لوگ اس سے affected ہو رہے ہیں ۔ ان کو متبادل زمین چولستان سے یا دوسری جو زمین ہے وہاں سے دی جائے ۔ آخر میں جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ جب جناب گورنر صاحب بہاولپور تشریف لے گئے تھے تو انہوں نے وہاں پر ڈیرہ نواب کالج کو جو کہ مردانہ سائیڈ کا انٹر کالج ہے ۔ اس کو upgrade کرکے انہوں نے ڈگری کالج کرنے کا اعلان کیا تھا ۔ تو میری معلومات میں یہ آیا ہے کہ اب وہ without cost یعنی اس کا عملہ اور عمارت نہیں دی جائے گی ۔ تو وہ جناب والا ! ایک اہم کالج ہے اور directive کا پورا مقصد حل نہیں ہوگا ۔ اس لیے میری پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے چیف سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** شیخ امر الٰہی صاحب ۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات :** جناب والا ! میں ایک وضاحت طلب کروں گا ۔ میرے فاضل ممبر نے ابھی ابھی یہ فرمایا ہے کہ جو بہاولپور ضلع سے نہر گزرے گی کچھ پانی اس کا evaporate کر جائے گا اور کچھ حصہ بہاولپور کو دے دیں ۔ اس کی مجھے سمجھ نہیں آئی ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ اس سلسلہ میں وضاحت فرمائیں تاکہ میاں صاحب اچھی طرح سمجھ سکیں ۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** جناب والا ! یہ نہر رحیم یار خان کے علاقہ چولستان کو سیراب کرے گی اور جب یہ ضلع بہاولپور سے گزرے گی تو اس کو پانی نہیں دیا جا رہا ہے ۔ میرے خیال میں میں نے پہلے بھی یہ واضح کہا تھا اور اب بھی یہ واضح ہے ۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات :** آپ نے کہا تھا کہ کچھ پانی evaporate ہو جائے گا اور کچھ پانی ضلع بہاولپور کو دے دیا جائے۔ اس میں پھر رحیم یار خان کا پانی کم نہیں ہو جائے گا اور کچھ پانی evaporate ہو جائے گا اور اگر کچھ بہاولپور کو دے دیا جائے۔ تو پھر رحیم یار خان کو کیا ملے گا۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** پانی رحیم یار خان کو دینا ہے تو بہاولپور کو بھی دیا جائے۔ ویسے میاں صاحب اس محکمے کے وزیر ہیں۔ آپ محکمہ انہار کے مالک ہیں۔ آپ مجھ سے زیادہ ایکسپرٹ ہیں۔

**الحاج شیخ امر الٰہی :** جناب چیئرمین صاحب و اراکین کونسل میں آپ کی خدمت میں اپنے ضلع کا ایک واقعہ جو کہ نہایت اہم ہے۔ اس کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اے۔ ڈی۔ پی کے بارے میں ہے؟ آپ اے۔ ڈی۔ پی کے بارے میں اظہار خیال کریں۔

**الحاج شیخ امر الٰہی :** نہیں جناب۔ امن عامہ کے بارے میں ہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** شیخ صاحب۔ آپ تشریف رکھئے۔ اس وقت ہم اے۔ ڈی پی کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

**جناب میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** جناب والا! میری درخواست ہے کہ ہمارا ایک بہت ہی اہم منصوبہ جو کہ ڈائریکٹر جنرل 'آباد' نے بنا کر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو سیم اور تھور کے بارے میں بھیجا تھا اور جس کے بارے میں کئی ایک درخواستیں بھیجی بھی جا چکی ہیں اس میں چھچھ کے علاقہ کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے لیے فنڈز الاٹ نہیں کیے گئے ہیں اور وہاں پر کام نہیں ہوا ہے اس لیے بہت بڑے

نقصان کا امکان ہے ۔ اس لیے میں یہ درخواست کروں گا کہ چیئرمین صاحب اس کی وضاحت فرمائیں یا اس کے لیے احکامات جاری فرمائیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** ٹھیک ہے آپ تشریف رکھئے ۔ کرنل صاحب ۔

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبد الحق مغل** (وائس چیئرمین ضلع کونسل راولپنڈی) : جناب والا ! میں نے ایک بات عرض کرنی ہے ۔ اے ۔ ڈی ۔ بی ۔ کے بارے میں ۔ ویسے ہم نے یہ کیس تو جناب چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو وہ دے دیا ہے ۔ لیکن میں ایوان کے سامنے یہ بات کرنا چاہتا ہوں ۔ 1978ء میں دولتالہ میں انٹر کالج کی منظوری ہوئی اور یہ بالکل صحیح اقدام تھا کیوں کہ اس انٹر کالج کے ساتھ سات ہائی سکول within five miles radious ہیں ۔ چونکہ دیہات میں موزوں accommodation نہیں مل سکتی ہے ۔ اس لیے اس سلسلہ میں پیش رفت نہ ہوئی ۔ اس سال پرنسپل نے مجھے چٹھی دی ہے ۔ جس میں لکھا ہے کہ اس سال اس نے فرسٹ ایر میں 58 طلبہ admit کر لیے ہیں اور اگلے سال وہ سمجھتا ہے کہ 150 کے قریب طلبہ وہ enlist کر لے گا ۔ تو میں یہ درخواست کروں گا ۔ کہ اس کالج کو re-activate کیا جائے ۔ کیوں کہ اس طرح دیہی علاقے کے مسائل بھی حل ہو جائیں گے اور اربن ایریا کے اداروں پر جو اس وقت Pressure ہے وہ بھی کم ہو جائے گا ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اس وقت وہ چل نہیں رہا ہے ۔

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبد الحق مغل :** جی ہاں ۔ اس سال انہوں نے 58 طلبہ فرسٹ ایر میں داخل کیے ہیں اور وہ لوگ اس کالج کو Private rented building میں چلا رہے ہیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اس کا مطلب ہے کہ وہ approved ہے ۔ اچھی private rented building میں چل رہا ہے ۔ تو اب اس کے لیے کیا کیا جائے ۔ نئی بلڈنگ تعمیر کی جائے ۔

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل :** جناب والا ! کچھ provi-sion اس کے لیے رکھی جائے تا کہ یہ شروع ہو سکے ۔ ایک تو میرا یہ پوائنٹ تھا ۔

دوسرے رورل ایکٹریفیکیشن کے بارے میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے ۔ فہرستوں کے متعلق ایک نقص یہ ہے کہ ضلع کونسل اپنے تخمینے کے مطابق ایک فہرست منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ کو دے دیتی ہے کہ یہ مواضعات ہماری حدود کے اندر ہیں ۔ منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ والے بعینہ اس کو واپڈا کے پاس بھیج دیتے ہیں کہ ان کو آپ بجلی فراہم کریں provided they fall within half mile اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آدھے سے زیادہ دیہات غلط ہو جاتے ہیں ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کو اس طرح سے حل کیا جائے کہ واپڈا پہلے حتمی فہرست فراہم کرے اور جو مواضعات آدھے میل یعنی permissible distance کے اندر ہیں ان کی فہرست بنا لیں پھر ہم لوگ آبادی کی بنیاد پر ان میں سے مواضعات چنیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** کیا یہ مناسب نہیں ہے کہ واپڈا ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین حضرات سے رابطہ قائم کرے اور ان سے مشورہ کر کے وہ حتمی طور پر ایک فہرست مہیا کر دیں ۔

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل :** جناب تین سال تو گئے ہیں اور ہم غلط ہی جا رہے ہیں ۔

We are putting the cart before the horse.

**جناب قائم مقام چیئرمین :** تو پھر آپ فرما دیں آپ کی تجویز کیا ہے ؟

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل :** میں عرض کر رہا ہوں کہ پہلے وہ اپنی حتمی لسٹ دے دیں کہ یہ مواضعات permissible distance کے اندر ہیں ۔ پھر ہم ان کو آبادی کی بنیاد پر چن کر مواضعات بھیجیں

گے ۔ اس طرح یہ جو منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ اور ضلع کونسل کے درمیان آنا جانا ہے یہ ختم ہو جائے گا ۔ ہم تو اندازے سے کر دیتے ہیں ۔ کیونکہ ہم نے سارے مواضعات نامے تو نہیں ہیں ۔ ان کے پاس تو سرؤبر ہیں ۔ یہ ہمیں جو authenticated فہرست دے دیں گے اس سے کام بن جائے گا ۔ اس طرح بہت سا جو وقت ضائع ہو رہا ہے وہ بچ جائے گا ۔ ہمارے ضلع راولپنڈی میں اس سال یعنی 1982.83ء میں ایک موضع بھی ابھی تک شروع نہیں ہو پایا ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** دیکھیں یہ آپ کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی فہرست مرتب کرتے ہیں ۔ اس کے بعد پھر وہ واپڈا والوں کو کہتے ہیں ۔ آپ نے جو کچھ فرمایا ہے اس میں کوئی شک بھی نہیں وقت تو ضائع ہوتا ہے لیکن اس سے بہتر طریقہ کار جو آپ فرما رہے ہیں وہ تو شاید ممکن نہ ہو ۔ کیونکہ بنیادی طور پر آپ حضرات کی تجویز پر ہی یہ پروگرام شروع کیا گیا اور آپ کو یہ اختیار دیا گیا کہ آپ اپنے ضلع میں اپنی صوابدید کے مطابق جن دیہاتوں میں بجلی فراہم کرنا چاہتے ہیں ان کی ترجیحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ ایک فہرست محکمہ منصوبہ بندی و ترقیاتی بورڈ کو بھیجیں اور اس کے مطابق پھر واپڈا والوں نے اس کی یہ تصدیق کرنی ہوتی ہے کہ آیا ان قواعد کے مطابق کن دیہاتوں کو بجلی فراہم کی جا سکتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر اور کوئی طریقہ کار نہیں ہو سکتا ۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** جناب چیئرمین میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ہم نے ایک تجربہ کیا ہے اگر معزز ایوان اس بات سے اتفاق کرے ——

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں میاں صاحب آپ تشریف رکھیں ، مجھے کچھ کہنے دیجئے ۔ میاں صاحب نے کچھ شکایات کی ہیں میں یہ چاہوں گا

کہ سیکرٹری صاحب اس بارے میں وضاحت کریں ، کیونکہ میں محسوس کر رہا ہوں کہ ہمارے بہت سے اراکین مجلس کو اس بارے میں کچھ غلط فہمیاں ہیں کہ جو طریقہ کار وضع کیا گیا ہے یہ صحیح طور پر درست طور پر کیا ہے - تو اس کے لیے میں ان کو زحمت دوں گا - وہ تشریف لا کر اس کی وضاحت کریں - لیکن جو کچھ آپ فرما رہے ہیں وہ یہ ہے کہ اس طریقہ کار میں کچھ خامیاں یا نقائص ہیں -

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل :** عالی جاہ ! میں شاید اپنا نقطہ نظر واضح نہیں کر سکا ، میں پھر اس کو واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں آپ بہتر تجویز پیش کر دیجئے -

**لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) عبدالحق مغل :** میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ چیئرمین ضلع کونسل گجرات اور میانوالی نے اس بات کی نشاندہی کی تھی کہ اس طرح سے حکومت کا image بھی improve نہیں ہو رہا اور خود عوام الناس بھی چکروں میں پڑ جاتے ہیں - تین سال ہم نے یہ کر دیکھا ، میری اگر آپ عرض مانیں تو اس دفعہ یہ کوشش کر دیکھیں کہ پہلے وہ حتمی لسٹ تیار کریں پھر اسے ضلع کونسل میں لے آئیں - وہاں پر ہم تفصیلی بحث کر کے اس کو حتمی شکل دے دیں گے - پھر اسی بنیاد پر آگے چلیں گے - اب اس طرح تو بہت زیادہ وقت ضائع ہو رہا ہے - میں نہیں سمجھتا کہ میں اپنا پوائنٹ آپ کو سمجھا سکا ہوں یا نہیں -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں میں سمجھ گیا ہوں -

**ملک غلام شبیر جوئیہ (چیئرمین ضلع کونسل میانوالی) :** جناب والا ! یہاں مواضعات کی بات ہو رہی تھی کہ مواضعات میں سے ایک میں بجلی لگی ہے باقی جو دیہات ہیں ان میں ابھی تک بجلی نہیں لگی - وزیر قانون نے

فرمایا ہے کہ پہلے تو اس طرح ہوتا رہا ہوگا ۔ لیکن اب ہم جتنے مواضعات ہیں ان کو ختم کرتے ہیں ۔ پہلے جتنے مواضعات ہو چکے ہیں یعنی ایک شہر ہو چکا ہے ۔ یہ میں محکمہ بجلی والوں کو سینسس بک کے مطابق کہہ رہا ہوں کیونکہ اس میں ایک طرف ایک موضع کا نام لکھا ہوا ہے اور وہ پہلے جو ہو چکے ہیں ، وہ پروگرام جو رائج ہو چکا ہے ہم اسے ایوان میں منظور کرتے ہیں کہ فلاں فلاں دیہات کے اندر جو آبادی ہے اس کو بجلی مہیا کی جائے ۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ ہماری جو سینسس بک ہے اس میں اس کا نام شامل نہیں ہے تو وہ ہمارے جتنے دیہات ہیں وہ رہ جاتے ہیں ۔ سابقہ مواضعات میں سے ایک موضع میں شاید بجلی لگ چکی ہے ۔ مگر اس کے بھی جو اندر کی آبادی ہے وہ رہ گئی ہے ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس کے متعلق کوئی خاص ہدایت فرمائی جائے ۔ تاکہ ہم جو دیہات کہیں وہ سارے کے سارے ہونے چاہئیں ۔

دوسرے ایک چھوٹا سا مسئلہ یہ ہے کہ سارے پنجاب میں سیم کے خدشہ کا اظہار کیا گیا ہے ۔ ہمارے میانوالی میں چشمہ لنک کی وجہ سے سیم روز بروز بڑھ رہی ہے ۔ اس وقت ہزاروں ایکڑ اراضی اس کی وجہ سے برباد ہو چکی ہے اور آہستہ آہستہ وہ سیم چشمہ لنک کے نویں دسویں میل پر ایک شہر ڈنڈا والا کے قریب پہنچ چکی ہے یعنی وہ سیم آہستہ آہستہ دسویں میل تک پہنچ چکی ہے ۔ تو میں اس کے لیے یہ گزارش کروں گا کہ اس سیم کو روکنے کے لیے وہاں میانوالی میں بھی کوئی خرچہ کیا جائے ۔

دوسرا ایک نمل ڈیم ہے تلہ گنگ کے راستہ میں شاید آپ نے کبھی وقت دیکھا ہو ہر نمل ڈیم کئی عرصہ سے تھانہ موسیٰ خیل میں ربیع کی فصل کے موقع پر پانی مہیا کرتا رہے گا لیکن اس میں اس وقت مٹی بھر چکی ہے کہ ڈیم کا نچلا حصہ بھر گیا ہے جس کی وجہ سے پانی کی سطح اونچی ہوگئی ہے اور اس طرح اب پانی پہلے کے مقابلے میں کم ملتا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ جو کافی ساری آبادیاں ہیں ، جو اس ڈیم سے مفاد حاصل کرتی تھیں اب مٹی

بھر جانے کی وجہ سے خواہ مخواہ ان کی زمین سیم زدہ ہوگئی ہے ۔ میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ یہ دو پوائنٹس میانوالی کے ایسے ہیں جہاں اس وقت سیم کی نکاسی کا انتظام فرمایا جائے ۔

**چوہدری محمد شفیع گل :** جناب والا ! میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ بجلی کے سلسلہ میں جو فہرستیں ، سفارشات گاؤں کی بجلی کے لیے بھیجی جاتی ہیں ۔ بغیر کسی back reference کے ان کو ignore کرکے اپنی فہرست بنائی جاتی ہے ۔ اس کے متعلق میں یہ چاہوں گا ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اس کے متعلق تفصیلی بات ہو چکی ہے اور سیکرٹری آبپاشی اس کے متعلق یعنی جو موجودہ طریقہ کار ہے اس کی وضاحت فرمائیں گے ۔

**مہر غلام فرید نول (وائس چیئرمین ضلع کونسل جھنگ) :** جناب والا میں وائس چیئرمین ضلع کونسل جھنگ عارضی ہوں ۔ ملک اور ضلع کی ترقی میں ذرائع آمد و رفت کا اہم کردار ہوتا ہے اور کسی وجہ سے حکومت پنجاب نے فارم ٹو مارکیٹ روڈ سکیم کا اجراء کیا ہے ۔ ریلوے ضلع کے لیے ایک اہم آمد و رفت کا ذریعہ ہے ضلع جھنگ ایک ایسا ضلع ہے جس کو ریل کے ذریعہ نہ تو فیصل آباد سے اور نہ لاہور سے لنک کیا گیا ہے ۔ اگر ہمیں فیصل آباد جانا ہو تو پہلے ہمیں شور کوٹ جانا پڑے گا ۔ شور کوٹ سے براستہ گوجرہ فیصل آباد پہنچیں گے ۔ اس طرح سے کئی گھنٹے تقریباً ایک دن خرچ ہو جاتا ہے ۔ میری گزارش یہ ہے کہ جھنگ کو اگر گوجرہ سے لنک کر دیا جائے تو لازمی بات ہے اگر فیصل سے لنک کیا گیا تو زیادہ خرچہ آئے گا اس لیے سردست آئندہ سال ضلع جھنگ کو اگر گوجرہ سے لنک کر دیا جائے تو بڑی مہربانی ہوگی ۔ اور یہ ضلع کا بڑا پرانا اور دیرینہ مطالبہ ہے اور کسی حد تک بڑا صحیح اور درست مطالبہ ہے ۔

دوسرا مسئلہ جو ضلع جھنگ کا ہے وہ بہت پرانا مسئلہ ہے نہری پانی

جھنگ کو کل زمین کا 40 فیصد ملتا ہے اور موقع پر نہروں کی کھدائی نہیں ہوتی اور اب وہ پانی اس طرح تقریباً 20 فیصد مہیا ہوتا ہے لیکن آبیانہ ہم سے 100 فیصد وصول کیا جاتا ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب آبپاشی ٹیوب ویل سے یا بجلی سے 100 فیصد ہوتی ہے لیکن معاملہ سو فیصد ہم سے وصول کیا جاتا ہے ۔ اب بجلی کے بل اور ڈیزل کے اخراجات لازمی طور پر جاتے ہیں اور اس طرح سے پیداوار لازمی طور پر متاثر ہوتی ہے اور اخراجات میں اضافہ ہوتا ہے جتنا پانی محکمہ نہر کا منظور شدہ ہے اس سے کم ہمیں دیتے ہیں ۔ اگر آبیانہ لینا ہے تو اتنا ہی لیں اس سے زیادہ نہ لیں ۔ آپ کی موجودگی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں نے یہ عرض کیا ہے ۔

ہمارا تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ ضلع جھنگ میں صوبائی حکومت کا رقبہ کچھ لوگوں کو الاٹ ہوا اور اس سکیم کا نام ''کولمبو پلان'' کیونکہ ممبر کالونیز بھی یہاں موجود ہیں اور وہ مستقل سکیم ہے 1954.55 میں الاٹمنٹ شروع ہوئی تھی ۔ Grow More Food سکیم کی یہ ایک قسم ہے ۔ ان کے پاس عارضی الاٹمنٹ ہے خاص طور پر جن کو دو تین سال پٹے پر یا لیز پر زمین دی تھی ، ان کو بھی حقوق ملکیت دے دیئے گئے ہیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ آپ ایک تجویز پیش کر رہے ہیں بہتر ہوگا کہ آپ سبجیکٹ کمیٹی کی میٹنگ میں اس تجویز کو پیش کریں ۔ ہم اس وقت اے ڈی پی پر بحث کر رہے ہیں ۔ اے ڈی پی کے بارے میں آپ کو کچھ نہیں کہنا تو یہ تجویز آپ سبجیکٹ کمیٹی کی میٹنگ میں پیش کر سکتے ہیں ۔

**مہر غلام فرید نول :** مہربانی جناب ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** ہم نے پندرہ منٹ رکھے تھے اور بحث کرتے ہوئے ہمیں آدھ گھنٹہ ہوگیا ہے ۔ ابھی آپ کو کچھ کہنا ہے ؟

**چودھری محمد اکبر کاہلوں** (وائس چیئرمین ، ضلع کونسل ، سیالکوٹ) :

صرف ایک پوائنٹ ہے ۔ چیئرمین ۔ پی اینڈ ۔ ڈی صاحب نے کل فرمایا تھا کہ بیوروکریٹس کام کرنا بھی جانتے ہیں اور کام نہ کرکے اس پر پردہ ڈالنا بھی جانتے ہیں ۔ میرا جو مسئلہ ہے میں صرف یہ جاننا چاہوں گا کہ وہ ہو چکا ہے یا ابھی تک اس پر بھی پردہ پڑا ہوا ہے ؟ گزارش صرف اتنی کرنی ہے کہ پچھلے سال گورنر صاحب نارووال تشریف لے گئے تھے تو میں نے وہاں مطالبہ کیا تھا کہ نارووال مریدکے روڈ کو چوڑا کیا جائے۔ ٹریفک بہت زیادہ ہوتی ہے ، ایکسیڈنٹ بھی ہوتے ہیں ، لوگ روز مرتے ہیں ۔ تو اس وقت جو چیئرمین صاحب تھے انھوں نے فرمایا تھا کہ ہم اس کا سروے کریں گے اور سروے کی تفصیل انھوں نے کچھ اس طرح سے بتائی تھی کہ ہمیں یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ اس پر کتنی گاڑیاں چلتی ہیں ، کتنی ٹریفک ہوتی ہے ۔ یہ اتنا مشکل کام تو نہ تھا ۔ میرے خیال میں ہو چکا ہوگا ۔ لیکن اگر وہ نہیں بھی ہوا تو میں صرف اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ نارووال سے شکر گڑھ پرلی طرف ہے اور نارووال سے شکر گڑھ تک کی روڈ ڈبل ہو چکی ہے ۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ان کے سروے کی جو requirement ہے ، اس کے مطابق نارووال سے مریدکے کی ٹریفک نارووال شکر گڑھ سے کہیں زیادہ ہے ۔ کیونکہ شکرگڑھ کی ٹریفک بھی نارووال ہی سے ہو کر مریدکے کے راستے لاہور آتی ہوتی ہے اور ظفروال کی ٹریفک بھی وہیں سے آتی ہے ۔ نارووال کی اپنی ٹریفک بھی وہیں سے آتی ہے ۔ سروے کا اگر بہانہ ہی ہے پھر تو ہمیں بتا دیں ۔ اگر وہ سروے نہیں بھی ہوا تو یہ دلیل کافی ہے کہ شکر گڑھ سے نارووال تک اگر ڈبل ہو سکتی ہے تو نارووال سے مریدکے بھی ضرور ہونی چاہیے ۔ صرف اتنا پوچھنا تھا ۔

**جناب اشفاق شاہد :** اے ۔ ڈی ۔ پی سے متعلق ایک سوال ہے ۔ میں وزراء حضرات سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب اے ۔ ڈی ۔ پی پاس کی جاتی ہے ، کیا ان کو بھی اس میں شمولیت ملتی ہے ؟

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اگر آپ کو اے - ڈی پی کے بارے میں یا کسی پروگرام کے بارے میں اظہار خیال کرنا ہے ، تو فرمائیں - اگر آپ سمجھتے ہیں کہ اے - ڈی - پی کی تشکیل اور تکمیل میں ان کے مشورے کی ضرورت نہیں تو شاید - - -

**جناب اشفاق شاھد :** میں تو سمجھتا ہوں کہ ہمارے مشورے کی بھی ضرورت ہے

**جناب قائم مقام چیئرمین :** جی ہاں - آپ کے مشورے کی تو لازمی ضرورت ہے - اے - ڈی - پی کا پروگرام تمام ضلع کونسل کے چیئرمین صاحبان ، میونسپل کمیٹیوں ، اور کارپوریشنوں کے میئر صاحبان کے مشورے سے ، ان کی تجاویز کو پیش نظر رکھتے ہوئے مرتب ہوتا ہے -

**جناب اشفاق شاھد :** جناب والا ! یہ ہاؤس بھی ایک ہاؤس ہے - اس کے سامنے بھی بجٹ پیش کیا جائے - مانا جائے یا نہ مانا جائے وہ الگ بات ہے - مگر بجٹ بنانے سے پہلے یہاں پیش کرا جائے - یہاں سے تجاویز لے لی جائیں - بعد میں آپ کی مرضی ہے کہ ان تجاویز کو قبول کریں یا نہ کریں -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** میری گزارش ہے کہ جہاں تک اے - ڈی - پی کا پروگرا مرتب کرنے کا سوال ہے ، یہ پروگرام اس وقت مرتب کرتے ہیں جب تمام صوبے کے اضلاع سے ، کارپوریشنوں سے ، میونسپل کمیٹیوں سے تجاویز موصول ہوتی ہیں اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان تمام تجاویز پر غور کیا جاتا ہے اور تمام منصوبوں کو پاس کیا جاتا ہے - یہ ہو سکتا ہے کہ بعض اوقات ترجیحات کی بنیاد پر بعض ایسے منصوبے جو آپ کے خیال میں زیادہ اہم ہوں لیکن آپ کے بعض دوسرے ساتھیوں کے خیال میں زیادہ اہم نہ ہوں ، ان منصوبوں کو بعد میں لیا جاتا ہے - یہ ممکن نہیں کہ تمام منصوبوں کو بیک وقت ہی پاس کیا جائے اور ایک سال ہی میں ان کو شروع کر دیا جائے - جو کچھ میں نے سمجھا اور مختلف

معزز ارکان نے اپنے اپنے خیالات کا جو اظہار کیا ہے ، ان میں محض تجاویز ہیں اور سب تجاویز نوٹ کر لی گئی ہیں ۔ جو منصوبے ان کے خیال میں زیادہ مناسب اور زیادہ اہم ہیں ان پر مزید غور کیا جا سکتا ہے اور میں یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ سال کے بجٹ کے لیے جو اے ۔ ڈی ۔ پی مرتب ہو رہا ہے ، متعلقہ اضلاع کے چیئرمین صاحبان اس کے لیے بھی توجہ فرمائیں ۔ آپ تشریف لائیں اور ان سے ملیں اور اپنے خیال کے مطابق جو جو ترجیحات آپ دینا چاہتے ہیں ، وہ دیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان ترجیحات کے پیش نظر ان تمام منصوبوں کو اکٹھا کرکے اگر ہم فیصلہ کرنے کی کوشش کریں تو شاید زیادہ مشکل نہ ہوگی ۔

**جناب اشفاق شاہد :** میری درخواست یہ ہے ، شاید میں سمجھا نہیں سکا ، کہ کسی میئر صاحب یا چیئرمین صاحب کو اے ۔ ڈی ۔ پی کے متعلق نہیں پوچھا جاتا اور میری دوسری عرض یہ ہے کہ یہ پنجاب کا مسئلہ ہے پنجاب کونسل اگر بن چکی ہے تو یہ اے ۔ ڈی ۔ پی جب پاس کیا جائے تو پہلے اس ہاؤس سے مشورہ لے لیا جائے ۔ یہ میرا سوال ہے ۔ اسے آپ حکومت تک ، گورنر صاحب تک پہنچائیں ۔ آپ اس وقت سپیکر کی حیثیت رکھتے ہیں اور چیئرمین بھی ہیں ۔ میری آپ سے یہ پر زور اپیل ہے کہ جب بجٹ پاس ہو تو اس ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے ۔ یہاں بھی ایک دو دن اس کے اوپر بحث ہو ۔ ماننا یا نہ ماننا ان کا کام ہے ۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) :** یہ پوائنٹ اتنا لمبا ہوگیا ہے اور بار بار اٹھایا جا رہا ہے ۔ اس کی میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ نیشنل اسمبلی میں جب بجٹ بنتا تھا تو ہمیں بجٹ بنانے کے بعد کنسلٹ کرتے تھے ۔ مگر پہلے کوئی کنسلٹ نہ کرتا تھا ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** میاں صاحب ، اس پر کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

**چوہدری ہارون الرشید تھہیم** (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب حافظ آباد) : میری گزارش اے ڈی پی کے متعلق ہی ہے جو دیہات میں منصوبے شروع کروائے جاتے ہیں ان کی تکمیل پوری کروانی چاہیے ۔ ان کو ادھورا نہ چھوڑ دینا چاہیے ۔ میری گزارش حافظ آباد غلہ منڈی تا غلہ منڈی خانقاہ ڈوگراں کی روڈ کے متعلق ہے ۔ یہ 1972.73ء میں شروع کروائی گئی تھی اس پر اس وقت کی حکومت نے 46 لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا دو میل ادھر سے اور دو میل آدھر سے بن چکی ہے ۔ وہ 46 لاکھ روپیہ ضائع ہو رہا ہے جناب گورنر کا directive بھی تھا کہ جو منصوبہ شروع کیا جائے اس کو راستے میں نہ چھوڑا جائے اور اس منصوبے کو اولین فہرست میں رکھا جائے تاکہ پچھلی رقم بھی ضائع نہ جائے ۔ غلہ منڈی حافظ آباد سے غلہ منڈی خانقاہ ڈوگراں تک اٹھارہ میل کچی سڑک ہے جو مغلوں کے وقت کی ہے ۔ یہ دو تین میل ادھر سے بن چکی ہے اور دو تین میل آدھر سے بن چکی ہے ۔ غلہ سکیم اور زرعی دیہات کے لحاظ سے گزارش یہ ہے کہ اے ڈی پی میں اس کو اولیت دی جائے اور اس کو مکمل کروایا جائے تاکہ وہ 46 لاکھ روپیہ جو ضائع ہو رہا ہے ۔ وہ ضائع نہ ہو ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : آپ نے ضلع کونسل کی طرف سے اس بارے میں تجویز بھیجی ہے ؟

**چوہدری ہارون الرشید تھہیم** : کاشتکاروں کی طرف سے انہیں ریزولیوشن بھجوایا تھا چیئرمین صاحب ڈسٹرکٹ کونسل گوجرانوالہ کو بھی اور ڈسٹرکٹ کونسل شیخوپورہ کو بھی اور اسی طرح میئر صاحب کو شیخوپورہ کو بھی یہ سمجھ نہیں آیا کہ اس پر انہوں نے غور فرمایا ہے یا نہیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : اس ضمن میں تو واضح ہدایات ہیں ۔ گورنر صاحب کی بھی ہدایات ہیں اور یہ بات بھی بظاہر بہت اچھی نظر آتی ہے

کہ جو منصوبے زیر تکمیل ہوں ، ان کی تکمیل ہونی چاہیے نہ کہ ان کو ادھورا چھوڑ دیا جائے اور نئے منصوبے شروع کر دیئے جائیں ۔ ابھی تک یہی پالیسی ہے اگر ایسا نہیں تو کم از کم آپ اپنی ضلع کونسل کی طرف سے اس بارے میں توجہ دلائیں ۔ تحریر کریں اور سفارش کریں ایسے منصوبے جو آپ کے خیال میں زیادہ ضروری ہیں اور جن کی تکمیل ہونی چاہیے اور وہ شروع کر دیئے گئے ہیں تو ان کو بالکل مکمل ہونا چاہیے مجھے آپ سے کلی طور پر اتفاق ہے ۔ آپ مہربانی کرکے اپنی ضلع کونسل کے چیئرمین صاحب سے یا اپنے متعلقہ ممبر ڈسٹرکٹ کونسل کی وساطت سے یہ تجویز ان کو دیں ۔

**چوہدری ہارون الرشید تھہیم :** جناب والا ! یہ سرغی دو کونسلوں میں بٹی ہوئی ہے شیخوپورہ میں بھی ہے اور گوجرانوالہ میں بھی جو گوجرانوالہ ہے وہ کہتے ہیں یہ حصہ شیخوپورہ کا ہے شیخوپورہ والے کہتے ہیں کہ آپ گوجرانوالہ والوں سے کہیں ۔ لہذا چیئرمین صاحب ، آپ سے گزارش ہے کہ آپ سابقہ ریکارڈ منگائیں کہ یہ 36 لاکھ روپے کی رقم کہیں ضائع تو نہیں ہو رہی ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** یہ ضائع نہیں ہوگی ۔ جیسے میں نے عرض کی ہے ۔ اس کے مطابق آپ کریں ۔ جو حصہ شیخوپورہ میں ہے اس کے متعلق ان سے آپ رابطہ قائم کریں جو گوجرانوالہ میں حصہ ہے اس کے متعلق آپ ان سے رابطہ قائم کریں ۔ کوئی اور تجویز کرکے بھجوائیں ۔ ان سے مشورہ کرکے کریں ۔ مجھے یقین ہے کہ اس کو ضرور ترجیح دی جائے گی ۔ تمام منصوبہ جات جو کہ زیر تکمیل ہیں ۔ ان کو ترجیح دی جاتی ہے ۔

**چوہدری ہارون الرشید تھہیم :** جناب والا ! زیادہ گزارش تو میری میاں صاحب وزیر مواصلات سے تھی ۔ یہ زراعت وغیرہ سے متعلق ہے ۔

یہ غلط سکیم کے تحت ہے۔ یہ بھی ذرا اس غور فرمائیں۔ یہ زیادہ وزنی پوائنٹ ہے کہ یہ روپیہ کہیں ضائع تو نہیں ہو رہا۔

**میاں مجید اکبر فاروقی** (چیئرمین میونسپل کمیٹی گجرات) : جناب والا ! مجھے ایک انفارمیشن لینی ہے کافی دیر ہوئی جناب گورنر صاحب سے گجرات میں بھی گزارش کی تھی اور یہاں پر بھی کی تھی۔ گجرات میں اس وقت جب وہ وہاں تشریف لے گئے۔ ریلوے لائن پر ایک اوور ہیڈ برج ہے جو گجرات سرگودھا روڈ پر ہے اس کے متعلق جناب گورنر صاحب نے وعدہ فرمایا تھا یہ سکیم پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کے پاس ہے۔ اب جناب چیئرمین صاحب سے پوچھنا یہ ہے کہ آیا وہ سکیم کہیں ہے بھی یا وہ ختم ہوگئی ہے۔ اس کے متعلق صرف پوچھنا ہے کیونکہ وہ بہت ضروری ہے اور بڑی دیر سے اس کی ڈیمانڈ ہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : میں سعد ہارون محمود صاحب سیکرٹری ایریگیشن سے گزارش کروں گا کہ وہ مائیک پر تشریف لا کر سب سے پہلے اس چیز کی وضاحت کریں کہ اس وقت الیکٹریفیکیشن کا کیا طریق کار ہے۔

اس کے علاوہ آپ اپنا یہ خیال بھی پیش کریں کہ آپ کے خیال میں جو موجودہ طریق کار ہے یہ درست ہے یا اس میں کوئی ترمیم کی جا سکتی ہے یا اس کو بہتر بنایا جا سکتا ہے۔

**سیکرٹری اریگیشن اینڈ پاور** (سعد ہارون محمود) : جناب والا ! میں اس کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ اس وقت طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے واپڈا سے لسٹیں جاتی ہیں کہ کون کون سے دیہات اس ضلع میں ہیں جہاں بجلی نہیں پہنچی اور ان کے 11 K.V. لائن سے فاصلے کتنے کتنے ہیں۔ ان سے ہم لسٹ لیتے ہیں۔ جو دیہات آدھ میل کے فاصلے پر ہوتے ہیں اور الیکٹریفکیشن کے لیے eligible ہوتے ہیں واپڈا ان کی لسٹیں بھیجتا ہے۔ ان لسٹوں کو

1972ء کی census report سے چیک کیا جاتا ہے اور ان میں جو دیہات census report میں موجود ہیں ان کی آبادی کے لحاظ سے ترتیب دی جاتی ہے - زیادہ آبادی والے پہلے ہوتے ہیں اور کم والے بعد میں - اس کے بعد ضلع کونسل سے میٹنگ ہوتی ہے - ہمارے ایک آفیسر جاتے ہیں اور ضلع کونسل کے ساتھ جا کر میٹنگ کرتے ہیں - وہ واپڈا کی لسٹ ساتھ لے جاتے ہیں- وہاں مقامی آفسر بھی ہوتے ہیں - ضلع کونسل کے چیئرمین بلکہ بعض اوقات ضلع کونسل کی ساری میٹنگ ہوتی ہے اس میں وہ لسٹ consider کی جاتی ہے اور ضلع کونسل اپنی ایک لسٹ ترتیب کر کے اپنے علم کے مطابق جو ان کے خیال میں آدھ میل کے اندر دیہات ہوتے ہیں اور eligible ہوتے ہیں وہ لسٹ بنا کر دے دیتے ہیں - بعض دیہات دونوں لسٹوں میں موجود ہوتے ہیں وہ واپڈا کی لسٹ میں بھی ہوتے ہیں اور ضلع کونسل کی لسٹ میں بھی ہوتے ہیں اور وہ census report میں بھی ہوتے ہیں جہاں پر مستند آبادی دریافت ہو جاتی ہے - ان دونوں لسٹوں کو ملا کر اور census report کے مطابق order of priority ایک مشترکہ لسٹ بنتی ہے - اس میں آبادی ہوتی ہے اور کوٹے کے مطابق اس میں دیہات لے لیے جاتے ہیں - نئی پالیسی کے مطابق کوٹے سے ڈیڑھ گنا یعنی 50 فیصد زائد جو دیہات ہیں وہ شامل کر لیے جاتے ہیں - کیونکہ آبادی کے لحاظ سے جو ترتیب دیے ہوئے ہوتے ہیں وہ بعد میں آتے ہیں - بعض دفعہ واپڈا کی جو اطلاع درست نہیں ہوتی - یعنی بعض دفعہ ضلع کونسل کی اطلاع وہ درست نہیں ہوتی - اور وہ دیہات electrify نہیں ہو سکتے - وہ دیہات آدھ میل کے اندر نہیں ، زیادہ فاصلے پر ہوتے ہیں مگر وہ لسٹ میں ہوتے ہیں - جب آدھ میل والے مل جاتے ہیں جو کوٹہ کو پورا کر دیں وہ سارے ہو جاتے ہیں - وہ واپڈا کے سپرد کر دیے جاتے ہیں - وہ ان کو electrify کرتا ہے - اصل حقیقت اس وقت معلوم ہوتی ہے جب واپڈا actual surveys کرواتا ہے - لائن بچھانے کے وقت صحیح صورت حال کا پتا چلتا ہے کہ کون سا دیہات 11 K.V. لائن سے آدھ میل کے فاصلے پر ہے اور کون سا

زیادہ فاصلے پر ہے۔ 50 فیصد زائد دیہات کو لسٹ میں شامل کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے جو دیہات کوٹے میں آ جاتے ہیں اور اس لسٹ میں سے کچھ بچ جاتے ہیں ان پر اگلے سال کام شروع کرنے کے لیے وہ پہلے سے موجود ہوتے ہیں تاکہ نئے سال اگر لسٹ تیار کرتے وقت کچھ وقت لگے تو واپڈا کے پاس وہ جو باقی ماندہ دیہات اس لسٹ میں موجود ہیں وہ ان پر کام شروع کر سکتا ہے۔ میرے خیال میں یہ طریقہ درست ہے اور اس میں ضلع کونسل کی پوری شمولیت ہوتی ہے۔ ان کی لسٹ بھی لی جاتی ہے۔ واپڈا کی لسٹ بھی لی جاتی ہے اور آخری فیصلہ policy decision کے مطابق ہوتا ہے۔ criteria laid down کر دیا گیا ہے اس کے مطابق کام ہوتا ہے۔ جہاں گاؤں کوٹے کے مطابق آدھ میل کے اندر گاؤں مل جاتے ہیں جو کوٹے کو پورا کر سکتے ہیں وہاں آدھ میل تک ہی رکھے جاتے ہیں مگر جہاں کوٹا پورا نہیں ہوتا آدھ میل سے کوٹے کا کچھ حصہ باقی رہ جاتا ہے اس صورت سے فاصلہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ آدھ میل سے ایک میل۔ ایک میل سے ڈیڑھ میل۔ ڈیڑھ میل سے دو میل جتنی ضرورت ہو کوٹا پورا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ فاصلے پر بات ختم نہیں ہوتی۔ کوٹا پورا کرنے پر بات ختم ہوتی ہے۔ اس کے لیے فاصلہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے وہ لسٹ بنا کر واپڈا کے سپرد کر دی جاتی ہے۔

جناب والا! باقی کچھ سوالات ہیں۔ ایک یہ کہ main آبادی کہاں سے ہے اس کی کوئی definition نہیں ہے۔ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل بہاول پور نے فرمایا تھا کہ ایک موضع میں جو سب سے زیادہ آبادی ہوتی ہے اس کو village main تصور کیا جاتا ہے۔ اس سے آدھے میل تک جو 11 کے۔ وی لائن ہے اس سے اس دیہات کا پہلا گھر جو ہے اس کو تصور کیا جاتا ہے کہ وہ دیہات وہاں سے شروع ہوتا ہے۔ 11 کے۔ وی لائن اگر آدھ میل پہلا گھر اس آبادی کا کوالیفائی کر جاتا ہے اس کو الیکٹریفائی کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو بستیاں اضافی ہیں جو آدھ میل کے

اندر پڑتی ہیں وہ تو main آبادی میں 11 کے - وی لائن سے اگر ان کا گاؤں ہے اس کو الیکٹریفائی شروع ہی سے کر دیا جاتا ہے - یہ نیا طریقہ کار ہے - یہ پہلے نہ تھا - یہ طریقہ کار پچھلے سال سے شروع ہوا ہے اور اس سال ویسے ہی کیا جا رہا ہے اس طرح سے اضافی بستیاں بھی جو خیال تھا آدھ میل کے اندر ہیں ایک فرلانگ پر ہیں یا دو فرلانگ پر ہیں وہاں بجلی نہیں لگی اس کا مداوا کر لیا گیا ہے -

باقی رہا نقشوں سے متعلق کہ وہ واپڈا کے پاس ہیں یا نہیں - جو ان کا 11 کے - وی لائن سے آدھ کا criteria ہے ان کے نقشے ابھی تک ان کے پاس نہیں ہیں - وہ نقشے بنوا رہے ہیں - اس کے بعد شاید یہ situation زیادہ واضح ہو سکے کہ کون سے دیہات exactly آدھ میل کے اندر ہیں - ابھی trial and errer سے کچھ وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور کچھ لسٹیں بھی ہمیں زیادہ بنانی پڑتی ہیں -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** چولستان کے نئے منصوبے کے بارے میں بھی آپ کچھ فرمائیں گے رقبہ کو پانی دینے کے لیے نہیں بنائی جا رہی -

**سیکرٹری اریگیشن اینڈ پاور :** جناب والا! عباسیہ کینال جو بن رہی ہے وہ کسی نئے رقبہ کو پانی دینے کے لیے نہیں بنائی جا رہی - یہ فیڈر کینال پنجند عباسیہ نہروں کی کمانڈ کے لیے سکارپ نمبر 6 کے منصوبہ کے تحت واپڈا بنا رہا ہے ، جو کہ ریکلیمیشن پراجیکٹ ہے - ان کاموں کے بارے میں ان کا ہم سے مشورہ ہوتا رہتا ہے - ہمیں علم ہے وہ کیا کر رہے ہیں - اس فیڈر نہر سے پنجند عباسیہ انہار کے رقبہ جات کو زائد پانی دیا جانا مقصود ہے تاکہ تھور (Salinity) پر قابو پایا جا سکے - زائد پانی دیکر زمین کی اوپر کی تہہ کو نمکیات سے صاف کیا جاتا ہے تاکہ نمکیات نیچے چلے جائیں جسے عام طور پر Leaching کہا جاتا ہے شاید یہ خیال ہو کسی اور رقبہ کو پانی دیا جا رہا ہے اور بہاولپور کو نہیں دیا جا رہا یہ

نہر چونکہ ریکلیشن پراجیکٹ کا ایک حصہ ہے اس سے پانی کسی نئے رقبہ کو نہیں دیا جا رہا ۔ بلکہ پانی پنجند عباسیہ کے موجودہ نظام آبپاشی کے رقبہ کے اندر ہی رہے گا ۔

**کمشنر بہاول پور** (چودھری محمد شریف) : جناب والا ! میں اس کے متعلق تھوڑی سی وضاحت کروں گا یہ 40 میل تک یہ نہر بند جا رہی ہے ۔ اس میں چار ہزار کیوسک کی capacity ہے ۔ اس میں سے ضلع بہاول پور کو کوئی پانی نہیں دیا جائے گا ۔ لیکن اس 40 میل کے اندر جتنا علاقہ ہے وہ دونوں طرف سے ایک ایک دو دو میل تک سیم ہو جانے کا ڈر ہے ۔ اصل سوال یہ ہے اور سب لوگوں کا وہاں مطالبہ یہ ہے ایک نہر کی لائننگ کی جائے ۔ اس سے قریباً ساڑھے سات سو کیوسک پانی بچ رہے گا آگے جا کر ایک لاکھ ایکڑ کے لئے کافی ہے ۔ دوسرے اگر لائننگ نہ کی گئی تو بہاول پور ضلع کا سارا علاقہ جو تقریباً 40 میل تک جس کو پانی بھی نہیں ملتا سیم ہو جائے گا ۔ سوال اس کو لائن کرنے کا ہے ۔ سکارپ کی جو ابتدائی سکیم ہے اس میں لائننگ شامل نہ تھی ۔ اصل مطالبہ یہ ہے کہ اس میں لائننگ شامل کی جائے جس پر قریباً بارہ کروڑ روپیہ خرچ ہوگا ۔ یہ ہے اصل میں مطالبہ جسے پنجاب حکومت کو مدنظر رکھنا چاہیے ۔ وگرنہ اس سے کئی لاکھ ایکڑ زمین سیم ہو جائے گی اور تقریباً ساڑھے سات سو کیوسک پانی بھی ضائع ہوگا ۔ یہ کیلکولیشن ٹیکنیکل آدمیوں کی ہے ۔ دوسرا مطالبہ لوگوں کا یہ ہے کہ اس علاقے میں جو نئی نہر کھد رہی ہے ، اس میں ہزاروں ایکڑ زمین غریب لوگوں کی آ گئی ہے ۔ وہ سب چھوٹے زمیندار ہیں ۔ وہ مطالبہ یہ کرتے ہیں کہ زمین تو آپ نے لے لی ، اب ہم کہاں جائیں ۔ پیسہ تو ہمیں ملے گا ۔ مان لیا ۔ لیکن ہمارا تو روزگار ختم ہوگیا ۔ وہ متبادل زمین مانگتے ہیں ۔ خواہ چولستان میں دی جائے یا کہیں اور یہ معاملہ پالیسی کے طور پر طے ہونا چاہیے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اس بارے میں آپ نے کوئی تجویز ، سفارش بھیجی ہے ؟

**کمشنر بہاول پور :** میں نے لکھ کر بھیجا ہوا ہے ۔ جب گورنر صاحب بہاول پور گئے تھے تو یہ معاملہ پیش ہوا تھا ۔ گورنر صاحب نے حکم دیا تھے کہ میں خود وہاں موقع پر جاؤں ۔ میں نے انجنیز کو بلایا ، خود بھی گیا وہاں جا کر سب حالات دیکھے ۔ اور کیس بنا کر پی اینڈ ڈی کو بھیج دیا ہوا ہے ۔ اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ لائننگ کروانے کو پروگرام میں شامل کروایا جائے ۔ فنڈز چونکہ سنٹرل گورنمنٹ دے رہی ہے ، اس لیے پنجاب حکومت کو دباؤ ڈالنا کرنا پڑے گا ۔ تبھی وہ اس میں شامل ہوگا ۔

**سیکرٹری اریگیشن اینڈ پاور :** جو ان کا مطالبہ آپ تھا ، میں نے صرف اس کے متعلق وضاحت کی تھی ۔ باقی واٹر لائننگ کا مسئلہ الگ ہے ۔ ۔ ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** ابھی چوہدری صاحب نے جو فرمایا ہے ۔ اس کے بارے آپ کچھ فرمانا چاہیں گے ؟

**سیکرٹری اریگیشن اینڈ پاور :** عباسیہ لنک نہر سے جو سیم سے متعلق مسئلہ ہے میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ مسئلہ پہلے بھی اٹھا تھا ۔ پچھلے سیشن میں بھی آیا تھا ۔ گورنر صاحب کی ہدایت بھی ہوئی ہے ۔ اس بارے میں ہم نے واپڈا کو لکھا تھا ۔ یہ مقامی مسئلہ ہو سکتا ہے ۔ آپ اس کی ٹیکنیکل studies کریں ۔ واٹر لائننگ نہ ہو ۔ اس میں لائننگ انھوں نے مہیا کی ہوئی ہے جہاں گہری کھدائی میں نہر ہے وہاں لائننگ نہیں ہو سکتی ۔ کیونکہ اس میں لائننگ technically fessible نہیں ہوتی جہاں نہر کی سطح آب قدرتی زمین کی سطح سے اونچی ہے ، وہاں اس کی لائننگ وہ پروائز کر رہے ہیں جو ہمارے علم میں ہے ۔ یہ مسئلہ ٹیکنیکل fessibility پر انحصار کرتا ہے کہاں لائننگ ہو سکتی ہے اور کہاں نہیں ۔ واپڈا کو اس سے آگاہ کر دیا گیا ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** الیکٹری فیکیشن کے بارے میں جو اس وقت قواعد ہیں ، جن کا ابھی سیکرٹری صاحب نے ذکر کیا ہے ، کیا آپ کے خیال میں یہ درست ہے اور یہ تسلی بخش طریق کار ہے ؟

**ملک غلام شبیر جوئیہ :** جناب والا ! انہوں نے فرمایا ہے کہ ایک تو ہم واپڈا سے رپورٹ لیتے ہیں دوسرے ڈسٹرکٹ کونسل سے رپورٹ لیتے ہیں ۔ ان دونوں رپورٹوں سے تضاد ظاہر ہو جاتا ہے ۔ کیونکہ کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ واپڈا والوں نے جو رپورٹیں وہاں جا کر دی ہیں ، تو کئی دیہات ان میں لگے ہوئے تھے ۔ باقی ڈسٹرکٹ کونسل والے ہمیشہ جہاں اچھی پاپولیشن ہو ، زیادہ آبادی ہو ، اس کو بجلی دیتے ہیں کیونکہ انہیں ووٹوں کا مسئلہ ہوتا ہے ۔ تو وہ ایسے دیہات دیتے ہیں ، جہاں آبادی زیادہ ہوتی ہے ۔ تو ایک فیصلہ کیا جائے یا تو ڈسٹرکٹ کونسل جو بھیجے اس کو کیا جائے یا واپڈا والے کریں ۔ کیونکہ واپڈا والے جو کرتے ہیں ، وہ کہتے ہیں کہ واپڈا والوں کی یہ رپورٹ ہے ، ہم یہ کرتے ہیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** میری ایک تجویز ہے ، اگر آپ اس سے اتفاق کریں ۔ جو کچھ میں نے محسوس کیا ہے ، اس طریق کار کے بارے میں بہت سے ارکان کے ذہنوں میں کچھ غلط فہمیاں ، کچھ ابہام ہیں ۔ اگر ایسا کیا جائے کہ ہر ڈویژن سے آپ ایک چیئرمین نامزد کریں ۔ وہ تمام حضرات اور سیکرٹری صاحب اور واپڈا کے نمائندے کو بھی ہم دعوت دیں گے ، زحمت دیں گے ، اگر آپ کسی ایک دن یہاں تشریف لا کر اس بارے میں جو قواعد ہیں ، جو طریق کار ہیں ، جس کے بارے میں بہت ابہام ہے کہ گاؤں کے پہلے جو اضافی بستیاں آتی ہیں ، فاصلہ وہاں سے ناپا جائے ، جو مین آبادی سے وہاں سے لیا جائے ، یا کون سی آبادیاں ہیں جن کو شامل کیا جائے ۔ یا اس قسم کی جو غلط فہمیاں ہیں ان کو دور کرنے کے لیے اگر آپ یہ پسند فرمائیں تو چار پانچ تمام صوبے کے ڈویژنوں سے

ایک ایک آپ آپس میں چن لیں اور وہ تشریف لائیں تاکہ سیکرٹری صاحب اور واپڈا کے نمائندے سب بیٹھ کر اس بارے میں کم از کم یہ طے کر لیں اور آئندہ بجٹ کے لیے خاص طور پر کم از کم یہ بات تو ہمیں معلوم ہو جائے کہ کیا طریق کار ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ابھی تک ساری ضلع کونسلوں کے چیئرمین حضرات کو اس بارے میں کوئی واضح طور پر علم نہیں کہ کون سا طریق کار ہے۔ مختلف جگہوں پر مختلف طریق کار ہیں۔ واپڈا کا ایک جگہ جو قاعدہ ہے وہ اور ہے اور دوسری جگہ ان کا قاعدہ اور ہے۔ اس تمام مشکل کو حل کرنے کے لیے اگر آپ پسند کریں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** میں یہ عرض کر رہا تھا کہ بہاول پور میں میں نے تجربہ کیا ہے۔ واپڈا کی supermacy تسلیم کرتے ہوئے میں نے اپنے آپ کو surrender کیا ہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اس میں مزید بحث کی ضرورت نہیں۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** میرا تجربہ ہے۔ میں وہی عرض کر رہا ہوں جس میں فائدہ ہوگا۔ میں نے اس دفعہ ایسا کیا ہے کہ ہاؤس کی سائٹ سیلیکشن سے پہلے میں نے واپڈا والوں سے ایک فیصلہ کیا ہے کہ ضلع کونسل کا ایک نمائندہ اور واپڈا کا ایک کنسٹرکشن ہوتی ہے اور ایک آپریشن، تو ان کا ایک کنسٹرکشن کا اور آپریشن کا، تین ہوگئے۔ وہ موقع پر جا کر سروے کرتے ہیں، جائنٹ سروے کے بعد criteria پر جو بستیاں آتی ہیں، وہ تینوں کی ایک مشترکہ سروے رپورٹ ہمارے پاس آ جاتی ہے۔ تو پھر ہاؤس اس کے بعد اپنے کوٹے کے مطابق دیہات منتخب کر لیتا ہے۔ اس طرح بہاول پور میں اس دفعہ کیا ہے۔ وہی لسٹیں میں نے بھیجی ہیں۔۔۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** یہ تو بہاول پور کے بارے میں آپ نے کیا

ہے - دوسرے حضرات کو اگر آپ سے اتفاق ہے تو ٹھیک ہے - وہ بھی اپنے لیے یہی قاعدہ طے کر لیں -

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** باقی آپ نے میٹنگ کی جو تجویز فرمائی ہے ، وہ بہت فائدہ مند ہے -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اس کا آپ کی مرضی پر انحصار ہے - اگر آپ چاہیں -

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** ہونی چاہیے -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** پھر آپ اس کے بارے میں آپس میں طے کر لیں - ہر ڈویژن سے ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین - سیکرٹری صاحب سے کسی وقت کر لیں ، جب بھی آپ تشریف لانا چاہیں - اسی مہینے میں تاکہ اس بارے میں کم از کم حتمی طور پر طے ہو جائے کہ کون سا طریق کار ہے -

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** میرے خیال میں اس میں تمام چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل ہونے چاہییں تاکہ کسی کو کوئی موقع نہ ملے - ایک جوائنٹ میٹنگ رکھ لی جائے - اس میں پی اینڈ ڈی کے بھی ہوں ، واپڈا کے بھی نمائندے ہوں -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** دیکھیے ، ایک طریق کار طے کرنا ہے - اس کے لیے تمام اصحاب کو زحمت دینے کی ضرورت نہیں - طریق کار کے بارے میں جو بعض غلط فہمیاں ہیں ، اس میں صرف ان کو طے کرنا ہے - یہ میرے خیال میں آسانی سے ہو سکے گا -

**نمائندہ واپڈا :** میں بہت آسان طریقہ کار بتاتا ہوں - کیونکہ باقی صوبوں میں بھی ایسا ہی ہو رہا ہے -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** بہتر ہوگا کہ جو میٹنگ تجویز کی ہے ، اسی میں آپ اپنا نمائندہ بھیج دیں ۔

**نمائندہ واپڈا :** وہ ہم ضرور بھیج دیں گے ۔ لیکن اس سے آسان یہ ہے کہ ہم ضلع کونسل کی سطح پر اپنے آدمی بھیجنے کو تیار ہیں تاکہ وہاں سے initiate ہی ایسی لسٹ ہو جو کہ بعد میں متنازعہ نہ ہو ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** کیا اس تجویز سے آپ کو اتفاق ہے ؟

**مہر غلام فرید لول :** فارمولا کیا ہوگا ؟ بہتر یہی ہے ، جیسا کہ آپ نے فرمایا ہے ، میٹنگ ہونی چاہیے ۔ وہاں یہ اپنا نمائندہ بھیج دیں ۔ وہاں جو فیصلہ ہوگا اس کے مطابق عمل درآمد ہو جائے گا ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** درست ہے ۔

ایک دو نکات محکمہ صنعت و محنت کے بارے میں ہیں ۔ شیخ غلام حسین صاحب یہاں تشریف نہیں رکھتے ان کو تشویش لاحق ہے کہ مرغلہ رینج میں کچھ کرشرز جو پتھر نکالنے کے لیے پٹہ جات پر دئے جاتے ہیں ۔ محکمہ معدنیات نے اس بارے میں مشینیں بند کر دی ہیں ۔ ان کو نوٹس دئے گئے ہیں اور بند کئے جا رہے ہیں ۔ اس بارے میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ فی الحقیقت ایسی کوئی بات نہیں ۔ وہاں کل 87 پٹہ جات دئے گئے ہیں ۔ ان میں سے 13 غیر قانونی طور پر نصب کئے گئے ۔ ان کے خلاف کارروائی کی جا رہی ہے ۔ ان کو حال ہی میں نوٹس دئے گئے ہیں ۔ اس کے علاوہ محکمہ آثار قدیمہ نے ایک نوٹیفکیشن جاری کیا ہے جس کے تحت انہوں نے ٹیکسلا کی وادی میں پتھر نکالنے کو غیر قانونی قرار دے دیا ہے ۔ اس کے پیش نظر جو پٹہ گیر ہیں ان کو یہ نوٹس دئے گئے ہیں کہ وہ وہاں کام بند کر دیں ۔ اس ضمن میں جن لوگوں کو پٹہ جات ٹھیکے پر دئے گئے تھے اور جو کام کر رہے تھے ان کی ایک میٹنگ محکمہ آثار قدیمہ کے افسران سے ہوئی

اور اس میں ہمارے محکمے کے نمائندے شریک تھے ۔ انہوں نے ایک طریقہ وضع کیا ہے جس کے تحت طے پایا ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جس میں محکمہ آثار قدیمہ ، محکمہ معدنیات اور کرشرز کے مالکان کے نمائندے شامل ہوں ۔ ان کے لیے اور متبادل رقبہ متعین کیا جائے جو متاثرہ مالکان کو دیا جائے ۔ اس کے علاوہ محکمہ معدنیات پنجاب غیر قانونی طور پر نصب شدہ کرشرز کے خلاف انضباطی کارروائی کرے محکمہ آثار قدیمہ پنجاب اپنے ممنوعہ علاقوں کے متعلق نقشہ جات از سر نو تشکیل دے اور حکومت کے مفاد کے تحفظ کے ساتھ کم از کم متاثرہ مالکان کرشرز کے بارے میں جائنٹ سیکرٹری صاحب احکامات جاری کریں گے کہ مقامی پولیس متعلقہ کرشرز کے مالکان کو ہراساں نہ کرے ۔ مختصراً عرض ہے کہ اس نوٹیفکیشن کے تحت ، اس قاعدے کے تحت کارروائی کی جا رہی ہے اور باہمی طور پر یہ فیصلہ کیا ہے ۔ جن پٹہ جات کی میعاد ختم ہو چکی ہے ۔ ان کے لیے نئے سرے سے لیز پر نہیں دی جائے گی ۔ جن پٹہ جات کی میعاد ابھی ختم نہیں ہوئی اور وہ اس علاقے میں آتے ہیں تو پھر ان کے لیے متبادل رقبے کا تعین کرنا ہوگا اور اس کا فیصلہ کرنا ہوگا ۔ فی الحال اگر کوئی ایکشن لیا جا رہا ہے تو وہ ان 13 مالکان کے خلاف لیا جا رہا ہے جنہوں نے غیر قانونی طور پر وہاں کرشرز نصب کئے یا جن کی پٹہ کی میعاد ختم ہو چکی تھی اور اس کے باوجود وہ وہاں کرشرز سے کام لے رہے ہیں ۔ ان کے خلاف قانونی طور پر کارروائی کی جا رہی ہے ۔

ایک اور نکتہ اٹھایا گیا کہ محکمہ صنعت کے ترقیاتی پروگرام کے تخمینے میں یہ بتایا گیا تھا کہ 1981.82ء میں 70 فیصد خرچ ہوا ۔ اس پر یہ پوچھا گیا کہ اتنا کم خرچ کیوں ہوا ۔ فی الحقیقت کم خرچ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ اس میں تین ایسے منصوبے شامل تھے ۔ جن کی منظوری اور جن کے لیے رقومات بین الاقوامی امداد کے تحت باہر سے آنی تھیں اور تب ان کو رقومات فراہم کرنی تھیں ۔ ان رقوم کی فراہمی کے پیش نظر یہ منصوبے

رکھے گئے تھے - جو کہ شروع کرنے تھے - لیکن بعض اوقات ایسا ہوتا ہے جو رقومات مختلف ایجنسیوں سے آنا ہوتی ہیں وہ وقت پر وصول نہیں ہوتیں اور ان منصوبوں کے اجراء میں تاخیر ہو جاتی ہے - میں اس ضمن میں دو مثالیں دیتا ہوں - ہماری معدنی ترقیاتی کارپوریشن کے تحت ڈنڈوت کے مقام پر کوئلے کی کان کنی کے بارے میں رقم مختص کی گئی تھی لیکن منصوبہ وقت پر شروع نہ ہو سکا - اس کی کئی وجوہات تھیں - کچھ قانونی وجوہات تھیں ، کچھ تنازعات تھے جو غیر ملکی مالکان ڈالمیا کمپنی کے خلاف ہماری کارپوریشن کے ساتھ چل رہے تھے - اس تنازعہ کی وجہ سے اس پر کام شروع نہیں کیا جا سکا - اس وجہ سے کچھ رقم خرچ نہ ہو سکی - اسی طرح گجرات میں سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے تحت ایک منصوبہ لکڑی کا سامان بنانے اور تربیت دینے کا تھا - اس کے لیے عالمی بنک کے تعاون سے کچھ رقوم موصول ہونا تھیں جو وقت پر نہ مل سکیں اور کچھ شرائط کا تعین کیا گیا تھا - اس کی گفت و شنید میں وقت لگ گیا - جس کے تحت وہ کام وقت پر شروع نہیں ہو سکا - تیسرے سمال انڈسٹریل اسٹیٹ ساہیوال کے بارے میں کچھ رقوم رکھی گئی تھیں - لیکن وہاں اراضی کے حصول میں کچھ دقتیں پیش آئیں جس کی وجہ سے کام شروع نہیں ہو سکا - یہ تین منصوبے ایسے تھے جن کے لیے کافی رقوم مختص کی گئی تھی - لیکن ان وجوہات کی بنا پر ان منصوبوں پر کام شروع نہیں ہو سکا اس لیے اس خرچ کی شرح فیصد کم ہو گئی - اگر آپ ان تین منصوبوں کو نکال دیں - تو 1981.82ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں محکمہ صنعت میں قریباً 92 فیصد کاموں کی تکمیل ہو چکی ہے -

اب بحث کا وقت ختم ہو چکا ہے اس کے بعد چیئرمین ضلع کونسل گجرات کو دعوت دوں گا کہ وہ گجرات ضلع کونسل کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں -

# ضلع کونسل گجرات کی کارکردگی کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

**نوابزادہ مظفر علی خان** (چیئرمین ضلع کونسل گجرات) : بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ عزت مآب گورنر پنجاب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی صاحب معزز خواتین و حضرات ! میں اپنی طرف سے اور اپنی کونسل کی طرف سے جناب گورنر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ہمیں صوبہ کے اس سب سے بڑے ایوان میں اپنی کارگزاری کی رپورٹ پیش کرنے کا موقعہ دیا ۔ اس سے ہمیں اس معزز ایوان کے فاضل اراکین کے مشوروں سے مستفیض ہونے کا موقعہ ملے گا جو ہماری آئندہ ترقیاتی کوششوں کے لیے رہنمائی کا کام دے گا ۔

جناب والا ! ضلع گجرات کی تاریخ بہت پرانی ہے دریائے جہلم اور چناب کے درمیان کے علاقے کا یہ حصہ تاریخ ہند کے اوراق کی روشنی میں سکندر اعظم کے حملے کے تذکرے میں پہلی بار ابھر کر سامنے آتا ہے ۔ اس کے مشرق میں آزاد کشمیر اور سیالکوٹ مغرب میں سرگودھا شمال میں جہلم اور جنوب میں گوجرانوالہ کے اضلاع واقع ہیں ۔ یہ ضلع تین تحصیلوں یعنی گجرات ، کھاریاں اور پھالیہ پر مشتمل ہے اور اس کے کل رقبے کی تفصیل ذیل ہے :۔

کل رقبہ 14،58،010 ایکڑ نہری و چاہی رقبہ 6،35،024 ایکڑ

مزروعہ رقبہ 11،09،821 ایکڑ بارانی رقبہ 7،74،797 ایکڑ

غیر مزروعہ رقبہ 3،48،189 ایکڑ

اس کے علاوہ ضلع بھر میں 54،898 ایکڑ رقبہ پر جنگلات پھیلے ہوئے ہیں اس علاقہ میں بڑی بڑی آبادیوں کا قیام محض اس لیے معرض وجود میں نہ آ سکا کہ ماضی میں یہ علاقہ دونوں دریاؤں کے تند و تیز سیلابوں اور

بیرونی حملہ آوروں کی زد میں رہا۔ ضلع کی دیہی آبادی بیس لاکھ سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔ پنجاب دوسرے اضلاع کی طرح اس ضلع کی بیشتر آبادی بھی دیہات میں بستی ہے اور زراعت کے پیشہ سے منسلک ہے۔ تحصیل پھالیہ کا تقریباً تمام رقبہ نہری ہے اور یہ تحصیل پنجاب کی سب سے زیادہ مالیہ ادا کرنے والی تحصیل ہے۔ تحصیل گجرات اور کھاریاں کا شمالی علاقہ بارانی ہے ان علاقوں کی زمین ناہموار ہے اور زیر زمین پانی بہت گہرا ہے جس کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے قطعات اراضی کے مالک کاشتکاروں کو کھیتی باڑی میں مشکلات اور دشواریوں کا سامنا ہے۔ آبپاشی والے علاقوں کی بڑی بڑی فصلیں گندم چاول اور کماد ہیں، جب کہ بارانی علاقوں کی عام فصلیں گندم، باجرہ اور دالوں کی مختلف اقسام ہیں۔

ان علاقوں کے لوگ بنیادی طور پر محنتی اور جفاکش ہونے کے علاوہ سپاہیانہ خصوصیات کے حامل ہیں اور ملک کی دفاعی افواج میں خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ ماضی قریب میں یہاں کے باسیوں نے سکھوں اور انگریزوں کی فوجوں سے متعدد جنگیں لڑیں اور قدم قدم پر ان کی غاصبانہ کوششوں میں سد راہ ثابت ہوئے۔

اس ضلع کا سب سے بڑا اعزاز موجودہ دور کی پاک بھارت جنگوں میں ملک کے سب سے بڑے فوجی اعزاز۔ ''نشان حیدر'' کا حصول ہے جو اس علاقہ کے مایۂ ناز سپوتوں میجر عزیز بھٹی شہید، میجر محمد اکرم شہید اور میجر شبیر شریف شہید نے ناموس وطن پر اپنی جانیں نثار کرکے حاصل کیا۔ اس ضلع کی تحصیل گجرات کا سرحدی گاؤں اعوان شریف 1965ء کی جنگ میں بھارتی جارحیت کا سب سے پہلا نشانہ بنا۔ لیکن تاریخ شاہد ہے کہ افواج پاکستان کے جیالے مجاہدوں اور غازیوں نے اسی علاقہ سے دشمن پر کاری ضرب لگا کر اسے اپنے علاقے کے اندر دھکیل دیا اور پھر دشمن کے پاؤں کسی محاذ پر بھی نہ جم سکے۔

گجرات صنعتی طور پر بھی ترقی پذیر ہے ، پہاڑ کی پنکھوں کی صنعت بین الاقوامی شہرت کی حامل ہے ۔ اس کے علاوہ یہاں جوتے بنانے کا کارخانہ ، ٹیکسٹائل ملز ، چینی کے برتن اور دیسی مٹی کے برتن بنانے کے کارخانوں کے علاوہ فرنیچر بنانے کا کام بھی اعلیٰ سطح پر ہوتا ہے ۔ دیہی علاقوں میں صنعتی طور پر صرف ایک شوگر مل ہی قابل ذکر ہے جو منڈی بہاؤالدین کے نواح میں لگائی گئی ہے ۔

ضلع گجرات کا پہلا بندوبست 1857ء میں ہوا جسکے بعد یہاں ایک ڈسٹرکٹ کمیٹی قائم کی گئی جس کے لیے شہری اور دیہی دونوں علاقوں سے ارکان لیے گئے ۔ پھر ڈسٹرکٹ بورڈ ایکٹ 1883ء کے تحت کے یہاں پہلی بار ڈسٹرکٹ بورڈ کا قیام عمل میں لایا گیا ۔ 1926ء میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے پہلے چیئرمین کا انتخاب ہوا اور یہ ڈسٹرکٹ بورڈ قیام پاکستان کے بعد بھی 1958ء تک امور سرانجام دیتا رہا ۔ بعد ازاں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے نافذ کردہ بنیادی جمہوریت کے نظام کے تحت 1960ء میں ڈسٹرکٹ کونسل گجرات کا قیام عمل میں آیا ۔ جس میں 22 سرکاری ممبران کے علاوہ 23 نامزد ممبران عوام کی نمائندگی کرتے تھے ۔ اس سے اگلے مرحلے میں منتخب ممبران کی تعداد پچاس اور نامزد ممبران کی تعداد تیس کر دی گئی ۔ اس طرح مکمل ایوان اسی ممبران پر مشتمل تھا جب کہ وائس چیئرمین منتخب ارکان سے لیے جاتے رہے ۔ بنیادی جمہوریتوں کا یہ نظام 1969ء میں ختم کر دیا گیا اور اس طرح ڈسٹرکٹ کونسل گجرات کا انتظام ناظم کی حیثیت سے ڈپٹی کمشنر کے سپرد کر دیا گیا یہ انتظامی ڈھانچہ 1979ء تک قائم رہا اور اسی سال پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس کے تحت دوسرے اضلاع کی طرح گجرات میں بھی مقامی کونسلوں کے انتخابات منعقد ہوئے موجودہ ضلع کونسل کے ارکان عوام الناس کے ووٹ حاصل کر کے ایوان میں آئے ضلع کونسل گجرات کا ایوان 38 ممبران پر مشتمل ہے ۔ براہ راست منتخب ہونے والے ممبران کی تعداد 32 ہے جبکہ ایک

اقلیتوں کا نمائندہ ایک مزدوروں کا نمائندہ دو کسانوں کے نمائندے اور دو خواتین ضلع کونسل میں اپنے اپنے شعبہ کی نمائندگی کرتے ہیں ۔

ضلع گجرات میں لوکل کونسلوں کی تعداد حسب ذیل ہے :

| | تحصیل گجرات | تحصیل کھاریاں | تحصیل پھالیہ | کل تعداد |
|---|---|---|---|---|
| یونین کونسلز : | 44 | 41 | 54 | 139 |
| مرکز کونسلز : | 4 | 4 | 7 | 15 |
| میونسپل کمیٹیاں: | 2 | 1 | 1 | 4 |
| ٹاؤن کمیٹیاں : | 2 | 3 | 2 | 7 |

اگرچہ پنجاب کے دیگر اضلاع میں جنوری 1980ء میں ضلع کونسلوں نے اپنا کام باقاعدگی سے سرانجام دینا شروع کر دیا ، مگر بدقسمتی سے ضلع کونسل گجرات چند ناگزیر وجوہات کی بنا پر تقریباً ایک سال تک باقاعدہ طور پر معرض وجود میں نہ آسکی اور تعطل کا شکار رہی ۔ اس دوران اس کا انتظام بدستور ڈپٹی کمشنر ہی بطور ایڈمنسٹریٹر سرانجام دیتے رہے بعد ازاں چیئرمین اور وائس چیئرمین کے انتخاب کے بعد اکتوبر 1980ء میں ضلع کونسل گجرات کا قیام عمل میں آیا اور اس وقت سے لے کر اب تک اس کے چالیس اجلاس کا انعقاد ہو چکا ہے اور یہ امر ہمارے لیے باعث فخر ہے کہ اس ضلع کونسل کے ایوان میں منظور ہونی والی تمام قراد دادیں اور فیصلے ماسوائے چند ایک کے متفقہ طور پر کیے گئے اور ہمارے لیے یہ امر مزید باعث فخر ہے کہ آج تک ضلع کونسل گجرات کی کوئی بھی منظور کردہ قرار داد افسران بالا کی طرف سے معطل نہیں کی گئی جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ ہماری تمام تر کارکردگی حکومت کے جملہ قواعد و ضوابط کے عین مطابق ہوتی ہے ۔

ضلع کونسل گجرات کے باقاعدہ وجود میں آنے سے قبل گزر جانے والے

ایک سال کا بجٹ ایڈمنسٹریٹر ضلع کونسل نے ہی تیار کیا تھا لیکن بعد ازاں 1981-82ء اور 1982-83ء کے بجٹ ضلع کونسل نے خود تیار کیے - ان بجٹوں کا تقابلی جائزہ حسب ذیل نقشہ کے ذریعے پیش ہے - 1979-80ء کا بجٹ ایڈمنسٹریٹر کا تیار کردہ تھا -

1979-80ء لغایت 1982-83ء کے بجٹ کے اعداد و شمار کا تقابلی جائزہ روپے میں -

| نمبر شمار | نام سال | آمدن | خرچ | ترقیاتی اخراجات | غیر ترقیاتی اخراجات | ترقیاتی و غیر ترقیاتی اخراجات کا تناسب |
|---|---|---|---|---|---|---|
| 1 | 1979-80ء | 72،91،000 | 92،15،900 | 55،06،500 | 37،09،400 | 59ء75 40ء25 |

اس کے بعد 1980-81ء کا بجٹ ہے چونکہ ضلع کونسل ایک سال تعطل کا شکار رہی اس لیے یہ بھی ایڈمنسٹریٹر نے تیار کیا تھا -

| نمبر شمار | نام سال | آمدن | خرچ | ترقیاتی اخراجات | غیر ترقیاتی اخراجات | ترقیاتی و غیر ترقیاتی اخراجات کا تناسب |
|---|---|---|---|---|---|---|
| 2 | 1980-81ء | 76،79،000 | 82،75،000 | 43،19،000 | 39،56،000 | 52ء20 47ء80 |

ضلع کونسل نے جو سب سے پہلا بجٹ مرتب کیا تھا وہ 1981-82ء کا تھا - جس کا تقابلی جائزہ یہ ہے -

| نمبر شمار | نام سال | آمدن | خرچ | ترقیاتی اخراجات | غیر ترقیاتی اخراجات | ترقیاتی و غیر ترقیاتی اخراجات کا تناسب |
|---|---|---|---|---|---|---|
| 3 | 1981-82ء | 1,68,87,900 | 1,76,28,265 | 1,17,83,550 | 58,44,715 | 66ء85 33ء15 |

جو پہلا ضلع کونسل نے بجٹ بنایا اس سے کچھ واضح فرق نظر آتا ہے اس بجٹ سے جو ایڈمنسٹریٹر کے زمانے کا تھا اور جو ان منتخب لوگوں نے تیار کیا اس میں ترقیاتی اور غیر ترقیاتی اخراجات کا تناسب جو ہے اس سے بھی بہتر کیا گیا یعنی یہ 85ء66 ترقیاتی اخراجات سے اور 15ء33 غیر ترقیاتی اخراجات سے بھی بہتر کیا گیا۔

اس کے بعد رواں مالی سال 1982.83ء کا بجٹ بنا جو یہ ہے۔

| نمبر شمار | نام سال | آمدن | خرچ | ترقیاتی اخراجات | غیر ترقیاتی اخراجات | ترقیاتی و غیر ترقیاتی اخراجات کا تناسب |
|---|---|---|---|---|---|---|
| 4 | 1982-83ء | 2,21,24,680 | 2,07,28,550 | 1,38,60,000 | 68,68,550 | 66ء86 33ء14 |

ابتدائی بقایا 48،47،780

مجوزہ آمدن 1،72،76،900

2،21،24،680

بجٹ میں مختلف مدات کے تحت آمدنی کے اعداد و شمار روپے میں

| نمبر شمار | نام مدات | 1979.80ء | 1980.81ء | 1981.82ء | 1982.83ء |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | لوکل ریٹ | 13،00،000 | 15،00،000 | 29،00،000 | 31،00،000 |
| 2 | منتقلی جائیداد پر ٹیکس | 25،00،000 | 25،00،000 | 51،00،000 | 50،00،000 |
| 3 | ٹال ٹیکس | 1،90،000 | 1،76،000 | 5،00،000 | 2،00،000 |
| 4 | منڈی مویشیاں | 15،50،000 | 18،00،000 | 16،00،000 | 20،50،000 |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 5 | لائسنس فیس آئل انجن ، بھٹہ جات دیہی دکانات | 3،66،000 | 3،70،000 | 4،75،000 | 7،75،000 |
| 6 | ٹانگہ و گڈا جات کے لائسنس فیس | 60،000 | 1،00،000 | 1،30،000 | 1،30،000 |
| 7 | کرایہ عمارات و اراضیات | 1،00،000 | 1،00،000 | 1،00،000 | 1،10،000 |
| 8 | فروخت درختان | 10،00،000 | 10،00،000 | 57،00،000 | 55،00،000 |
| 9 | متفرق | 2،25،000 | 1،33،000 | 3،82،900 | 4،11،900 |
| | میزان | 72،91،000 | 76،79،000 | 1،68،87،900 | 1،72،76،900 |

بجٹ میں مختلف مدات کے تحت ترقیاتی اخراجات کے اعداد و شمار روپے میں

| نمبر شمار | نام مدات | 1979.80ء | 1980.81ء | 1981.82ء | 1982 83ء |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | عمارات | 1،95،000 | 1،45،000 | 18،67،200 | 12،48،800 |
| 2 | واٹر سپلائی | 30،000 | 20،000 | 20،000 | 30،000 |
| 3 | میڈیکل ڈسپنسریاں | 2،00،000 | 1،50،000 | 5،15،455 | 6،91،200 |
| 4 | وٹرنری ہسپتال و اصطبل | 1،00،000 | 1،00،000 | 7،39،925 | 4،78،000 |
| 5 | تعمیر پختہ شاہرات و مرمتیں | 48،72،000 | 23،08،000 | 85،20،970 | 1،01،52،000 |
| 6 | کچی شاہرات | 1،02،500 | 15،86،000 | 1،00،000 | — |
| 7 | عورتوں کی فلاح و بہبود کے لیے | — | — | — | 2،40،000 |
| 8 | سٹیڈیم | — | — | — | 10،00،000 |

| | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|
| 9 | نصبی درختان | 7،000 | 10،000 | 20،000 | 20،000 |
| | میزان | 55،06،500 | 43،19،000 | 1،17،83،550 | 1،38،60،000 |

بجٹ کے غیر ترقیاتی اخراجات کے اعداد و شمار روپے میں

| نمبر شمار | نام مدات | 1979_80ء | 1980_81ء | 1981_82ء | 1982_83ء |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | محکمہ جات عامہ | 13،27،700 | 13،46،300 | 25،24،330 | 29،50،450 |
| 2 | تعلیم | 20،100 | 30،100 | 69،275 | 60،100 |
| 3 | محکمہ حفظان صحت | 11،12،200 | 14،47،900 | 17،19،400 | 21،19،200 |
| 4 | محکمہ پرورش حیوانات | 6،60،200 | 6،76،300 | 8،13،495 | 11،06،300 |
| 5 | ورکس | 3،69،200 | 3،45،000 | 5،17،215 | 5،31،500 |
| 6 | متفرق | 2،20،000 | 1،10،400 | 2،01،000 | 1،01،000 |
| | میزان | 37،09،400 | 39،56،000 | 58،44،715 | 68،68،550 |

مندرجہ بالا کوائف سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ ضلع کونسل نے قلیل عرصہ میں اپنی مالی حالت کو مستحکم کر لیا اور ورثہ میں ملے ہوئے مسائل کے حل کے لیے بھرپور کوشش کی ۔ نہ صرف بجٹ کو بڑھایا گیا بلکہ غیر ترقیاتی بجٹ نسبتاً کم کیا گیا جو رواں مالی سال کے ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹوں کے تناسب سے واضح اور عیاں ہے ۔ اس ضمن میں یہ بھی گذارش ہے کہ جب ضلع کونسل باقاعدہ معرض وجود میں آئی تو اس سال کا بجٹ جو کہ ایڈمنسٹریٹر کا تیار کردہ تھا ۔ ضلع کی ترقیاتی ضروریات کے مقابلہ میں بہت ہی کم تھا اور اس میں بھی ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹوں کا تناسب تقریباً برابر تھا ۔ منتخب نمائندوں نے باہم فیصلہ کیا کہ ضلع کے ترقیاتی پروگراموں کی ضروریات کے پیش نظر کونسل کے بجٹ کو ایسی

بنیادوں پر مرتب کیا جائے کہ ضلع بھر کے تمام علاقے یکساں طور پر ان ترقیاتی پروگراموں سے مستفید ہو سکیں ۔ چنانچہ کونسل کے تیار کردہ پہلے ہی بجٹ میں ترقیاتی اور تعمیری کاموں کی مد میں ایڈمنسٹریٹر صاحب کے تیار کردہ گذشتہ سال کے بجٹ کے مقابلے میں بہت بڑی رقوم مختص کی گئیں ۔ یہاں پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ ضلع کونسل نے اپنے تیار کردہ بجٹ میں اضافہ کوئی نیا ٹیکس عائد کیے بغیر کیا ۔ صرف وصولیوں کے طریق کار کو بہتر اور باقاعدہ بنایا گیا اور ضلع کونسل کے ٹھیکہ جات کو احسن طریق پر نیلام کرکے پہلے سے کئی گنا زیادہ زر نیلام حاصل کیا گیا ۔

مذکورہ بالا بجٹوں کے اعداد و شمار سے یہ بات بہت واضح اور نمایاں ہو جاتی ہے کہ ضلع کونسل گجرات کی خالص آمدنی کا بیشتر حصہ لوکل ریٹ ، جائداد کی منتقلی پر ٹیکس ، ٹال ٹیکس ، منڈی مویشیاں ، لائسنس فیس آئل انجن ، بھٹہ جات ، دیہی دکانات ، ٹانگہ و گڈا جات اور نیلام درختان پر مشتمل ہے اگرچہ آمدنی کے یہ وسائل بہت محدود ہیں ۔ تاہم گذشتہ دو سالوں کی نسبت 1982-83ء کے لیے 1,72,76,900 روپے کی متوقع آمدنی کے اعداد و شمار بہت حوصلہ افزا ہیں جو ضلع کونسل کے اپنے ذرائع سے ہوگی اور اس میں کسی گرانٹ اور قرض کی رقم شامل نہیں ۔

منڈی ہائے مویشیاں سے حاصل ہونے والی آمدنی میں مزید خاطر خواہ اضافہ ہو سکتا تھا ۔ لیکن اس سلسلے میں ہمارے لیے بعض غیر متوقع مشکلات پیدا کر دی گئیں جن سے ضلع کونسل کی سالانہ آمدنی پر خاصی زد پڑی جس کا ذکر اس معزز ایوان میں بارہا کیا گیا ۔ لیکن حکومت کی کوششوں کے باوجود یہ مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا اس طرح ضلع کونسل کم از کم چالیس یا پچاس لاکھ روپے کی آمدنی سے محروم کر دی گئی ہے اور یہ کچھ اس طرح ہوا ہے کہ ضلع کونسل کی ملکیتی دو بہت بڑی منڈی مویشیاں سرائے عالمگیر اور کنجاہ کو ناکام بنانے کے لیے ٹاؤن کمیٹی کنجاہ

اور ٹاؤن کمیٹی سرائے عالمگیر نے ٹھیکیداروں کے ساتھ ملی بھگت کر کے بہت ہی کم بولی پر یہ منڈیاں نیلام کر دیں اور اس طرح ہماری یہ دو بڑی منڈیاں ختم ہوگئی ہیں ۔ مذکورہ منڈیوں کا ضلع کونسل کے قیام سے قبل مجموعی ٹھیکہ اکیس لاکھ روپے کے لگ بھگ تھا اور جس طرح منتخب لوگوں کے ضلع کونسل میں آ جانے کے بعد دوسری منڈیوں کے ٹھیکہ جات میں دوگنا ، تین گنا بلکہ پانچ گنا تک کا اضافہ ہوا ۔ اسی طرح اگر ان دو مذکورہ منڈیوں کو بھی ضلع کونسل نیلام کرتی تو کم از کم ان سے دو گنا زر نیلام یعنی قریباً چالیس لاکھ روپیہ ضرور حاصل ہوتا ۔ یہاں پر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اس خطیر رقم سے محرومی کے سبب اگر دیہی علاقوں کی ترقی متاثر ہوئی تھی تو کم از کم ہمارے ان متذکرہ شہری حلقوں کی ترقی کے لیے ہی جائز رقوم حاصل ہو جاتیں ۔ لیکن اس کے برعکس یہ دونوں منڈیاں ٹھیکیداروں کو فائدہ پہنچانے کے لیے ایڈمنسٹریٹر کے دور سے بھی بہت کم زر نیلام کے عوض ٹھیکہ پر دے دی گئیں اور اس طرح جو کثیر رقم ان ٹاؤن کمیٹیوں کے لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے خرچ کی جاتا تھی ۔ وہ چند افراد کی جیبوں میں چلی گئی ۔ اس ضمن میں یہ حقیقت بھی قابل توجہ ہے کہ حکومت کی طرف سے منڈی مویشیاں کے انعقاد کے حقوق کے بارے میں واضح اور تفصیلی ہدایات کے باوجود ان ٹاؤن کمیٹیوں نے منڈیوں کے انعقاد کا سلسلہ بدستور جاری رکھا ہوا ہے ۔ اگرچہ یہ امر بارہا حکام بالا کے علم میں لایا جا چکا ہے تاہم اس مسئلہ کے حل کے بارے میں ابھی تک نہ جانے کیا مشکلات حائل ہیں ۔

آمدنی کے وسائل میں اضافہ کے لیے ضلع کونسل نے فیصلہ کیا کہ محض متذکرہ بالا روائتی اور دیرینہ ذرائع آمدنی اور ٹیکسوں پر انحصار نہ کیا جائے بلکہ مستقل آمدنی کے حصول کے لیے منفعت بخش سکیموں کا پروگرام بنایا جائے ۔ لہذا گذشتہ برس سے کوٹلہ اربعلی خان میں 80 دکانات پر مشتمل ایک شاپنگ سنٹر کی تعمیر شروع کر رکھی ہے جو

تکمیل کے آخری مراحل میں ہے۔ مزید براں 88 دکانات پر مشتمل ایک اور شاپنگ سنٹر گجرات شہر کے کچہری چوک میں ضلع کونسل کی ملکیتی اراضی پر زیر تعمیر ہے۔ ان دکانات پر بعد ازاں رہائشی فلیٹ بھی تعمیر کیے جائیں گے۔ یہ منصوبہ رواں مالی سال میں تکمیل پذیر ہوگا۔ ان پر دو شاپنگ سنٹرز کی تکمیل کے بعد ضلع کونسل کو تقریباً ساڑھے آٹھ لاکھ روپے سالانہ آمدن ہوگی اور اس آمدنی میں آئندہ برسوں میں ہر سال 10 فیصد کا اضافہ ہوگا۔

عوام الناس کی پر خلوص خدمت کے سلسلے میں ضلع کونسل نے مندرجہ ذیل ادارے ضلع بھر میں قائم کر رکھے ہیں :-

| | |
|---|---|
| 1 ۔ میڈیکل ڈسپنسریاں | 28 |
| 2 ۔ سمال ٹریٹمنٹ سنٹر | 4 |
| 3 ۔ زچہ و بچہ سنٹر | 4 |
| 4 ۔ وٹرنری ڈسپنسریاں | 28 |
| 5 ۔ اصطبل اسپاں | 5 |
| 6 ۔ ریسٹ ہاؤس | 9 |
| 7 ۔ رورل واٹرسپلائی سکیم | 3 |

**سالانہ میلہ اسپاں و مویشیاں**

جناب والا! ضلع کونسل کے بنیادی فرائض میں حیوانات کی پرورش اور ان کی افزائش نسل کا فریضہ بھی شامل ہے۔ اس اہم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اور اس ضمن میں عوام کی حوصلہ افزائی کے لیے اپنے قیام کے پہلے ہی سال ہماری کونسل نے فیصلہ کیا کہ ضلع کے سالانہ میلہ اسپاں و مویشیاں کا انعقاد جو گزشتہ 23 سال سے تعطل کا شکار تھا دوبارہ شروع کیا جائے چنانچہ اپریل 1981ء میں ضلع کونسل نے انتہائی

کم لاگت سے اس میلے کو اعلیٰ پیمانے پر منعقد کیا جس میں علاقہ بھر سے آئے ہوئے اعلیٰ نسل کے جانوروں کی نمائش کی گئی ۔ ساتھ ہی ساتھ ایک صنعتی زرعی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا جس میں ضلع کے چیدہ چیدہ صنعتی اداروں کی معیاری مصنوعات اور علاقہ میں پیدا ہونے والی اعلیٰ قسم کی زرعی اجناس سے عوام الناس کو روشناس کرایا گیا ۔ اس میلہ میں جہاں پنجاب بھر سے آئے ہوئے گھڑ سواروں نے شہسواری و نیزہ بازی کے دلچسپ مقابلوں کے ذریعے ضلع کے عوام کے دل موہ لیے ۔ وہیں پر علاقہ کے مقبول ترین دیہی کھیلوں یعنی کبڈی ، والی بال اور رسہ کشی کے بین الاضلاعی مقابلے بھی منعقد کیے گئے ۔ ثقافتی سطح پر آل پاکستان مشاعرہ محفل حسن قرأت اور محفل سماع کا انعقاد کیا گیا ۔ مزید برآں نوجوانوں میں جسمانی نشو و نما اور دیکھ بھال کا شوق پیدا کرنے کے لیے گجرات کی تاریخ میں میں پہلی مرتبہ ضلعی سطح کا مقابلہ تن سازی کرایا گیا ۔ ان تمام تقریبات میں عوام الناس نے گہرے شوق اور دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے جوق در جوق شرکت کی ۔ یہ میلہ ایک ہفتہ تک جاری رہا اور ایک محتاط اندازے کے مطابق اس کی جملہ تقریبات کو ہر روز قریباً بیس ہزار افراد نے دیکھا ۔ مجھے یہ کہنے میں فخر محسوس ہوتا ہے کہ ہماری یہ اولین کوشش ہی انتہائی کامیابی سے ہمکنار ہوئی اور یہ میلہ پنجاب بھر کے صف اول کے میلوں میں شمار کیا گیا ۔ چنانچہ امسال اپریل کے مہینے میں ہم نے اسی معیاری سطح کا اپنا دوسرا سالانہ میلہ بھی منعقد کیا ۔

**سٹیڈیم :**

ہمارے ضلع نے کھیلوں کے میدان میں کئی نامور کھلاڑی پیدا کیے ہیں جنہوں نے مختلف بین الاقوامی مقابلوں میں ملک و قوم کا نام روشن کیا ہے ۔ لیکن بدقسمتی سے اس ضلع میں کھیلوں اور میلہ ہائے مویشیاں و اسپاں کے باضابطہ انعقاد کے لیے مناسب اور موزوں سائز کا کوئی گراؤنڈ یا سٹیڈیم میسر نہ ہے ۔ ضلع کونسل کی ملکیتی موجودہ پارس شو گراؤنڈ

موجودہ دور کے تقاضوں کے مطابق مطلوبہ سائز سے بہت کم ہے اور نہ ہی اس میں شائقین کے لیے نشستوں کا کوئی انتظام ہے۔ چنانچہ ہم نے ضلع کی اس اہم ترین ضرورت کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کرائی اور درخواست کی کہ جی ٹی روڈ پر واقع آرمی کیمپنگ گراؤنڈ جو عرصہ دراز سے فوج کے استعمال میں نہ ہے اور ایک انتہائی قلیل رقم کے عوض پٹہ پر دی گئی ہے وہ ضلع کونسل کو منتقل کر دی جائے۔ تاکہ ضلع کونسل یہاں سٹیڈیم تیار کرکے نوجوان کھلاڑیوں کو ایک مناسب پلے گراؤنڈ مہیا کرنے کے علاوہ اپنے سالانہ میلہ اسپاں و مویشیاں کا بھی احسن طریق پر انعقاد کر سکے یہ مسئلہ وزارت دفاع کو بھی پیش کیا گیا اور جناب والا! سے بھی آپ کے گذشتہ دورہ گجرات کے دوران اس کیمپنگ گراؤنڈ کے حصول میں مدد فرمانے کی درخواست کی گئی اور اس ضمن میں ہماری کوششیں ہنوز جاری ہیں اور امید واثق ہے کہ یہ زمین ہمیں جلد ہی حاصل ہو جائے گی۔ جناب عالی! ہمارے ضلع کے عوام آپ کے بے حد شکر گزار ہیں کہ آپ نے مجوزہ سٹیڈیم کی تعمیر کے لیے پانچ لاکھ روپے کی ابتدائی امداد مہیا فرمائی ہے۔ ضلع کونسل بھی اپنے رواں مالی سال کے بجٹ میں پانچ لاکھ روپے کی مساوی رقم اس کے لیے مختص کر چکی ہے۔ اس طرح جب مطلوبہ زمین حاصل ہو جائے گی تو سٹیڈیم کی تعمیر کے پہلے مرحلے میں اس پر دس لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ آئندہ پنجسالہ منصوبہ میں بھی سٹیڈیم کی تکمیل اور ترقی کے لیے ہر سال ایک خطیر رقم صرف کرنے کی تجویز شامل کی گئی ہے۔ کیمپنگ گراؤنڈ پر سٹیڈیم تعمیر ہو جانے کے بعد بھی فوج اسے جب چاہے کیمپنگ کے لیے استعمال کر سکتی ہے۔

**شاہرات :**

ضلع کونسل گجرات نے اپنے ترقیاتی پروگرام میں سڑکوں اور دیہی راستوں کو ان کی اہمیت کے پیش نظر دوسرے ترقیاتی کاموں پر ترجیح

دی ، کیونکہ کہا جاتا ہے کہ ترقی سڑکوں کے ذریعے سفر کرتی ہے اور یہ حقیقت اب اظہر من الشمس ہے کہ جن علاقوں میں سڑکیں تعمیر کر دی جائیں اور بجلی مہیا کر دی جائے وہ خود بخود ترقی کی منازل طے کرنے لگتے ہیں ۔

ضلع کونسل نے ضلع بھر میں سڑکوں کی تعمیر و مرمت کے سلسلے میں جو اہم کام سرانجام دیے ہیں اور رواں مالی سال میں جس پروگرام پر عملدرآمد جاری ہے وہ حسب ذیل نقشہ سے واضح اور عیاں ہے :-

| سال | کچی سڑکوں کی میٹلنگ | کچی سڑکوں پر سولنگ | پختہ سڑکوں کی مرمت |
|---|---|---|---|
| 1980-81ء | 3 میل | 73 ء 1 میل | |
| 1981-82ء | 40 ء 6 میل | 25 میل | 70 ء 7 میل |
| رواں مالی سال 1982-38ء کا زیر عمل پروگرام | 60 ء 7 میل | 50 ء 27 میل | 75 ء 12 میل |

"اپنی مدد آپ" کا جذبہ :

موجودہ بلدیاتی نظام کا بنیادی مقصد لوگوں میں "اپنی مدد آپ" کے جذبے کو اجاگر کرنا ہے ۔ ہماری کونسل بھی حکومت کی اس پالیسی پر عملدرآمد میں پیش پیش ہے اور ارشاد ربانی بھی ہے ۔

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیر و ا ما بانفسھم

یعنی خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

لوگوں کو اس جانب راغب کرنے کے لیے ہماری ضلع کونسل نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے کہ صرف ان ہی دیہاتی راستوں کو پختہ کیا جائے گا جن پر مٹی بھرائی کا کام متعلقہ علاقہ کے لوگ اسی جذبہ کے تحت خود کریں گے ۔ چنانچہ ہماری اس پالیسی کے حوصلہ افزا نتائج برآمد ہو رہے ہیں ۔ گذشتہ سال جتنی سڑکوں پر ضلع کونسل نے سولنگ کا کام کرایا ۔ وہاں مٹی بھرائی کا کام متعلقہ علاقہ کے لوگوں نے خود کیا اس طرح ضلع کونسل نے کچھ تو ترقیاتی کاموں کے لیے زیادہ رقوم خرچ کی ہیں اور کچھ عوام نے بھی اس جذبہ کے تحت ان کاموں میں برابر کا حصہ لیا ہے ۔ یہ سلسلہ اب بھی شد و مد سے جاری ہے جس سے امید ہے کہ ضلع میں نہ صرف ترقیاتی کاموں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی بلکہ ان کی تکمیل کی رفتار بھی تیز ہو جائے گی ۔

پنجاب میں بلدیاتی نظام کی کامیابی ان اداروں کے منتخب لوگوں کی جدوجہد محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رہنمائی اور ہمارے ہر دلعزیز گورنر صاحب کی ذاتی دلچسپی اور قائدانہ صلاحیتوں کی مرہون منت ہے ۔

میں جناب صدر اور معزز اراکین کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے میری اس غیر دلچسپ رپورٹ کو نہایت صبر و سکون کے ساتھ ہمہ تن گوش ہو کر سنا ۔ شکریہ ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** کوئی مسئلہ وضاحت طلب ہو یا کوئی اور بات پوچھنی مطلوب ہو تو آپ پوچھ سکتے ہیں ۔

**سیدہ ساجدہ نیر عابدی :** جناب والا ! میں چیئرمین ضلع کونسل گجرات کو اس انتہائی کامیابی پر مبارک باد اور خراج تحسین پیش کرتی ہوں کہ ایسے نمائندگان دوسروں کے لیے مشعل راہ ثابت ہوں ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب والا ! ہم سب اس کی تائید کرتے ہیں ۔

**میاں مجید اکبر فاروق :** جناب والا ! جس طرح باقی معزز اراکین نے فرمایا ہے میں اس کی تائید کرتا ہوں اور میں چیئرمین صاحب سے ایک بات پوچھنا چاہوں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

(وقفہ اذان برائے نماز مغرب)

**جناب قائم مقام چیئرمین :** خواتین و حضرات ساڑھے پانچ بجے سبجیکٹ کمیٹیوں کی میٹنگ ہوگی ۔ اب اجلاس کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے ۔ آپ ایک اعلان سن لیجئے ۔

**اناؤنسر :** خواتین و حضرات ! ایک اعلان سن لیجئے ۔ سبجیکٹ کمیٹیوں میں جن نئے ارکان کو شامل کیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں ۔

## سبجیکٹ کمیٹیوں میں نئے اراکین کونسل کی نامزدگی

| نمبر شمار | نام و عہدہ | محکمہ |
|---|---|---|
| 1 ۔ | مہر اللہ یار رتھ<br>چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال | مواصلات و تعمیرات |
| 2 ۔ | محمد اکرم چوہدری<br>وائس چیئرمین ضلع کونسل ساہیوال | مال |
| 3 ۔ | ملک غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر<br>چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ | جنگلات و شکارپات |
| 4 ۔ | مسٹر عبدالکریم درویشک<br>چیئرمین ضلع کونسل راجن پور | نظم و نسق |
| 5 ۔ | مسٹر خضر حیات<br>وائس چیئرمین ضلع کونسل مظفر گڑھ | آبکاری و محصولات |

6 ۔ ملک علی انور ٹوانہ — بلدیاتی حکومت و دیہی ترقی
وائس چیئرمین ضلع کونسل سرگودھا

7 ۔ مسٹر محمد اسلم بلوچ — ایضاً
وائس چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد

8 ۔ حاجی محمد علی — نظم و نسق
چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ

9 ۔ مسٹر نواب علی بھٹی — ایضاً
وائس چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ

10 ۔ سردار خورشید انور — اوقاف
وائس چیئرمین ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ

11 ۔ ملک خدا بخش ٹوانہ — زراعت
چیئرمین ضلع کونسل خوشاب

12 ۔ میاں عبدالغفور مطلوب — مواصلات و تعمیرات
چیئرمین میونسپل کمیٹی راجن پور

13 ۔ حاجی محمد افضل — امداد باہمی
وائس چیئرمین ضلع کونسل خوشاب

14 ۔ مسٹر غلام فرید مراتی — ایضاً
چیئرمین ضلع کونسل لیہ

14 ۔ الف سید امیر حسین شاہ — امداد باہمی
چیئرمین ضلع کونسل اوکاڑہ

15 ۔ ملک محمد شفیع — امداد باہمی
چیئرمین میونسپل کمیٹی لیہ

16 ۔ ملک غضنفر علی — آبپاشی و قوت برق
چیئرمین ضلع کونسل بھکر

17 ۔ ملک غلام شبیر جوئیہ — آبپاشی و قوت برق
چیئرمین ضلع کونسل میانوالی

18 ۔ چوہدری محمد شفیع گل — ایضاً
چیئرمین ضلع کونسل فیصل آباد

19 ۔ سید مرتضیٰ شاہ — صحت
وائس چیئرمین ضلع کونسل بھکر

20 ۔ مہر غلام فرید نول — ایضاً
وائس چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل جھنگ

21 ۔ مسٹر محمد عمر خان لغاری — لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ
وائس چیئرمین ضلع راجن پور

22 ۔ ملک جہان خان — ایضاً
وائس چیئرمین ضلع کونسل میانوالی

23 ۔ میاں افتخار حسین — صنعت
چیئرمین میونسپل کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ

24 ۔ ملک عطا محمد اترا — ایضاً
چیئرمین میونسپل کمیٹی بھکر

25 ۔ حاجی محمد شریف خان بلوچ — نقل و حمل
چیئرمین میونسپل کمیٹی خوشاب

26 ۔ ڈاکٹر ظفر اقبال — صحت
چیئرمین میونسپل کمیٹی اوکاڑہ

27 ۔ میاں احسان الحق ثانی — صنعت
میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد

# باقی ماندہ سوالات اور ان کے جوابات

## نئے مالی سال میں ڈسپنسریوں کا اجراء

234 ۔ **جناب اقبال احمد قریشی** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ نئے مالی سال 83-1982ء پنجاب بھر میں بالترتیب محکمہ بلدیات اور محکمہ صحت نے کتنی کتنی ڈسپنسریوں کے اجراء کے لیے بجٹ منظور کیا ہے ؟

**وزیر صحت** (چوہدری حامد ناصر) : جب سے بنیادی دیہی مراکز صحت کی سکیم زیر عمل آئی ہے ، محکمہ صحت نے نئی ڈسپنسریوں کے اجرا کا سلسلہ بند کر دیا ہے ۔ اس لیے مالی سال 83 1982ء کے تخمینہ میزانیہ کے تحت اس مقصد کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ۔

## طبی ڈائریکٹوریٹ کا قیام

235 ۔ **جناب اقبال احمد قریشی** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ حکیم آفتاب احمد قریشی مرحوم نے نے صحت کمیٹی پنجاب کونسل میں صحت کا ایک منصوبہ برائے قیام طبی ڈائریکٹوریٹ پیش کیا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو وہ منصوبہ اس وقت کس مرحلے میں ہے اور مذکورہ منصوبہ کی تکمیل کب تک متوقع ہے ؟

**وزیر صحت** (چوہدری حامد ناصر) : جی ہاں ! یہ درست ہے کہ مرحوم حکیم آفتاب احمد قریشی نے ایک منصوبہ برائے قیام طبی ڈائریکٹوریٹ پیش کیا تھا ۔ اس منصوبے میں کچھ امور وضاحت طلب تھے ۔ لہذا حکیم آفتاب احمد قریشی سے مفصل گفتگو کے لیے وقت مقرر کیا گیا تھا ۔ مگر ان کی علالت اور وفات کی وجہ سے اس منصوبے کو آخری شکل نہ دی جا سکی ۔ اب یہ منصوبہ جناب حکیم فضل الٰہی پرنسپل طبیہ کالج لاہور اور جناب حکیم منظور احمد ملک کے مشورے سے پہلتہ ڈائریکٹوریٹ

موصول ہو کر محکمہ خزانہ اور منصوبہ بندی و ترقیات کو برائے منظوری بھیج دیا گیا ہے۔ مزید براں محکمہ صحت میں شعبہ طب قائم کیا جا چکا ہے۔

## سرکاری ہسپتالوں میں طبی سہولتیں

**247 ۔ جناب رشید صدیقی :** کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) حکومت صوبہ بھر میں عوام کو طبی سہولتیں اور علاج معالجہ فراہم کرنے پر کل کتنی رقم خرچ کر رہی ہے اور اس کی ضلع وار تفصیل کیا ہے۔

( ب ) حکومت ہسپتالوں میں زیر علاج اور آؤٹ ڈور مریضوں کو جو ادویات فراہم کرتی ہے اس پر خرچ کی ضلع وار تفصیل کیا ہے۔

( ج ) 1947ء اور 1982ء کے دوران طبی سہولتوں یعنی ہسپتالوں کی تعداد اور بستروں میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔

( د ) کیا حکومت ہسپتالوں کی کارکردگی سے مطمئن ہے ؟

**وزیر صحت** (چوہدری حامد ناصر) : (الف) حکومت نے صوبہ بھر میں عوام کو طبی سہولتیں اور علاج معالجہ فراہم کرنے پر سال 82 1981ء میں 34'15'66'050 روپے رقم خرچ کے لیے مختص کی گئی۔ ضلع وار تفصیل منسلک ہے۔ (جدول الف)

( ب ) ادویات پر ضلع وار خرچ کے لیے مختص کی گئی رقم کی تفصیل بھی منسلک ہے (جدول ب)

( ج ) 1947ء میں ہسپتالوں وغیرہ کی تعداد 58 اور بستر 7696 تھے

اور جون 1982ء میں ہسپتال وغیرہ 3008 اور بستر 21291 ہیں۔

(د) اس میں کوئی شک نہیں۔ بہت کچھ کرنے کی گنجائش ہے۔ تاہم صورت حال ہمارے وسائل کے اعتبار سے تسلی بخش ہے۔

(جدول الف)

**ضلع وار بجٹ کی تفصیل جو ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں 1981-82ء کے دوران مختص کی گئی۔**

| نمبر شمار | نام ضلع | ٹوٹل بجٹ | |
|---|---|---|---|
| 1 | لاہور | 8,67,91,480 | روپے |
| 2 | قصور | 67,35,450 | ,, |
| 3 | شیخوپورہ | 97,05,360 | ,, |
| 4 | گوجرانوالہ | 95,94,690 | ,, |
| 5 | سیالکوٹ | 1,32,78,650 | ,, |
| 6 | راولپنڈی | 3,34,56,925 | ,, |
| 7 | گجرات | 1,03,01,015 | ,, |
| 8 | جہلم | 91,85,485 | ,, |
| 9 | اٹک | 92,63,575 | ,, |
| 10 | جھنگ | 85,27,970 | ,, |
| 11 | فیصل آباد | 1,93,15,140 | ,, |
| 12 | سرگودھا | 1,09,90,440 | ,, |
| 13 | میانوالی | 92,72,790 | ,, |
| 14 | بہاولپور | 2,02,86,760 | ,, |
| 15 | بہاولنگر | 91,51,210 | ,, |
| 16 | رحیم یار خان | 1,04,44,430 | ,, |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 17 ۔ | ملتان | 2,84,02,600 | روپے |
| 18 ۔ | ساہیوال | 1,16,45,650 | ,, |
| 19 ۔ | وہاڑی | 59,26,000 | ,, |
| 20 ۔ | مظفر گڑھ | 96,88,000 | ,, |
| 21 ۔ | ڈیرہ غازی خان | 95,02,430 | ,, |
| | ٹوٹل | 34,15,66,050 | ,, |

(جدول ب)

| نمبر شمار | نام ضلع | دوائیوں کا خرچ | |
|---|---|---|---|
| 1 ۔ | اٹک | 31,02,500 | روپے |
| 2 ۔ | راولپنڈی | 1,32,58,625 | ,, |
| 3 ۔ | جہلم | 31,11,625 | ,, |
| 4 ۔ | گجرات | 22,81,250 | ,, |
| 5 ۔ | گوجرانوالہ | 24,45,500 | ,, |
| 6 ۔ | سیالکوٹ | 60,86,375 | ,, |
| 7 ۔ | شیخوپورہ | 21,71,750 | ,, |
| 8 ۔ | لاہور | 4,39,27,750 | ,, |
| 9 ۔ | قصور | 7,30,000 | ,, |
| 10 ۔ | میانوالی | 30,11,250 | ,, |
| 11 ۔ | سرگودھا | 56,57,500 | ,, |
| 12 ۔ | فیصل آباد | 65,88,250 | ,, |
| 13 ۔ | جھنگ | 22,32,625 | ,, |
| 14 ۔ | ڈیرہ غازی خان | 33,48,875 | ,, |
| 15 ۔ | مظفر گڑھ | 27,19,250 | ,, |
| 16 ۔ | ملتان | 1,11,87,250 | ,, |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 17 - | وہاڑی | 13,32,250 | روپے |
| 18 - | ساہیوال | 45,07,750 | ,, |
| 19 - | بہاولپور | 66,06,500 | ,, |
| 20 - | بہاولنگر | 29,10,875 | ,, |
| 21 - | رحیم یار خان | 47,35,875 | ,, |
| | ٹوٹل | 13,19,56,625 | ,, |

## محکمہ صحت کے افسران کی سنیارٹی اور تعیناتی

255 - جناب مشتاق وکنر : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ 1980ء میں محکمہ صحت کے جنرل کیڈر کی متنازعہ سنیارٹی کا فیصلہ کرنے کی غرض سے چار سیکرٹریوں پر مشتمل ایک اعلیٰ اختیارات کی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی -

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ کمیٹی مذکورہ نے اپنی رپورٹ محکمہ صحت کو پیش کر دی تھی اور اس کی روشنی میں محکمہ مذکورہ نے ایک فہرست نمبر ایس او پنجم - 7-4/8/7/17 مارچ 1982ء کو شائع کی تھی -

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ صحت نے جنرل کیڈر کی دو عدد 20 گریڈ کی آسامیاں جنرل ہسپتال اور سروسز ہسپتال کے لیے منظور کی تھیں -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا :

1 - جزو (ب) بالا میں مندرج فہرست میں جونیئر ہونے والوں میں چار 20 گریڈ کے افسر اور موجودہ ایڈیشنل سیکرٹری محکمہ صحت بھی شامل ہیں -

2 ۔ مذکورہ فہرست پر قطعی فیصلہ اور عملدرآمد کس تاریخ متوقع ہے ۔

3 ۔ اب تک گریڈ 20 کی آسامیوں کو پر کرنے کے لیے ان کے حقداروں کو ترجیح کیوں نہیں دی گئی ۔

4 ۔ سروسز ہسپتال میں گریڈ 20 کی آسامی منظور ہونے کے باوجود وہاں گریڈ 19 کا افسر کیوں تعینات کیا گیا ہے ؟

**وزیر صحت** (چودھری حامد ناصر) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ۔

1 ۔ جی ہاں ۔

2 ۔ مذکورہ فہرست پر قطعی فیصلہ ہو چکا ہے اور گزٹ نوٹیفیکیشن شائع ہونے والا ہے ۔

3 ۔ مذکورہ فہرست عبوری تھی ۔ اب قطعی فہرست کے مطابق حقداروں کو ترقی دی جائے گی ۔

4 ۔ گریڈ 19 کا افسر میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سروسز ہسپتال لگایا گیا ہے ۔ کیونکہ گریڈ 20 کا افسر میسر نہیں ہے ۔ از روئے قواعد ایسا ہو سکتا ہے ۔

## ڈائریکٹر صحت پنجاب کا عرصہ تعیناتی

**256 ۔ جناب مشتاق وکٹر** : کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ قواعد انضباط کار میں کسی محکمہ کے سربراہ کا عرصہ تعیناتی تین سال ہے ۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ موجودہ ڈائریکٹر محکمہ صحت کا اپنے عہدے پر عرصہ تعیناتی تین سال سے تجاوز کر چکا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت موجودہ ڈائریکٹر کو کب تک تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے:

**وزیر صحت** (چودھری حامد ناصر): (الف) جی ہاں۔

(ب) جی نہیں۔

(ج) ڈائریکٹر محکمہ صحت کو جو تین سال سے زائد عرصہ سے تعنیات تھے، تبدیل کیا جا چکا ہے۔

**غیر رجسٹرڈ ایلوپیتھک ڈاکٹروں کی رجسٹریشن**

272۔ **جناب خاقان بابر**: کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ غیر رجسٹرڈ ایلوپیتھک ڈاکٹروں کو ایلوپیتھک سسٹم آرڈیننس رولز بحربہ 30 دسمبر 1968ء کے تحت کلینیکل پریکٹس کا پرمٹ جاری کرنے کے لیے تاخیر کی جا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پاکستان میڈیکل پریکٹیشنرز ایسوسی ایشن نے ایک رٹ پٹیشن 7431/80 لاہور ہائی کورٹ میں دائر کی تھی جو 21 ستمبر 1981ء کو جسٹس محمد ظفر اللہ کی عدالت میں کئی بار ہو چکی ہے۔ جس کے تحت حکومت پنجاب نے پرمٹ جاری کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا تھا۔

(ج) کیا حکومت جعلی میڈیکل کالجوں اور عطائیت کا خاتمہ کرنے کے لیے کوئی اقدام کر رہی ہے۔

( د ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ملک میں ایم - بی - بی - ایس ڈاکٹروں کی شدید کمی کے پیش نظر غیر رجسٹرڈ ڈاکٹروں کو رجسٹرڈ کرکے دیہی آبادی کو مستفید کرنے کے لیے کوئی اقدامات اٹھانے کو تیار ہے ؟

**وزیر صحت** (چودھری حامد ناصر) : (الف) آرڈیننس نمبر LXV 1962 کے رولز مجریہ 1968 کی شق نمبر 5 اور 6 کے تحت صوبائی اور ریجنل سکریننگ بورڈ گذشتہ سال بنا دیےگئے تھے - جنھوں نے مرحلہ وار پروگرام برائے پریکٹس پرمٹ بنایا ہے -
پہلے مرحلے کے تحت ایسے ایلوپیتھک کالجوں کا معائنہ ہوگا - جو کہ غیر رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز کو سرٹیفکیٹ|ڈپلوما| ڈگری دیتے ہیں - بعد ازاں دوسرے مرحلے میں پرمٹ برائے میڈیکل پریکٹس کی درخواستوں پر غور کیا جائے گا - البتہ ڈسٹرکٹ ہیلتھ افسروں کو ہدایت کر دی گئی ہے - کہ وہ درخواستیں وصول کرنی شروع کر دیں اور بہت سوں نے درخواست جمع کروائی ہے -

( ب ) جواب جزو (الف) بالا میں کی گئی کارروائی لاہور ہائی کورٹ میں ظاہر کی گئی آمادگی کا عملی ثبوت ہے -

( ج ) صوبائی اور ریجنل سکریننگ بورڈوں کا قیام ہی اس سوال کو نفی کرنے کے لیے کافی ہے -

( د ) ملک میں ایم - بی - بی - ایس ڈاکٹروں کی کوئی کمی نہیں ہے - آرڈیننس نمبر LXV مجریہ 1962ء اور اس کے تحت بنائے گئے رولز کے تحت غیر رجسٹرڈ میڈیکل پریکٹیشنرز کو صرف

پرمٹ دینے کے بارے میں کہا گیا ہے ۔ پرمٹ حاصل کرنے کے بعد وہ کسی جگہ بھی کام کر سکیں گے ۔

## پٹیاں حضرو روڈ کی کشادگی

238 ۔ **خان بہادر واثق خان** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا حکومت ، حضرو ، تربیلہ سڑک کو غور غشتی تک کشادہ کر رہی ہے ۔ یا صرف حضرو تک کشادہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات** (میاں صلاح الدین) : موجودہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں صرف حضرو سے پٹیاں تک کا حصہ (لمبائی 4·58 میل) شامل کیا گیا ہے ۔ بقایا حصہ بعد میں ترجیحی بنیادوں پر شروع کیا جا سکے گا کیونکہ اس پر فی الحال ٹریفک نسبتاً کم ہے ۔

## وحدت کالونی کوارٹرز کی دیکھ بھال کے اخراجات

239 ۔ **رانا نذیر احمد خان** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) 1980-1981ء اور 1981-1982ء میں وحدت کالونی لاہور کے کوارٹرز کی دیکھ بھال کے لیے حکومت کی طرف سے ملنے والی رقم اور خرچے کی تفصیل کیا ہے ۔ اس کے علاوہ ڈویژنل آفیسر آفس کے عملہ کی تفصیل یعنی نام عہدہ گریڈ اور دفتر میں آنے کی تاریخ بتائیں ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ وحدت کالونی کوارٹرز کی حالت خستہ ہو گئی ہے کیونکہ گذشتہ چند سالوں سے کوارٹرز کی دیکھ بھال کے لیے ملنے والی رقم سوئی گیس اور بجلی کے بلوں کی ادائیگی پر خرچ ہو جاتی ہے ۔ اس کے علاوہ کالونی میں روشنی کا خاطر خواہ انتظام بھی نہیں ۔

( ج ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وحدت کالونی کی سرکاری زمین کا خاصہ حصہ ناجائز قابضین کے پاس ہے ۔

( د ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کا سدباب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات** (میاں صلاح الدین) : (الف) ڈویژنل آفس کے عملے کی مطلوبہ تفصیل منسلک ہے :

| سال | بجٹ | خرچ |
|---|---|---|
| 1980-81ء | 1317810 | 1739270 |
| 1981-82ء | 2118800 | 2235125 |

( ب ) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ وحدت کالونی کے کوارٹروں کی سالانہ مرمت کے لیے ملنے والی رقم کا ایک خاصہ حصہ سوئی گیس اور بجلی کے بلوں کی ادائیگی پر خرچ ہوتا ہے ۔ جہاں تک کالونی میں روشنی کے انتظام کا تعلق ہے ، اس کا مناسب راہ خاطر خواہ انتظام موجود ہے ۔

( ج ) وحدت کالونی کی زمین کا کچھ حصہ ناجائز قابضین کے پاس ہے اور اس ضمن میں سول عدالتوں میں کیس چل رہے ہیں جن کی محکمہ پوری تندہی سے پیروی کر رہا ہے ۔

( د ) محکمہ تعمیرات عامہ اس سلسلہ میں پوری پوری کوشش کر رہا ہے کہ سالانہ مرمت کے لیے مختص شدہ رقم میں اضافہ کروایا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کوشش بھی جاری ہے کہ سوئی گیس کے اخراجات جو اس مد سے ادا کیے جا رہے ہیں وہ مرمت کے کاموں پر استعمال کیے جا سکیں ۔ مزید برآں سوئی گیس کے بلوں کی وصولی پوری شرح کے حساب سے کی جائے ۔ جہاں تک ناجائز تجاوزات کا تعلق ہے مقدمے سول عدالتوں میں زیر شنوائی ہیں ۔

**تفصیل عملہ ڈویژنل آفس و وحدت کالونی کالونی سب ڈویژن نمبر 1 نمبر 2 سیکنڈ میڈیکل پروونشل پلاننگ ڈویژن لاہور**

| نام | تاریخ تقرری | تنخواہ کا گریڈ | عہدہ |
|---|---|---|---|
| 1 - محمد خالد جیمس | 9-8-79 | نمبر 18 | ایگزیکٹیو انجینئر |
| 2 - شیخ محمد یاسین | 1-4-82 | " 17 | ایس ڈی او |
| 3 - رانا سخاوت علی | 21-1-81 | " 13 | ڈویژنل اکاؤنٹنٹ |
| 4 - سید شبیر حسین شاہ | 5-2-78 | " 10 | ہیڈ کلرک |
| 5 - محمد اقبال | 1-7-78 | " 9 | سیکنڈ کلرک |
| 6 - محمد منشا | 11-1-81 | " 7 | اکاؤنٹس کلرک |
| 7 - محمد اشفاق | 4-2-78 | " 8 | سٹینو |
| 8 - انور عبداللہ | 16-9-80 | " 12 | ہیڈ ڈرافٹس مین |
| 9 - محمد ارشاد | 26-4-73 | " 11 | اسسٹنٹ ڈرافٹسمین |
| 10 - محمد اقبال حسن | 10-9-80 | " 11 | " " |
| 11 - محمد رفیع | 16-11-75 | " 5 | ٹریسر |
| 12 - محمد اسلم | 1-3-78 | " 5 | " |
| 13 - محبوب خان | 13-4-78 | " 5 | جونئیر کلرک |
| 14 - محمد یاسین | 7-8-78 | " 5 | " |
| 15 - محمد آصف | 7-8-78 | " 5 | " |
| 16 - محمد گلزار خان | 16-12-78 | " 5 | " |
| 17 - شیخ محمد ذوالفقار | 23-3-77 | " 5 | جونئیر کلرک |
| 18 - فتح محمد ڈونگر | 4-12-80 | " 5 | " |
| 19 - محمد اکرم | 20-8-77 | " 5 | " |
| 20 - اللہ رکھا | 8-9-80 | " 6 | سینئر کلرک |
| 21 - فتح محمد | 31-1-81 | " 6 | " |
| 22 - وحید احمد قریشی | 5-9-77 | " 11 | سب انجینئر |

| | | | |
|---|---|---|---|
| 23 ۔ امجد شمیم | 14-5-78 | نمبر 11 | سب انجینئر |
| 24 ۔ مرزا نذیر احمد | 22-10-77 | 11 ،، | ،، |
| 25 ۔ مقبول احمد | 10-9-80 | 11 ،، | ،، |
| 26 ۔ ایاز محمود لودھی | 17-5-82 | 11 ،، | ،، |
| 27 ۔ محمد رفیع | 1-6-68 | 1 ،، | چپڑاسی |
| 28 ۔ حیات اللہ | 18-4-78 | 1 ،، | ،، |
| 29 ۔ محمد الیاس | 25-4-78 | 11 ،، | سب انجینئر |
| 30 ۔ حکم داد | 3-9-71 | 1 ،، | چپڑاسی |
| 31 ۔ عبدالکریم | 28-10-74 | 1 ،، | چوکیدار |
| 32 ۔ برات خان | 19-8-77 | 1 ،، | ،، |
| 33 ۔ محمد خان | 1-12-79 | 1 ،، | ،، |

**ضلع رحیم یار خان میں ہسپتال روڈ کی تعمیر و مرمت**

249 ۔ **میاں عبدالخالق :** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ رحیم یار خان میں واقع ہسپتال روڈ کی تعمیر و مرمت کے لیے سال 82۔1981ء بجٹ میں مخصوص رقم خرچ نہیں کی گئی تھی حالانکہ رحیم یار خان شہر کی دیگر سڑکیں بلدیہ نے اپنے خرچہ پر تعمیر و مرمت کرا دی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت اول الذکر سڑک کی فوری مرمت کرا کر عوامی مشکلات کا ازالہ کرنے کو تیار ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بائی پاس رحیم یار خان کے افتتاح کے موقع پر جناب گورنر صاحب پنجاب نے فرمایا تھا کہ بائی پاس کے دونوں طرف گرل | دیوار تعمیر کی جائے گی ۔ جو

ابھی تک مہیا نہ کی گئی ہے جس کی وجہ ایک بس دو ٹریکٹر اور بیشمار موٹر سوار اس بائی پاس سے گر کر زخمی ہوئے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مزید مالی و جانی نقصان سے بچنے کے لیے بائی پاس کے دونوں جانب گرل | دیوار تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات** (میاں صلاح الدین) : (الف) گو مالی سال 1981-82ء میں اس سڑک کی تعمیر و مرمت کے لیے منصوبہ بنایا تھا ۔ لیکن مطلوبہ فنڈز مہیا نہ ہو سکنے کی وجہ اس پر عمل درآمد نہیں ہو سکا ۔ تاہم موجودہ مالی سال میں یہ کام انشاء اللہ مکمل کر دیا جائے گا ۔

(ب) رحیم یار خان بائی پاس پر واقع اوور ہیڈ برج کے دونوں طرف گرل (Grill) ۔ دیوار بنانے کا مسئلہ صوبائی ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی کی میٹنگ میں زیر غور آیا تھا اور یہ فیصلہ ہوا کہ فی الحال اس جگہ مناسب فاصلہ پر تار کول کے ڈرم لگا دئیے جائیں اور ان پر ٹریفک کی رہنمائی کے لیے وقتاً فوقتاً سفیدی کر دی جائے ۔ اس فیصلہ پر عمل درآمد کیا جا رہا ہے ۔ سڑکوں پر حادثات اکثر ڈرائیوروں کی نا اہلی اور تیز رفتاری کے باعث ہوتے ہیں ۔ مقامی ٹریفک پولیس کی مستعدی سے اس پر کنٹرول کیا جا سکتا ہے ۔

## راوی پل سے ٹول ٹیکس کی وصول شدہ رقومات کی لاہور میونسپل کارپوریشن کو منتقلی

267 ۔ **جناب اشفاق شاہد** : کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ دریائے راوی پر نئے پل کو تعمیر ہوئے بارہ سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے اور ٹول ٹیکس میں ہر سال اضافہ کر دیا جاتا ہے ۔

(ب) کیا حکومت مطلع فرمائے گی کہ مذکورہ پل کی تعمیر پر کتنی لاگت آئی تھی اور اب تک کتنی رقوم بطور ٹول ٹیکس وصول کی جا چکی ہیں۔

(ج) آیا حکومت کسی ایسی تجویز پر غور کرنے کے لیے تیار ہے کہ مذکورہ پل سے وصول شدہ ٹول ٹیکس کی رقم لاہور میونسپل کارپوریشن کو منتقل کر دی جائے۔ تاکہ اسے لاہور شہر کی ترقی کے لیے زیادہ فنڈز میسر ہو سکیں؟

**وزیر مواصلات و تعمیرات** (میاں صلاح الدین): (الف) یہ درست ہے کہ دریائے راوی پر نیا پل 12 سال سے پہلے 1968ء میں تعمیر کیا گیا تھا۔ لیکن ٹول ٹیکس کی شرح میں ہر سال اضافہ نہیں کیا جاتا۔ موجودہ شرح ٹول ٹیکس 1973ء سے نافذ العمل ہے۔ تاہم ٹول ٹیکس کے ٹھیکے کی رقم میں جو بذریعہ نیلام عام مقرر کی جاتی ہے۔ ہر سال اضافہ ہوتا رہا ہے جس کی وجہ پل پر سے گزرنے والی گاڑیوں کی تعداد میں اضافہ ہے۔

(ب) پل کی تعمیر پر 1,86,26,226/62 روپے لاگت آئی تھی اور 30 جون 1982ء تک ٹول ٹیکس سے 9,16,34,541 روپے وصول ہو چکے ہیں۔

(ج) ایسی تجویز ممکن نہیں کیونکہ ٹھیکہ جات ٹول ٹیکس سے وصول شدہ رقوم گورنمنٹ کے خزانے میں جمع ہو جاتی ہیں۔ جس سے مختلف محکمہ جات کی ضروریات کے لیے رقوم فراہم کی جاتی ہے۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی 20 دسمبر 1982ء صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

# صوبائی کونسل پنجاب

## صوبائی کونسل پنجاب کا چھٹا اجلاس

پیر - 20 دسمبر 1982ء (دو شنبہ 3 ربیع الاوّل 1403ھ)

صوبائی کونسل پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں 9 بجے صبح منعقد ہوا - جناب گورنر چیئرمین صوبائی کونسل پنجاب جناب لیفٹیننٹ جنرل غلام جیلانی خان صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے -

**اناؤنسر** : نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ! - معزز اراکین صوبائی کونسل ، خواتین و حضرات - صوبائی کونسل کے چھٹے اجلاس کے تیسرے دن کی کارروائی کا آغاز اللہ تبارک و تعالیٰ کے بابرکت کلام سے ہوتا ہے - جناب قاری علی حسین صدیقی تلاوت قرآن پاک فرمائیں گے -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلَائِفَ الْأَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجَاتٍ
لِيَبْلُوَكُمْ فِي مَا آتَاكُمْ ۗ إِنَّ رَبَّكَ سَرِيعُ الْعِقَابِ ۖ وَإِنَّهُ لَغَفُورٌ رَحِيمٌ ○
وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○
وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ ۚ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ
عَنْهُ مَسْئُولًا ○
يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۗ
وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ ○
إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ
وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○

سورہ انعام ۶ - ایت ۱۶۶ - س بقرہ ۲ - ایت ۲۲ - ۲۶۹ - س نحل ۱۶ - ایت ۹۰

اور وہی (اللہ) ہی تو ہے جس نے تم کو زمین پر اپنا نائب و خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے بعض پر درجے بلند کئے تاکہ جو کچھ اس نے تم کو دیا ہے اس میں تمہاری آزمائش کرے - بلاشبہ تمہارا پروردگار جلد سزا دینے والا اور بلاشبہ وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے -

اور تم حق کو باطل کا لباس کبھی نہ پہنانا اور سچی بات کو جان بوجھ کر ہرگز نہ چھپانا -

تم کو جس بات کا علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو کیونکہ کان - آنکھ اور دل ان اعضاء سے لازمی باز پرس ہوگی -

(وہ اللہ) جس کو چاہتا ہے دانائی و فراست بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی - اس کو بے شمار نعمتیں مل گئیں اور (اس سے) نصیحت تو وہی لوگ قبول کرتے ہیں جو عقلمند ہیں -

بلاشبہ اللہ (تم کو) انصاف کرنے - احسان کرنے اور قریبی رشتہ داروں کو مدد کا حکم دیتا ہے اور فحش باتوں مطلق برائیوں اور بغاوت و سرکشی سے منع کرتا ہے وہ تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو - وما علینا الا البلاغ

# سوالات اور ان کے جوابات

**اناؤنسر :** اب ساڑھے دس بجے تک وقفہ سوالات ہوگا - سب سے پہلے محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ سے متعلق سوالات ہیں -

## پینے کے پانی کی فراہمی

**215 - میاں غلام حیدر :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور کی نگینہ کالونی ، شیرا کوٹ اور نیو مسلم پارک جن کی آبادی پندرہ ہزار نفوس سے بھی زائد ہے ابھی تک سرکاری طور پر پینے کے پانی سے محروم ہیں جب کہ ان سے ملحقہ آبادیاں مثلاً بابو سابو ، غنی کالونی اور جعفریہ کالونی میں سرکاری طور پر پانی مہیا کیا گیا ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرۃ الاول کالونیوں کو بھی سرکاری طور پر پینے کا پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ہاں تو کب تک - اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

**وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (میاں صلاح الدین) :** (الف) جی ہاں -

(ب) 1967ء میں جب لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ وجود میں آیا تو بہم رسانی و نکاسی آب کا کام لاہور میونسپل کارپوریشن سے اس ٹرسٹ کو منتقل ہوگیا - اس وقت لاہور کے صرف چند ایک علاقوں میں پانی کی فراہمی ہوتی تھی جن میں اندرون شہر اور اس کے ملحقہ علاقے شامل ہیں اور روزانہ ڈیڑھ کروڑ گیلن پانی شہریوں کو فراہم کیا جاتا تھا - لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ

نے لاہور میں آب رسانی کے شعبے کی مرحلہ وار منصوبہ بندی کی ۔ چنانچہ کچھ علاقوں کو شامل کیا گیا ۔ باقی علاقے منصوبے کے دوسرے مرحلے میں شامل کیے گئے جو 1976.77ء میں شروع ہوا ۔ یہ منصوبہ فی الحال زیر تکمیل ہے ۔ اس منصوبے میں جو علاقے شامل کیے گئے تھے ان میں آب رسانی کے پائپوں کی تنصیب اور گرڈ لائنوں کو بچھانے کا کام پایہ تکمیل کو پہنچ چکا ہے ۔ اس منصوبے کا تیسرا مرحلہ بھی تیار کیا جا چکا ہے جس میں شہر کے مزید علاقوں کو شامل کیا گیا ہے ۔ آبادی بڑھنے کے ساتھ ساتھ شہر میں کئی ایک نئی آبادیاں ظہور پذیر ہو رہی ہیں ۔ جن میں آب رسانی اور دوسری سہولیات مختلف منصوبہ بندیوں کے تحت رفتہ رفتہ بہم پہنچائی جا رہی ہیں ۔ دوسرے علاقوں کے ساتھ ساتھ متذکرہ کالونیوں یعنی مدینہ کالونی باغبانپورہ ، شیرا کوٹ اور نیو مسلم پارک میں بھی بہم رسانی اور نکاسی آب کا بندوبست کیا جائے گا ۔ اس مرحلے کے منظور ہوتے ہی ان علاقوں میں ترقیاتی کام شروع کر دیا جائے گا ۔

**میاں غلام حیدر :** جناب والا ! یہ میرا سوال تو ہے نہیں مگر میرے نام پر لکھا گیا ہے ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں ۔ ویسے آپ پوچھ لیجئے ۔ کیا آپ مطمئن ہیں ؟

**میاں غلام حیدر :** جی میں مطمئن ہوں ۔

## ریلوے پھاٹک پر پل کی تعمیر

**236 ۔ بیگم غضنفر آغا :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ فیصل آباد ۔ شیخوپورہ ۔ لاہور روڈ پر ریلوے پھاٹک بند ہونے کے باعث بے شمار بسیں ۔ کاریں و ٹرک اکٹھے ہو جاتے ہیں اور پھاٹک کھلنے کا کافی انتظار کرنا پڑتا ہے ۔

(ب) اگر ایسا ہے تو کیا اس پھاٹک پر کوئی پل بنائے جانے کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے اور کب تک اس پر عمل درآمد ہوگا ؟

**وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ** (میاں صلاح الدین) : (الف) درست ہے ۔

(ب) بالائی پل کی تعمیر کا کام 16.12.81 سے ایف ۔ ڈی ۔ اے نے شروع کر رکھا ہے اب تک 85 لاکھ روپیہ خرچ ہو چکا ہے اور اس سال 79 لاکھ روپیہ مخصوص کیا گیا ہے ۔ پل کی تعمیر کا کام دو سال کے اندر اندر مکمل ہو جائے گا ۔

**بیگم غضنفر آغا** : جی ۔ میں جواب سے مطمئن ہوں ۔

**جناب چیئرمین** : میاں صاحب ان کے سوال آ گئے ۔

Mian Sahib has got away lightly today.

ہاؤسنگ کے متعلق سوال پوچھ لیجئے ۔ آپ پوچھنا چاہتے ہیں ۔

**ملک غضنفر علی** : جناب والا ! میں چیئرمین ، ضلع کونسل ، بھکر ہوں ۔ ڈسٹرکٹ کونسل کے لیے ہمارے پاس کوئی زمین نہیں ہے ۔ ہم نے اس کے لیے فنڈز مخصوص کر دیئے ہیں اور ہم نے لکھا ہے کہ ہمیں زمین دی جائے اس کے ٹینڈر طلب ہو چکے ہیں بلکہ منظور ہو چکے ہیں لیکن ہمیں ابھی تک کوئی زمین ڈسٹرکٹ کونسل کے دفتر کے لیے نہیں ملی اور ہم نے میونسپل کمیٹی کے دو کمرے دفتر کے لئے لئے ہیں ۔

**وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ** : جناب کونسی جگہ ہے ۔

**ملک غضنفر علی :** جناب ڈسٹرکٹ کونسل بھکر کے لیے -

**سیکرٹری ، ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ :** جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں - وہ سکیم بورڈ آف ریونیو والوں نے بنائی ہے اس کا ہاؤسنگ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے - اگر تھل ڈویلپمنٹ میں کوئی زمین ہے تو اس ایریا میں بورڈ آف ریونیو کے ساتھ پہلے ہی ہماری میٹنگز ہوئی ہیں -

**جناب چیئرمین :** کیا کمشنر صاحب یہاں ہیں ؟

**سیکرٹری ، ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ :** جناب والا ! ہماری کچھ زمین تھل ڈویلپمنٹ میں ہے اگر یہ زمین چاہتے ہیں تو ہم ان کو دے دیں گے -

**وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ :** جناب والا ! اگر ہاؤسنگ کی زمین ہے تو ہم ان کو وہ دے دیتے ہیں - سیکرٹری ہاؤسنگ صاحب آپ اس کا سروے کروا لیں اگر ہے تو ہم وہ دے دیتے ہیں -

**ملک غضنفر علی :** جناب والا ! تھل ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی زمین ہے -

**وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ :** ٹھیک ہے جی -

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں - اگر فیصل آباد میں ہاؤسنگ کی کوئی سکیم بنائی جاتی تو اس سے عام مزدوروں اور عام شہریوں کو جن کو کوئی مکان نہیں ملتا فائدہ ہوتا کیونکہ آپ نے وہ شہر ایف - ڈی - اے کے سپرد کر رکھا ہے اور ایف - ڈی - اے ایک کاروباری اور تجارتی ادارہ ہے وہ کسی کو سستے مکان مہیا نہیں کرتا - تو میری درخواست ہے کہ آپ کی اس ہاؤسنگ سکیم کے لیے وہاں پر کافی جگہ موجود ہے - آپ اس ہاؤسنگ سکیم کو وہاں بھی جاری کریں - اس میں غریب اور عام کلریکل سٹاف جو سرکاری ملازم ہیں اور جو چھوٹے

چھوٹے ملازم ہیں اگر ان کے لیے آپ گھر بنا دیں تو اس سے اس شہر میں بلکہ ملک میں مکانات کی قلت دور ہو سکتی ہے۔

**وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ :** فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے وہاں غریب لوگوں کے لیے تو مکان بنائے ہیں اگر آپ کی نظر میں وہاں ہاؤسنگ کی کوئی زمین ہے تو آپ اس کی نشاندہی کریں انشاء اللہ ہم اس کے لیے کوئی سکیم بنانے کی کوشش کریں گے۔

**جناب احسان الحق ثانی :** جناب چیئرمین۔ میں فیصل آباد میونسپل کارپوریشن کا نو منتخب میئر ہوں جہاں تک زمین کا تعلق ہے چک نمبر 220 جج والا میں تین مربع سٹیٹ لینڈ پڑی ہے۔ جج والا برانچ رکھ چک نمبر 220 میں مربع نمبر 38 ، مربع نمبر 55 اور مربع نمبر 35 یہ تین مربعے سٹیٹ لینڈ ہے اس پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے تو براہ مہربانی اس زمین کو حاصل کر کے اس پر ہاؤسنگ کی سکیم بنائیں۔

**وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ :** اب یہ بتائیں کہ لوگوں نے اس پر کب سے قبضہ کیا ہوا ہے ؟

**جناب احسان الحق ثانی :** وہ لوگ تقریباً 35 سال سے اس پر قابض ہیں۔

**وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ :** تو اس کے لیے قانون یہ ہے کہ ہم ان کو کوئی متبادل جگہ فراہم کریں گے۔

**جناب احسان الحق ثانی :** جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ وہ لوگ زمین کو خود فروخت کر رہے ہیں اس میں پٹواری شامل ہے اور اس کا ناجائز طور پر کاروبار کیا جاتا ہے۔

**جناب چیئرمین :** تو کیا سرکار کو اس کا پتا ہی نہیں ؟

**جناب احسان الحق ثانی :** جناب والا ! ہم نے سرکار کو کئی مرتبہ بتایا ہے مگر اس پر کوئی ایکشن نہیں ہوا ۔

**ممبر ، بورڈ آف ریونیو (جناب ایس ۔ ایم ۔ نسیم) :** جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں ۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ہمیں پتا ہی نہ ہو کیونکہ جیسا کہ فاضل رکن فرما رہے ہیں کہ پٹواری نے مل کر کچھ کیا ہو لیکن جناب فیصل آباد میں مسئلہ اور ہے وہاں پر سرکاری زمین اور متروکہ زمین میں کافی گھپلا ہے ۔ اس کے متعلق ہم کئی میٹنگز کر چکے ہیں اب معاملہ sort out بھی ہو چکا ہے اور اس پر وہاں ڈویلپمنٹ کارپوریشن سے بھی ہم نے معاملے ٹھیک کئے ہیں کیونکہ انہوں نے زمین لے رکھی تھی اور کوئی معاملہ طے نہیں ہوا تھا کہ کتنے پیسے دینے ہیں ۔ اس کے متعلق بھی میٹنگ ہوئی ہے بہرحال انہوں نے اس زمین کی نشاندہی کی ہے تو ہم اس کے بارے میں معلوم کر لیں گے ۔

**جناب چیئرمین :** تو یہ الزام غلط ہوا کہ سرکار کو پتا نہیں اور سرکار اس کے ساتھ ملی ہوئی ہے ۔ (قہقہہ) ۔

**چوہدری ہارون الرشید گھمن :** جناب والا ! میں ہاؤسنگ کالونی سکیم کی قرعہ اندازی کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ حافظ آباد ہاؤسنگ سکیم میں قرعہ اندازی ہوئی اس میں جناب کی طرف سے میری یہ ڈیوٹی تھی کہ ممبر پنجاب کونسل شامل رہے اور قرعہ اندازی کروائے ۔ جناب والا ! مجھے عجیب انکشاف ہوا ہے کہ حافظ آباد کی ہاؤسنگ سکیم ہے لیکن اس میں صرف سات یا آٹھ پلاٹ قرعہ اندازی میں حافظ آباد کے نام نکلے ہیں اس کے بعد بارہ یا تیرہ پلاٹس ضلع گوجرانوالہ کے نام نکلے ہیں باقی تمام نام انار کلی لاہور ۔ کوئی فیصل آباد اور کوئی سرگودھا کے ہیں تو جناب میں حیران رہ گیا کہ یہ معاملہ کیا ہے دراصل یہ سکیم تو ان شہروں اور قصبوں کے لیے بنتی ہے کہ وہاں پر جو بے مکان لوگ ہیں ان کو اولیت

دی جائے۔ تو پتا یہ چلا کہ جس طرح جناب پہلے یونٹوں میں بلیک ہوتی رہی ہے اسی طرح کئی پیشہ ور پارٹیاں اس قسم کی بنی ہوئی ہیں جو بلا شبہ کئی ناموں پر درخواستیں دلوا دیتی ہیں مثلاً پچاس درخواستیں پہلے میں نے دلوا دیں ساٹھ دوسروں کے نام پر دلوا دیں تو معلوم یہ ہوا کہ پیشہ ور لوگ جا کر اتنی درخواستیں دلوا دیتے ہیں تاکہ اس قرعہ اندازی کے بعد پھر وہاں سے ہی منافع کمایا جائے۔ جب میں نے اس بات کو دیکھا تو مجھے بڑا افسوس ہوا کہ حافظ آباد جہاں ایک لاکھ کی آبادی ہے وہاں تیس ہزار سے زیادہ لوگ بے مکان ہیں ان کو تو صرف پانچ یا چھ پلاٹ قرعہ اندازی میں ملے پھر ضلع کے نکلے چار یا پانچ اور باقی جتنے نکلے کوئی انارکلی لاہور کا۔ کوئی فیصل آباد کا اور کوئی سرگودھا کا۔ تو جب ان کو بیٹھے ہوئے دیکھا گیا تو وہ آپس میں کھسر پھسر کر رہے تھے تو کئی اہل کاران نے ہمیں وہاں پر نشاندہی کی کہ یہ پارٹیاں بنا کر پیشہ ور جعل سازی کے لیے آ جاتے ہیں۔ لہذا میری یہ گزارش ہے کہ یہ قرعہ اندازی جو حافظ آباد میں کرائی گئی ہے اس کو کینسل کیا جائے اور دوبارہ قرعہ اندازی میں سب سے اولیت اس شہر کو دی جائے پھر اس علاقے اور ضلع کو دی جائے پھر اگر کوئی گنجائش ہو تو باہر کے جو پیشہ ور یا جو بھی لوگ ہوں ان کو پلاٹ دیئے جا سکتے ہیں۔

**جناب چیئرمین :** اس کے بعد آئیں گے۔ سوال نمبر 211 (قطع کلامیاں) یہ بعد میں ہوگا۔ اگر وقت بچ گیا تو اس پر آئیں گے۔ آپ سوال کریں۔

**سیٹھ محمد عبدالرحمان :** جناب والا! میرا سوال ہاؤسنگ سے متعلق تھا۔ آپ مہربانی فرمائیں کم از کم جنرل ڈسکشن کے لیے دو گھنٹے کا وقت دیا جائے۔

**جناب چیئرمین :** جنرل ڈسکشن جنرل ڈسکشن ہے۔ یہ تو سوالوں کا وقت ہے۔ اسی لیے میں کہہ رہا ہوں کہ پہلے سوالات کر لیتے ہیں۔ اگر کوئی وقت بچ گیا تو اس میں جنرل ڈسکشن بھی ہوگی۔

**سیٹھ محمد عبدالرحمان :** جناب والا! کچھ ضروری آئٹمز ہوتی ہیں جو پیش نہیں ہو سکتی ہیں ۔ اس کے لیے آپ وقت دیں ۔

**جناب چیئرمین :** جب جنرل ڈسکشن ہوگی اس وقت کر لیں ۔

**سیٹھ محمد عبدالرحمان :** پھر میں جناب کو بتا دوں گا ۔

**جناب چیئرمین :** سوال نمبر 211 ۔

## بلدیات سے بجلی کے سروس چارجز کی وصولی

**211 ۔ چوہدری محمد اقبال ڈار :** کیا وزیر آبپاشی و قوت برق از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ واپڈا بلدیات سے سٹریٹ لائٹ پوائنٹس پر مرکوری بلب اور سادہ بلب تبدیل کرنے کے لئے فکسچر چارجز بالترتیب مبلغ 9 روپے اور مبلغ 1.22 روپے فی بلب ماہانہ وصول کرتا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو بلدیات سے سروس چارجز وصول کرنے کی وجوہ کیا ہیں ؟

**وزیر آبپاشی و قوت برق** (ملک اللہ یار خان) : (الف) جی ہاں ۔ یہ حقیقت ہے ۔

(ب) مرکوری بلب ۔ ٹیوب اور سادہ بلب تبدیل کرنے کے لیے واپڈا کو عملہ رکھنا پڑتا ہے ۔ جس کی وجہ سے مندرجہ بالا تبدیلیوں کے عوض بلدیاتی اداروں سے پیسے وصول کیے جاتے ہیں ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب والا! اقبال صاحب ابھی نہیں آئے ہیں ۔ ان کے behalf پر میں سوال پوچھ لیتا ہوں ۔

**جناب چیئرمین :** بڑے شوق سے -

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب والا سوال بڑا خوبصورت تھا کہ ایک بلب جب ہم تبدیل کرتے ہیں یا وہ کارپوریشن والے واپڈا سے تبدیل کرواتے ہیں تو وہ 9 روپے فی بلب ہم سے لیتے ہیں اسی طرح جب چھوٹا بلب تبدیل کرواتے ہیں تو اس کی قیمت بھی اسی طرح وصول کرتے ہیں - اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ظلم ہے کہ اگر پورے شہر کی لائٹ بند پڑی ہوتی ہے تو اس کے چارج بھی واپڈا ہم سے وصول کرتا ہے - اگر ایک ماہ یا ایک ہفتہ ایک لائن ان کی بند پڑی ہے - تو شہری ہمیں کہتے ہیں کہ کارپوریشن یا میونسپل کمیٹی یا بلدیات اس لائٹ کو کیوں نہیں جلواتی یہ ہماری ذمہ داری نہیں ہوتی واپڈا کے اہلکار ہمارے ساتھ ہوتے ہیں - وہی اس بلب کو لگوائیں گے اور وہی اس کا بٹن جلائیں گے - وہی اس کی درستگی کریں گے مگر جوابدہی ہماری ہوتی ہے - بند بتیوں کا کرایہ بھی واپڈا ہم سے وصول کرتا ہے - یہ ٹھیک ہے کہ ڈیپارٹمنٹ نے اس کے لیے اپنا بجٹ رکھا ہوگا مگر یہ ضروری ہوتا ہے کہ جو لائٹس بند ہوتی ہیں - شہروں میں جو قمقمے نہیں جلتے اس پر ان کی کڑی نظر ہونی چاہیے کہ وہ جلیں - جو بٹن جس سے لائن آتی ہے معاہدہ کے اندر ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اس بٹن کو لائیں اس کو لگائیں مگر اب یہ نیا طریقہ ہمارے فیصل آباد میں نکلا ہے وہ کہتے ہیں بلب لگانے کی لائن جل جانے کی اور اس بٹن کی قیمت بھی کارپوریشن ادا کرے - یہ صرف فیصل آباد کی بات نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب کے اندر ایسا ہو رہا ہے - میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ آج کل واپڈا تھوڑی سی مشکلات میں ہے اس لیے ان کی بجلی کی پیداوار کم ہو رہی ہے - دریاؤں کی سطح گر رہی ہے - یہ بھی درست ہے - کہ ہم شہری ان سے تعاون نہیں کر رہے ہیں - ہمیں چاہیے اپنے اپنے گھروں میں چار چار قمقمے بند کر دیں ہو سکتا ہے کہ آنے والی اور پرابلم پیدا ہو -

**جناب چیئرمین :** آپ اس سوال پر آئیں ۔

**چوہدری محمد صدیق سالار :** سوال یہ نہیں ہے کہ 9 روپے بہت زیادہ ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**وزیر آبپاشی و برقی قوت (ملک اللہ یار خان) :** جناب والا! فی الحقیقت مجھے معزز رکن کے اس خیال سے اتفاق نہیں ہے کہ یہ ذمہ داری واپڈا کی ہے ۔ اس کی تمام ذمہ داری بلدیات پر عائد ہوتی ہے ۔ اس کے علاوہ انہوں نے فرمایا ہے کہ یہ جو ٹیرف مقرر کیا گیا ہے پنجاب کی حکومت نے مقرر کیا ہے ۔ یہ پنجاب کی حکومت کی طرف سے نہیں بلکہ یہ مرکزی حکومت سے ہے اور ملک بھر میں یہ لاگو ہے ۔ کسی سٹریٹ میں کسی گلی میں کسی محلے میں بلب کا فیوز ہو جانا لائٹ کا خراب ہو جانا یہ ذمہ داری بنیادی طور پر بلدیہ پر عائد ہوتی ہے ۔ یہ ان کا فرض ہے کہ اس کے بارے میں واپڈا کے متعلقہ اہلکار کو اطلاع فراہم کریں ۔ اگر وہ اطلاع فراہم کرنے پر بھی اس علاقہ کی لائن ۔ بلب یا روشنی کو دوبارہ نہیں لگا سکتے تو اس صورت میں ان پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے لیکن بنیادی طور پر یہ ذمہ داری بلدیات کی ہے ۔ بلدیات اور واپڈا کے درمیان اس معاہدے کی رو سے جو ٹیرف مقرر کیا گیا ہے بہرحال وہ تو ان کو ادا کرنا ہے ۔ جو سروس چارجز ہیں وہ بھی بلدیات کو ہر صورت میں ادا کرنے ہیں ۔ یہ صرف پنجاب کی حکومت نے ہی نہیں کیا یہ حکومت پاکستان کی طرف سے تمام ٹیرف مقرر کیا گیا ہے ۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین) :** جناب والا! میں ہاؤس کی اطلاع کے لیے عرض کرنی چاہتا ہوں کہ لاہور ہی کو دیکھ لیجیے یہاں یہ جھگڑا چل رہا ہے ۔ لاہور کارپوریشن اور واپڈا کے درمیان بہت دیر سے یہ جھگڑا چل رہا ہے ۔ بلب وہ لگاتے ہیں ۔ 70 فی صد بلب لگاتے ہیں مگر 100 فی صد بلب کی قیمت چارج کرتے ہیں ۔ اس طرح کارپوریشن

کا بھی جھگڑا ہوا ہے - لاہور کارپوریشن نے یہ بھی ان سے کہا تھا کہ ہم اپنی تنخواہ پر اپنا ایک انسپکٹر آپ کو دے دیتے ہیں جو کہ بلب لگانے کا کام کرے گا مگر ابھی واپڈا کے متعلق ذرا غور فرمائیں -

**وزیر آبپاشی و برقی قوت :** جناب والا! مجھے افسوس ہے کہ میاں صاحب کو چاہیے تھا کہ اس سوال کے بارے میں اگر کوئی ضمنی سوال ہوتا وہ پوچھا جاتا - یہاں کوئی نیا سوال اگر اٹھایا جاتا ہے میں مودبانہ درخواست کروں گا کوئی نیا سوال اگر کسی معزز رکن نے پوچھنا ہے تو اس کے لیے انھیں نوٹس دینا چاہیے - اس کے متعلق پہلے سے سوال کرنا چاہیے - اس وقت جو سوال پوچھا گیا ہے اس کے متعلق اگر کوئی ضمنی سوال کسی صاحب نے پوچھنا ہو وہ پوچھ سکتے ہیں -

**وزیر مواصلات و تعمیرات :** میں تو وضاحت کرنے کے لیے اٹھا تھا -

**وزیر آبپاشی و قوت برقی :** آپ تشریف رکھیں وضاحت کی ضرورت نہیں ہے -

(اس مرحلے پر وزیر قانون چودھری عبدالغفور صاحب کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

## ضلع اٹک کے لیے ذرائع آبپاشی

**221 - میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ ضلع اٹک میں زرعی ترقیاتی مقاصد کے حصول کے لیے سمال ڈیم ، منی ڈیم ، ٹیوب ویل ، اوپن ویلز اور لفٹ اریگیشن سکیموں کی اشد ضرورت اور مطالبہ ہے - اگر ایسا ہے تو مذکورہ

مقاصد کے حصول کے لیے حکومت کے زیر غور اقدامات کی تفصیل بتائی جائے ؟

**وزیر آبپاشی و قوت برق (ملک اللہ یار خان) :** محکمہ آبپاشی و برقیات ضلع اٹک کی آبپاشی کی ترقیاتی ضرورتوں سے بخوبی آگاہ ہے ۔ سال ڈیم آرگنائیزیشن نے بارانی ایریا کی ترقی کے لیے 16 ۔ ڈیم تعمیر کیے ہیں ۔ جن کا کل رقبہ آبپاشی 10455 ایکڑ ہے ۔

(الف) ضلع اٹک میں تعمیر شدہ ڈیم بمعہ رقبہ آبپاشی :

| | | |
|---|---|---|
| 1 ۔ قبلہ بندی ڈیم ۔ | 850 ایکڑ | CCA |
| 2 ۔ رتی کسی ڈیم ۔ | 650 ،، | ،، |
| 3 ۔ چھنی اور ڈیم ۔ | 1500 ،، | ،، |
| 4 ۔ کنجور ڈیم ۔ | 2000 ،، | ،، |
| 5 ۔ بنگو ڈیم ۔ | 75 ،، | ،، |
| 6 ۔ گربھر ڈیم ۔ | 350 ،، | ،، |
| 7 ۔ سیالہ ڈیم ۔ | 300 ،، | ،، |
| 8 ۔ دھرنال ڈیم ۔ | 80 ،، | ،، |
| 9 ۔ ٹیوب ویل سکیم ۔(11 عدد ٹیوب ویل) | 2400 ،، | ،، |
| 10 ۔ جھیلاٹ لفٹ ایریگیشن سکیم ۔ | 800 ،، | ،، |
| کل میزان | 9005 ،، | ،، |

(II) محکمہ تحفظ اراضیات کے آبی وسائل کے منصوبے :

1 ۔ تعمیر شدہ منی ڈیم ۔ رقبہ قابل آبپاشی ۔ 1696 ایکڑ ۔

2 ۔ تعداد لفٹ پمپ جو امدادی سکیم کے تحت زمینداران ضلع اٹک کو فراہم کیے گئے ۔ دوران سال 1974.75ء تا 1981.82ء ۔ 201 عدد رقبہ آبپاشی ۔ 2400 ایکڑ ۔

(III) ضلع اٹک میں زیر کارروائی شاہ پور ڈیم کا تخمینہ لاگت مبلغ 321·62 لاکھ روپے ہے۔ تکمیل پر یہ ڈیم 6030 ایکڑ رقبہ سیراب کرے گا۔ موجودہ مالی سال میں اس پراجیکٹ کے لیے 30 لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔

(VI) علاوہ ازیں مندرجہ ذیل ڈیم کا تفصیلی سروے اور Feasibility report تیار کی جا رہی ہے:

| | | |
|---|---|---|
| 1 ۔ سہروال ڈیم | 1400 ایکڑ | مجوزہ قابل آبپاشی رقبہ |
| 2 ۔ نرگئی ڈیم | 2000 ،، | ،، |
| 3 ۔ لولڑی ڈیم | 3000 ،، | ،، |
| 4 ۔ بکتال ڈیم | 1600 ،، | ،، |

(V) نیز اس سال ضلع اٹک میں خان پور ڈیم سے 17110 ایکڑ رقبے کو سیراب کرنے کے لیے چھوٹی نہریں بنانے کا منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے۔ جس پر لاگت کا تخمینہ 71·00 لاکھ روپے ہے۔

(VI) اس کے علاوہ تربیلا ڈیم سے ضلع اٹک کے ایک لاکھ ایکڑ رقبے کو سیراب کرنے کے لیے ایک نہر بنانے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

(VII) مزید براں سال ڈیم آرگنائیزیشن نے جو مندرجہ ذیل ڈیموں کا ابتدائی سروے مکمل کر لیا ہے اور ہر سال بجٹ کی فراہمی کے حساب سے ان کا تفصیلی سروے اور حتمی رپورٹ تیار کی جائے گی۔

(1) محرم گجر (2) شاہ اللہ دتہ
(3) حاجی شاہ (4) شکر درہ

(5) برمکیال (6) ڈھوک دادکی
(7) جمعلٹ (8) ڈنگی والا
(9) کولیاں (10) من وال
(11) ڈھوک پٹھان (12) کوٹ سرنگ
(13) دھرابی (14) ڈھوک بازہ
(15) چن کواب (16) ڈھوک بام
(17) پیر افتحال (18) تھوہا محرم خان
(19) حاجی والا (20) لیٹی
(21) ڈھوک شیر خان (22) دندہ شاہ بلاول
(23) لوئر جبی (24) اپر جبی

**میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** ضمنی سوال یہ ہے کہ ان فگرز کا تو مجھے بھی کچھ نہ کچھ علم تھا ۔ لیکن اب اس سارے ہاوانی علاقے کے منصوبے جو ضلع اٹک ، محکمہ "آباد" کافی تندھی سے تیار کر رہا ہے ، اور ملک کی ترقی کے لیے اور خود کفیل ہونے کے لیے کیونکہ وہاں گنجائش موجود ہے ۔ تو گزارش کرنے سے میرا مقصد یہ تھا کہ انھوں نے جو منصوبے تیار کیے ہیں اور آگے حکومت کو بھی بھیج دیے ہیں ، اگر مہربانی کرکے ان پر کیا غور جائے تو ان کو منظور فرمایا جائے تاکہ مزید ترقی کا بندوبست کیا جائے ۔ یہ جو جواب دیا گیا ہے اس کے بارے میں میں دوبارہ درخواست کروں گا کہ اتنی ناقص واقفیت تو مجھے بھی تھی کہ یہ سارا کچھ ہے ۔ ڈیم بھی ہے اور پانی لگتا بھی ہے وہ اتنے ایکڑوں کو نہیں لگتا جتنا لکھا ہوا ہے ۔ اس کی فگرز تو feasibility کے لحاظ سے دی ہوئی ہیں ۔ لیکن آگے یونٹ بڑھ جانے یا کئی کاشتکاروں کی مجبوری کی وجہ سے لوگ پانی نہیں لگا رہے ۔ بہرحال اس کو مزید بہتر بنانے کی ضرورت ہے اور جو نئے ڈیم "آباد" نے سروے کیے ہیں ان کے رقم دینے کی ضرورت ہے ۔

**وزیر آبپاشی و برقی قوت :** جناب والا! حکومت کی طرف سے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے کہ اس صوبے کے ان تمام اضلاع پر خصوصی توجہ دی جائے جو اس محکمے کی توجہ کے مستحق ہیں ، بالخصوص بارانی علاقوں کے لیے ۔ جیسا کہ معزز رکن نے خود فرمایا ہے ، ''آباد'' ایک ادارہ قائم کیا گیا ہے جو کہ خصوصی طور پر بارانی اراضیات کی ترقی کے لیے قائم کیا گیا ہے اور ان رقبہ جات کی ترقی کے لیے جو منصوبہ جات بنائے جاتے ہیں ، وہ ان پر بدستور غور کرکے ان کی تجاویز حکومت کو بھیج دیتا ہے اور حکومت پر ممکن کوشش کرتی ہے کہ اپنے وسائل کے اندر رہ کر ان تجاویز کو عملی جامہ پہنائے ۔ جن منصوبوں کا اس جواب میں ذکر کیا گیا ہے اور جن کی طرف معزز رکن نے اشارہ کیا ہے اس ضمن میں بھی میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری انتہائی کوشش یہ ہوگی ۔ لیکن ہم وسائل کے اندر رہ کر ہی ان تمام منصوبہ جات کی تکمیل کے لیے رقوم فراہم کر سکتے ہیں ۔ جونہی ان منصوبہ جات کے لیے ترجیحات کی بناء پر ہمیں رقم دستیاب ہوتی گئیں ، ہم انشاء اللہ ان منصوبوں کی تکمیل کے لیے ہر ممکن کوشش کریں گے ۔

## قصور شہر میں بجلی کی معطلی

**245 ۔ چوہدری چد حیات :** کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصور شہر میں بجلی کی سپلائی اکثر معطل رہتی ہے ۔ یہ شکایت ایک سابقہ اجلاس میں کی گئی تھی اور گذشتہ اجلاس میں واپڈا کے نمائندے نے یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ یہ شکایت فوراً دور کر دی جائے گی ۔ یہ شکایت ابھی تک موجود ہے ۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ابھی تک مذکورہ

شکایت کا ازالہ نہ کرنے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت اس کا کوئی فوری تدارک کرنے کو تیار ہے؟

**وزیر آبپاشی و قوت برقی** (ملک اللہ یار خان) : (الف) یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قصور شہر میں بجلی کی سپلائی موسم گرما میں تسلی بخش نہیں تھی۔ اس کی بنیادی وجہ بجلی کی کمی تھی جس کی وجہ سے لوڈ شیڈنگ کرنی پڑتی تھی۔ لوڈ ڈسپیچ سنٹر سے قصور گرڈ سٹیشن میں فریکوینسی کے بہت نیچے تک گر جانے کی صورت میں متعدد بار ہنگامی طور پر مداخلت کرنی پڑتی تھی تاکہ باقی نظام کو درہم برہم ہونے سے بچایا جا سکے۔ بجلی کی کمی وجہ تربیلا میں پانی کی سطح کا بہت کم ہو جانا تھی۔ مزید یہ کہ اپریل 1982ء میں بارشوں کے غیر معمولی طور پر ہونے اور تیز ہواؤں کے جھکڑ چلنے سے قصور شہر کی سروس لائنوں کے متاثر ہونے سے کئی مقامات پر نقائص پیدا ہوئے جس کی وجہ سے متعدد ٹرانسفارمر جل گئے۔

دریائے سندھ میں پانی کے بہاؤ میں کمی پیدا ہونے سے تربیلا کے ذخیرہ آب میں کمی پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے پورے ملک میں بجلی کی کمی واقع ہوئی۔

(ب) مقامی سپلائی کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے قصور شہر میں پہلے ہی نئے نظام کا کام پورے زور و شور سے جاری ہے۔ ان مقامات پر جہاں نظام کو نیا کیا جا چکا ہے بجلی کا نظام بہت بہتر ہو چکا ہے امید ہے کہ بقایا کام بہت جلد اس مالی سال میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائے گا۔

**چودھری محمد حیات :** جناب صدر ! میں نے جو شکایت عرض کی تھی ، یہ تقریباً پچھلے تین سال سے آ رہی ہے - بجلی کی frequent failure تین سال سے نہیں ، پچھلے دس بارہ سال سے ہے اور یہ شکایت ابھی تک دور نہیں ہوئی- یہ جو لکھا گیا ہے ، غالباً تین چار مہینے پہلے لکھا گیا ہے اور یہ بھی درست نہیں ہے - failure مسلسل اسی طرح ہے - ممکن ہے تھوڑی بہت پراگریس ہوئی ہو - سو میں سے دس بیس فی صد - کوئی دن ایسا خالی نہیں جاتا جس دن بجلی کی failure نہیں ہوتی - یہ شکایت شہر اور باہر دونوں جگہ ہے - یہ شکایت ٹیوب ویلوں کے لیے بھی ہے اور زرعی علاقوں میں بھی ہے - یہ شکایت کثرت سے ابھی تک ہے - دور نہیں ہوئی - یہ جواب درست نہیں ہے -

**وزیر آب پاشی و برقی قوت :** جناب والا ! اگر معزز رکن غور فرمائیں تو مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ جواب یہ نہیں دیا گیا کہ اس نظام کو مکمل طور پر درست کیا جا چکا ہے - جواب میں یہ گزارش کی گئی ہے :

"ان مقامات پر جہاں نظام کو نیا کیا جا چکا ہے ، بجلی کی سپلائی کا نظام بہتر ہو چکا ہے -"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جن حصوں پر کام ہو چکا ہے ، وہاں نظام بہتر ہو چکا ہے - باقی جو کام رہتا ہے ، مجھے آپ سے اتفاق ہے کہ کافی کام رہتا ہے لیکن بدستور کام ہو رہا ہے اور ہمیں امید ہے کہ اس مالی سال کے آخر تک یہ تمام کام مکمل ہو جائے گا - جس وقت تک اس نئے نظام کی لائنیں نہیں بچھ جائیں گی ، اس وقت تک اس قسم کی تکالیف آپ کو پیش آتی رہیں گی - لیکن مجھے امید ہے کہ انشا اللہ اس مالی سال کے آخر تک آپ کی تکالیف نہیں رہیں گی -

**چودھری محمد حیات :** ٹھیک ہے میں جواب سے مطمئن ہوں -

بھنگالی تحصیل گوجر خان میں گرڈ سٹیشن کی تنصیب

251 ۔ لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) اے ۔ ایچ ۔ مغل : کیا وزیر آبپاشی و قوت برقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ Community Water & Supply Scheme جھونگل ۔ موہڑہ امین اور اس سے ملحقہ ڈھوکیں بجلی کی سہولت سے محروم ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مواضعات بیر رتیال ۔ بیر کلیال ۔ درکالی کلاں ۔ درکالی خورد دانہ بھٹ ۔ جبہ ۔ گڑھا ۔ فراش رجوعہ ۔ رتھالی ۔ بھنوٹ اور جنال میں بجلی کی باقاعدہ سہولت کے لیے نئی فیڈر لائنیں درکار ہیں جن کے متعلق Feasibility Report اور نقشہ جات محکمہ پی اینڈ ڈی کو پیش ہو چکے ہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا مواضعات کو بجلی کی سہولتیں بہم پہنچانے کے لیے موضع بھنگالی تحصیل گوجر خان میں گرڈ سٹیشن کی تنصیب کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر آبپاشی قوت و برقی (ملک اللہ یار خان) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں ۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) اے ۔ ایچ ۔ مغل : جناب والا ! میں یہ عرض کروں گا کہ سوال کو کچھ اس انداز سے تشکیل کیا گیا ہے کہ اس کا مفہوم سمجھنے میں دقت پیش آ رہی ہے ۔ 24 اگست 1981ء کے اجلاس میں

میں نے چند معروضات پیش کی تھیں اور اس سوال کے ذریعے انہی کا اعادہ کیا تھا۔ مختصراً اس کے تین اجزاء ہیں۔ سب سے پہلا یہ کہ بنھگالی میں گرڈ سٹیشن لگایا جائے۔ میں اس مطالبے پر زور نہیں دوں گا، کیونکہ اس پر بہت لاگت آتی ہے، دو کروڑ روپے کے قریب اور کسی طریقے سے ہمارا کام چل جائے گا۔

اس کا دوسرا جز تھا، پانی کی سپلائی سکیم اور موضع جھونگل اور موہڑہ امین اور دو تین موضعات اور ہیں، ان کو بجلی کنکشن دیا جائے۔ جس وقت یہ سوال کیا گیا تو اس وقت بجلی کی لائن پانچ میل دور تھی۔ آج وہ لائن صرف دو سو گز دور رہ گئی ہے۔ میرے خیال میں اس دو سو گز کو cover کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہوگا۔ سارا پچیس تیس ہزار کا خرچ ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ اس پر ہمدردانہ غور فرمایا جائے۔

تیسرا اس کا جز تھا کہ تین نئی فیڈر لائنز مہیا کی جائیں جن کی لمبائی قریباً تیس میل بنتی تھی۔ اس کی دو feasible report بنیں جن میں کوئی بیس میل کی لائین cover ہوئی۔ اس کا بھی مجھ سے وعدہ کیا گیا کہ بیس لاکھ روپے موجود ہیں۔ اگر تخمینہ اس سے کم ہوا تو فوراً سینکشن ہوگا۔ یہ تخمینہ بیس لاکھ کے قریب ہی بنا تھا۔ چلو، نہیں ہوا۔ پیسے کی کمی ہوگی یا کچھ اور ہوگا۔ ہم اتنا عرصہ بجلی کے بغیر رہے تو کچھ وقت اور صبر کریں گے، تاوقتیکہ حالات سازگار ہو جائیں۔ میں عرض کروں گا کہ میری اس بات کو شکوہ شکایت کی صورت میں نہ لیا جائے۔ دو feasible reports میں سے ایک کو تو میں withdraw کرنے کے لیے تیار ہوں۔ باقی ایک رہ جاتی ہے جس میں دس بارہ میل کی لائین ہوگی اور بمشکل دس بارہ لاکھ روپے کا خرچ ہوگا۔ میں گزارش کروں گا کہ اگر اس سال نہیں تو 1983-84ء میں اس کی منظوری فرمائی جائے۔ میری ناقص عقل کے مطابق اس کا اس کے علاوہ کوئی حل نہیں ہو سکتا۔ جو

موضعات پاور لائن سے دس میل دور ہیں کوئی بھی yard stick چلائیں آپ ان کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے نہیں کر پائیں گے ۔ میں نے اس کا پس منظر عرض کیا ہے ۔ میرے سارے حلقے میں صرف 5 مواضعات میں بجلی دی گئی ہے جبکہ ایسے علاقے موجود ہیں جہاں سو فیصد بجلی دی گئی ہے یہ فرق اس لیے تھا کہ جہاں لائنیں تھی وہاں بتدریج ڈویلپمنٹ ہوتی رہی ۔ عالیجاہ آپ وہاں لائنیں بچھا دیں اس طرح ان لوگوں کی امید بھی بن جائے گی ۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ 5 سالوں میں اس طرح انصاف ہو جائے گا ۔ یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے ایک دفعہ پھر with all the emphasis at my command یہ التجا کروں گا کہ 1983-84ء کے سال میں اس منصوبے کو منظور فرمایا جائے یہ لوجیکل ہے ۔ میں پھر عرض کروں گا اور اس کے بغیر پسماندہ علاقوں کے ساتھ انصاف کے تقاضے ہرگز پورے نہیں ہو سکیں گے ۔ شکریہ !

**وزیر آبپاشی و قوت برقی :** جناب والا ! سب سے پہلے میں جناب کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ کوئی ضمنی سوال کرنے کے لیے جو معزز رکن اٹھیں انہیں چاہیے کہ وہ اپنا اظہار خیال اسی ضمنی سوال تک محدود رکھیں ۔ اگر وہ اس سوال کے ضمن میں تقریر کرنا شروع کر دیں تو اس معزز ایوان کا قیمتی وقت ضائع ہونے کے مترادف ہے ۔ بہت سے معزز اراکین ضمنی سوالات کرنا چاہتے ہیں یا بعد کے سوالات پر اپنا اظہار خیال کرنا چاہتے ہوں ۔ یا ضمنی سوالات کرنا چاہتے ہوں ۔ تو وہ اس حق سے محروم رہ جائیں گے ۔ اس لیے میں جناب کی توسط سے تمام اراکین سے گزارش کروں گا کہ جب وہ ضمنی سوال کریں تو وہ ضمنی سوال مختصر کریں ۔ اور وہ to the point ہو اسی سوال تک محدود رہیں ۔

جناب والا ! اس ضمنی سوال کا فی الحقیقت ان کو علم ہے اس بارے میں feasibility reports پی اینڈ ڈی کو بھی بھیجی جا چکی ہیں اور کل

میں نے وضاحت کر دی تھی - وہ تمام تجاویز جو ضلع کونسل کی طرف سے بھیجی جاتی ہیں - ان پر عملدرآمد کیا جائے - لیکن بعض اوقات کسی ابہام کی وجہ سے کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہمارے بعض اراکین سمجھ نہیں پاتے کہ آیا جو طریقہ کار وضع کیا ہے وہ کیا ہے اور اس پر عملدرآمد کس طرح ہونا ہے - اسی خیال کے پیش نظر کل میں نے ایوان کے سامنے تجویز پیش کی تھی کہ ہر ڈویژن سے تمام ضلع کونسل کے چیئرمین صاحبان اپنی اپنی ڈویژن سے ایک ایک چیئرمین تجویز کریں ہم سیکرٹری آبپاشی اور واپڈا کے نمائندوں کے ساتھ ایک اجلاس کا اہتمام کر دیں گے - تاکہ ان امور کے بارے میں جو غلط فہمی ہو یا طریقہ کار کے وضع کرنے میں کوئی ابہام ہو اس کی وضاحت ہو سکے -

جہاں تک ایک واضح عام فہم طریقہ کار کا سوال ہے میں سمجھتا ہوں کہ تمام ضلع کونسل کے اراکین اور چیئرمین حضرات اس سے اچھی طرح واقف ہیں انہی کی سفارشات پر ترجیحات کی بنا پر عملدرآمد ہوتا ہے - جو تجاویز وہ بھیجتے ہیں اس کے مطابق عملدرآمد کیا جاتا ہے - پھر بات وہیں آ جاتی ہے کہ جس وقت تک آپ ترجیحات کو سامنے نہ رکھیں گے اس وقت تک شاید یہ کام طے نہ ہو سکے گا اگر ایک وقت میں تمام مواضعات کو آپ بجلی فراہم کرنا چاہتے ہوں تو یہ ممکن نہ ہوگا - یہ کام ترجیحات کی بنا پر ہو سکے گا - لیکن یہ بہتر ہوگا اگر آپ تمام ڈویژن سے ایک ایک نمائندہ منتخب کر کے سیکرٹری آبپاشی سے رابطہ قائم کریں - اس ضمن میں جو آپ کو تکالیف ہیں - یا جو آپ کی ترجیحات ہیں اگر آپ کو موجودہ طریقہ کار سے اختلاف ہے تو جو بہتر طریقہ کار آپ سمجھتے ہیں اس پر بھی غور کیا جا سکتا ہے -

**چوہدری محمد اقبال ڈار :** جناب والا ! میرے سوالات ہیں میں کسی وجہ سے یہاں نہیں تھا -

جناب قائم مقام چیئرمین : آپ تشریف رکھیں اگر وقت بچ گیا تو ضرور سنیں گے ۔ اب تو فی الحال یہ جاری رہے گا ۔

چوہدری محمد اقبال ڈار : جناب کیا یہ اجلاس کسی طریقہ کار کے تحت چل رہا ہے ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : کوئی تو طریقہ کار ہے جس کے تحت یہ کارروائی ہو رہی ہے ۔ جب سوالات شروع ہوتے ہیں جن صاحب کا سوال ہو وہ اگر وہ موجود ہوں تو ٹھیک وگرنہ کوئی دوسرے فاضل ارکان جو بھی اس میں دلچسپی رکھتے ہوں وہ اپنی دلچسپی کا اظہار کریں تاکہ وہ سوال لے لیا جائے ۔

چوہدری محمد اقبال ڈار : جناب والا ! میری استدعا یہ ہے چونکہ میں دیر سے آیا ہوں جس کے لیے میں معذرت چاہتا ہوں ۔

جناب قائم مقام چیئرمین : جب یہ ختم ہو جائے گا ۔ ان کو لیا جائے گا ۔

## ٹیوب ویلوں کی درستگی

261 ۔ چوہدری اختر علی : کیا وزیر آبپاشی و قوت برق از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ کے مواضعات مرا کیوال ، چک سندیو ، سرفراز پور ، رام پور (رسول پور) اور بھیڑہ میں ٹیوب ویل نمبری 1 اور 20 سکارپ کی طرف سے نصب کئے گئے تھے ۔

(ب) کیا یہی درست ہے کہ متذکرہ بالا ٹیوب ویلوں میں سے ٹیوب ویل نمبر 1 تین چار سال تک کام کرتا رہا ۔ مگر بعد

میں 1976-77ء کے دوران سٹاف کی لا پرواہی اور عدم توجہی کی وجہ سے خراب ہوگیا اور اس کو درست کرنے کی بجائے اس کی موٹر اور تمام قسم کی تنصیبات بجلی بھی ہٹا لی گئیں اور موٹر کی خرابی اور اس کی جگہ نئی موٹر لگانے کا بہانہ بنایا گیا ۔ جو 5 سال سے نہیں لگ سکی ۔

( ج ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیوب ویل نمبر 1 کو چالو کرنے کے سلسلہ میں متعلقہ لوگوں کی طرف سے بارہا درخواستیں کی گئی ہیں ۔ اور وفود بھی متعلقہ حکام کو ملے ہیں مگر آج تک کوئی تدارک نہ کیا گیا ۔ نتیجتاً 500 ایکڑ رقبہ خراب اور بنجر ہو چکا ہے ۔

( د ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیوب ویل نمبر 20 ، 74 1973ء میں نصب ہوا تھا ۔ جس سے تقریباً 600 ایکڑ رقبہ سیراب ہوتا تھا ۔ کمرہ برائے ٹیوب ویل تعمیر ہو جانے اور بجلی لگ جانے کے باوجود بھی ابھی تک موٹر نہ لگائی جا سکی ہے ۔

( ہ ) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1980ء میں ٹیوب ویل نمبر 20 کے بور کو دوبارہ چیک کیا گیا جو درست پایا گیا ۔ مگر اس کے باوجود موٹر لگا کر چالو نہ کیا گیا ۔

( و ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان ٹیوب ویلوں کے درست ہونے کی کب تک توقع ہے ۔ نیز زمینداروں کو اتنا طویل عرصہ پریشان اور ان کی زمین کو بنجر بنانے کی ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے ؟

**وزیر آبپاشی و قوت برقی** (ملک اللہ یار خان) : (الف) یہ درست ہے کہ ٹیوب ویل نمبر 1 ، نمبر 20 ان مواضعات میں ''آپ سٹریم سرائیہ''

"زیادہ غلہ آگاؤ" سہم سکیم کے تحت لگائے گئے تھے۔ سکیم کے کل 38 ٹیوب ویل 1967-68ء میں نصب ہوئے تھے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ٹیوب ویل نمبر 1، 3/73 سے 4/78 تک 5 سال چلتا رہا۔ یہ صحیح نہیں کہ ٹیوب ویل محکمہ کی غفلت سے بند ہوا بلکہ 4/78 میں بور خراب ہونے کی وجہ سے اس کو بند کرنا پڑا کسی قسم کا بہانہ نہیں بنایا گیا بلکہ تنصیبات برائے حفاظت اتار لی گئیں جن کے آگے رہنے کا کوئی جواز نہ تھا۔ دوبارہ مئی 1981ء میں بور کیا گیا اور 26-8-82 کو موٹر لگا کر ٹیوب ویل چلا دیا گیا۔ مالی وسائل کی کمی وجہ سے یہ کام تاخیر سے ہوا۔

(ج) ٹیوب ویلوں کی بورنگ کا کام سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت کیا جاتا ہے تقریباً چار سو ٹیوب ویلوں کے سروے کے بعد حکومت کی طرف سے 36 ٹیوب ویلوں کو بور کرنے کی ایک سکیم 1979-80ء میں منظور کی گئی۔ سکیم کے تحت یہ کام دو سالوں میں مکمل ہونا تھا لیکن مالی وسائل کے مطابق یہ تین سال میں جون 1982ء تک مکمل ہو سکا۔ 1979-80ء میں 5 لاکھ روپے مہیا کیے گئے جس کے مطابق صرف چار بور کیے جا سکے۔ 1979-80ء میں 30 لاکھ روپے مہیا کیے گئے جن سے مزید 29 بور جن میں یہ ٹیوب ویل بھی شامل ہے مکمل کیے گئے 1981-82ء میں 5 لاکھ 90 ہزار (5'90) روپے فراہم کیے گئے جن سے صرف 5 بور مکمل ہو سکے یہ کل رقم تنصیبات، پمپ ہاؤسز اور واپڈا کے اخراجات کے لیے ناکافی تھی اس لیے 6 لاکھ روپے کا مزید مطالبہ کیا گیا جو کہ جون 1982ء سے مالی سال کے تقریباً اختتام پر فراہم کیے گئے انتہائی کوشش کے ساتھ تمام تنصیبات خرید لی گئیں اور واپڈا کے

اخراجات ادا کر دیے گئے۔ ظاہر ہے کہ محکمہ کی طرف سے تدارک کیا گیا۔

( د ) یہ درست نہیں ہے یہ ٹیوب ویل 1967-68ء میں نصب ہوا تھا 12/78 میں بجلی فراہم ہونے پر معلوم ہوا کہ ٹیوب ویل رسی کے فلٹر کے بند ہو جانے کی وجہ سے چلنے کے قابل نہیں رہا جس کو 1981ء میں دوبارہ بور کیا گیا۔ اس عرصہ کے دوران اس ٹیوب ویل سے کوئی آبپاشی نہیں ہوئی۔ اب موٹر نصب ہو چکی ہے اور ٹیوب ویل مورخہ 10.10.82 سے چل رہا ہے۔

( ھ ) یہ درست نہیں ہے۔ ٹیوب ویل 1931ء میں دوبارہ بور کرنے کے بعد موٹر 10.10.82 سے متواتر چل رہا ہے۔

( و ) ٹیوب ویل نمبر 1 مورخہ 28-8-82 اور ٹیوب ویل نمبر 20 مورخہ 10.10.82 سے متواتر چل رہے ہیں۔

مندرجہ بالا جوابات سے عیاں ہے کہ ہر دو ٹیوب ویل محکمانہ طریقہ کار کی تکمیل کے بعد دوبارہ بور کرکے چالو کیے جا چکے ہیں کسی فرد واحد کو غفلت کا ذمہ دار قرار نہیں دیا جا سکتا۔

**چودھری اختر علی :** جناب والا! جس سکیم کے تحت ٹیوب ویل لگائے گئے تھے اور ان پر جو اخراجات آئے تھے اس سے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ ان کو ٹیوب ویل لگنے کے پانچ سال بعد معلوم ہوا ہے کہ بور رسی کا فلٹر ڈالنے سے خراب ہوگیا ہے۔ جب یہ 5 سال بعد خراب ہوگئے تو پھر اس کی منظوری کے لیے 5 سال لگ گئے۔ ان دس سالوں میں ان لوگوں کو کیا فائدہ ہوا ہے۔ یہ زیادہ "غلہ اگاؤ سکیم" کے تحت لگائے گئے تھے۔ اس میں

دیدہ دانستہ کوتاہی ہوئی ہے ۔ آپ نے چار بور 5 لاکھ روپے سے کرائے ہیں اور ان میں رسی کا فلٹر لگایا گیا ہے ۔ اس کے بعد 1981.82ء میں 5 لاکھ 90 ہزار روپے فراہم کیے گئے ہیں ۔ یہ رقم کس چیز پر خرچ کی گئی جب کہ انھوں نے رسی کا فلٹر لگایا ہے اور انھیں ان کا بھی 5 سال کے بعد پتہ لگا کہ اس میں رسی کا فلٹر ہے اور جو بندھے ۔ انھوں نے اتنی کثیر رقم خرچ کرنے کے بعد اس وقت کیوں ٹیسٹ نہیں کرایا ۔ جناب انھوں نے اس کا ابھی کوئی proper حل نہیں کیا ہے کہ یہ صرف سوال دینے کی وجہ سے انھوں نے وہاں الٹی سیدھی موٹر لگا دی ہے یہ موٹر 24 گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ چلتی ہے اور 23 گھنٹے بند رہتی ہے ۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے یہ سب کاغذی کارروائی ہے اس کی انکوائری کرائی جائے ۔ اس میں اچھی خاصی رقم involve ہے ۔ جن لوگوں کی کوتاہی ہے ان کو سزا دی جائے ۔

**وزیر آبپاشی قوت و برقی :** جناب والا ! جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ ان ٹیوب ویلوں کی زیادہ "غلہ اگاؤ سکیم" کے تحت منظوری دی گئی تھی جن میں کافی تعداد میں ٹیوب ویل بور کر لیے گئے تھے اور بجلی فراہم کر دی گئی تھی ۔ لیکن بعض ٹیوب ویلوں کو چالو نہیں کیا جا سکا کیونکہ ان کو بجلی فراہم نہیں کی جا سکی ۔ اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ محکمہ کی طرف سے غفلت برتی گئی بلکہ حقیقت یہ تھی کہ جو باقی ماندہ ٹیوب ویل تھے ان کو بجلی فراہم کرنے کے لیے لائن بچھانے کے لیے رقومات کی ضرورت تھی اور وہ رقومات ملنے کے بعد ہی ان کو بجلی فراہم کی جا سکتی تھی ۔ پانچ سال کے بعد جس وقت ان ٹیوب ویلز کو جو بور کیے گئے تھے بجلی فراہم کی گئی اس وقت ہی ضرورت محسوس ہو سکتی تھی اور ہوئی کہ ان کو دیکھا جائے کہ وہ چل سکتے ہیں اور پھر جب ان کے لیے کام شروع کیا گیا اور بجلی فراہم کی گئی تو اس وقت یہ بات نوٹس میں آئی کہ رسی کے جو فلٹر ہیں ان کی وجہ سے بور میں خرابی آ چکی ہے ۔ چونکہ کافی عرصہ گزر چکا تھا اس لیے اس بور کو

دوبارہ مرمت کرنے کی ضرورت پیش آئی ورنہ یہ بات نہیں ہے کہ محکمہ کی طرف سے دانستہ طور پر غفلت برتی گئی ہے - جونہی بجلی فراہم کی گئی اس کے بعد ان تمام ٹیوب ویلوں کے نئے سرے سے بور کیے گئے - ان کے لیے بھی جیسا کہ میں نے تفصیل سے عرض کیا ہے ایک وقت میں تمام رقومات فراہم نہیں کی گئیں - بلکہ یہ رقومات بھی دو تین سال کے عرصہ میں وقتاً فوقتاً فراہم کی جاتی رہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ رقوم خرچ ہوتی گئیں - جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ اب یہ دونوں ٹیوب ویلوں نمبر 1 اور نمبر 20 نے اس سال جون کے بعد کام کرنا شروع کر دیا ہے - اگر معزز رکن کو اس کے باوجود بھی یہ شکایت ہے کہ اس وقت بھی وہ ٹیوب ویل صحیح طور پر کام نہیں کر رہے ہیں تو میں اس ضمن میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے میں ہم فوری طور پر چھان بین کریں گے اور دیکھیں گے کہ اگر یہ ٹیوب ویل صحیح طور پر کام نہیں کر رہے ہیں تو ان کو صحیح طور پر چلانے کی کوشش کی جائے -

**سیدہ ساجدہ نیر عابدی :** جناب والا ! اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ اس علاقے سے میرا بھی تعلق ہے جس علاقے میں یہ ٹیوب ویل نصب کیے گئے ہیں - جیسا کہ چیئرمین صاحب نے فرمایا کہ ان ٹیوب ویلوں کے نظام کے سلسلے میں جو بھی وہاں پر کنٹرولنگ اتھارٹی ڈسٹرکٹ میں موجود ہے وہ انتہائی غفلت برت رہی ہے کیونکہ یہ ٹیوب ویل نہ تو باقاعدگی سے چلتے ہیں اور نہ ہی جن زمینوں کے لیے یہ ٹیوب ویل لگائے گئے تھے ان کو پوری طرح سیراب کرتے ہیں - اس لیے کاشتکاروں کو انتہائی مشکل کا سامنا ہے - وہ نہ تو وہاں پر اپنا ٹیوب ویل لگا سکتے ہیں اور نہ یہ ٹیوب ویل ان زمینوں کو سیراب کرتے ہیں - اس میں بڑی تکلیف یہ ہے کہ جو اپریٹرز ہیں وہ موقع پر حاضر نہیں ہوتے - وہ مختلف زمینداروں یا اس علاقے کے لوگوں کو چابی دے کر چلے جاتے

ہیں - جس کی وجہ سے یہ ساری بد انتظامی ہے اور اپریٹر کا موقع پر موجود نہ ہونے کے وجہ سے موٹریں جلتی ہیں اس کے بور خراب ہوتے ہیں - اس کو نان ٹیکنیکل لوگ استعمال کرکے خراب کر دیتے ہیں - جس کی وجہ سے خمیازہ سارے کاشتکاروں کو بھگتنا پڑتا ہے - میرے علاقے میں ان ٹیوب ویلز کے لگ جانے کی وجہ سے زیادہ جو فائدہ پہنچا ہے وہ یہ تھا کہ سیم کھینچا گیا - سیم زدہ علاقوں میں ان ٹیوب ویلز نے بہترین کام دیا اور ان کے نہ کام کرنے کی وجہ سے سیم اسی طرح سے بڑھ چکا ہے - مہربانی کرکے آپ اس محکمہ کی طرف خاص توجہ دیں - اس کی ایک موٹر جل جاتی ہے تو اس کی مرمت کے لیے یہ موٹر کو سیالکوٹ سے اٹھا کر لاہور لاتے ہیں - لہذا اسی ضلع میں کوئی ایسی ورکشاپ ہونی چاہیے جس میں ان کی مرمت ہو جائے - اسی طرح اخراجات بھی کم ہو جائیں گے جب یہ موٹر کو لاہور میں لاتے ہیں - پتا نہیں وہ ورکشاپ سانده لاہور میں ہے یا کہاں ہے - وہ چھ چھ ماہ مرمت ہوتی رہتی ہے -

**وزیر آبپاشی و قوت برقی :** جناب والا ! میں معزز رکن کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ان خرابیوں کی طرف توجہ دلائی ہے اور نشاندہی کی ہے - افسوس ہے کہ محکمہ کی کوشش کے باوجود اس قسم کی کوتاہیاں ہو رہی ہیں - اگر ایسا ہے تو متعلقہ حکام کو سختی سے اس بات کی تاکید کریں گے کہ جہاں جہاں ٹیوب ویلوں میں اس قسم کے نقائص پیدا ہوں یا موٹریں جل جائیں تو فوری طور پر ان کی مرمت کرنے کا انتظام کیا جائے ویسے میں یہ بھی معزز رکن کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جس وقت آپ کے نوٹس میں یہ بات آئے تو آپ ضلع کے متعلقہ حکام یا لاہور کے جو بڑے متعلقہ افسران ہیں ان سے آپ رابطہ قائم کریں اور اس بارے میں ان سے شکایت کریں -

**چوہدری محمد صدیق سالار :** جناب والا ! جہاں آپ ان کو حکم صادر فرمائیں گے اگر آپ ایک جنرل آرڈر دے دیں تو زیادہ بہتر رہے گا - مثال

کے طور پر فیصل آباد رکھ برانچ میں ٹیوب ویل بند رہے ہیں ۔ تو پورے پنجاب کے ٹیوب ویلز کی آپ کے پاس رپورٹ آ جائے اور اس کے مطابق آپ جو حکم بھی دے دیں ٹھیک ہے کیونکہ آپ سے بہتر کوئی اور آدمی اس نظام کو نہیں جانتا ۔ آپ سب کی رپورٹ لے لیں اس کے بعد حکم صادر فرمائیں کیونکہ ہماری رکھ برانچ کے سارے کے سارے ٹیوب ویل بند پڑے ہیں ۔

**ایک معزز رکن :** جناب والا ! گوگیرہ برانچ کے ٹیوب ویلوں کی بھی یہی پوزیشن ہے ۔

**چوہدری ہارون الرشید تھہیم :** جناب وزیر موصوف اور وزیر آبپاشی میں سکارپ نمبر 1 کی ٹیوب ویل سکیم جو سب سے بڑی سکیم ہے اس کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** چودھری صاحب اس سوال کے متعلق اگر کوئی ضمنی سوال ہے تو کر لیں ورنہ پھر جنرل بحث کے وقت آپ اس کو explain کر لیں۔ یہ سوالات اس طرح نہیں ہو سکیں گے۔ اس کے متعلق اگر مزید معلومات آپ کو چاہیں یا آپ کی تسلی نہیں ہوئی تو وہ بات آپ کر سکتے ہیں ۔

**چوہدری ہارون الرشید تھہیم :** جناب والا ! یہ سکارپ نمبر 1 سب سے بڑی سکیم ہے اور اس میں اکثریت ٹیوب ویلوں کی جو ہے وہ بند پڑے ہوئے ہیں ۔ اس میں زیادہ علاقہ شیخوپورہ اور حافظ آباد ڈویژن کا ہے ۔ اس کے متعلق میں سوال کرنا چاہتا ہوں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں ۔ وہ ضمنی سوال نہیں ہوگا ۔ ضمنی سوال صرف یہ ہے کہ اس سوال کے ذریعے جو بات پوچھی گئی ہے اس کا جواب اگر تشنہ ہے یا نامکمل ہے یا اس سے آپ کی تسلی نہیں ہوئی تو آپ مزید

معلومات حاصل کر لیں۔ لیکن جنرل سوال پوری سکیم کے متعلق آپ نہ پوچھیں۔

**چوہدری ہارون الرشید تھہیم :** جناب والا ! اس کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں۔ کیونکہ وقت بھی ہے۔ جناب والا ! اکثریت سے ٹیوب ویل بند پڑے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں پہلے تو کمشنر صاحب نے جواب لکھا۔ ''پھر اے۔ سی'' نے لکھا اور پھر ''ڈی۔ سی'' نے لکھا۔ ہم نے احتجاج کیا تو اس کے متعلق جواب ملتا تھا کہ پرزے غائب ہیں آپ نے حکم دیا کہ اینٹی کرپشن اب انکوائری کرے گی تو ان صاحبان نے جا کر تمام سٹور سیل کر دیئے۔ جو چوری شدہ پرزے تھے۔ وہ راتوں رات کہیں سے آ گئے اور سٹور ہو گئے اور اب وہ سیل ہیں پہلے جواب ملتا تھا کہ پرزے نہیں ہیں اب جواب ملتا ہے کہ پولیس نے ان کو سیل کیا ہوا ہے جس کا اثر سب سے زیادہ کاشتکاروں پر پڑ رہا ہے۔ یا تو ان کے متبادل پرزے فراہم کئے جائیں۔ یا مجسٹریٹوں سے تصدیق کروا کے فہرستیں تیار کروائیں کیونکہ وہ ایک دو چوالیس کے قریب ٹیوب ویل ہیں جو نہیں چل رہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** ٹھیک ہے چوہدری صاحب۔ آپ کی بات نوٹ کر لی گئی ہے۔ یہ محکمہ کے سربراہ سے بات کریں گے۔

**وزیر آبپاشی و قوت برقی :** آپ کی شکایت نوٹ کر لی گئی ہے۔

**میاں محمد منیر :** جناب والا ! ٹیوب ویلوں کی اصل پرابلمز کے سلسلے میں محترمہ خاتون صاحبہ نے بڑی اچھی طرح ارشاد فرمایا ہے اور میں بھی اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ وہاں سے وہ مزدور ٹیکنیکل آدمی جس کو اپریٹر کہتے ہیں وہ غائب رہتا ہے۔ ایک ٹیوب ویل کا شیڈول جس نے بائیس چوبیس گھنٹے چلنا ہے۔ اس کے لیے وہاں محکمے نے فقط ایک اپریٹر رکھا ہوا ہے جو کہ ملک کے کسی قانون میں نہیں ہے کہ مزدور سے

بائیس گھنٹے لگا تار کام لیا جائے اور اس کی غیر حاضری کو اس کا غائب ہو جانا تصور کیا جاتا ہے اور یہ بات بالکل درست ہے کہ جس وقت وہ کسی زندگی کی ضروریات کے لیے ، روٹی کھانے کے لیے یا کسی اور کام کے سلسلے میں بائیس گھنٹے ادھر آدھر ہوتا ہے تو غائب تصور کیا جاتا ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** فاضل ممبر سے درخواست ہے کہ یہ تقریر ہے ۔ اس میں آپ کی کوئی انفارمیشن نہیں چاہ رہے ۔ صرف اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں ۔

**میاں محمد منیر :** جناب والا ! میں یہ انفارمیشن لینا چاہتا ہوں کہ بائیس گھنٹے ٹیوب ویل چلانے کے لیے جب تک بائیس گھنٹے کا سٹاف ٹیوب ویل پر مہیا نہیں کیا جائے گا ۔ یہ خرابیاں دور نہیں ہوں گی ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** یہ بھی ضمنی سوال نہیں ہے ۔ یہ آپ کی اپنی رائے ہے ۔ یہ نوٹ کر لی گئی ہے ۔ بہرحال یہ شکایت موجود ہے تو اس کے لیے توجہ دی جائے گی اور ایک میٹنگ کے ذریعے اسے sort out کیا جائے گا ۔

**چودھری اختر علی :** جناب والا ! یہ سوال میرا ہے اور میں اس ضمن میں ایک چھوٹی سی بات کرنی چاہتا ہوں ۔ اس میں دیدہ دانستہ کچھ ہوا ہے ۔ میں ذاتی طور پر موقعہ پر گیا ہوں ۔ آپ انکوائری کروا لیں ۔ وہاں اب بھی حالات ایسے ہیں کہ گڑھے میں چھوٹی موٹر رکھی ہوئی ہے ۔ وہ گھنٹے کے بعد گرم ہو جاتی ہے اس موٹر کی اتنی capacity نہیں ہے کہ وہ اس ٹیوب ویل کو چلائے اور وہ خود بخود بند ہو جاتی ہے ۔ آپ باقاعدہ اس کی چھان بین کریں ۔

**وزیر آبپاشی و قوت برقی :** ہم باقاعدہ اور فوری طور پر چھان بین کریں گے ۔

**چودھری اختر علی :** جناب والا ! اگر ایسا ہو جائے تو جو آپ کا انکوائری افسر جائے وہ وہاں کے متعلقہ ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر کو ساتھ لے لے یا مجھے اطلاع کر دیں یا ہمارا کوئی آدمی لے لیں ۔

**وزیر آبپاشی و قوت برقی :** آپ کو مطلع کر کے جائیں گے ۔

**سیٹھ محمد عبدالرحمن :** جناب والا ! یہ تکلیف صرف انہی اضلاع میں نہیں ہے ۔ جیسا کہ آپ خیال کر رہے ہیں ۔ میں وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ایسی شکایت آپ کے پاس نہیں آئی ہے تو وہ نوٹ فرما لی جائے کہ مکارپ کا جو حصہ ضلع رحیم یار خان میں ہے ۔ اس میں تحصیل خان پور میں بہت سے ٹیوب ویل بند ہونے کی وجہ سے وہاں بھی ہم اس مصیبت میں گرفتار ہیں ۔ جس کا اظہار انہوں نے کیا کہ وہاں پر سیم دوبارہ پھر آ رہی ہے اور وہاں پر ٹیوب ویل کا لگانا دیا نہ لگانا برابر ہے ۔ اس لیے وہاں پر اگر کوئی تکلیف ہے تو اسے دور کر دیا جائے اور ٹیوب ویلوں کا سرے سے بے کار رہنا ملکی معیشت کے لیے بڑا نقصان دہ ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** تشریف رکھیے آپ ۔ اگلا سوال ۔

## شرح سود اور ڈیوٹی میں تخفیف

**217 ۔ الف ۔ میاں غلام محمد سمونکا :** کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع بہاولنگر میں زمیندار اپنی زرعی پیداوار بڑھانے کی غرض سے ٹریکٹر قرضے پر حاصل کرتے ہیں ۔ مگر سیم اور تھور کے باعث فصلیں اچھی نہیں ہوتیں ۔ نتیجتاً زمینداروں کو اقساط کی بر وقت ادائیگی نہ کرنے کی وجہ سے سود در سود کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت شرح سود یا ٹریکٹر کی ڈیوٹی میں کمی کرنے کے لیے وفاقی حکومت سے سفارش کرنے کو تیار ہے ؟

**وزیر زراعت (ملک اللہ یار خان)** : (الف) عام حالات میں سیم اور تھور سے متاثرہ علاقوں کی پیداواری صلاحیت کم ہوتی ہے اور ان کاشتکاروں کے مالی وسائل بھی محدود ہوتے ہیں ۔

(ب) سود ایک ایسی مد ہے جس کے بارے میں زرعی بنک شاید خود کچھ نہ کر سکے کیونکہ بنک کو ایک مقرر شرح سود پر دوسرے ممالک ذرائع سے قرضہ لینا ہوتا ہے ۔ بہر حال ڈیوٹی میں کمی کے لیے مرکزی حکومت کو لکھا جا سکتا ہے۔ اس میں دیکھنا یہ ہوگا کہ مقامی ٹریکٹر سازی کی صنعت جس کا آغاز کیا جا چکا ہے ۔ کو کس حد تک تحفظ دیا ۔

**میاں غلام محمد مونکا** : جناب والا! میں اس سلسلہ میں یہ عرض کروں گا ۔ کہ میرا مقصد صرف زرعی ترقیاتی بنک اور ٹریکٹر کے متعلق نہیں ۔ میرا سوال یہ ہے کہ کوآپریٹیو سوسائٹیوں کے ذریعہ کھاد اور بیج کے لیے فصل کی کاشت سے لے کر فصل کی برداشت تک قرضے دیے جاتے ہیں ۔ مقصد میرا یہ تھا کہ وہ قرضے بعض وجوہات کی بنا پر مثلاً فصل خراب کی وجہ سے یا کوئی موسمی خرابی کی وجہ سے یا فصل اگر درست نہیں ہوتی ہے ۔ تو وہ زمیندار ادائیگی سے قاصر رہتا ہے ۔ تو اس پر تاریخ اجرا سے سود لگایا جاتا ہے ۔ حالانکہ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ فصل خراب ہو جانے کی صورت میں اس کی میعاد بڑھائی جائے اور دوسری فصل کے آنے تک اسے قرضہ کی ادائیگی کی مہلت دینی چاہیے تاکہ وہ زمیندار بوجھ تلے نہ آئے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : میاں صاحب ، یہ تجویز ہے جو کہ

سبجیکٹ کمیٹی میں رکھ اس کو consider کیا جا سکتا ہے ۔ کہ آیا اس شکل میں جب کہ فصل اچھی نہ ہو قرضے کی ادائیگی کی میعاد بڑھا دی جائے ۔ یہ ایک پالیسی matter ہے ۔ جس کا جواب تو درکار نہیں ہے ۔ لیکن آپ چاہیں تو سبجیکٹ کمیٹی میں اس کو رکھوا دیں تو اس کو examine کروا لیں گے ۔

**میاں غلام محمد مونکا :** جناب والا! لیکن میں اس سبجیکٹ کمیٹی کا ممبر ہوں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ اس میں جا سکتے ہیں ۔ اگر کوئی ممبر کسی سبجیکٹ کمیٹی کا ممبر نہیں ہے ۔ وہ وہاں پر جا کر یا کسی فاضل ممبر کے ذریعہ اپنی تجاویز دوسری کمیٹی میں دے سکتے ہیں ۔ اس میں کوئی پابندی نہیں ہے اس کے علاوہ اگر آپ مزید کچھ پوچھنا چاہیں تو بتائیں ۔

**میاں غلام محمد مونکا :** مزید جناب یہ بات ہے کہ ٹریکٹر کی ڈیوٹی بہت زیادہ ہونے کی وجہ اس کی قیمت اب بہت زیادہ ہو گئی ہے ۔ میرے خیال میں زمیندار کو اس کی سہولت ملنی چاہیے اس کی قیمت ہونی چاہیے تھی ۔ البتہ آپ کاروں پر ڈیوٹی بے شک زیادہ کر دیں ۔ ٹریکٹر پر کم ہونی چاہیے ۔ ڈیزل بھی مہنگا ہے ۔ اس لیے ٹریکٹر کی ڈیوٹی کم ہونی چاہیے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** تشریف رکھیے ۔ یہ بھی اسی طرح کی ایک تجویز ہے ۔

**وزیر زراعت :** میں نے اس بارے میں معزز رکن کو واضح طور پر یہ جواب دیا ہے ۔ لیکن ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں 4 ٹریکٹر کے کارخانے لگائے جا رہے ہیں ۔ جن میں سے کچھ تو کام کر رہے ہیں ۔ اور وہ ٹریکٹر بنا بھی رہے ہیں ۔ اب دیکھنا یہ ہوگا ۔ کہ اگر آپ خود جو ٹریکٹر در آمد کر رہے ہیں ۔ ان پر اگر ڈیوٹی کم کر دیں تو

جو مقامی ٹریکٹر ساز کارخانے ہیں ان پر اس کا کیا اثر پڑے گا۔ اگر آپ ان ٹریکٹروں کو جو کہ نجی کارخانوں میں مینوفیکچر ہو رہے ہیں۔ اور ہمارا ارادہ ہے کہ ہم جو رقم زر مبادلہ کی صورت میں بیرون ملک خرچ کرتے ہیں وہ بچ جائے اور اندرون ملک نجی کارخانوں میں ہم اپنے ٹریکٹر مینوفیکچر کر سکیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ بجائے اس کے کہ ہم زر مبادلہ خرچ کرکے باہر سے ٹریکٹر منگوائیں۔ اگر ہم نے درآمدی ڈیوٹی کو کم کرنے کی تجویز پر عمل کیا تو ظاہر ہے کہ اس سے مقامی ٹریکٹر سازی پر اثر پڑے گا اور اس کو نقصان ہوگا۔

**میاں غلام محمد مونکا :** جناب والا! آپ کا فرمان بجا ہے۔ لیکن اگر صنعت اور زراعت کا مقابلہ کیا جائے تو میرے خیال میں زمیندار کو بہت زیادہ نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ اس کی تمام فصلوں پر پابندی ہے۔ اس کی اجناس کے نرخ مقرر ہوتے ہیں۔ جبکہ صنعت کار کو کھلی چھٹی ہوتی ہے۔ جس طرح سے اس کی مرضی آئے وہ اس کی قیمت مقرر کرے۔ تو جتنا خیال جناب والا! صنعت کار کا رکھا جاتا ہے ہمارا زمینداروں کا اتنا خیال نہیں رکھا جاتا ہے۔ میرا اس سے مقصد یہ نہیں ہے کہ میں صنعت کار کے خلاف ہوں صنعت کار بھی ہمارا بھائی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کم از کم زمیندار کی طرف بھی دیکھنا چاہیے کہ اسے کتنی رعایت ہے۔ ہماری سبزیوں تک بھی کنٹرول ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں صنعت کار آزاد ہے۔ وہ اپنے تمام اخراجات میں منافع ڈال کر قیمت مقرر کرتا ہے اور پھر بازار میں بیچ دیتا ہے۔ صرف اس پر پابندی یہ ہے۔ کہ دکاندار کو صرف اپنی دوکان پر فہرست آویزاں کرنے کو کہا جاتا ہے۔ باقی صنعت کار پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ میرے خیال میں ان دونوں یعنی زمیندار اور صنعت کار کو برابر کرنے کے لیے صنعت کار کو بھی تھوڑا بہت پابند کیا جائے۔ اگر گندم کی قیمت پانچ سات روپے بڑھی ہے تو میں

کھاد کے متعلق تو نہیں کہہ سکتا کہ اس میں مشکلات ہوں گی - لیکن اس کے ساتھ باقی تمام اشیاء جو کہ بنیادی ضرورت کے تحت ہر شخص خریدتا ہے - یعنی کپڑا ہے - برتن ہے - جو چیز بھی ہے - اس کی قیمت چار گنا زیادہ بڑھ جاتی ہے - تو میرے خیال میں صنعت کار کو اس میں ضرور تھوڑا بہت نقصان ہوگا - لیکن زمیندار کا بھی خیال رکھنا چاہیے -

## باراني زرعي كالج كي راولپنڈی سے چکوال منتقلی

269 - جناب محمد بشارت راجہ : کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ باراني زرعی کالج راولپنڈی کے عوام اور زرعی ماہرین کی رائے کے خلاف راولپنڈی سے چکوال منتقل کیا جا رہا ہے -

(ب) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ وزیر زراعت حکومت پنجاب کا روزنامہ "ڈان" مورخہ 29 جولائی 1982ء کو یہ بیان شائع ہوا تھا کہ چکوال میں پہلے سے قائم شدہ زرعی تحقیقاتی ادارہ ناکام ہو چکا ہے اور اسے چکوال میں پنجاب زرعی تحقیقاتی رابطہ بورڈ کی رائے کے خلاف قائم کیا گیا تھا اور چکوال کی سرزمین تحقیقاتی مقاصد کے لیے موزوں نہیں ہے -

(ج) اگر جزو ہائے (الف) و (ب) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج کو راولپنڈی سے چکوال منتقل کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ملک اللہ یار خان) : (الف) یہ حقیقت نہیں ہے - حکومت نے اس سلسلے میں ایک پریس نوٹ جاری کیا ہے جس میں اس بات کی تردید کی گئی ہے - پریس نوٹ کی کاپی لف ہذا ہے -

(ب) یہ بات اس حد تک درست ہے کہ ایسا بیان مورخہ 29 جولائی سن 1982ء کو روزنامہ ''ڈان'' میں شائع ہوا ہے لیکن یہ درست نہیں کہ زرعی تحقیقاتی ادارہ چکوال ناکام ہو چکا ہے اور نہ ہی زرعی تحقیقاتی رابطہ بورڈ نے ایسی کسی رائے کا اظہار باضابطہ طور پر کیا ہے۔ اصل حقیقت یوں ہے کہ رابطہ بورڈ کے زرعی شعبہ کے ایک افسر اس وقت جبکہ زرعی تحقیقاتی ادارہ نے کام کا آغاز ہی کیا تھا۔ اپنی رپورٹ میں لکھا تھا کہ اس ادارہ کے لیے جو زمین اور جگہ منتخب کی گئی ہے کوئی زیادہ موزوں نہیں۔ بعد میں محکمہ زراعت نے ایک کمیٹی مقرر کی جس نے ہر صورت حال کا جائزہ لے کر اس زمین اور جگہ کے انتخاب کو مناسب قرار دیا بلکہ اس خیال کا اظہار کیا کہ اس ادارہ کے لیے کسی اور متبادل جگہ پر اتنی زمین میسر ہی نہ تھی۔ یہاں یہ وضاحت کرنی ضروری ہوگی کہ ایک مخصوص جگہ اتنے وسیع بارانی علاقہ کے لیے جبکہ اس کا ہر خطہ اوسط سالانہ بارش زمین کی سطح اور پیداواری صلاحیت کے لحاظ سے مختلف ہے۔ حقیقی معنوں میں نمائندہ حیثیت کی حامل نہیں ہو سکتی۔ جبکہ اس ادارہ کا صدر تحقیقاتی فارم چکوال میں ہوگا۔ مگر اس کے تحت مضافاتی مراکز مختلف جگہوں پر مقامی حالات کے مطابق قائم کیے جائیں گے۔ مندرجہ ذیل ایسے ذیلی مراکز پہلے کام کر رہے ہیں۔

(1) بارانی تحقیقاتی فارم اٹک۔
(2) بارانی گندم کی افزائیش کا مرکز راولپنڈی۔
(3) چنے کا تحقیقاتی مرکز چک اترا۔
(4) چنے کا تحقیقاتی مرکز کاور کوٹ۔

اس کے علاوہ دیگر جگہوں پر جہاں ذیلی تحقیقاتی مراکز قائم کیے جائیں گے ۔ جن کی منظوری دی جا چکی ہے ۔ مندرجہ ذیل ہیں :

ضلع راولپنڈی (1) مندرا

(2) مری

ضلع اٹک (1) اٹک

(2) حسن ابدال

ضلع جہلم (1) دینہ

ضلع سیالکوٹ سیالکوٹ یا ساہوالی یا پسرور
(زرعی فارم ساہوالی جو شعبہ توسیع کے پاس تھا اس کو شعبہ تحقیقات کی تحویل میں دینے کا فیصلہ کیا جا چکا ہے)

(ج) کیونکہ سوال (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے اس لیے وجوہ بیان کرنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔

PRESS NOTE

The attention of the Government of the Punjab has been drawn to a news item published in a section of the Rawalpindi Press to the effect that the Barani Agricultural College, Rawalpindi is being shifted from Rawalpindi to Chakwal. No such decision has been taken by the Provincial Government. Consequently this report is baseless and incorrect.

**جناب محمد بشارت راجہ :** جناب والا ! اس سلسلہ میں میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ سوال کو جزوی طور پر تسلیم کیا گیا ہے اور جزوی طور پر اس سے انکار بھی کیا گیا ہے ۔ جیسا کہ جواب سے ظاہر ہے کہ آپ نے خود اس حقیقت کو تسلیم کیا ہے ۔ کہ ایک تحقیقاتی آفیسر نے اس بات

کو تسلیم کیا ہے اور اس بات کا اعتراف کیا تھا کہ یہ جگہ مناسب نہیں ہے ۔ بعد میں کمیٹی نے اس کو موزوں قرار دیا ۔

جناب والا ! کیا میں یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ آیا یہ تحقیقاتی ادارہ تسلی بخش طور پر کام کر رہا ہے اور اس میں جتنا سٹاف متعین ہونا چاہیئے تھا اتنا وہاں پر موجود ہے اور محکمے کی تسلی کے مطابق اس وقت وہاں پر کام ہو رہا ہے ؟

**وزیر زراعت :** جواب اس کا دیا جا چکا ہے اور اگر کسی ایک ذیلی تحقیقاتی افسر کی رائے یہ ہو کہ یہ جگہ موزوں نہ تھی تو وہ اس کی انفرادی رائے تھی لیکن اس کے بعد ایک خصوصی طور پر کمیٹی مقرر کی گئی جس نے اس جگہ کو موزوں قرار دیا اور اس کمیٹی کی رپورٹ کے بعد ہی یہ فیصلہ کیا گیا کہ یہ تحقیقاتی ادارہ وہاں قائم کیا جائے ۔

**جناب محمد بشارت راجہ :** میری اطلاع کے مطابق جہاں تک اصل حقیقت کا تعلق ہے ۔ 29 جولائی کو جب وزیر موصوف کا اخبار میں بیان چھپا تھا تو اس وقت انہوں نے اس حقیقت کو تسلیم کیا تھا کہ یہ ادارہ آج بھی صحیح طور پر کام نہیں کر رہا ہے اور اس کو محکمے اور زرعی ماہرین کی رائے کے خلاف قائم کیا گیا تھا ۔ یہ میرے خیال میں اگر آپ وزیر موصوف کا 29 جولائی کا بیان پڑھیں تو اس میں انہوں نے یہ بات واضح طور پر تسلیم کی ہے ۔

**وزیر زراعت :** مجھے افسوس ہے کہ وزیر موصوف یہاں تشریف نہیں رکھتے ہیں ، ورنہ وہ اس کی وضاحت کرتے چونکہ میں نے خود بیان نہیں پڑھا اس لیے میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ بیان کس طرح سے لکھا گیا ہو اور آیا کہ وزیر موصوف نے اس کی contradiction کی ہے یا نہیں ۔ یہ شاید ان کی نظر سے نہ گزرا ہو یا contradict نہ ہوا ہو ۔ اس کے بارے میں تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا ۔ لیکن جہاں تک معزز رکن کی اس

تشویش کا تعلق ہے کہ وہاں کام نہیں ہو رہا ہے ہمارے خیال میں جس طریقہ سے کام ہونا چاہیے کوشش کی جا رہی ہے کہ اسی لائینز پر اسی طریقہ سے وہاں کام کیا جائے۔ لیکن اس ضمن میں اگر وہ کوئی بہتر تجویز پیش کر سکتے ہیں تو ہم خوش آمدید کہیں گے۔ ہم یقیناً اس ادارے کو زیادہ فعال اور کامیاب بنانا چاہتے ہیں، لیکن یہ تحقیقاتی ادارہ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ اس کا صدر دفتر ہے، صدر تحقیقاتی ادارہ ہے اور اس کے تحت بہت سے ذیلی ادارے بھی قائم ہوئے ہیں۔ عام طور پر جو اختلاف رائے کیا جاتا ہے وہ یہ کیا جاتا ہے کہ یہ چونکہ ضلع کے اس بارانی علاقہ سے تعلق رکھتا ہے، جہاں بارش بہت کم ہوتی ہے، زمین بنجر ہے، زرخیز نہیں ہے۔ اس لیے شاید یہ تحقیقاتی ادارہ کامیاب نہ ہو۔ فی الحقیقت مجھے اس بات سے اتفاق نہیں ہے کہ جب بھی ہم کوئی اس قسم کا تحقیقاتی ادارہ کسی خاص مخصوص علاقے کے لیے قائم کرتے ہیں تو ہمیں تمام کیفیات کا اور تمام حالات کا جائزہ لینا پڑتا ہے۔ اگر کسی خاص فصل کے لیے وہ رقبہ موزوں نہیں ہے تو وہی بات کسی بھی علاقہ کے لیے کہی جا سکتی ہے۔ مثلاً آپ راولپنڈی لے لیں، کہوٹہ لے لیں، تتہ جنگ لے لیں، یہ سب اسی ڈویژن میں ہیں۔ بارانی علاقے جتنے بھی ہیں وہاں مختلف علاقوں میں بارش کی اوسط مختلف ہے اور ان کی جو زمین کی زرخیزی ہے وہ بھی مختلف ہے، بارش کی جو اوسط ہے وہ بھی مختلف ہے۔ بعض بارانی علاقوں میں بعض اجناس اچھی ہوتی ہیں اور دوسرے علاقوں میں وہ اجناس اچھی نہیں ہوتی تو یہ کہنا کہ یہ تحقیقاتی ادارہ صرف اس جگہ قائم کیا جائے جہاں ہر قسم کی اجناس سے تجربہ کیا جائے اور کامیابی سے تجربہ کیا جائے تو یہ شاید ممکن نہ ہو اور اسی خیال کے پیش نظر جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے مختلف ذیلی مراکز قائم کئے گئے ہیں اور کئے جا رہے ہیں۔ جہاں مختلف اجناس کے بارے میں تحقیقات ہوتی ہے اور ان کی رپورٹ صدر تحقیقاتی ادارے کو روانہ کر دی جاتی ہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آگے چلیں ۔

**جناب سردار خورشید :** جناب والا ! جیسا کہ آپ نے زرعی تحقیقاتی ادارے کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کے ذیلی ادارے بنائے جا رہے ہیں تو میں اس سلسلہ میں گزارش کروں گا کہ جس جس علاقہ میں جو فصل ہوتی ہے اس علاقہ میں مرکز کا نمائندہ جائے ۔ اس کی آب و ہوا اور سروے کیا جائے ۔ اس کے بعد اس علاقہ کے لیے بیج تشخیص کیا جائے ۔ اب مونجی کی فصل کے لیے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ بھی اس کا ایک حصہ ہے ۔ لیکن ہمارے ہاں جو مونجی کی فصل کاشت ہوتی ہے اس کا بیج کالا شاہ کاکو میں تیار کیا جاتا ہے ۔ اس کے بعد اس کی اقسام بنائی جاتی ہیں کہ فلاں فلاں اقسام آپ کاشت کریں ۔ لیکن جب کاشت کی جاتی ہے تو اس کی آب و ہوا میں فرق کی وجہ سے کچھ بیماریاں ایسی آ جاتی ہیں جیسا کہ اس دفعہ بھی ہوا ہے کہ وہ تمام فصل 50 فیصد سے زیادہ ضائع ہو گئی ہے ۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ جس جگہ کے لیے یہ بیج بنایا جائے اس جگہ کی تشخیص کرنے سے پہلے وہاں کی soil ٹیسٹ کی جائے ، آب و ہوا کو دیکھا جائے ، وہاں جا کر بیج بنایا جائے پھر اس کے بعد اس جگہ کا بیج تشخیص کیا جائے ۔ اس طرح کپاس کا علاقہ ہے ، ہمارا راوی کا جو علاقہ ہے اس میں کپاس کا جو بیج ہے وہاں جا کر بوئیں اور دیکھیں نہ کہ فیصل آباد بیٹھ کر بیج تیار کریں ۔ کیونکہ ہر علاقہ مختلف ہوتا ہے ، آب و ہوا کا فرق ہوتا ہے ، موسم کا فرق ہوتا ہے ، اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ جو ادارہ ہے وہاں جا کر اس علاقے میں تشخیص کرے ۔

**وزیر زراعت :** جناب والا ! معزز رکن کے اس ضمنی سوال کا تعلق اصل سوال سے نہیں ہے ، لیکن اس کے باوجود ان کی تسلی کے لیے میں وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں ۔ جہاں تک معزز رکن کے اس خیال کا تعلق ہے جو انہوں نے فرمایا ہے کہ جو تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں قائم کیا گیا ہے اور وہاں جن اجناس سے تجربہ کیا جا رہا ہے اور جو بیج وہاں

سے پاس کئے جاتے ہیں وہ مختلف علاقوں میں کامیاب نہیں ہوتے۔ مجھے معزز رکن کے اس خیال سے اس حد تک اتفاق ہے کہ بسا اوقات ایسے بیج جو وہاں تجرباتی طور پر کامیاب قرار دیے جاتے ہیں وہ مختلف علاقوں میں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے مختلف علاقوں کی آب و ہوا۔ زرخیزی زمین کی ہیئت اور حیثیت کے مطابق وہ بیج کسی خاص علاقہ میں کامیاب نہیں ہوتے۔ اس لیے یہ تحقیقاتی ادارہ کی طرف سے با خصوص فیصل آباد کا جو بڑا ادارہ ہے بہت کامیاب اور ہمارے لیے بہت قابل فخر ادارہ ہے اور اس نے اس ضمن میں نہایت گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ اس میں جو بیج پاس کئے جاتے ہیں مختلف علاقوں میں ان پر تجربات کئے جاتے ہیں اور وہ ایک قسم نہیں ہوتی۔ مختلف اقسام کے بیج وہاں پیدا کئے جاتے ہیں جن کا مختلف علاقوں میں تجربہ کیا جاتا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ کون کون سی اقسام کس کس علاقہ کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔ ایک ہی جنس کی چار پانچ اقسام اگر آپ شیخوپورہ میں لگا دیں گے تو ہو سکتا ہے ان میں سے دو یا تین اقسام کامیاب نہ ہوں لیکن یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک قسم کامیاب ہو جائے۔ یہ میرا اپنا ذاتی تجربہ ہے، ایک کشت کار کی حیثیت سے ہم نے گندم کی آٹھ دس اقسام فیصل آباد سے منگوا کر ان پر تجربہ کیا جن میں سے جو اقسام اس علاقہ میں کامیاب ہوئیں وہ دوسرے علاقہ میں کامیاب نہ ہوئیں اور وہ اس وقت تک وہاں کامیابی سے چل رہی ہیں۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ تمام اقسام جو فیصل آباد سے پاس ہوتی ہیں وہ ہر جگہ کے لیے موزوں نہیں ہوتیں۔ مجھے اس سے اتفاق ہے کہ ذیلی ادارے قائم کئے جا سکتے ہیں جیسا کہ "آباد" کے تحت مختلف مراکز میں ہم ذیلی ادارے قائم کر رہے ہیں تو اس بارے میں غور کیا جا سکتا ہے اور مختلف علاقوں کی زمین اور آب و ہوا کے پیش نظر مختلف اجناس کے بارے میں وہاں پر تجربات کئے جا سکتے ہیں اس ضمن میں متعلقہ محکمہ سے اور فیصل آباد کا جو صدر تحقیقاتی ادارہ ہے ان سے ہم

مشورہ کریں گے کہ آپ کی تجویز پر کسی حد تک عمل درآمد کیا جا سکتا ہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** ملک صاحب اس سے قبل کہ آپ کچھ فرمائیں۔ جہاں تک وقفہ سوالات کا تعلق ہے پہلے سے طے شدہ وقت کے مطابق سوالات ختم نہیں ہوں گے بہت سے سوالات ابھی باقی ہیں تو فاضل ممبران اور آپ اگر اتفاق کریں۔ کیونکہ جوابات تحریری طور پر لکھ دیے گئے ہیں اور مختلف نوعیت کے سوالات و جوابات ہیں۔ اگر آپ مجھ سے اتفاق کریں تو پھر جس سوال سے آپ مطمئن نہ ہوں اٹھ کر مزید اس کے متعلق وضاحت طلب کر سکتے ہیں۔ اسی شکل میں یہ ممکن ہوگا کہ ہم ساڑھے دس بجے یا مزید کچھ ٹائم بڑھا کر اسی کو ختم کر سکیں۔ تو اس سے اگر آپ اتفاق کریں تو یہ طریقہ کار اپنا لیا جائے کہ جواب پڑھنے کی بجائے وہ صاحب جن کا سوال ہے اگر مزید کوئی معلومات حاصل کرنا چاہیں تو حاصل کر لیں اور ہم وقت کے مطابق سوالات ختم کر سکیں۔

**چوہدری غلام حیدر سجاد:** جناب والا! میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جن جن سوالات میں ممبران کو اعتراض ہے وہ اپنے اعتراض پیش کر دیں۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** یہی بات ہو رہی ہے۔

**چوہدری غلام حیدر سجاد:** جن کے سوالات ہوں۔ کم از کم انہیں موقع ضرور ملنا چاہیے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** ٹھیک ہے موقع ملے گا۔ چنانچہ یہ ہوگا کہ سوال کا جواب پڑھا نہیں جائے گا۔ بلکہ جس ممبر صاحب کا وہ سوال ہے اگر وہ چاہیں گے تو اس میں مزید معلومات حاصل کر سکیں گے۔

**چوہدری غلام حیدر سجاد:** جناب میں اس میں مزید اضافہ کر دوں کہ

اگر آپ پرانا طریقہ کار اپنے ساتھ رکھیں کہ جو سوال کنٹینٹ ہے ضمنی سوال صرف وہ اٹھا سکے اور کوئی نہ کرے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں یہ ضروری نہیں ہے۔ اگر وہ بڑا اہم سوال ہے تو دوسرے ممبران صاحبان بھی پوچھ سکتے ہیں اور ہم بہرحال اس کے لیے یہاں ہیں کہ آپ حضرات کو مطمئن کر سکیں اور سب اس لیے یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔

**چوہدری غلام حیدر سجاد :** وقت کی تنگی اتنی زیادہ ہو جائے گی کہ آپ اس وقت کے اندر سوالات ختم نہیں کر سکیں گے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں۔ یہ کمی پوری ہو سکتی ہے اگر ممبران اس بات کا خیال رکھیں کہ وہ صرف ضمنی سوال ہو کوئی تقریر نہ ہو تو آپ فرمائیں کیا کہنا چاہتے ہیں۔

**جناب خاقان بابر :** جناب چیئرمین! میں کچھ گزارش کرنا چاہوں گا۔ یہاں کوئی جنگ نہیں ہو رہی کہ ہم نے بھاگ کر جانا ہے کہ وقت بڑھایا بھی نہیں جا سکتا۔ یہ صوبہ کے مسائل ہیں اور اہم مسائل ہیں۔ وقت ہمارا ہے وقت آپ کا ہے اور قوم کے لیے صرف ہو رہا ہے یہ جو انداز ہے کہ وقت کی کمی کی وجہ سے قوم کے مسائل پیش نہیں ہو سکتے یہ مناسب نہیں ہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اگر آپ چاہیں تو وقت بڑھایا جا سکتا ہے۔

**جناب خاقان بابر :** ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ قومی مسائل کو یوں رفع دفع نہ کیا جائے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ وقت آپ کا ہے جس طرح آپ چاہیں اسی طرح آپ صرف کر سکتے ہیں۔

**ملک حبیب خان :** جناب والا ! میرا تعلق ضلع کونسل جہلم سے ہے اور چکوال کا رہنے والا ہوں اور اس ادارے کے بالکل قریب ہی میں نے پرورش پائی ہے - جہاں تک فاضل ممبر اور وزیر موصوف کی یہ بات چلتی رہی ہے کہ اس ادارے کی زمین کچھ اچھی نہیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ میں اس زمین سے اچھی طرح واقف ہوں یہ بارانی علاقے کی تمام تر ضروریات پوری کرتا ہے - اس لیے یہ نمایاں اور نمائندہ حیثیت رکھتا ہے یہاں اس سے پہلے جو لوگ اس پر قابض تھے وہ بڑی اچھی فصلیں اگایا کرتے تھے یہ گورنمنٹ کی زمین تھی اس کے ثبوت میں میرا خیال ہے کہ یہ کافی ہوگا - کسان جو اس پر ہل چلایا کرتے تھے وہ آج بھی خواہش کرتے ہیں کہ کاش یہ زمین ہمیں دوبارہ مل جائے - جو اب بارانی ادارہ کے تصرف میں ہے -

**ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف اوائیں :** جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ میرے پاس وقت بہت تھوڑا ہے اور میرے سوالات بھی ضروری ہیں جرم چھوٹا ہے اور سزا زیادہ ہے -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں - آپ اس طرح کریں کہ اس طرف سے ہو آئیں ابھی سوالات جاری ہیں اور آپ کے آنے تک یہ جاری رہیں گے- کوشش کروں گا کہ آپ کو وقت دوں اگر یہ ختم ہو گیا اور دوسرا شروع نہ ہوا -

**ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف اوائیں :** جناب والا ! میرے سوالات ضروری ہیں اور ہمیں اب آٹھ مہینے کے بعد موقع ملا ہے -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** ڈاکٹر صاحب بات یہ ہے کہ آپ کو وقت پر آنا چاہیے تھا اب دوسرے معزز اراکین جن کا اب وقت ہے وہ چاہیں گے کہ اسے جاری رکھا جائے -

**ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف ارائیں :** جناب والا ! میں عرض کروں گا کہ مجھے دس منٹ علیحدہ دئیے جائیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** اگر اس کے لیے مزید بحث نہ ہوئی تو آپ کے سوالات بھی آئیں گے ۔

**شیخ غلام حسین :** میں عرض کرتا ہوں کہ عدالتوں میں جہاں ضروری مقدمات پیش ہوتے ہیں تو وہاں اگر کوئی شخص دیر سے آ جاتا ہے تو اس کی حاضری تصور کر لی جاتی ہے چونکہ سات مہینے کے بعد یہ اجلاس ہو رہا ہے اور پورے صوبے کا اجلاس ہو رہا ہے تو اگر ایک معزز رکن کچھ دیر سے تشریف لائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کو اسی وقفے میں ضرور سننا چاہیے اتنی رعایت ضرور ہونی چاہیے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں ۔ آپ میری بات سنیں ۔ سب کو اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ سوالات take up کیے جا سکتے ہیں ۔ لیکن آپ اس بارے میں دیکھیں کہ جو سوالات اب لیے جا رہے ہیں ان کو درمیان میں کس طرح چھوڑ کر آگے چلے جائیں ۔ اگر وقت بچ گیا جیسے میں نے کہا ہے کہ ان کو take up کر لیں گے لیکن اب اس تسلسل کو کس طرح سے ختم کر کے پیچھے سے از سر نو شروع کر دیں ۔ چنانچہ اگر وقت بچ گیا اور یہ سوالات جاری رہے تو انشاء اللہ ان کے سوالات take up کیے جائیں گے ۔

**جناب اشفاق شاہد :** جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ آپ کوئی کنفرم بات کریں کہ ہاؤس کی پروسیڈنگ چلے گی تو سوالات ختم ہوں گے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** بات یہ ہے کہ اگر اس بارے میں وقت extend ہوا اور اس میں اگر آپ کے سوالات آئے تو وہ لے لیے جائیں گے ۔

**جناب اشفاق شاہد** : جناب والا ! اگر کی بات نہ کریں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : میرا خیال ہے یہ جو ہم وقت consume کر رہے ہیں یہ سوالات کے جوابات میں لیا جا سکتا ہے ۔

**جناب اشفاق شاہد** : جناب والا ! اس بات کی confirmation جناب گورنر صاحب سے لی جائے اگر آپ نہیں کریں گے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : نہیں ۔ پہلے وقت تو آنے دیجیے ۔ ابھی تو وقت بقایا ہے ۔

**ڈاکٹر (کیپٹن) محمد اشرف رائیں** : جناب والا ! کل کافی سوالات رہ گئے تھے جن کے جوابات نہیں دئیے گئے تھے ۔ کل صرف محکمہ صحت اور محکمہ تعلیم کے جوابات دیئے گئے تھے ۔ باقی محکموں کے سوالات کے جوابات نہیں دیئے گئے تھے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : میں عرض کرتا ہوں کہ صبح بھی کچھ سوالوں کے جوابات دیئے گئے تھے اور آپ اس وقت موجود نہیں تھے اس لیے آپ کے سوال کا جواب نہیں دیا گیا اب اس کے بارے میں جناب گورنر سے مشورہ کرکے فیصلہ کر لیا جاتا ہے کہ کل کے سوالات اور آج کے بقایا سوالات کے لیے کوئی مزید وقت دیا جا سکتا ہے ۔

## ہفتہ شجرکاری کے سلسلے میں باغ اور پودوں کی شرح

262 ۔ **میاں محمد منیر** : کیا وزیر جنگلات و شکاریات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت کی طرف سے سال میں دو مرتبہ ہفتہ شجر کاری منایا جاتا ہے اور لاکھوں کی تعداد میں پودے اور قلمیں لگائی جاتی ہیں جن پر خطیر رقم خرچ ہوتی ہے ۔

( ب ) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو گذشتہ چند سالوں میں لگائے گئے متذکرہ پودوں میں سے بار آور ہونے والے پودوں کی شرح کیا ہے ؟

**وزیر جنگلات و شکاریات** (ملک اللہ یار خان) : (الف) یہ واقعی درست ہے کہ سال میں دو مرتبہ شجر کاری کی مہم منائی جاتی ہے۔ پودے جنگلات کی پودہ گاہوں میں لگائے جاتے ہیں۔ جو کہ عوام اور دیگر محکمہ جات کو معمولی داموں پر دیئے جاتے ہیں اور محکمہ جنگلات کے اپنے رقبہ جات میں بھی لگائے جاتے ہیں۔

( ب ) ان مہمات کے دوران گذشتہ سالوں میں شجر کاری کے سلسلہ میں جو پودے قلمیں تقسیم کیے گئے۔ لگائے گئے ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے تعداد لاکھوں میں ہے۔

| | 1977 | 1978 | 1979 | 1980 | 1981 |
|---|---|---|---|---|---|
| سرکاری رقبہ جنگلات | 106.54 | 129.32 | 117.58 | 137.87 | 149.67 |
| دیگر محکمہ جات | 53.96 | 59.23 | 66.34 | 58.28 | 51.39 |
| محکمہ دفاع | 18.14 | 20.76 | 21.22 | 17.34 | 20.87 |
| عوام | 38.27 | 32.73 | 31.09 | 40.99 | 43.23 |

جہاں تک سرکاری رقبہ جنگلات میں پودوں کی بار آوری کا تعلق ہے ان کی شرح کامیابی درج ذیل ہے۔

| سال | کل پودہ جات/قلمیں جو لگائی گئیں | اوسط فی صد کامیابی |
|---|---|---|
| 1977ء | 106.54 لاکھ | 50 فیصد |
| 1978ء | 129.32 لاکھ | 65 فیصد |
| 1979ء | 117.58 لاکھ | 65 فیصد |
| 1980ء | 137.87 لاکھ | 85 فیصد |
| 1981ء | 149.67 لاکھ | 83 فیصد |

عوام اور دیگر محکموں کی ذمہ داری خود ان پر ہے کہ وہ اپنے لگائے ہوئے پودوں کی دیکھ بھال کریں ۔ ان کی کامیابی کی شرح کا محکمہ ہذا کو کوئی مصدقہ علم نہیں ہے ۔ اندازاً کامیابی 50 فیصد تک ہوتی ہے ۔ تاہم دوسرے اداروں اور زرعی زمینوں پر کی جانے والی شجر کاری کی بار آوری کا تعین کرنے کے لیے ایک تجویز محکمہ کے زیر غور ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** یہ سوال میاں منیر صاحب کا ہے ۔ اگر وہ چاہیں تو اس پر مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں کیونکہ فیگرز ورک ہے اس میں کچھ فیگرز دیے گئے ہیں ۔

**میاں محمد منیر :** جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ جو فرمایا گیا ہے کہ پچاس فیصد پودے survive کیے تو اس کا مطلب ہے کہ پچاس فیصد جو رقم صرف کی گئی وہ ضائع ہوگی ۔ اسی طرح سٹیٹکس کی رو سے یہ پر سنٹیج بڑھتی جا رہی ہے یعنی 65 ہو گئی 85 ہو گئی یا 84 ہو گئی ۔ دنیا میں سب سے بڑا جھوٹ سٹیٹکس ہوتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جواب سٹیٹکس کی طرح بول رہا ہے باقی جہاں تک پودوں کی تعداد کے لگانے کا تعلق ہے اس میں جتنی تعداد دی گئی ہے اتنی تعداد میں پودے ضرور لگائے جا رہے ہوں گے مگر جناب والا! پودے پرورش نہیں کیے جاتے ۔ جس بچے کی پرورش نہ کی جائے اس کو پیدا کرنے کی کوشش کرنا میرے خیال میں بہت بڑا غیر ذمہ دارانہ فعل ہے اس لیے

میری گزارش ہے کہ یہ سٹسٹکس دیکر ہمیں نہ بہلایا جائے اور actual پودوں کو لگایا جائے اور ان کی حفاظت کا کوئی انتظام کیا جائے۔ ان کو حفاظت سے پالنے کا کوئی بندوبست کیا جائے اس لیے کہ ملک کا سرمایہ خرچ بھی ہوتا ہے اور وہ پودے لگائے بھی جاتے ہیں مگر ان پودوں کی حفاظت نہیں کی جاتی۔ نتیجے کے طور پر ملک لکڑی کی کمی اور آکسیجن کی کمی کا شکار ہوتا ہے اور سیم و تھور جو بڑھتی ہے وہ بھی ان پودوں کی کمی کی وجہ سے ہے۔ جناب والا! میری درخواست ہے کہ ان کی پرورش کا کیا انتظام ہے۔

**جناب اشفاق شاہد :** اس بارے میں عرض ہے کہ کوئی محکمہ پلانٹیشن پلاننگ پر عمل کر رہا ہے تو کرنے دیجیے۔

**وزیر جنگلات شکاریات :** معزز رکن نے جس خیال کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے اعداد و شمار سے اختلاف کیا ہے کہ یہ اعداد و شمار درست نہیں ہیں۔ تو اس بارے میں میں عرض کرتا ہوں کہ یہ تو محض ان کی رائے ہے اس کے متعلق تو وہ کوئی واضح ثبوت نہیں دے سکتے کہ کہاں تک یہ اعداد و شمار غلط ہیں لیکن مجھے اس حد تک ان کے اس خیال سے اتفاق ہے کہ بسا اوقات ان پودوں کے لگانے کے بعد کوتاہی ہوتی ہے غفلت برتی جاتی ہے اور یہی وجہ ہے کہ ان پودوں کی کافی پرسینٹیج کامیاب نہیں ہوتی۔ محکمہ کی کوشش یقیناً یہی رہی ہے کہ انتہائی محدود وسائل کے باوجود ان کی پرورش کی جائے۔ جو پودے لگائے جائیں اور جن پر اتنا کثیر سرمایہ خرچ ہوا ہو کسی کی خواہش نہیں ہوتی کہ وہ سرمایہ اس طرح ضائع ہو جائے اور وہ جو پودوں پر اتنا خرچ کیا گیا ہو وہ اس طرح ضائع ہو جائے۔ کوشش یقیناً کی جاتی ہے لیکن مجھے ان کے اس خیال سے اتفاق ہے کہ بعض جگہوں پر ہمارے کارکنوں کی طرف سے غفلت کی وجہ سے بھی ایسا ہو سکتا ہے کہ وہ پرورش صحیح معنوں میں نہیں کر سکے اور اس وجہ سے وہ پودے کامیاب نہیں ہو سکے لیکن جناب والا! حتی الامکان

کوشش کی جاتی ہے کہ جن پودوں کے لگانے میں اتنا کثیر سرمایہ صرف ہو رہا ہے ان پودوں کو کامیاب کرنے کی کوشش کی جائے۔ میں ان کی اس تشویش کی قدر کرتا ہوں اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کریں گے کہ پودوں کی کامیابی کی شرح کو بڑھایا جائے۔

**چودھری ظہیر احمد تاج :** جناب چیئرمین ! گزارش یہ ہے کہ سڑکوں کے کناروں پر جو موجودہ نرسریاں ہیں ان کے لگانے کا طریقہ محکمہ جنگلات نے وضع کیا ہے ان پر خار دار تاریں بھی نظر آتی ہیں۔ کیا شوریلی زمینوں پر شہروں کے نزدیک نرسریوں کا تعین کرنے کا طریقہ کار آپ کے مشورہ سے کیا گیا ہے کیونکہ اس سے سو فیصد نرسریوں کے ضائع ہونے کا احتمال ہے۔

**وزیر جنگلات و شکاریات :** جناب والا ! میں اس بارے میں عرض کرتا ہوں کہ مختلف ادارے ان نرسریوں کو کامیاب کر رہے ہیں اور مختلف ادارے پودے لگا رہے ہیں۔ جو سوال کیا گیا ہے وہ محکمہ جنگلات کے بارے میں ہے محکمہ جنگلات کی علیحدہ نرسریاں ہیں۔ علیحدہ منصوبے ہیں اور جو مختلف ادارے ہیں وہ اپنے اپنے دائرہ کار میں پودوں کے لگانے کی مہم شروع کیے ہوئے ہیں۔ لاہور بلدیہ بھی اپنے ایک منصوبے کے تحت سڑکوں پر شجر کاری کر رہا ہے اور ان کا یہ کام جاری ہے اس کے لیے بلدیہ لاہور سے رجوع کیا جا سکتا ہے اگر ان کے خیال میں کوئی ایسی نرسری جو کہ محکمہ جنگلات کی طرف سے لگائی گئی ہو وہ ان کے مطابق موزوں نہ ہو تو اس کی یہ نشاندھی کر سکتے ہیں۔

**چودھری ظہیر احمد تاج :** جناب والا ! ہوتا یہ ہے کہ مین ملتان روڈ پر جس پر صبح سے لے کر شام تک ٹریفک ہے۔ آپ ملتان سے آب رانا تک آئیے وہاں سے تقریباً بیس میل کے فاصلے پر ایک نرسری لگائی گئی ہے

جس میں نرسری کا کوئی وجود نظر نہیں آتا ۔ دو تین مہینے کے اندر خار دار تاریں اب باقی رہ گئی ہیں ۔ میرے عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس کی انکوائری hold فرمائیے اور اس کے متعلق کوئی طریقہ کار وضع کیا جائے ۔ سڑکوں پر اس میں کوئی شک نہیں کہ درختوں کی ضرورت ہے نرسریوں کی ضرورت نہیں ہے نرسریاں ایسی جگہوں پر ہونی چاہییں جو انتہائی محفوظ ترین جگہ ہو ۔

**وزیر جنگلات و شکاریات :** جناب والا ! میں معزز رکن سے عرض کروں گا کہ آپ اپنی تجویز تحریری طور پر بھجوا دیں ہم انشا اللہ آپ کی تجویز پر غور کرنے کی کوشش کریں گے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اس کو دیکھ لیا جائے گا کہ واقعی آپ کی بات کس طرح سے ہے ۔

**جناب اشفاق شاہد :** اس ضمن میں میری عرض ہے اگر اجازت ہو ۔ اس مسئلے میں میں بڑا پریشان ہوں ۔ جناب والا ! لکڑی خریدنے کے لیے میں بازار گیا ۔ میں نے محکمہ جنگلات سے بھی رجوع کیا ۔ جو لکڑی وہ نیلام کرتے ہیں مثال کے طور پر سرکاری طور پر جو لکڑی نکلتی ہے وہ 120 روپے فی مکعب فٹ کے حساب سے ہے لیکن جب میں شاہ عالمی گیا تو وہ 65 روپے فی مکعب فٹ مل رہی تھی ۔ اس پر میں نے تحقیقات کی تو مجھے معلوم ہوا محکمہ جنگلات سے 60 فیصد لکڑی چوری ہو جاتی ہے ۔ اول تو جو کچی لکڑی ہوتی ہے جو کچے درخت ہوتے ہیں وہی کاٹ لیے جاتے ہیں ۔ جو لکڑی بک جاتی ہے جو نیلامی وغیرہ سے آتی ہے تو وہاں سے اگر سرکاری قیمت 120 روپے تھی تو مارکیٹ میں 65 روپے کس طرح مل سکتی ہے لہذا اس چوری پر بھی کچھ غور ہونا چاہیے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** ٹھیک ہے آپ کی تجویز نوٹ کر لی گئی ہے متعلقہ محکمہ نے میرے خیال میں سن بھی لیا ہوگا کہ اس کا کیا سدباب ہو سکتا ہے ۔

## لاہور ملک پلانٹ کی کارکردگی

263 ۔ میاں محمد منیر : کیا وزیر امور پرورش حیوانات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت نے ''یونیسف'' کے تعاون سے عوام کو معیاری دودھ اور مکھن فراہم کرنے کے لیے ''لاہور ملک پلانٹ'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کیا تھا ۔

(ب) کیا متذکرہ پلانٹ جن مقاصد کے پیش نظر قائم کیا گیا تھا ان سے عہدہ برآ ہو رہا ہے ؟

**وزیر امور پرورش حیوانات** (ملک اللہ یار خان) : (الف) جی ہاں ! لاہور ملک پلانٹ ''یونیسف'' اور ''ایف اے او'' کے تعاون سے 1967ء میں مندرجہ ذیل مقاصد کی تکمیل کے لیے وجود میں آیا ۔ اہالیان لاہور کے دودھ و مکھن کی ضروریات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حفظان صحت کے اصولوں کے تحت مصفیٰ اور معیاری سستا دودھ فراہم کیا جائے اور دودھ و مکھن کی قیمتوں کو عام سطح پر ملک کے مفاد کے مطابق مستحکم رکھا جائے ۔

(ب) جی ہاں ! مذکورہ بالا مقاصد کی تکمیل کے لیے ''لاہور ملک پلانٹ'' عرصہ پندرہ سال سے کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے لیکن ''ملکو'' اور ''ملک پیک'' کے وجود میں آنے کے بعد ملک پلانٹ کی کارکردگی متاثر ہوئی ۔ چونکہ یہ ادارے جراثیم سے محفوظ دودھ تیار کرکے ٹیٹرا پیک میں مہیا کرتے ہیں اور یہ دودھ دو سے لے کر تین ہفتہ تک خراب نہیں ہوتا ۔ حالانکہ ''لاہور ملک پلانٹ'' کے دودھ کا معیار ان غیر سرکاری اداروں کی

نسبت بہتر و اعلیٰ ہے لیکن مصفیٰ ہونے کے باوجود یہ دودھ عام حالات میں صرف چھ سے آٹھ گھنٹے تک قابل استعمال رہتا ہے۔ لہذا عوام کی دلچسپی ملکو اور ملک پیک کے تیار کردہ دودھ کی طرف مائل ہوگئی ہے۔ اس لیے کہ وہ اس دودھ کو آسانی کے ساتھ دو سے لے کر تین ہفتہ تک استعمال کر سکتے ہیں۔ چونکہ ہمارے ملک کی اکثریت فریج اور ڈیپ فریزر کی سہولتوں سے محروم ہیں۔ لہذا ہمارا دودھ عام دکاندار بھی لینا پسند نہیں کرتے۔

مذکورہ بالا حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل اقدامات کیے جا رہے ہیں تاکہ لاہور ملک پلانٹ کو غیر سرکاری اداروں کے مقابلے میں لایا جا سکے۔

شہریان لاہور کے لیے جراثیم سے پاک دودھ ٹیٹرا پیک میں مہیا کرنے کے لیے لاہور ملک پلانٹ کو عالمی بنک کے تعاون سے جدید تقاضوں کے مطابق بنایا جا رہا ہے اور مستقبل قریب میں نئی مشینری لگائی جا رہی ہے جس کے لیے ٹھیکہ دیا جا چکا ہے اور اگلے ماہ سے کام کا آغاز ہو جائے گا اور تقریباً ایک سال کے اندر یہ کام مکمل ہو جائے گا اور ملک پلانٹ کی پیداواری صلاحیت پندرہ ہزار (15000) لیٹر سے بڑھ کر اسی ہزار (80000) لیٹر ہو جائے گی اور اور اس کا پیدا کردہ دودھ بھی دو سے تین ہفتے تک خراب نہیں ہوگا۔

جناب قائم مقام چیئرمین : اس کے متعلق آپ کچھ مزید معلومات چاہیں گے۔

میاں محمد منیر : جناب والا ! میں یہ اطلاع چاہوں گا کہ جو ایف۔ اے۔ او نے ہمیں قرضہ دیا ہے اس کا سود کتنا ہے اور ملک پلانٹ کیا

اس کا متحمل ہے کہ اس سود کو ہی pay کر سکے ۔ آج تک قرضہ قوم pay کرتی ہی جا رہی ہے اور ملک پلانٹ پلاننگ کی شکل میں ورک کر رہا ہے ۔ میری ذاتی انفارمیشن جو غلط ہو سکتی ہے لیکن جو پرائیویٹ ملک پلانٹس ہیں ان کی ساز باز سے لاہور ملک پلانٹ جو کہ گورنمنٹ کا ادارہ ہے اس کو فیل کیا گیا ہے ۔

**وزیر امور پرورش حیوانات** (ملک اللہ یار خان) : جناب والا ! مجھے معزز رکن کے اس خیال سے اتفاق نہیں ہے وہ اس لیے کہ اس ادارے کے زیادہ کامیاب نہ ہونے کی وجہ بلکہ اگر میں یہ کہوں مقابلتاً دوسرے جو نجی ادارے ہیں ملک پلانٹ ہیں ان کے مقابلے میں زیادہ کامیاب ہونے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اس کو دانستہ طور پر فیل کرنے کی کوشش کی گئی ۔ حقیقت یہ ہے جس کی وضاحت میں نے اپنے جواب میں کی ہے ۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اس پلانٹ کے پاس ایسا کوئی طریقہ کار نہیں تھا کہ وہ دودھ کو ایسی صورت میں بند کرتا ۔ پیکجز میں یا بوتلوں میں کہ وہ کچھ دنوں تک رہ سکتا ۔ لوگوں کو سہولت میسر آ سکتی کہ وہ دودھ کو چار پانچ روز تک اپنے پاس رکھ سکتے ہیں لیکن نئے ملک پلانٹ جو نجی ادارے میں قائم کیے گئے ہیں ۔ انھوں نے پلانٹ میں اس بات کی بھی ضرورت کو محسوس کیا کہ ایسے پیکجز بنائے جائیں تاکہ بغیر فریج اور کولڈ سٹوریج کے دودھ آٹھ ، پانچ یا چھ سات روز تک رہ سکے وہ خراب نہ ہونے پائے ۔ یہی ایک وجہ تھی ۔ جس وقت سے لوگوں کا رجحان اس طرف ہوا اور ان لوگوں کو جن کے پاس فریج یا کولڈ سٹوریج کی سہولتیں میسر نہیں ہیں وہ لوگ یقیناً جو نئے ملک پلانٹ نجی ادارے میں قائم کیے گئے وہاں سے دودھ خریدنا زیادہ پسند کرتے تھے اور کرتے ہیں اور اسی لیے اس کی جو مانگ ہے وہ کم ہو گئی ہے ۔ اسی ضرورت کے پیش نظر یہ محسوس کیا گیا کہ اس پلانٹ میں بھی اسی قسم کے پلانٹ کا حصہ جو ہے وہ لگا دیا جائے تاکہ ہم اس ضرورت کو پورا کرنے کے

قابل ہو جائیں اور لاہور کا عام شہری یہ دودھ خرید کر چار پانچ اور آٹھ روز تک بغیر فریج یا کولڈ سٹوریج کے رکھ سکے۔

جناب والا! جہاں تک اس پلانٹ کی feasibility کا تعلق ہے یا سود کا تعلق ہے میں معزز رکن کی خدمت میں یہ گزارش کرتا ہوں۔ وہ بہت تجربہ کار رکن ہیں ہمیشہ جب کبھی کسی بیرونی ممالک یا کسی ادارے سے قرض حاصل کیا جاتا ہے تو وہ قرضہ اس وقت دیتے ہیں جس وقت وہ کسی خاص کام کی feasibility کے بارے میں ان کو یقین ہو جائے بلکہ ایسا ہوتا ہے کہ بسا اوقات ہماری مرضی کے خلاف وہ اپنے اپنے نمائندے اپنے اپنے ماہرین یہاں بھیجتے ہیں جو یہاں آ کر ان منصوبوں کا صحیح طور پر جائزہ لیتے ہیں اور اگر ان کی رائے میں وہ منصوبہ قابل عمل ہو اور قابل منافع ہو تو اس منصوبہ کے لیے منظوری دیتے ہیں اور اسی منصوبہ کے لیے وہ قرض بھی دیتے ہیں۔ ایسے کبھی نہیں ہوا کہ ان کے خیال میں اگر کوئی منصوبہ منافع بخش نہ ہو اس کے لیے انہوں نے قرض دے دیا ہو اور ظاہر ہے جب ہم کوئی منصوبہ بناتے ہیں اور کسی بیرونی ادارے سے ہم قرض حاصل کرتے ہیں تو ہماری کوشش یہی ہوتی ہے کہ ہم ایسا منصوبہ بنائیں جو کہ منافع بخش ہو جو کہ اصل قرض واپس کرنے کے ساتھ ساتھ ہم اس قابل بھی ہوں کہ ہم سود بھی ادا کر سکیں۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** فاضل ممبران کی اطلاع کے لیے میں عرض کروں گا کہ پہلے سے طے شدہ وقت کے مطابق ساڑھے دس بجے تک وقفہ سوالات تھا۔ اس کے بعد ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی لاہور شہر کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے والے تھے۔ اب یہ وقت بڑھا 11 بجے تک کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو سوالات 11 بجے تک مکمل ہو جائیں گے ان کو ہم take up کر لیں گے اس لیے خیال رہے کہ متعلقہ سوالات جو ہیں ان کو وقت کی مناسبت سے لیا جائے اور ضمنی سوالات بھی اسی کے حلقے میں رکھے جائیں۔

## ضلع اٹک کے لیے صنعتی ترقیاتی منصوبے

**176 - میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع اٹک میں صنعتوں کی کمی انتہائی شدت سے محسوس کی جا رہی ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے مذکورہ ضلع میں ٹیکس فری انڈسٹریز قائم کرنے کے لیے تجاویز و سفارشات وفاقی حکومت کو ارسال کر دی ہیں - اگر ایسا ہے تو اس ضمن میں کیے گئے اقدامات کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے ؟

**وزیر صنعت و معدنی ترقیات (ملک اللہ یار خان) :** (الف) یہ حقیقت ہے کہ ضلع اٹک صوبہ کے بعض دوسرے اضلاع کے مقابلے میں صنعتی لحاظ سے نسبتاً کم ترقی یافتہ ہے -

(ب) ضلع اٹک میں اس وقت درآمد شدہ مشینری پر 50 فیصد درآمدی ڈیوٹی معاف ہے - مزید برآں صوبائی حکومت نے وفاقی حکومت کو درخواست کر رکھی ہے کہ اس سلسلہ میں 100 فیصد درآمدی ڈیوٹی معاف کی جائے اور پانچ سال تک انکم ٹیکس کی چھوٹ دی جائے - یہ معاملہ وفاقی کابینہ کے اجلاس منعقدہ ماہ نومبر سن 1981ء بمقام لاہور میں بھی پیش کیا گیا تھا اور اس وقت یہ معاملہ وفاقی حکومت میں زیر غور ہے -

**میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** جناب چیئرمین ! میری درخواست یہ ہے پہلے بھی جیسا کہ میرے سوال سے ظاہر ہے اور جواب سے بھی کہ وہاں انڈسٹری کی بہت کمی ہے اور ایک جو لگ چکی ہے وہ بھی

ڈیڑھ سال سے بالکل بند ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ انڈسٹریز کے سلسلے میں جو اس علاقہ کے لیے قائم کی گئی ہے ڈیڑھ سال سے جو لوگ کام کرنے والے ہیں جنھوں نے مل کی خرید داری کی ہوئی ہے ان کا بھی حرج ہو رہا ہے۔ ملکی ضیاع ہو رہا ہے۔ اس بندوبست فرمایا جائے۔

وزیر صنعت : جناب والا ! جیسا کہ میں نے جواب میں عرض کر دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ضلع صنعتی لحاظ سے بہت پسماندہ ہے لیکن معزز رکن کو یہ بھی علم ہے کہ حکومت کی طرف سے تمام ایسی صنعتوں کے لیے جو صنعتیں دو کروڑ روپے کی لاگت تک لگائی جا سکتی ہیں ان کے بارے میں کسی کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ تمام صنعت کار اور تمام لوگ جو نجی شعبہ میں صنعتیں لگانا چاہیں وہ لگا سکتے ہیں۔ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کریں تاکہ جو صنعت کار اور سرمایہ کار ہیں وہ نجی شعبہ میں صنعتوں کو فروغ دینے کے لیے آگے آئیں اور اس لیے ہماری یہ کوشش ہے کہ جتنے پسماندہ علاقے ہیں ان کو بعض ایسی مراعات فراہم کی جائیں تاکہ جو سرمایہ دار صنعت کار حضرات ہیں وہ صنعتیں لگائیں۔

جیسا کہ ڈیرہ غازی خان میں حال ہی میں جناب گورنر صاحب اور جناب صدر محترم کے کرم سے وہاں ڈیوٹی بھی معاف کر دی گئی ہے۔ پانچ سال کے لیے ٹیکس ہالی ڈے بھی دیا گیا ہے اسی طرح خوشاب اور بھکر سے بھی مرکزی حکومت کی طرف سے ٹیکس کی چھوٹ پانچ سال کے لیے دی گئی ہے۔ ہم نے ضلع اٹک اور جہلم کے لیے بھی دوسرے جو پسماندہ علاقے ہیں ان کے لیے بھی مرکزی حکومت سے گزارش کر رکھی ہے۔ پچھلے نومبر میں جب صدر محترم یہاں تشریف لائے تھے اس وقت بھی جناب گورنر صاحب نے خود خصوصی طور پر توجہ دی اور ان سے گزارش کی گئی عرض کی گئی کہ ہمیں ان پسماندہ علاقوں کے لیے ٹیکس میں رعایت دیں اس وقت بھی ہماری کوشش ہے اور ہم مرکزی حکومت سے بدستور رابطہ رکھے ہوئے

ہیں ۔ ہماری کوشش ہے کہ وہ پسماندہ علاقے جن میں ضلع اٹک بھی شامل ہے وہاں ڈیوٹی فیس اور ٹیکس کی چھوٹ دی جائے تاکہ سرمایہ کاری کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی ہو سکے ۔

**میجر (ریٹائرڈ) حاجی ملک محمد اکبر خان :** جناب والا ! اس ضمن میں میں تھوڑی سی اور عرض کروں گا ، کیونکہ اگر وہاں لوگ اتنے امیر ہوتے کہ خود صنعت لگا سکتے تو شائد یہ کام کافی عرصے سے ہو چکا ہوتا ۔ جس صنعت کے بارے میں میں نے ذکر کیا ہے وہ وہاں کے ایک مقامی صاحب نے لگائی تھی ۔ لیکن اس کی جو حالت ہوئی ۔ میں نے آپ سے گزارش کی اور حکومت کے علم میں ہے اور یہ ٹیکس فری ڈیوٹی کا جو معاملہ ہے یہ دو سال سے چل رہا ہے ۔ تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ صوبائی حکومت کی سفارش پر صرف اٹک ضلع کے لیے کیوں مرکزی حکومت نے اتنی سختی کی ہوئی ہے کہ وہاں سے یہ رعایت نہیں مل سکتی ۔

**وزیر صنعت :** جناب والا ! یہ صرف ضلع اٹک ہی نہیں ، بلکہ اور بھی ایسے پس ماندہ علاقے ہیں جن کے بارے میں حکومت کو یہ فیصلہ کرنا ہے اور فیصلہ کرتے وقت بہت سی باتوں کو پیش نظر رکھنا ہوتا ہے ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ باتیں یا وجوہات ہمارے نزدیک زیادہ وزنی ، زیادہ ٹھوس نہ ہوں ۔ لیکن بہر حال فیصلہ انہیں اپنے خیال کے مطابق کرنا ہے ۔ لیکن میں معزز رکن کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک اس اٹک ٹیکسٹائل ، جو کہ جنڈ میں لگی ہوئی ہے اور کام نہیں کر رہی ، ہم اس ضمن میں کوشش کر رہے ہیں اور اس مل کے مالکان سے رابطہ قائم کیا ہوا ہے اور ہماری کوشش ہے کہ وہ جلد از جلد اس مل پر کام شروع کر دیں ۔

علاوہ اس کے میں ان کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ہم ضلع اٹک میں ایک سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے قیام کے لیے بھی

ایک تجویز پر غور کر رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ چھوٹی صنعتوں کو فروغ دینے کے لیے اقدامات کرنے زیادہ ضروری ہیں ۔ بجائے اس کے کہ ہم زیادہ سے زیادہ توجہ بڑی صنعتوں کی طرف دیں ۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ چھوٹی صنعتوں کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں اور جو عام لوگ ہیں ، جو محدود وسائل کے لوگ ہیں ، کاشت کار ہیں ، ٹریڈرز ہیں ، وہ اس میں حصہ لے سکیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ صنعتی ترقی میں حصہ لے سکیں ۔ اس وقت حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ ہم ہر ضلع میں تحصیل کی سطح پر ، قصبے کی سطح پر کوشش کر رہے ہیں کہ وہ تمام سہولتیں انہیں مہیا کر دیں تاکہ وہ لوگ جو کہ بڑی بڑی صنعتوں کے لیے سرمایہ کاری نہیں کر سکتے ، ان کے محدود وسائل ہیں اور ان میں کاشت کار بھی آتے ہیں وہ بھی ان چھوٹی اور گھریلو صنعتوں کی طرف توجہ دیں اور وہاں صنعتیں لگانے کے لیے کوشش کریں ۔

**چودھری محمد صدیق سالار :** جناب ! جس طرح پنجاب میں چھوٹے زمینداروں کے لیے صنعتیں لگانے کے لیے مہربانی فرما رہے ہیں ، وہاں ایک بات کا بھی خیال ضرور رکھا جائے کہ صنعت وہاں لگائی جائے جہاں سے پانی کا اخراج بھی ہو ۔ پانی مل بھی سکے اور گندہ پانی خارج بھی ہو سکے ۔ فیصل آباد میں تو پانی کے اخراج نے تباہیاں پھیلا دی ہیں ۔ جہاں چاہا انڈسٹری لگا دی اور پانی نکالنے کے لیے کوئی انتظامات نہیں ہیں ۔ اس لیے جہاں بھی آپ صنعتیں لگائیں ، پانی کا انتظام ضروری رکھیں ۔

**جناب سلطان علی چودھری :** میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا جیسا کہ ضلع اٹک کے چیئرمین صاحب نے کہا ہے ، یہ حقیقت ہے کہ گاؤں میں ، یا چھوٹے قصبے میں جو زمیندار ہیں ، ان کے پاس بالکل سرمایہ نہیں ہے کہ وہ انڈسٹری لگا سکیں اور نہ ہی ان کے پاس ٹیکنیکل knowhow ہے ۔ تو بہتر یہ ہوگا کہ اگر حکومت واقعی گاؤں یا مرکز کو انڈسٹریلائز کرنا چاہتی ہے تو پی ۔ آئی ۔ ڈی ۔ سی کے پیٹرن کے اوپر رورل انڈسٹریز

کے لیے بھی ایک کارپوریشن بنائے جو کہ ان چھوٹی چھوٹی صنعتوں کا قیام کرے اور پھر اس کو disinvestment کرے ۔ اگر حکومت واقعی کام یہ کرنا چاہتی ہے تو اسی طریقے سے یہ انڈسٹری لگ سکے گی ، ورنہ نہیں ۔

## ٹیکس سے مستثنیٰ صنعتی علاقہ کا قیام

243 ۔ **جناب اے قیوم بھٹی** : کیا وزیر صنعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ملک بھر میں بالعموم ایسے علاقہ جات کو صنعتی علاقہ جات اور ٹیکس سے مستثنیٰ زون قرار دیا جا رہا ہے جہاں تمام بنیادی سہولتیں میسر ہیں اور وہ بڑے شہروں کے قریب ہیں اور تمام متعلقہ حکام اس حکمت عملی کی سختی سے پیروی کر رہے ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس حکمت عملی کے مطابق تحصیل پتوکی اور ضلع شیخوپورہ کو بھی ٹیکس سے مستثنیٰ علاقہ قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

**وزیر صنعت و معدنی ترقیات** (ملک اللہ یار خان) : (الف) جی نہیں ۔ ایسی کوئی عمومی پالیسی زیر عمل نہیں ہے ۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کے پیش نظر سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : اس جواب سے آپ کو کوئی مزید انفرمیشن چاہیے؟ اگر آپ جواب سے مطمئن نہیں ہیں اور مزید کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو فرمائیں ۔

**جناب اے ۔ قیوم بھٹی** : وزیر صاحب کے جواب سے مجھے اتفاق نہیں

ہے - میں نے ان کی توجہ ایک حقیقت کی طرف دلائی تھی ، انھوں نے اس کو side track کیا ہے ، اس سے انکار کر دیا ہے - اب میں اس کو recast کر دیتا ہوں : کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ باقی تین صوبوں میں developed areas کو ٹیکس فری زون اور ٹیکس ہالیڈے زون ڈیکلیر کیا گیا ہے جس میں دریائے کابل کے دونوں طرف اٹک سے لے کر پشاور کا علاقہ ہے -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ اپنے صوبے ، پنجاب کی بات کریں -

**جناب اے - لیوم ہوئی :** نہیں جناب - پورے کنٹیکٹ میں آپ دیکھیں! جہاں تک کراچی کا تعلق ہے ، اس کے ساتھ سب ایک نیا علاقہ ڈویلپ ہو رہا ہے جو بلوچستان میں ہے - جہاں تک سندھ کا تعلق ہے ، حیدر آباد اور سکھر میں بھی علاقے ٹیکس ہالیڈے زونز ڈیکلیر کیے گئے ہیں - اب یہ علاقے وہ نہیں جو پس ماندہ ہیں ، بلکہ وہ علاقے ہیں جو ترقی یافتہ ہیں - کیا آپ اس سے انکار کر رہے ہیں؟

**وزیر صنعت :** جہاں تک ان علاقوں کا تعلق ہے ، جن کا ذکر معزز رکن نے کیا ہے ، مجھے ان سے اتفاق ہے کہ وہ علاقے پس ماندہ نہیں ہیں - بالخصوص سندھ میں بعض ایسے علاقے ہیں جو کافی ترقی یافتہ ہیں - اور وہاں یہ سہولتیں میسر ہیں - لیکن یہ خیال بھی رکھا جائے کہ کراچی کے نزدیک جو علاقہ ہے ، وہ بلوچستان کی حدود میں آتا ہے - لیکن چونکہ کراچی کے بہت نزدیک ہے ، اس لیے یہ کہا جا سکتا ہے کہ انتہائی ترقی یافتہ علاقے میں صنعتیں لگائی جا رہی ہیں - لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ علاقہ بلوچستان کے علاقے میں ہیں - جہاں تک سکھر یا کسی اور علاقے کا تعلق ہے ، ہو سکتا ہے کہ فرنٹیئر میں بھی اس قسم کی سہولتیں ہوں - تو اس ضمن میں جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم ان علاقوں کی طرف زیادہ توجہ دیں جو اس وقت

پس ماندہ ہیں - ہر علاقے کی ، ہر صوبے کی اپنی ضروریات ہیں ، اپنی پالیسیاں ہیں ، اپنے منصوبے ہیں ، ان کے مطابق انہوں نے ان منصوبوں پر ، اپنی پالیسی پر عمل پیرا ہونا ہے اور اس کے مطابق ہی انہوں نے مختلف علاقوں میں ، خواہ وہ ترقی یافتہ ہیں ، خواہ غیر ترقی یافتہ ، انہوں نے صنعتیں لگائی ہیں - لیکن جہاں تک حکومت پنجاب ، صوبہ پنجاب کا تعلق ہے ، ہم نے اپنے خصوصی حالات کے پیش نظر ایک پالیسی مرتب کرنی ہے - اور جو پالیسی ہم نے مرتب کی ہوئی ہے ، وہ یہ ہے کہ ہم سب سے پہلے ان علاقوں کی طرف توجہ لائیں جو کہ پس ماندہ ہیں - اور ان علاقوں کے لیے ہم ٹیکسوں کی چھوٹ اور امپورٹ ڈیوٹی کے لیے مرکزی حکومت سے درخواست کریں - جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ، ہم نے وہ درخواست کر رکھی ہے -

**وزیر مالیات ، آب کاری و محصولات** (جناب محمد نواز شریف) : جیسا کہ آپ کو بھی علم ہے ، ڈیرہ غازی خان کے علاقے میں حکومت نے ٹیکس فری زون قرار دیا ہے - اس میں میں سمجھتا ہوں کہ وہاں جو infrastructural facilities ہیں وہ بھی وفاقی حکومت کو ، جو کہ وفاقی حکومت کے تحت آتی ہیں ، ان کو provide کرنا چاہیے - تاکہ اگر کسی علاقے کو ٹیکس فری زون یا ٹیکس ہالیڈے وہاں پر ڈیکلیر کیا جائے ، اس کا صحیح معنوں میں فائدہ اٹھایا جائے - جب تک وہاں پر وہ infrastructural facilities قائم کی جائیں ، جب تک وہ سہولتیں وہاں available ہوں ، اس وقت تک ٹیکس ہالیڈے کی موت ہی ختم ہو جاتی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس بات کو بھی پیش نظر رکھ کر صوبائی حکومت کو وفاقی حکومت سے اس بات کی درخواست کرنی چاہیے کہ infrastructural facilities جلدی سے provide کریں اور جہاں پر infrastructural facilities دستیاب ہیں ان علاقوں میں بھی ٹیکس کی تھوڑی بہت چھوٹ ضرور دینی چاہیے -

**میاں تجمل حسین :** میں بھی اسی موضوع پر عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ مجھے بھی جناب وزیر خزانہ سے اتفاق ہے ۔ مگر چونکہ پنجاب ایک بہت بڑا صوبہ ہے ۔ پنجاب میں بے شمار ایسے علاقے ہیں جو کہ بہت ہی ترقی پذیر ہیں ۔ تو اس لیے ہم نے آپ کی خدمت میں اس سے پیشتر بھی گزارش کی تھی کہ وہ تحصیلیں جو کہ کئی ضلعوں میں بالکل ہی غیر ترقی یافتہ ہیں ان علاقوں میں بھی وفاقی حکومت سے کسی طرح اجازت لے کر دیں کہ وہاں پر بھی ٹیکس کی چھوٹ ہو سکے ۔ اس سلسلے میں ایک کمیٹی کے لیے درخواست کی گئی تھی کہ وہ تمام statistics اکٹھے کرے تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہ کون کون سے علاقے ہیں جو کہ ہمارے صوبے میں پس ماندہ ہیں ، جہاں ہم ٹیکس کی کی چھوٹ دے سکتے ہیں اور تمام دنیا میں یہ ایک رائج طریق کار ہوگیا ہے کہ جہاں پر incentives دیں گے ، وہاں انڈسٹریاں لگ سکتی ہیں ۔ جیسا کہ ابھی میرے دوست نے بتایا ہے کہ اٹک سے لے کر پشاور تک دونوں علاقے انھوں نے کر دئیے ہیں ، کسی دوسرے صوبے نے کر دئیے ہیں ۔ وہ انھوں نے اپنے صوبے کی بہتری کے لیے کیا ہے ۔ تو ہماری حکومت پنجاب کو بھی چاہیے کہ اس چیز پر غور کر کے خود پنجاب کے عوام کے لیے جو بہتر ہو سکے ، وہ کیا جائے ۔ شکریہ ۔

**جناب اے ۔ قیوم بھٹی** (صدر ، لاہور چیمبرز آف کامرس و انڈسٹریز) : جہاں تک پس ماندہ علاقوں کی ترقی کا سوال ہے یہ ہمارا فرض ہے کہ ان کو ڈویلپ کریں جہاں تک انڈسٹری کا تعلق ہے اس سلسلے میں ہمارے کچھ فرائض ہیں جن کو ہمیں پورا کرنا چاہیے جیسے وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ آپ انڈسٹریز کو اس وقت تک ڈویلپ نہیں کر سکتے ۔ جب تک آپ کے پاس infrastructure نہ ہو ۔ اگر آپ ایسا علاقہ tax holiday zone declare کر دیتے ہیں جہاں infrastructure نہیں ہے ۔ وہاں انڈسٹری نہیں لگ سکتی ۔ اس علاقے کو ترقی دینے کے لیے کوئی structure بنائیں تاکہ وہاں انڈسٹری چلی جائے ۔ لیکن mean time

آپ اتنا انتظار نہیں کر سکتے کہ چار پانچ سال تک انڈسٹری نہ لگے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ ایسے علاقے جہاں facilities available ہیں ان کو tax free zone declare کریں۔ جیسے میں آپ کو identify کرتا ہوں۔ آپ پتوکی کو کر سکتے ہیں۔ شیخوپورہ کو کر سکتے ہیں۔ سرگودھا کو کر سکتے ہیں جہاں facilities ہیں جہاں لوگ انڈسٹری لگانے کو تیار ہیں۔ سیالکوٹ کی طرف آپ جا سکتے ہیں۔ اگر کوئی سیکورٹی اس کی مخالفت نہ کرے۔ اس کے متعلق یہ عرض ہے کہ حکومت پنجاب کو بھی اس کو take up کرنا چاہیے۔ کیونکہ اگر باقی کے صوبے اپنے علاقے میں انڈسٹری کو provide کر رہے ہیں تو ہماری سستی کی وجہ سے ہمارے علاقوں کو suffer نہیں کرنا چاہیے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** میرا خیال ہے کہ تجویز معقول ہے۔

**وزیر صنعت :** جناب چیئرمین میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں۔ جہاں تک حکومت کی صنعتی پالیسی کا تعلق ہے اس کے بارے میں میں نے مختصراً وضاحت کی ہے۔ مجھے معزز رکن سے اتفاق ہے کہ ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہیے۔ کہ جہاں جہاں infrastructure موجود ہیں وہاں صنعتوں کے لیے صنعتکاروں کی حوصلہ افزائی کریں۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ صنعتیں لگانے پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ صرف چند صنعتیں restricted list میں آتی ہیں ورنہ کسی صنعت کے لگانے پر کوئی پابندی نہیں۔ آپ ہر جگہ لگا سکتے ہیں۔ جہاں infrastructure موجود ہے۔

اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جن علاقوں میں ٹیکس کی چھوٹ اور امپورٹ ڈیوٹی کی چھوٹ دی گئی ہے وہاں بھی infrastructure موجود ہے۔ اور اگر آپ صنعتیں لگانا چاہتے ہیں وہاں یہ سہولتیں موجود ہیں۔ تو وہاں بھی آپ لگا سکتے ہیں۔ لیکن یہ ہو سکتا

ہے کہ اتنی سہولتیں میسر نہ ہوں ۔ جتنی لاہور ۔ شیخوپورہ ۔ پتوکی میں ہو سکتی ہیں ۔ مگر infrastructure سہولتیں یقیناً وہاں موجود ہیں ۔ لیکن کوشش یہ ہے کہ اگر ان علاقوں کی ترقی کی طرف توجہ نہ دیں گے اور ان علاقوں کو ٹیکسوں کی چھوٹ نہیں دیں گے تو ظاہر ہے ان علاقوں کی ترقی کبھی بھی نہیں ہو سکتی ۔ لیکن جہاں تک پتوکی یا وہ علاقے جو پہلے ہی سے ترقی یافتہ ہیں کا تعلق ہے وہاں قطعی طور پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔ اور ہمارے ملک کے بہت سے سرمایہ کار اور صنعت کار اس وقت بھی ان علاقوں میں لاہور کے آس پاس شیخوپورہ ۔ ساہیوال ۔ فیصل آباد میں صنعتیں لگا رہے ہیں ۔ اور وہ صنعتیں کامیابی کے ساتھ چل رہی ہیں ۔

**جناب اے ۔ قیوم بھٹی :** جناب والا! مسئلہ صنعت لگانے کی اجازت کا نہیں تھا مسئلہ تو tax holiday کا ہے ۔ شاید یہ آپ کے علم میں ہو کہ شیخوپورہ کے ضلع میں موٹر سائیکل بنتی ہے اور اسمبل صوبہ سرحد میں جا کر ہوتی ہے ۔ کیونکہ وہاں ٹیکس ہالیڈے ہے ۔ یہاں دکھلاوے کے لیے جگہ بنائی گئی ہے موٹر سائیکل وہاں اسمبل ہوتی ہے ۔ اب آپ خود بتائیں کہ یہ کیا صوبے کے ساتھ انصاف ہو رہا ہے؟ یہ ٹیکس ہالیڈے نہ ہونے کی وجہ سے ہے آپ اعداد و شمار اکٹھے کر کے دیکھ لیجیے ۔ ملک کے تمام صوبے صنعتوں میں ترقی کر رہے ہیں ۔ پنجاب کا صوبہ پیچھے ہے ۔ صوبہ پنجاب میں اب sick industry کی تعداد دوسرے صوبوں کی نسبت زیادہ ہے ۔ اس لیے میرا خیال ہے ۔ صوبہ پنجاب کی حکومت سنٹرل حکومت کے ساتھ وزن پوری طرح pull نہیں کر رہی ہے ۔ جس کی وجہ سے ہمارے ساتھ اچھا سلوک نہیں ہو رہا ۔ جو سلوک صوبہ سرحد ۔ صوبہ سندھ اور بالخصوص بلوچستان کے ساتھ ہو رہا ہے ۔ یہ ظلم کی بات ہے کہ موٹر سائیکل یہاں بنے اور اسمبل وہاں ہو ۔ کیونکہ وہ علاقہ ٹیکس ہالیڈے ہے ۔ اس طرح کی ہم آپ کو کئی مثالیں دے سکتے ہیں ۔ آپ فرماتے ہیں

کہ پس ماندہ علاقوں کو ترقی دیجیے ۔ جب پس ماندہ علاقوں میں فیکٹری لگائی جائیں ۔ یہ ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ محکمہ واپڈا کہتا ہے کہ ہمارے پاس جو پاور ہے وہ کم ہے آپ کو 2 ہزار کلوواٹ چاہیے ۔ وہ یہاں سے دس میل دور ہے دس میل کا بجلی کا تار آپ اپنے خرچ پر لے آئیں اور اس کا خرچہ 15 لاکھ روپے ہوگا ۔ اب آپ بتائیے کیا وہ صنعت وہاں لگ جائے گی ۔ یہی چیز میرے بھائی اٹک کے چیئرمین نے بتائی ہے وہاں صنعت کیوں فیل ہوئی ہے ۔ وہاں کوئی infrastructure نہیں تھا ۔ آپ چاہتے ہیں کہ وہاں صنعت لگ جائے ۔ چاہے وہ فیل ہو ۔ مجھے بتائیں کہ اس کے لگانے کا کیا فائدہ ہے جہاں صنعتیں پنپ نہ سکیں ۔ اس لیے وہاں ضروری اجازت دیں اور اس کو ٹیکس ہالیڈے کر دیں ۔ حکومت پاکستان پر وزن ڈالیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** میرا خیال یہ ہے کہ یہ اتنا vast subject ہے کہ اس کا جواب اس مختصر وقت میں نہیں ہو سکتا ۔ اس کا حل یہ ہے کہ آپ اس کو سبجیکٹ کمیٹی میں لے آئیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمارے متعلقہ سیکرٹری صاحب اور باقی ممبران کی موجودگی میں بیٹھ کر یہ طے کر لیں ۔

**وزیر صنعت :** جناب و معزز رکن نے یہ فرمایا ہے ۔ یہاں بہت سے سرمایہ کار ہیں جو یہاں پرزہ جات بناتے ہیں اس کی اسمبلنگ پشاور میں ہوتی ہے ۔ جو بھی صنعتکار ہیں یہ ان کی اپنی صوابدید پر ہے کہ وہ کراچی بھی لے جا سکتے ہیں وہ ہر اس علاقے میں لے جا سکتے ہیں جہاں ٹیکس کی چھوٹ ہے اور تمام سہولتیں جو انہیں میسر ہیں ۔ لیکن ان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر دوں آپ کے اپنے صوبے میں ایسے علاقے ہیں جہاں ٹیکسوں کی چھوٹ یہ ڈیوٹی کی چھوٹ بھی دی جا چکی ہے ۔ اس کے باوجود اگر ہمارے صنعت کار ان علاقوں کو چھوڑ کر ان علاقوں میں جو زیادہ فاصلہ پر ہیں اپنے پرزہ جات اسمبل کراتے ہیں تو پھر یہ ان کا اپنا خیال ہے ۔

اور ان کی اپنی صوابدید ہے - جہاں تک مختلف علاقوں میں ٹیکسوں کی چھوٹ کا تعلق ہے امپورٹ ڈیوٹی کی چھوٹ کا تعلق ہے - تو میں پہلے بھی واضح طور پر عرض کر چکا ہوں کہ ہم انتہائی کوشش کر رہے ہیں کہ پسماندہ علاقوں کو زیادہ سے زیادہ مراعات اور سہولتیں مہیا کی جائیں وہ اس لیے نہیں کہ فرنٹیر یا سندھ میں وہ سہولتیں میسر ہیں وہ بھی ہمارے بھائی ہیں ہمیں خوشی ہے کہ اگر ہمارے صنعتکار یہاں سے وہاں جا کر سرمایہ کاری کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں بے حد خوشی ہے ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں - وہ بھی اس ملک کا حصہ ہے - اگر وہ حصہ ترقی کرتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارا اپنا حصہ خوشحال ہوگا - ہمیں اس بارے میں قطعی طور پر اس خیال کو پیش نظر نہیں رکھنا چاہیے کہ کوئی پالیسی یا کوئی منصوبہ کسی دوسرے صوبے میں کیسے چل رہا ہے اور یہ خیال کرنا بھی درست نہیں ہے کہ مرکزی حکومت کو صوبہ سندھ سے یا صوبہ سرحد سے زیادہ محبت زیادہ شفقت ہے یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب کے ساتھ ایسی کوئی کد نہیں ہے جیسا کہ معزز رکن نے یہ فرمایا ہے اگر آپ اعداد و شمار لیں اور ہماری صنعتوں کا جائزہ لیں تو میں یہ دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ پنجاب کی صنعتیں تناسب کے لحاظ سے اتنی زیادہ بیمار نہیں ہیں - جتنی دوسرے علاقے کی ہیں - تعداد زیادہ ہوسکتی ہے - چونکہ یہاں صنعتوں کی تعداد زیادہ ہے اس لحاظ سے مجھے اتفاق ہے - لیکن اگر آپ تناسب سے اس کا جائزہ لیں تو میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ان بیمار ملوں کی تعداد تناسب کے لحاظ سے کسی علاقے سے زیادہ نہیں ہے -

**جناب اشفاق شاہد :** جناب چیئرمین ! محترم وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ یہ ان کی صوابدید ہے کہ وہ مینوفیکچر یہاں کریں اور اسمبل وہاں جا کر کریں - کمپنی لاء کے تحت میمورنڈم آرٹیکل کے تحت جو کمپنی تشکیل دی جاتی ہے - اس میں مینوفیکچرنگ کا فری زون ایریا

آتا ہے نہ اسمبلنگ کے لیے ۔ اگر اسمبلنگ کے لیے بنتا ہے تو وہ پشاور میں اجازت لے سکتے ہیں ۔ اگر یہاں کوئی چیز مینوفیکچر ہوتی ہے تو اس کی اسمبلنگ پشاور میں نہیں ہوسکتی ۔ چونکہ انہوں نے وہاں مینوفیکچرنگ کی اجازت لی ہوگی ۔ یہ صوبے کے ساتھ ظلم ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ کا اسی سلسلے میں کوئی ضمنی سوال ہے

**میانوالی میں سٹیل ملز کا قیام**

**253۔ ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ :** کیا وزیر صنعت و معدنی ترقیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ میانوالی جیسے پسماندہ علاقے میں ابھی تک سٹیل مل کے قیام کا کوئی منصوبہ نہیں بنایا گیا ہے ۔

( ب ) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت معیشت کی ترقی اور علاقے کے لوگوں کو بہتر روزگار کے مواقع مہیا کرنے اور ان کا معیار زندگی بلند کرنے کے لیے میانوالی میں سٹیل مل کے قیام کے لیے وفاقی حکومت کو سفارش کرنے کو تیار ہے ؟

**وزیر صنعت و معدنی ترقیات** (ملک اللہ یار خان) : (الف) جی نہیں صوبائی حکومت اس سلسلہ میں کچھ عرصہ پیشتر چوہدری حبیب الرحمٰن کو کالا باغ میں 500 ٹن یومیہ استعداد کی نئی سٹیل ملز کی اصولی طور پر منظوری دے چکی ہے ۔ یہ منصوبہ برائے حتمی منظوری وفاقی حکومت کے زیر غور ہے ۔

( ب ) جیسا کہ جواب (الف) میں بیان کیا گیا ہے صوبائی حکومت پہلے ہی اس ضمن میں منظوری دے چکی ہے اور یہ منظوری سفارش کے مترادف ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین (چودھری عبدالغفور) :** ڈاکٹر صاحبہ آپ کو اس کے متعلق مزید معلومات چاہئیں ؟

**ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ :** جناب والا ! مجھے اس کے متعلق کچھ معلومات نہیں ملیں بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ یہ منصوبہ وفاقی حکومت کو بھیج دیا گیا ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ نے اس کا جواب پڑھ لیا ہے ؟

**ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ :** جی ہاں ۔ میں نے جواب پڑھ لیا ہے ۔ لیکن اس کے متعلق مجھے پتا نہیں چل سکا کہ کیا سوال ہے اور کیا جواب ہے۔ میں نے جو سوال کیا ہے مجھے اس کا کوئی معقول جواب نہیں ملا ۔ جب جناب گورنر میانوالی تشریف لے گئے تو انھوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ یہاں سٹیل مل عنقریب لگنے والی ہے لیکن اس پر بھی کوئی عملدرآمد نہیں ہوا اس لیے میں چاہتی ہوں کہ مجھے اس کے متعلق کچھ بتا دیں ۔

**وزیر صنعت و معدنی ترقیات :** جناب والا ! بیگم صاحبہ اگر غور سے پڑھیں تو اس کا جواب دیا جا چکا ہے ۔ حکومت پنجاب نے میانوالی میں ایک سٹیل مل دینے کے بارے میں اجازت دے دی ہے ۔ وہاں ایک شخص کا نام بھی لکھا ہے ۔ آپ جواب پڑھیں ۔ شائد آپ نے جواب نہیں پڑھا ۔ لیکن اس سلسلے میں حتمی طور پر مرکزی حکومت نے یہ فیصلہ کرنا ہے ۔ جہاں تک حکومت پنجاب کا تعلق ہے ہم نے اس شخص کو اجازت دے دی ہے اور وہ وہاں بے شک لگا سکتے ہیں ۔

**ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ :** جناب والا ! جناب گورنر صاحب نے بھی کہا تھا لیکن ابھی تک اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا ۔

**وزیر صنعت و معدنی ترقیات :** جناب والا ! نجی شعبے میں ایسے لوگ ہیں جن کو اجازت مل چکی ہے لیکن اگر وہ نہیں لگانا چاہتے یا وہ اس پر

کام نہیں کرنا چاہتے تو اس کی صورت یہی ہو سکتی ہے کہ ان کو جو اجازت نامہ ضروری تھا اور اجازت نامہ ان کو دیا گیا تو وہ خارج کیا جائے۔

**ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ :** جناب والا ! خارج کرنے کا تو ٹائم نہیں ہے۔ جہاں آپ لگوا سکتے ہیں لگوائیں۔ جب تک دباؤ نہیں پڑے گا وہ وہ لوگ کیسے کام کریں گے۔ دوسرے یہ کہ میانوالی جانے کے لیے کوئی تیار نہیں ہے۔ ویسے بھی یہ پسماندہ ضلع ہے اور گورنمنٹ کی اس پر نظر نہیں ہے کہ اس کے لیے کچھ کیا جائے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اس کے لیے باقاعدہ وقت مقرر ہوتا ہے اور اسی کے تحت سب کچھ ہوگا۔

**ڈاکٹر مسز ثریا سلطانہ :** جناب والا ! میرے ضلع کے لیے تو کچھ بھی نہیں ہو رہا۔

**جناب اشفاق شاھد :** جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ جب کسی ایس ایچ او کے خلاف رپورٹ کی جائے تو وہی درخواست برائے رپورٹ اسی ایس ایچ او کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ تو ظاہر ہے کہ جو رپورٹ کرے گا وہ اپنے خلاف تو رپورٹ نہیں کرے گا۔ اب ہم اگر کسی محکمے کے نقائص کی نشاندہی کرتے ہیں کہ یہ ایسا ہونا چاہیے۔ تو اسی محکمے کے اسی افسر کے پاس وہ رپورٹ پہنچ جاتی ہے اور وہیں سے لیکر ہمارے محبوب عباسی صاحب وہ رپورٹ ہمیں پیش کر دیتے ہیں۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** نہیں۔ آپ نے یہ پڑھا ہے ؟

**جناب اشفاق شاھد :** اب جس پر ہمیں اعتراض ہے، اول تو ہمیں ان اعتراضات کے لیے وقت ہی نہیں دیا جا رہا۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ نے اس سوال کا جواب پڑھ لیا ہے ؟

**جناب اشفاق شاھد** : جناب والا ! میں ایک جنرل بات کر رہا ہوں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : نہیں ۔ جنرل بات نہیں ہے بلکہ یہ ایک سوال کی بات ہو رہی ہے ۔

**جناب اشفاق شاھد** : جناب والا ! انھوں نے کہا ہے کہ مجھے کسی سوال کا جواب صحیح نہیں ملا۔ جو سوالات ہم کرتے ہیں یا تو ان کے جوابات صحیح نہیں ہوتے یا ہمیں سمجھ نہیں ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : جب آپ کے سوالات آئے تو آپ یہاں موجود ہی نہیں تھے ۔

**جناب اشفاق شاھد** : جناب والا ! میرے سوالات کا تو وقت ہی نہیں ملے گا کیونکہ اب تو سوالات کا وقت ختم ہو رہا ہے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : آپ تشریف رکھیں ۔

**چوھدری غلام حیدر سجاد** : جناب والا ! سوالات کا وقت ختم ہو رہا ہے اور مجھے تشویش یہ ہے کہ میرے سوال کی باری نہیں آئے گی ۔ میرا سوال زرعی اصلاحات کے متعلق ہے اور وہ وزیر موصوف کے محکمہ کے متعلق ہے ان کی ذات قابل صد احترام ہے ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ مجھے موقع ملنا چاہیے ۔

## صنعتی اداروں کے کارکنوں کا طبی معائنہ

**226 ۔ جناب سراج قریشی** : کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) چیف میڈیکل انسپکٹر آف فیکٹریز پنجاب نے گذشتہ دو سالوں میں کتنے صنعتی اداروں کے کارکنوں کا طبی معائنہ کیا ۔ اس ضمن میں درج ذیل تفصیل سے آگاہ کیا جائے ۔ (1) صنعتی

ادارے کا نام اور کارکنوں کی تعداد (2) طبی معائنہ کے ضمن میں وصول کی گئی فیس کی رقم اور وصولی کا طریقہ کار بذریعہ چیک یا نقد ۔ ہر ایک مد کی رقم علیحدہ دی جائے ۔ (3) مذکورہ فیس کی رقم سے سرکاری خزانے میں جمع کرائی گئی رقم یا یہ کہ کیا یہ فیس افسر موصوف کی ذاتی آمدنی ہے ۔

(ب) چیف میڈیکل انسپکٹر ، فیکٹریز پنجاب کی ذاتی آمدن بتائی جائے اور کیا اس سے انکم ٹیکس کی کٹوتی کی گئی ہے تفصیل سے مطلع کیا جائے ۔ مذکورہ سرکاری افسر کی تنخواہ مع الاؤنس اور دیگر سرکاری سہولتیں بتائی جائیں ؟

وزیر محنت (ملک اللہ یار خان) : (الف) موجودہ چیف میڈیکل انسپکٹر آف فیکٹریز نے محکمہ ہذا میں یکم نومبر 1980ء کو چارج لیا ہے ۔ ممبر موصوف کے سوال کے جواب میں مکمل اور* مفصل فہرست جس میں مطلوبہ تفاصیل درج ہیں منسلک ہے ۔ یہ فہرستیں یکم نومبر 1980ء سے تیس جون 1981ء اور یکم جولائی 1981ء سے تیس جون 1982ء بابت مالی سال 1980ء 1981ء اور 1981ء ۔ 1982ء علیحدہ علیحدہ تیار کی گئی ہیں ۔ مذکورہ سوال کے جزو نمبر 3 کے بارے میں عرض ہے کہ وصول کی گئی فیس کا کوئی حصہ خزانہ سرکار میں جمع نہیں کرایا گیا ہے ۔ چونکہ یہ آفیسر مذکورہ کے ذاتی آمدنی شمار کی جاتی ہے ۔ موجودہ قانون کے تحت جس کی بنا پر یہ فیس وصول کی جاتی ہے کوئی ایسی ہدایت موجود نہیں ہے کہ فیس سرکاری خزانے میں جمع کرائی جائے ۔

*براہ مہربانی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں ۔

(ب) چیف میڈیکل انسپکٹر آف فیکٹریز کی ذاتی آمدنی کا گوشوارہ جس میں تمام تفصیل درج ہے منسلک ہیں ۔ مذکورہ گوشوارے میں انکم ٹیکس کی کٹوتی و دیگر سہولیات جو کہ آفیسر مذکورہ کو حاصل ہیں بھی درج کی گئی ہیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ کو مزید معلومات چاہیں ؟

**جناب سراج قریشی :** جناب والا ! اس سوال میں کچھ پرنٹنگ کی غلطیاں رہ گئی ہیں ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کی نشاندہی کر دوں ۔ جواب سے تو میں مطمئن ہوں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اگر آپ جواب سے مطمئن ہیں تو آپ تشریف رکھیں ۔ پرنٹنگ ہم درست کر لیں گے ۔ پرنٹنگ کی درستگی کی جا سکتی ہے ۔

**جناب سراج قریشی :** جناب والا ! آپ نے مجھے اجازت فرمائی ہے آپ میری بات تو سن لیں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ تو کہتے ہیں کہ آپ جواب سے مطمئن ہیں ۔

**جناب سراج قریشی :** جی ہاں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** تو پھر آپ تشریف رکھیں ۔ اگلا سوال ۔

**میاں شجاع الرحمن :** جناب والا ! میں اس میں سب سے پہلے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو چیف میڈیکل انسپکٹر آف فیکٹریز پنجاب میں رکھا گیا ہے آیا یہ سرکاری ملازم ہے یا سرکاری ملازم نہیں ہے ۔

نمبر 2 اس کا جو گوشوارہ پیش کیا گیا ہے کہ وہ نان پریکٹس الاؤنس چار سو روپے وصول کر رہا ہے ۔ جب وہ فیکٹری سے پیسے وصول کرتا ہے تو کیا وہ پریکٹس نہیں ہے ؟ اگر وہ وہاں سے پیسے وصول کر رہا ہے تو یہ چار سو روپے وصول نہیں کر سکتا ۔

نمبر 3 ۔ جناب والا ! آخر میں 2250 روپے لکھا گیا ہے اور اوپر کچھ نہیں لکھا ہوا ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ اس کی تنخواہ ہے ۔ اگر وہ تنخواہ لیتا ہے تو فیکٹریوں سے جو پیسے وصول کرتا ہے وہ پیسے حکومت کے خزانے میں جمع کیوں نہیں ہوتے ۔ یہ تین چیزیں خاص قابل غور ہیں ۔

**وزیر محنت :** جناب والا ! معزز رکن نے جو چیف میڈیکل انسپکٹر آف فیکٹریز کے بارے میں سوال کیا ہے تو ان کا خیال درست ہے یہ حکومت کا ملازم ہے اور ان کو تنخواہ دی جاتی ہے ان کو نان پریکٹس الاؤنس بھی دیا جاتا ہے اور مجھے ان کے اس خیال سے بھی اتفاق ہے کہ اس صورت میں انہیں قطعی طور پر یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ جو اس کے علاوہ فیس وصول کرتے ہیں وہ اپنے پاس رکھیں بلکہ اس فیس کو خزانے میں جمع کرانا چاہیے اور اسی لیے ہم ایک اس تجویز پر غور کر رہے ہیں اور جلد ہی ان قواعد میں ترمیم کر رہے ہیں ۔

**میاں شجاع الزمن :** شکریہ ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اگلا سوال ۔

**جناب سراج قریشی :** جناب والا ! میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** آپ تو خود کہہ چکے ہیں کہ میں اس سوال کے جواب سے مطمئن ہوں ۔

**جناب سراج قریشی:** جناب والا! اس میں جو پرنٹنگ کی غلطیاں رہ گئی ہیں مجھے ان کی نشاندہی کرنی ہے۔

**جناب قائم مقام چیئرمین:** پرنٹنگ کی غلطیاں وہ درست کر لیں گے۔

**زیر ایکٹ ادائیگی اجرت مقدمات**

226۔ **جناب سراج قریشی:** (الف) کیا وزیر محنت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ گذشتہ دو سالوں میں نجی صنعتی اداروں اور سرکاری یا سرکاری تحویل میں چلنے والے اداروں مثلاً ریلوے واپڈا اور ٹرانسپورٹ کارپوریشن کے خلاف بالترتیب کتنے مقدمات زیر ایکٹ ادائیگی اجرت داخل ہوئے۔ مذکورہ مقدمات میں سے کتنوں کا فیصلہ ہوا۔ ان میں سے جن کا فیصلہ مزدوروں کے حق میں ہوا ان کی تعداد بتائی جائے۔ مزید برآں مذکورہ مقدمات میں سے کتنے واپس ہوئے اور کتنے متعلقہ اتھارٹی کے پاس زیر سماعت ہیں اور کتنے عرصے سے زیر التوا ہیں۔ مذکورہ نجی صنعتی اداروں اور سرکاری یا سرکاری تحویل میں چلنے والے اداروں کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے۔ نیز یہ بھی بتایا جائے کہ اصل کلیم کتنی رقم کا تھا اور بعد از منظوری کس قدر اضافی معاوضہ دیا گیا؟

فہرست مقدمات زیر ایکٹ ادائیگی اجرت جو گذشتہ دو سال میں دائر ہوئے۔ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

وزیر محنت (ملک اللہ یار خان) :

فہرست مقدمات زیر ایکٹ ادائیگی اجرت

| نمبر شمار | نام ادارہ | تعداد مقدمات داخل شدہ | تعداد مقدمات جن کا فیصلہ مزدوروں کے حق میں ہوا | مقدمات جو واپس ہوئے |
|---|---|---|---|---|
| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 |
| 1 | متفرق نجی ادارے | 2155 | 1248 | 448 |
| 2 | ریلویز | 4564 | 2338 | 316 |
| 3 | واپڈا | 202 | 118 | 15 |
| 4 | روڈ ٹرانسپورٹ | 486 | 168 | 19 |
| 5 | محکمہ زراعت | 19 | 3 | 4 |
| 6 | کاٹن ٹریڈنگ کارپوریشن | 20 | — | 2 |
| 7 | محکمہ انہار | 82 | 81 | — |
| 8 | سرکاری تحویل میں چلنے والے ادارے | 862 | 132 | 10 |

جو گزشتہ دو سال میں داخل ہوئے

| اضافی معاوضہ دیا گیا | اصل کلیم رقم | مقدمات جو اتھارٹی کے پاس زیر سماعت ہیں | | |
|---|---|---|---|---|
| | | زاید از ایک سال | زاید از ششماہی | زاید از سہ ماہی |
| 8 | 7 | 6 | | |
| 1158197.00 | 10383836.77 | — | 12 | 221 |
| 830516.12 | 8877296.99 | 112 | 174 | 1521 |
| 1146779.99 | 3254675.20 | 6 | 4 | 26 |
| 368856.37 | 2162528.97 | 17 | 35 | 63 |
| — | 23575.88 | — | — | 1 |
| — | 57866.34 | — | — | 3 |
| 9078.00 | 39120.00 | — | — | 1 |
| 23508.86 | 657283.25 | — | 11 | 2 |

## مالیہ سے استثناء

**217 - میاں غلام محمد سمونکا :** کیا وزیر مال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ضلع بہاولنگر کی بیشتر اراضی سیم اور تھور سے شدید متاثر ہے - علاوہ ازیں اس کا کثیر رقبہ دریا برد بھی ہو چکا ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سیم و تھور اور دریا بردگی کے باعث زمینداران کے پاس تھوڑا سا رقبہ زیر کاشت رہ جاتا ہے - مگر حکومت مالیہ تمام ملکیتی رقبہ کا وصول کرتی ہے - اگر ایسا ہے تو کیا حکومت متاثر رقبے کو مالیہ یا لگان سے مستثنیٰ کرنے اور صرف کاشت رقبہ پر مالیہ وضع کرنے کو تیار ہے ؟

**وزیر مال (ملک اللہ یار خان) :** (الف) جی - یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر کی بیشتر اراضی سیم اور تھور سے متاثر ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اس ضلع کی تین تحصیلیں منچن آباد - بہاولنگر اور چشتیاں کا کثیر رقبہ دریا برد ہو چکا ہے -

(ب) یہ درست نہیں کہ حکومت مالیہ تمام ملکیتی رقبہ کا وصول کرتی ہے چونکہ ضلع بہاولنگر میں تشخیص مطالبہ جمع غیر مستقل ہے اس لیے صرف کاشت شدہ رقبہ پر ہی مالیہ عائد کیا جاتا ہے -

**میاں غلام محمد سمونکا (وائس چیئرمین ضلع کونسل بہاولنگر) :** جناب چیئرمین ! میرا یہ خدشہ اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ خدا نخواستہ میرا یہ سوال بھی سبجیکٹ کمیٹی کے سپرد نہ ہو جائے - میں اس کی معزز ایوان کے سامنے وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کیوں کہ یہ سوال صرف ضلع

بہاولنگر کے متعلق ہی نہیں بلکہ یہ صوبے کے اس تمام علاقے کے متعلق ہے جہاں سے دریا گزرتا ہے یا رقبہ سیم کی زد میں آ چکا ہے ۔ میں ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں ۔ مجھے یہ علم ہے اور جو جواب دیا گیا ہے کہ مالیہ کاشتہ رقبے پر قائم ہوتا ہے ۔ یہ میں تسلیم کرتا ہوں ۔ لیکن میرا اصل سوال اس رقبے کے متعلق ہے یا اس مالک کے متعلق ہے کیونکہ مالیہ کی قائمی کے متعلق حدیں مقرر ہیں ۔ جیسا کہ 25 ایکڑ پر مالیہ معاف ۔ 25 ایکڑ سے زائد ایک مربعہ دو مربعے تک دوگنا اور دو مربعے سے اوپر ایک مربعہ سے لے کر جتنا بھی زیادہ رقبہ ہے اس پر چار گنا مالیہ قائم ہوتا ہے ۔ تو میرا سوال اس کے متعلق ہے کہ ایک مالک جس کے پاس صرف کچھ ایکڑوں پر رقبہ قابل کاشت ہے لیکن وہ مالک چار مربعوں کا ہے ۔ جب وہ کاشت 15 ایکڑ کرتا ہے تو اس پر 60 ایکڑ رقبے کا مالیہ لگایا جاتا ہے حالانکہ وہ باقی رقبے سے محروم ہو چکا ہے ۔ اس کا رقبہ دریا برد ہو چکا ہے یا سیم کی زد میں آ چکا ہے اور اس کو عرصہ بھی میرے خیال میں میری عمر سے زیادہ گزر چکا ہے لیکن 15 ایکڑ پر جو قائمی ہوتی ہے وہ ساٹھ ایکڑ کے حساب سے ہوتی ہے یا چار گنا ہوتی ہے ۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اس رقبے کی تشخیص کی جائے ۔ اس کی کوئی میعاد مقرر کی جائے کہ اس سے زیادہ رقبہ اگر دریا برد ہو چکا ہے یا سیم کی زد میں آ چکا ہے ، تو اس پر رقبہ کاشتہ کے مطابق مالیہ قائم کیا جائے نہ کہ چار مربع کے حساب سے ۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ رقبہ جو دریا برد ہو چکا ہے یا سیم کی زد میں آ چکا ہے ۔ اس کو کسی نئی سکیم میں چولستان کے علاقہ میں یا کسی اور جگہ آباد کرنا چاہیے تھا لیکن اس کی بجائے اس پر مالیے کا اتنا بوجھ ہوتا ہے کہ وہ بیچارہ اپنا گزارہ تو پہلے بھی نہیں کر سکتا تھا وہ اس کی زد میں ہمیشہ رہتا ہے ۔ یہ بات کل سبجیکٹ کمیٹی میں بھی ہوئی ہے اور نسیم صاحب نے اس کا جواب دیا کہ یہ قانون ہے ۔ میں تمام ہاؤس کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ

بلا شبہ یہ قانون ہے لیکن ہم صرف اس لئے یہاں آتے ہیں کہ قانون میں ترمیم ہو یا اس کی مشکلات کو دیکھا جائے۔

**وزیر مال (ملک اللہ یار خان)** : جناب والا ! کل کی سبجیکٹ کمیٹی میں یہ مسئلہ پیش کیا گیا تھا اور اس پر انہوں نے وضاحت سے اظہار خیال فرمایا تھا ۔ کمیٹی نے یہ نوٹ کر لیا ہے ۔ اس مسئلہ کو اب متعلقہ محکمہ کے غور کے لیے بھیجا جائے گا اور اس بارے میں جو بھی مناسب سفارش ہوگی وہ معزز رکن کی خدمت میں عرض کر دی جائے گی ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین** : یہ سوال غلام حیدر صاحب سے ہے ۔ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ چائے کا وقفہ سوا گیارہ بجے ہوگا ۔ اگلا سوال ۔

## صوبہ میں جنرل بس سٹینڈوں کی تعداد

**244 ۔ الحاج چوہدری محمد حیات** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ میں سی کلاس لائسنس رکھنے والے کل کتنے جنرل بس سٹینڈ ہیں اور ہر بس سے روزانہ کتنی فیس وصول کی جاتی ہے ۔

(ب) بلا لائسنس بس سٹینڈوں کی تعداد کیا ہے اور ایسے سٹینڈوں پر کتنی فیس وصول کی جا رہی ہے ۔

(ج) صوبے کے ہر جنرل بس سٹینڈ میں منظور شدہ نقشوں کے بغیر قائم کردہ دوکانوں کھوکھا جات کی تعداد کیا ہے ۔

(د) صوبے میں بس مالکان وغیرہ سے بلدیاتی ادارے کتنا ٹول ٹیکس وصول کرتے ہیں ۔ یہ بھی بتایا جائے کہ آیا مذکورہ فیس بس مالک فی بوم یا فی پھیرا ادا کرتا ہے؟

**وزیر بلدیات** (ملک اللہ یار خان) : (الف) صوبہ کے تمام اضلاع میں 81 لائسنس یافتہ سی کلاس جنرل بس سٹینڈ ہیں اور ہر بس سے روزانہ پچاس پیسے سے چار روپے تک کی فیس وصول کی جاتی ہے -

(ب) مذکورہ اضلاع میں بلا لائسنس بس سٹینڈوں کی تعداد 27 ہے اور ایسے سٹینڈوں پر ہر بس سے روزانہ مبلغ ایک روپیہ سے 2.50 روپے تک کی فیس وصول کی جا رہی ہے -

(ج) صوبے کے ہر جنرل بس سٹینڈ میں منظور شدہ نقشوں کے بغیر دکانیں موجود نہیں ہیں البتہ مذکورہ اضلاع کے بعض بس سٹینڈوں میں ایسی قائم شدہ دکانوں اور کھوکھوں کی تعداد تقریباً 646 ہے -

(د) صوبے میں بس مالکان سے بعض بلدیاتی ادارے مبلغ ایک روپیہ سے مبلغ دس روپے تک ٹول ٹیکس وصول کرتے ہیں اور یہ فیس بس مالکان ہی پھیرا ادا کرتے ہیں -

**الحاج چوہدری محمد حیات** : جناب صدر! میں ذاتی طور پر دفتر بلدیات کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑی محنت سے یہ انفارمیشن collect کی ہے حالانکہ اس کے ساتھ ساتھ محکمہ ٹرانسپورٹ کی ڈیوٹی بھی بنتی تھی - کہ وہ اس ضمن میں صحیح انفارمیشن اس ہاؤس میں پیش کرے - اس میں عرض یہ ہے کہ میں نے پوچھا تھا کہ پنجاب میں بس سٹینڈ لائسنس یافتہ کتنے ہیں اور بغیر لائسنس کے کتنے ہیں اور جو لائسنس یافتہ ہیں ان سے فیس کتنی لے رہے ہیں اور ٹول ٹیکس کتنا لے رہیں - میرا سوال یہ ہے -

**جناب قائم مقام چیئرمین** : اس سوال کا ایک نظرثانی شدہ جواب بھی ہے وہ آپ کو مل گیا ہے - یا نہیں - اس کو آپ پڑھ لیں -

**الحاج چوہدری محمد حیات :** جناب والا! وہ جواب مل گیا ہے ۔ وہ میں نے پڑھ لیا ہے ۔ اس میں عرض یہ ہے جیسا کہ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یہ اعداد و شمار صحیح نہیں دیے گئے ۔

**جناب قائم مقام چیئرمین :** اب وہ آپ بتا دیں تاکہ پتہ چل سکے کہ کونسی بات صحیح معلوم نہیں ہوتی ۔

**الحاج چوہدری محمد حیات :** جناب والا! یہ جو تعداد 81 دی گئی ہے کہ 81 بس سٹینڈوں کے پاس لائسنس موجود ہیں یہ بات درست نہیں ہے ۔ اگر آپ مزید تصدیق کروانا چاہتے ہیں تو ٹرانسپورٹ کے محکمہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے اس کی تصدیق کروائی جا سکتی ہے ۔ میرا سوال پوچھنا کا مقصد یہ تھا ۔ کوئی جگہ جب بس سٹینڈ کے طور پر استعمال کی جاتی ہے تو اس کا متعلقہ ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی سے باقاعدہ لائسنس لیا جاتا ہے ۔ اور وہی اس کی Competent Authority ہے جو کہ اس کی فیس متعین کر سکتی ہے مگر ہو یہ رہا ہے کہ متعلقہ میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن یا ٹاؤن کمیٹی اپنی مرضی سے وہ ٹیکس وصول کر رہی ہے ۔ ٹول ٹیکس بھی وہ وصول کر رہی ہے ۔ حالانکہ محکمہ بلدیات کی واضح ہدایات ہیں کہ main High way پر ٹول ٹیکس نہیں لیا جاتا ہے وہ بھی لیا جا رہا ہے ۔ بس سٹینڈوں پر اپنی مرضی سے وہ جتنی چاہتے ہیں وہ فیس فی کراسنگ لے لیتے ہیں ۔ ہر پھیرے کی وہ اپنی مرضی سے فیس لے رہے ہیں ۔ وہ بھی غلط ہے ۔ اس سلسلہ میں میری جناب سے مودبانہ التماس ہے بجائے اس کے کہ میں طویل بحث میں پڑوں اس کے لیے ایک سب کمیٹی تشکیل دے دی جائے ۔ اس میں ایک ڈپٹی سیکرٹری لوکل باڈیز کا ہو اور ایک ڈپٹی سیکرٹری محکمہ ٹرانسپورٹ کا ہو ۔ وہاں پر جو کچھ بھی نا جوازی ہو رہی ہے اس کو موقع پر جا کر دیکھ لیں ۔ ہوتا یہ ہے کہ وہاں پر جو سہولیات مسافروں کو میسر ہونی چاہئیں وہ نہیں ہیں ۔ حالانکہ

وہ وہاں پر روزانہ ٹول ٹیکس بھی دے رہے ہیں ۔ اور اڈا فیس بھی دی جا رہی ہے ۔

**وزیر بلدیات :** جناب والا! جہاں تک جنرل بس سٹینڈ کا تعلق ہے اس کا جواب دے دیا گیا ہے ۔ لیکن یہ ہو سکتا ہے کہ جو دوسرے پرائیویٹ بس سٹینڈ ہیں ۔ شاید ان کی تعداد درست نہ ہو ۔ اور مجھے معزز رکن کے اس خیال سے بھی اتفاق ہے کہ بعض ایسے بس سٹینڈ ہیں جن کی بلدیات والے اجازت دے دیتے ہیں ۔ وہ ان سے کرایہ وصول کرتے ہیں ۔ ان کو شاید یہ سہولیات فراہم نہ کی گئی ہوں ۔ گو ہماری خواہش ہے ۔ بلکہ یہ جو متعلقہ بلدیہ ہے ان پر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ یہ دیکھیں کہ ان کے شہریوں کو یہ تکالیف لا حق نہ ہو ۔ جہاں جہاں بس سٹینڈ ہیں وہاں پر مسافروں کے لیے مناسب شیڈ کی تعمیر کے بارے میں جو بھی ضروریات ہیں ۔ ان کے بارے توجہ فرمائیں ۔ اور اس کے علاوہ جو معزز رکن نے تجویز پیش کی ہے مجھے اس تجویز سے بھی اتفاق ہے ۔ اگر معزز رکن کونسل کے اجلاس کے ختم ہونے کے بعد میرے پاس تشریف لائیں تو ہم اس ضمن میں بیٹھ کر ایک کمیٹی تشکیل کرنے کے بارے میں غور کر سکتے ہیں ۔ اور ہم یہ دیکھ سکتے ہیں کہ ہم کہاں تک بلدیہ کے تعاون سے یہ جو تکالیف ہیں ان کو دور کر سکتے ہیں ۔

**جناب خاقان باہر :** جناب والا! یہ درست ہے کہ ٹرانسپورٹر حضرات کو بہت سہولتیں دینی چاہئیں ۔ میں صرف ایک نقطہ جناب کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ٹرانسپورٹروں کی چیرہ دستیوں اور زیادتیوں کو بھی مد نظر رکھنا چاہیے ۔ وقت بہت کم ہے میں تفصیلاً بات نہیں کروں گا ۔ کوئی تقریر میں کرنا نہیں چاہتا ۔ مثال کے طور پر صرف ایک واقعہ بتاتا ہوں کہ نارووال مرید کے روڈ پر چار سو بسیں اس وقت چلتی ہیں ۔ جبکہ صرف چار روٹ پرمٹ ہیں ۔ اس کی تحقیقات کرائی جائے ۔ اس کی وجوہات

کا پتہ کرایا جائے کہ یہ ایسا کیوں ہو رہا ہے اور یہ سب کیسے ہو رہا ہے -

**الحاج چوہدری محمد حیات :** جناب والا! مجھے اگر اجازت دیں تو میں معزز رکن کی بات کا جواب دے دیتا ہوں .

**جناب قائم مقام چیئرمین :** سوا گیارہ بج چکے ہیں - اب چائے کا وقفہ ہوگا - چائے کے وقفہ کے بعد ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی لاہور کی ترقی کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کریں گے -

**جناب خاقان بابر :** جناب والا! میرا ایک بہت اہم سوال ہے - اگر آپ اجازت دیں تو چائے کا وقفہ تاخیر سے کر لیں - - - -

**جناب قائم مقام چیئرمین :** ابھی چائے کے بعد واپس آتے ہیں -

(اس مرحلہ پر چائے کے وقفہ کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی ہو گئی)

(چائے کے وقفہ کے بعد جناب چیئرمین کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**جناب خاقان بابر :** جناب والا ! میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ سوال نمبر 213 بچ گیا ہوا ہے - میرا خیال ہے وہ ہاؤس کے سامنے پڑھا جائے - اس پر ہم بھی کچھ نہ کچھ کہنا چاہتے ہیں - یہ صوبائی اور قومی اہمیت کا سوال ہے اور یہ محکمہ اوقاف سے متعلق ہے -

**جناب چیئرمین :** سیکرٹری اوقاف موجود ہیں -

**جناب خاقان بابر :** جناب والا ! فہرست سوالات کے صفحہ 60 پر درج ہے -

**میاں فضل احمد :** جناب والا ! میرا بھی اگلا سوال ہے - اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوتا ہے -

**جناب چیئرمین :** سیکرٹری اوقاف ۔

**شیخ غلام حسین :** جناب چیئرمین یہ تاثر اس لیے پیدا ہوا ہے کہ اصل میں کچھ ہمیں وقت کی کمی کے پیش نظر یہ بتا دیا گیا ہے کہ سوالات کا وقفہ ختم ہو گیا ہے ۔ میری درخواست ہے اور سب لوگ محسوس کرتے ہیں کہ کافی عرصہ کے بعد اجلاس ہوا ہے اور یہاں بار بار وقت کی کمی کے متعلق کہا جاتا ہے اس کو اگر نہ کیا جائے تو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ ہم پورا موقف یہاں بیان کریں ۔ اس لیے مناسب ہوگا کہ آپ وقفہ سوالات بڑھا دیں ۔ ایک اور صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں یہ اس وقت تشریف نہیں لائے تھے ۔ وہ بھی اپنا موقف بیان کرنا چاہتے ہیں اس لیے بار بار یہ لوگ اپنا سوال دہرا رہے ہیں ۔

**جناب چیئرمین :** اگر آپ اس کو ایک دن اور بڑھانا چاہتے ہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن آپ لوگوں کے اپنے اپنے پروگرام ہیں ۔ آپ اپنا mind make up کر لیں ۔ I don't mind it

**آوازیں :** ایک دن متفرق بحث کر لیں ۔

**وزیر مال (ملک اللہ یار خان) :** جناب والا ! گزارش یہ ہے کہ وقفہ سوالات کے لیے عام طور پر ایک گھنٹہ مقرر کیا جاتا ہے لیکن آج کی نشست میں یہ وقفہ کچھ پونے دو گھنٹے تک جاری رہا ۔ عام قواعد کے تحت جب بھی ایک گھنٹہ ختم ہوتا ہے اور تمام سوالات جو رہ جاتے ہیں وہ پھر آئندہ ، سیشن تک اگر کوئی رکن چاہے ان کا پھر نوٹس دے سکتے ہیں ۔ لیکن آج کی خصوصی نشست کے لیے وقفہ سوالات پونے دو گھنٹے جاری رہا اور تمام حضرات اور اراکین کونسل جنہوں نے سوالات پوچھنے چاہے ۔ ضمنی سوالات پوچھنے چاہے ان کو جوابات دیئے گئے ۔ لیکن ہر ایک طریق کار کے تحت جو بھی وقت کسی خاص امر کے لیے مخصوص کیا جاتا ہے اس کی پابندی ہم پر لازم ہے اور مجھے امید ہے کہ اراکین کونسل

اس سے اتفاق فرمائیں گے ۔ اس سے زیادہ اگر ہم وقت بڑھاتے رہے تو شاید کوئی بھی اس ہم کسی وقت بھی اس کو ختم کرنے کے قابل نہیں ہو سکیں گے ۔ اس لیے میری گزارش ہے اگر معزز اراکین یہ چاہتے ہیں کہ ان کے کچھ سوالات رہ گئے ہیں جو وہ پوچھنا چاہتے ہیں تو ان کا fresh نوٹس دے دیں جو اگلے سیشن میں ان کے جوابات دے دیئے جائیں گے ۔

**جناب خالان باہر :** تا تریاق از عراق آوردہ شود
مار گزیدہ مردہ شود

سوالات ہاؤس میں جناب گورنر صاحب کے سامنے ہونے چاہئیں ۔ ان کے نوٹس میں بات آنی چاہئے ۔

**جناب چیئرمین :** پہلے ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی تقریر سنیں گے اس کے بعد سوال نمبر 213 پر آ جائیں گے ۔ only one question اس میں کوئی extensions نہیں کریں گے اس کے بعد اگر وقت ہوا تو کوئی اور سوال لے لیا جائے گا ۔ اس طرح یہ چیز بہت غلط ہو جائے گی ۔ سوال نمبر 213 میں لے لوں گا ۔

**شیخ محمد لطیف :** میرا سوال نمبر 246 ہے ۔

**جناب چیئرمین :** سوال نمبر 213 لے لوں گا ۔ باقی کے سوالات اگلے سیشن میں ۔ فی الحال presentation کریں گے ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ۔ آخر میں سوال نمبر 213 کر کے پھر اس کو ختم کیا جائے گا ۔

**جناب صالح محمد نیازی :** جناب والا ! چار ہزار ورکرز بے روزگار ہیں ان کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے ۔

**جناب چیئرمین :** پہلے ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی ۔ اس کے بعد اگر وقت ہوا پھر دیکھیں گے ۔

# باقی ماندہ سوالات اور ان کے جوابات

## سڑکوں کی تکمیل

252 ۔ لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) اے ۔ ایچ ۔ مغل : کیا وزیر بلدیات و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ 14 دسمبر 1981ء کے دوران دو سڑکوں جھونگل تا بھنوٹ اور بھنگالی گوجر تا موہڑہ دھمیال کے چیک منسوخ ہونے اور انہیں دوبارہ جاری کرنے کا مسئلہ اٹھایا گیا تھا ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نے مذکورہ سڑکوں کی تکمیل کے لیے 1982.83ء میں رقوم فراہم کر دی ہیں ؟

وزیر بلدیات و دیہی ترقی : (الف) جھونگل بھنوٹ سڑک کے متعلق ایک تفصیلی تخمینہ مالیتی 24.93 لاکھ (چوبیس لاکھ ترانوے ہزار) ضلعی حکام راولپنڈی نے تیار کیا تھا ۔ جس کے عوض دو لاکھ روپے کی ایک خصوصی گرانٹ جاری کی جا چکی ہے یہ سڑک اب ایک ''جاری منصوبہ'' ہے اور اسے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں رقم فراہم کی جائے گی ۔ بشرطیکہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات حکومت پنجاب نے فنڈز مہیا کیے ۔

جہاں تک سڑک بھنگالی گوجر تا ڈھوک ڈھمیال تحصیل گوجر خان کا تعلق ہے اسے بمطابق ڈسٹرکٹ انجینئر راولپنڈی ۔ تعمیر کر رہی ہے ۔

2000 فٹ کی لمبائی پر مٹی ڈالنے کا کام مکمل ہو چکا ہے جبکہ سب بیس اور بیس کورس بچھایا جا رہا ہے اور ایک

لاکھ روپے کی مختص شدہ رقم میں سے 30 ہزار روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔ ان سڑکوں کے علاوہ تحصیل گوجر خان میں مندرجہ ذیل سڑکیں مختلف اداروں کے زیر تعمیر ہیں ۔

1 ۔ **مکھو رابطہ سڑک تحصیل گوجر خان** ۔ یہ سڑک ضلع راولپنڈی کے زیر تعمیر ہے ۔ 3500 فٹ لمبائی پر مٹی ڈالنے کا کام مکمل کیا جا چکا ہے جبکہ سب بیس کورس پر کام جاری ہے دو لاکھ روپے کی مختص شدہ رقم میں سے چالیس ہزار روپے خرچ کیے جا چکے ہیں ۔

2 ۔ **ڈھوک دولت ۔ پنڈ بالا موہڑا شیرا روڈ** ۔ اس کا نظامت اعلیٰ نے کل تخمینہ 17,11560 روپیہ کے عوض 5 لاکھ روپے کی رقم پراجیکٹ ڈائریکٹر دیہی ترقی راولپنڈی کے نام جاری کر دی ہے ۔

3 ۔ **بھائی خان ڈورا بھڈال سڑک تحصیل گوجر خان** ۔ یہ سڑک محکمہ ہائی وے کے زیر تعمیر ہے ۔

## قومی تہواروں کے موقع پر اخراجات

**258 ۔ حافظ اختر علی خان رانا** : کیا وزیر بلدیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبائی کونسل کے اجلاس منعقدہ 22 تا 25 اگست 1981ء کے دوران ارکان کونسل نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ قومی تہوار منانے کے لیے خرچ کی حد 500 روپے سے بڑھا دی جائے ۔

(ب) آیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مطالبہ کے پیش نظر یہ کہا گیا تھا کہ لوکل کونسلیں خود ہی ہنگامی قانون لوکل گورنمنٹ

پنجاب مجریہ 1979ء کے تحت ایسے اخراجات کرنے کی مجاز ہیں ۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ آڈٹ ڈیپارٹمنٹ 500 روپے سے زائد اخراجات کی منظوری نہیں دیتا ۔

(د) اگر مذکورہ بالا اجزا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت صحیح قانونی صورت حال سے آگاہ فرمائے گی ؟

**وزیر بلدیات و دیہی ترقی :** (الف) درست ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) ہدایات جن کی رو سے قومی تہواروں پر اخراجات کی حد مقرر کی گئی تھی ۔ میونسپل ایڈمنسٹریشن 1960ء کے تحت جاری کی گئی تھیں ۔ یہ قانون اب مؤثر نہیں ہے ۔ اب صوبہ بھر میں پنجاب آرڈیننس 1979ء کا اطلاق ہے اور تمام مقامی کونسلیں اسی قانون کے تحت قائم ہیں ۔ اس آرڈیننس میں ایسے اخراجات پر حد کا تعین نہیں کیا گیا ۔ تاہم تجربے کی روشنی میں ایسی حدود قائم کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے ۔ تمام مقامی کونسلوں سے تجاویز مانگی جا رہی ہیں ۔ ان کی روشنی میں اخراجات کی حدود کا فیصلہ کیا جائے گا ۔ حکومت پہلے ہی مراسلہ کے ذریعے صورت حال واضح کر چکی ہے اور آڈٹ ڈیپارٹمنٹ نے اعتراضات واپس لے لیے ہیں ۔

(د) قانونی صورت حال (ج) کے جواب میں واضح کر دی گئی ہے ۔

## تحصیل بہاولپور میں جعلی الاٹمنٹوں کی تحقیقات

223 ۔ **بیگم زبیدہ احسان الحق حقی :** کیا وزیر بحالیات و آباد کاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل بہاولپور میں ایک گروہ نے شان علی ولد حاجی فتح محمد قوم ارائیں سکنہ فورٹ عباس کی سرکردگی میں محکمہ سیٹلمنٹ کے افسران کی ملی بھگت سے 1639.11 کنال متروکہ شہری و دیہاتی جائیداد بشمول اراضی مختص کردہ برائے توسیع سنٹرل جیل بہاولپور اور موضع قادر بخش چنڑ میں واقع Surrendered Land جھوٹے اور جعلی کلیموں پر مختلف افراد کے نام الاٹ کروا لی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تحقیقات کے بعد مارشل لاء ٹیم اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ مذکورہ اراضی دھوکہ اور جعل سازی سے الاٹ کروائی گئی ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ جعلی الاٹمنٹوں کی تحقیقات مارشل لاء ہیڈ کوارٹر کے سپیشل تفتیشی سیل کے سپرد کرکے ملزمان کے خلاف ضابطہ نمبر 77 ترمیمی ضابطہ 86 کے تحت کارروائی کرنے کو تیار ہے ؟

**وزیر بحالیات و آباد کاری :** (الف) یہ غلط ہے کہ شان علی ولد حاجی فتح محمد قوم ارائیں نے تحصیل بہاولپور میں متروکہ شہری و دیہاتی اراضی تعدادی 1639 کنال 11 مرلے الاٹ کرائی ہے ۔ واقعہ یہ ہے کہ شان علی مذکور خان بہادر ولد غازی الدین کا مختار عام ہے خان بہادر کے چار ہزار

پیداواری یونٹس بذریعہ صداقت نامہ ضلع ہذا میں وصول ہوئے کلیم تصدیق پر بھی درست پایا گیا ہے - ان پیداواری یونٹس کے عاذ الاٹمنٹ کی تفصیل یوں ہے -

| نمبر شمار | نام موضع | | یونٹ | رقبہ |
|---|---|---|---|---|
| 1 - | جائیتسی ار - ایل ٹو | 111 | 392 | 5——68 |
| 2 - | ایضاً | 93—98 | 817 | 0——142 |
| 3 - | پندرہ | 2 | 253 | 0——44 |
| 4 - | ایضاً | 1 | 953 | 17——164 |
| 5 - | ایضاً | 2/1 | 243 | 17——42 |
| 6 - | ایضاً | 10 | 255 | 7——44 |
| 7 - | کرنا | 115 | 343 | 11——59 |
| 8 - | ایضاً | 125 | 166 | 18——28 |
| | میزان | | 3,422 | 15——594 |

گویا 3,422 یونٹس کے عاذ 594 کنال 15 مرلہ رقبہ اربن الاٹ کیا گیا ہے - یہ رقبہ جات بموجب نقشہ بالا اسے مخبر کی حیثیت الاٹ ہوئے ہیں اور باقاعدہ عدالتی فیصلہ جات کے بعد اندریں حالات افسران کی ملی بھگت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - شان علی ایک شخص حاجی عمر ولد حاجی پیر محمد کا مختار خاص بھی ہے - حاجی عمر کے 3929 پیداواری یونٹس کا صداقت نامہ ضلع بہاولنگر سے وصول ہوئے - اربن یونٹس کے عاذ حاجی عمر کو رقبہ ذیل الاٹ ہوا ہے -

| موضع | یونٹ | رقبہ کنال | رقبہ مرلہ |
|---|---|---|---|
| 1 ۔ قدر بخش چنڑ 82 | 1840 | 19 | 319 |
| 2 ۔ ایضاً 83 | 920 | 1 | 157 |
| 3 ۔ موضع کرنا 129 | 1167 | 0 | 203 |
| میزان : | | 0 | 680 |

اس طرح مسمات عابدہ خاتون نامی عورت کا بھی وہ مختار عام ہے اور اس عورت کے کلیم کے محاذ پیداواری یونٹس 121 کا رقبہ 9 کنال 5 مرلہ واقع موضع بہاولپور میں کنفرم ہوا ہے ۔ اس الاٹمنٹ کے متعلق نہ جھگڑا ہے اور نہ ہی کسی عدالت میں کوئی دعویٰ زیر سماعت ہے ۔

جہاں تک سنٹرل جیل کی توسیع کے لیے رقبہ کے مختص ہونے کا تعلق ہے اس سلسلہ میں عرض ہے کہ رقبہ 59 کنال 11 مرلہ جو اس وقت خان بہادر کے نام بسلسلہ مخبری کنفرم ہوا یہ رقبہ اولاً مزاجی بیگم کے نام کنفرم ہوا ۔ بعد میں غلام محی الدین ولد ولایت خان کے نام کنفرم ہوا پھر غلام محی الدین کے نام سے خارج ہوگیا ۔

محکمہ سنٹرل جیل نے اس رقبہ پر بلا کسی حکم کے قبضہ کیا ہوا تھا اور بعد میں باقاعدہ طور پر 1980ء میں دفعہ 4 ایکٹ حصول اراضیات کا نوٹیفیکیشن جاری کرایا گیا اور اب اس کے حصول کے لیے باضابطہ طور پر کارروائی زیر سماعت ڈسٹرکٹ کلکٹر بہاولپور ہے ۔

( ب ) یہ درست ہے کہ 24 ایف ۔ ایف البدر بہاولپور کے لیفٹیننٹ کرنل اقبال الدین نے ایک پریس رپورٹ بعنوان ''بوگس کلیموں کی تحقیقات کرائی جائے'' پر 78—6—29

بخدمت ایس ایم ایل اے سب سیکٹر ۔ 1 بہاولپور ایک رپورٹ بھجوائی جس سے ظاہر ہے کہ یہ رپورٹ بلا کسی تحقیقات و بلا سماعت فریق ثانی بھجوائی گئی تھی جس کا آخری فقرہ اس طرح ہے ۔

"It is further submitted that these cases are understay order from the High Court (Anex G & H) Therefore an utmost care is required in investigation to avoid the contepmt of Court".

(ج) یہ امر قابل ذکر ہے کہ مندرجہ بالا مقدمات بصورت رٹ پٹیشن عدالت عالیہ ہائی کورٹ بہاولپور بنچ و سول کورٹس میں زیر سماعت ہیں ۔ اس لیے اس مرحلہ پر کوئی حتمی رائے دینا مناسب نہ ہے اور مقدمات کے سول کی اعلیٰ عدالتوں میں زیر سماعت ہونے کی بناء پر مزید کوئی کارروائی بھی مناسب نہ ہے ۔

## زرعی اصلاحات کے تحت حاصل کردہ اراضی

233 ۔ **چوہدری غلام حیدر سجاد :** کیا وزیر زرعی اصلاحات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) صوبہ بھر میں بالترتیب مارشل لاء ریگولیشنز نمبر 64،115 اور اصلاحات اراضی 1977 کے تحت کتنی کتنی اراضی بڑے مالکان سے حاصل کرکے مزارعین اور چھوٹے مالکان میں تقسیم کی گئی ۔ ضلع وار تفصیل سے آگاہ کیا جائے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ کھنڈہ ضلع اٹک میں بڑے بڑے مالکان اراضی نے مذکورہ ریگولیشنز کی زد سے بچنے کے لیے زائد اراضی فرضی طور پر اپنے لواحقین کے نام کرا دی اور

مزارعین اور چھوٹے مالکان کو ان کے حقوق سے محروم کرنے کے لیے حتی المقدور کوشش کی ۔ جنہوں نے اپنے حقوق کے حصول کے لیے عدالتی چارہ جوئی کا سہارا لیا ۔ فیصلے ان کے حق میں ہو چکے ہیں مگر زمینداروں کے اثر و رسوخ کی بنا پر ان پر عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پیر آف مکھڈ نے بھی زرعی اصلاحات سے بچنے کے لیے فرضی کارپوریشنیں مثلاً مکھڈ کارپوریشن ، امرتی کارپوریشن اور لال بادشاہ کارپوریشن کے نام اپنی اراضی منتقل کروا لی ۔ اور بعد ازاں مذکورہ کارپوریشنوں کے ذریعے زمین مختلف لوگوں کے ہاتھ فروخت کر دی ۔ اور اب فروخت شدہ اراضی مارشل ریگولیشن 115 کے تحت Surrender کر دی ہے ۔ نتیجتاً مشتریان کے حقوق کو نقصان پہنچا ہے اور مقدمہ بازی کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے (ب) اور (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس بارہ میں مکمل چھان بین کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

**وزیر زرعی اصلاحات :** (الف) صوبہ بھر میں بڑے مالکان سے جو اراضی مارشل لاء ریگولیشن نمبر 64 مارشل لاء ریگولیشن نمبر 115 اور اصلاحات اراضی ایکٹ مجریہ سال 1977ء کے تحت حاصل کرکے مزارعین اور چھوٹے مالکان میں تقسیم کی گئی ۔ اس کی ضلع وار تفصیل یوں ہے ۔

نام ضلع حاصل شدہ اراضی جو مزارعین اور چھوٹے مالکان میں تقسیم کی گئی۔

| | (i) زیر مارشل لاء ریگولیشن نمبر 94 (ایکڑوں میں) | (ii) زیر مارشل لاء ریگولیشن نمبر 115 (ایکڑوں میں) | (iii) زیر اصلاحات اراضی ایکٹ 1977 (ایکڑوں میں) |
|---|---|---|---|
| بہاول پور | 2,938 | 3,097 | 637 |
| بہاول نگر | 14,541 | 5,039 | 1,699 |
| رحیم یار خان | 15,256 | 17,092 | 1,836 |
| ملتان | 31,535 | 3,996 | 1,074 |
| وہاڑی | 23,529 | 2,637 | 1,050 |
| ڈیرہ غازی خان | 1,33,880 | 59,517 | 5,716 |
| راجن پور | | | |
| مظفرگڑھ / لیہ | 12,066 | 15,342 | 4,600 |
| ساہیوال / اوکاڑہ | 6,265 | 9,158 | 853 |
| لاہور | 5,521 | 230 | 102 |
| قصور | 1,305 | 1,079 | 401 |
| شیخوپورہ | 1,371 | 2,550 | 32 |
| گوجرانوالہ | 42 | 3,364 | 314 |
| سیالکوٹ | — | 52 | 99 |
| سرگودھا / خوشاب | 25,134 | 9,155 | 1,958 |
| میانوالی / بھکر | 34,900 | 17,058 | 2,776 |
| فیصل آباد / ٹوبہ ٹیک سنگھ | 1,507 | 1,223 | 16 |

| | | | |
|---|---|---|---|
| جھنگ | 40،306 | 12،041 | 2،224 |
| راولپنڈی | 35 | 200 | 375 |
| جہلم | 512 | 427 | 929 |
| گجرات | 192 | 191 | 52 |
| اٹک | 90،828 | 25،227 | 12،992 |

(ب) ملک محمد اقبال موضع کھنڈہ ضلع اٹک کی دو دختران نے اپنی اراضی کی فروخت کے انتقالات بعض افراد کے نام 70-1969ء میں کرائے تھے۔ ان میں سے بعض لینڈ کمشنر راولپنڈی ڈویژن نے اور بعض ایڈیشنل چیف لینڈ کمشنر پنجاب نے مارشل لاء ریگولیشن نمبر 115 مجریہ سال 1972ء کے فقرہ نمبر 7 کے تحت جائز قرار دیے۔ بعد میں علاقہ کے مزارعین کی درخواستوں پر چیئرمین فیڈرل لینڈ کمیشن نے مارشل لاء ریگولیشن نمبر 115 کے فقرہ نمبر 29 کے تحت نگرانی کے اختیارات استعمال کرتے ہوئے اپنے احکامات مورخہ 3 اگست 1974ء اور 7 ستمبر 1976ء کے ذریعے لینڈ کمشنر راولپنڈی ڈویژن اور ایڈیشنل چیف لینڈ کمشنر پنجاب کے احکامات کو منسوخ کر دیا اور انتقالات کو ناجائز قرار دیا۔ دختران ملک محمد اقبال وغیرہ نے چیئرمین فیڈرل لینڈ کمشن کے احکامات کے خلاف لاہور ہائیکورٹ میں رٹ درخواستیں دائر کیں جو کہ رد کر دی گئیں۔ اس کے بعد انہوں نے سپریم کورٹ میں اپیل ہائے دائر کیں جو کہ تا حال زیر تصفیہ ہیں اور سپریم کورٹ کی طرف سے حکم امتناعی مورخہ 2 مارچ 1982ء جاری ہو چکا ہے۔ حکم امتناعی کی موجودگی میں چیئرمین فیڈرل لینڈ کمیشن کے احکامات پر عمل درآمد کرنا ممکن نہیں۔

(ج) پیر سید صفی الدین آف سکھڈ ضلع اٹک نے سال 1972ء میں اپنی

اراضی کے بارے میں مارشل لاء ریگولیشن نمبر 115 کے تحت گوشوارے داخل کیے - پیر صاحب نے اراضی کے جو انتقالات یکم مارچ 1967ء سے 19 دسمبر 1971ء تک مختلف اضلاع میں کرائے تھے ان کے بارے میں لینڈ کمشنر ملتان ڈویژن نے مارشل لاء ریگولیشن نمبر 115 کے فقرہ نمبر 7 کے تحت ضروری احکامات صادر کیے - اس کے بعد ڈپٹی لینڈ کمشنر ملتان نے اپنے حکم مورخہ 22 دسمبر1972ء کے ذریعے پیر صاحب کی کل اراضی جو کہ ملتان - فیصل آباد سانگھڑ - اٹک اور سرگودھا میں تھی ، 21,119 پیداواری یونٹ کے برابر تصدیق کرکے 14,000 پیداواری یونٹ پیر صاحب کو رکھنے کی اجازت دی اور بقیہ 7119 پیداواری یونٹ بحق سرکار ضبط کر لیے -

بعد ازاں ممبر فیڈرل لینڈ کمشن نے اپنے حکم مورخہ 25 نومبر 1976ء کے ذریعے مارشل لاء ریگولیشن نمبر 115 کے فقرہ نمبر 7 کے تحت نگرانی کے اختیارات استعمال کرتے ہوئے پیر صاحب کی طرف سے کیے گئے دو انتقالات مورخہ 30 مئی 1969ء 26 فروری 1971ء ناجائز قرار دے دیئے - اس حکم پر عمل درآمد کرتے ہوئے ڈپٹی لینڈ کمشنر ملتان نے اپنے حکم مورخہ 12 دسمبر 1981ء کے ذریعے پیر صاحب کو سابقہ چوالیس برائے ضبطی رقبہ تبدیل کرنے کی اجازت دی اور اراضی کا تبادلہ بعض رشتہ داروں کی اراضی کے ساتھ کرنے کی اجازت دی - چونکہ پیر صاحب اور ان کے رشتہ داروں نے امرتی کارپوریشن لمیٹڈ بنا رکھی تھی اور اس کے نام رقبہ منتقل کر رکھا تھا - بعض افراد نے جنھوں امرتی کارپوریشن سے رقبہ خریدا ہوا تھا اور ان کے حقوق پر ڈپٹی لینڈ کمشنر

ملتان کے حکم مورخہ 12 دسمبر 1981ء کی زد پڑتی تھی۔ انھوں نے اس حکم کے خلاف لینڈ کمشنر ملتان ڈویژن کی عدالت میں اپیل ہائے دائر کر دیں۔ لینڈ کمشنر ملتان ڈویژن نے مورخہ 15 فروری 1982ء کو حکم امتناعی جاری کیا۔ حکم امتناعی کے خلاف پیر صاحب نے چیف لینڈ کمشنر کی عدالت میں نگرانی ہائے دائر کیں۔ ایڈیشنل چیف لینڈ کمشنر نے اپنے حکم مورخہ 27 مئی 1981ء کے ذریعے لینڈ کمشنر ملتان ڈویژن کے حکم امتناعی کو تا فیصلہ نگرانی ہائے معطل کر دیا۔ اپیل ہائے و نگرانی ہائے مذکورہ تا حال فیصلہ طلب ہیں۔

(د) جیسا کہ جواب جزو ہائے (ب) اور (ج) سے ظاہر ہے متعلقہ معاملات عدالتوں میں زیر غور ہیں۔ مزید کارروائی عدالتی فیصلوں کے بعد کی جائے گی۔

## کھیلوں کے معیار کو بہتر بنانا

**107 - بیگم زبیدہ جعفری :** کیا وزیر خزانہ (چیرمین پنجاب سپورٹس بورڈ) از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب جو اپنے جوانوں کی صحت اور کھیلوں میں برتری کے باعث مشہور تھا، آج کل انحطاط کا شکار ہو رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کھیلیں نہ صرف ملکی ثقافت کا حصہ ہیں۔ بلکہ بین الاقوامی سطح پر وطن عزیز کی پہچان اور باوقار تعارف کی بھی آئینہ دار ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت

صوبہ میں نوجوانوں میں کھیلوں کے رویہ ازحال معیار کو بہتر بنانے کے لیے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر خزانہ (چیئرمین پنجاب سپورٹس بورڈ) : (الف) یہ درست نہیں ہے ۔

(ب) درست ہے ۔

(ج) موجودہ حکومت صوبہ کے نوجوانوں میں کھیلوں کے معیار کو مزید بہتر بنانے کے لیے ہر ممکن العمل اقدامات کر رہی ہے ۔ لوکل کونسل سے لے کر صوبائی اور بین الصوبائی سطح تک مواقع فراہم کر رہی ہے ۔

حکومت پنجاب نے اس نظام کو خوب سے خوب تر بنانے کے لیے ہر تحصیل میں ایک ایک سپورٹس افسر مقرر کیا ہے اور ضلعی و صوبائی خالی آسامیوں کو پر کر رہی ہے ہر ڈویژن میں کھیلوں کی کوچنگ کے لیے کوچ مقرر کر رہی ہے تاکہ بچوں اور بچیوں کو ان کے قریب تر مقامات پر اس سلسلہ میں سہولتیں فراہم کی جائیں ۔ ہر تحصیل کو دس ہزار ضلع کو بیس ہزار روپے ڈویژن کو پچاس ہزار اور ہر ڈویژن کے ڈائریکٹر تعلیم سکولز کو تیس ہزار اور کالجوں کو بیس ہزار روپے کھیلوں کی ترویج کے لیے دیئے گئے ہیں ۔ ہر ایسوسی ایشن کو گرانٹ ان ایڈ دی جاتی ہے ۔ تاکہ وہ اپنے کھیل کود کے پروگراموں کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکیں ۔

مزید آنکہ ہر ایسوسی ایشن کو دو بہترین کھلاڑیوں کو برائے دیے جانے وظیفہ سفارش کرنے کو کہا گیا ہے جس سے نادار کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی ہوگی ۔ تمام غیر سرکاری اداروں کو ٹیمیں بنانے اور کھلاڑیوں کو ملازمت دلانے کی

ہدایت کی گئی ہے اور ہر ضلعی سطح پر اسٹیڈیم تعمیر کیے جا رہے ہیں اور لوکل کونسل تک کو کھیل کے میدان فراہم کیے جا رہے ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ ان اقدامات سے کھیلوں کا معیار مزید بہتر ہوگا۔

**محکمہ انسداد ملیریا کے ملازمین کے لیے حقوق ا مراعات**

**174 ۔ جناب صالح محمد نیازی :** کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سابقہ انسداد ملیریا پروگرام پنجاب کے ملازمین کو جنہیں دوسرے صوبائی محکموں میں کھپا دیا گیا تھا ، کے بارہ میں محکمہ صحت حکومت پنجاب نے ان کی سابقہ ملازمت کو موجودہ سروس میں شمار کرکے پنشن دیئے جانے کے متعلق سفارش کی تھی۔ مگر محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے مذکورہ سفارشات کو رد کر دیا تھا۔

( ب ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ انسداد ملیریا کے وہ سابقہ ملازمین جو وفاقی حکومت نے تحویل میں لیے تھے ان سب کی سابقہ ملازمت کی مدت کو موجودہ سروس میں شمار کرکے پنشن اور چھٹی وغیرہ کے حقوق دیئے جا چکے ہیں۔

( ج ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ملازمین کو جزو (ب) بالا میں مندرج حقوق مراعات نہ دینے کی وجوہ کیا ہیں ؟

**وزیر خزانہ :** (الف) جی ہاں ! یہ درست ہے۔

( ب ) جی ہاں ! یہ بھی درست ہے۔

( ج ) چونکہ حکومت پنجاب کے قواعد اس بات کی اجازت نہیں دیتے

کہ کس نہج خود مختار ادارے میں مدت ملازمت کو پینشن کے لیے شمار کیا جائے۔ اس لیے وہ وجوہات جاننے کے لیے جن کے تحت وفاقی حکومت نے اپنے محکمہ انسداد ملیریا کے ملازمین کو یہ حقوق عطا فرمائے۔ وفاقی حکومت سے حکومت پنجاب نے وضاحت طلب کی تھی۔ وفاقی حکومت نے اپنی وضاحت میں یہ لکھا کہ ان کے قواعد کے مطابق وہ ملازمت جو ایسے لوکل فنڈ کے تحت کی گئی ہو جس کا مکمل انتظام و انصرام وفاقی حکومت کے پاس ہو، کو پینشن کے لیے شمار کیا جا سکتا ہے اور انسداد ملیریا بورڈ کا مکمل انتظام و انصرام وفاقی حکومت کے پاس تھا۔ مزید براں وفاقی انسداد ملیریا کو توڑ کر ایک ملحقہ وفاقی محکمہ میں تبدیل کر دیا گیا تھا اور اس کے سارے ملازمین کو اس وفاقی محکمہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ اس لیے اس ملازمت کو جو اس تبدیلی سے پہلے ملازمین نے بورڈ کے تحت کی تھی۔ مدت ملازمت برائے پینشن میں خصوصی طور پر شامل کیا گیا۔ وفاقی حکومت نے مزید یہ وضاحت کی کہ ان کا یہ فیصلہ کسی ایسے ملازمین پر جو کہ ایک خود مختار ادارے سے فاضل قرار دے دیئے گئے ہوں اور جن کو پینشن والی ملازمت میں ضم کیا گیا ہو پر لاگو نہیں ہوتا۔ وفاقی حکومت کی اس وضاحت سے ظاہر ہے کہ انھوں نے مدت ملازمت کو پینشن میں شمار کرنے کا فیصلہ مختلف حالات میں بطور خصوصی کیا ہے۔ یہ حالات حکومت پنجاب میں نہیں پائے جاتے۔

حکومت پنجاب کے فیصلے کی اس کے علاوہ مندرجہ ذیل وجوہات ہیں :-

1 ۔ کسی بھی خود مختار ادارے کے ملازم کو یہ سہولت نہیں دی جا سکتی کیونکہ یہ چیز پینشن رولز میں نہیں ہے ۔

2 ۔ اگر یہ مراعات ان کو دی جائیں تو اس کے علاوہ اور دوسرے اداروں کے کئی ملازمین ہیں جیسے نیشنلائزڈ سکولوں کے اساتذہ ورک چارج ملازمین ، اے ۔ ڈی ۔ سی وغیرہ وغیرہ ان کو بھی یہ مراعات دینی پڑیں گی ۔ جس کا مالی لحاظ سے صوبائی حکومت بوجھ برداشت نہیں کر سکتی ۔

3 ۔ صوبائی حکومتیں قانوناً پابند نہیں کہ وفاقی حکومت کے ہر حکم کی پابندی کریں ۔

## پروفیشنل ٹیکس

**231 ۔ حاجی مقصود احمد بٹ :** کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا پروفیشنل ٹیکس اسلامی مملکت میں جائز اور اسلام میں اس کی درجہ بندی کی اجازت ہے ۔

( ب ) کیا یہ حقیقت ہے کہ سرکاری ملازمین کی پیشہ ورانہ ٹیکس میں درجہ بندی نہیں ہے ۔ اگر ایسا ہے تو باقی ٹیکس گزاروں کی درجہ بندی ختم کر کے مساوات کے اصول پر سرکاری ملازمین کے مساوی لانے میں کون سا امر مانع ہے ۔

( ج ) کیا حکومت پنجاب کے 1982.83ء کے 78.05 ملین روپے فاضل میزانیہ کے پیش نظر موجودہ پیشہ ورانہ ٹیکس کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

**وزیر خزانہ :** (الف) اس سوال کا جواب کوئی ایسا ادارہ ہی دے سکتا ہے جو اسلامی فقہ کی تعبیر و تشریح کی مہارت رکھتا ہو۔

(ب) یہ درست نہیں کہ سرکاری ملازمین کی اس ٹیکس کی ادائیگی کے لیے درجہ بندی نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں سرکاری ملازمین کو دو درجوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک وہ جو انکم ٹیکس ادا نہیں کرتے اور دوسرے وہ جو انکم ٹیکس ادا کرتے ہیں پروفیشنل ٹیکس صرف موخرالذکر ملازمین سرکار ہی ادا کرتے ہیں۔

(ج) جی نہیں۔

## ''آباد'' کے منصوبوں کی افادیت

**232 ۔ چودھری غلام حیدر سجاد :** کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) ''آباد'' Authority of Barani Area Development کے معرض وجود میں آنے سے تاحال اس محکمہ پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔ تفصیل سال وار دی جائے۔

(ب) مذکورہ رقم سے ''آباد'' نے کون کون سے منصوبے مکمل کیے ہیں۔ ان کی افادیت کیا ہے۔ اخراجات کی تفصیل سال وار اور منصوبوں کی تفصیل ضلع وار دی جائے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ''آباد'' کے منصوبے بڑے مالکان کے مفاد میں ہیں اور چھوٹے مالکان کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ اگر ایسا ہے تو اس تفاوت کو دور کرنے کے لیے کوئی اقدامات اٹھانے کو تیار ہے ؟

**وزیر متعلقہ** : (الف) آباد مئی 1978ء کو معرض وجود میں آیا۔ اس ادارہ پر تا حال جتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔ اس کی سال وار تفصیل درج ذیل ہے۔

| سال | (ترقیاتی رقوم لاکھوں میں) |
|---|---|
| 1978-79 | 40.08 |
| 1979-80 | 67.78 |
| 1980-81 | 65.85 |
| 1981-82 | 207.57 |
| کل ——— | 381.28 |

(ب) مذکورہ بالا رقم سے درج ذیل منصوبے شروع کیے گئے :

1 ۔ فنی تربیت کا پروگرام
2 ۔ انٹنسیفائیڈ رورل ڈویلپمنٹ پروگرام
3 ۔ پیرا ویٹرنری ٹریننگ پروگرام
4 ۔ ترقیاتی پراجیکٹ برائے مضافات راولپنڈی
5 ۔ جائزہ موزونیت برائے منی ڈیم
6 ۔ باراتی زرعی پراجیکٹ
7 ۔ شعبہ اطلاعات و مطبوعات

مندرجہ بالا منصوبوں میں سے درج ذیل منصوبہ پایہ تکمیل تک پہنچا ہے اور باقی منصوبوں پر کام جاری ہے۔

1 ۔ انٹنسیفائڈ رورل ڈویلپمنٹ پروگرام

یہ پراجیکٹ 1978ء میں شروع ہوا اور 1982ء میں پایہ تکمیل تک پہنچا۔ اس پراجیکٹ کے لیے کل 76 لاکھ کی رقم کی لاگت کا تخمینہ تھا۔ یہ سکیم جون 1982ء میں 53.62 لاکھ روپے کی لاگت سے مکمل ہوئی ہے۔

اس منصوبے کی افادیت درج ذیل ہے۔

زمینی منصوبہ بندی

| | جنڈ (ضلع اٹک) | دولتانہ (ضلع راولپنڈی) | کھاریاں (ضلع گجرات) |
|---|---|---|---|
| وٹ بندی (فٹوں میں) | 8700 | 97000 | 90800 |
| رعائتی نرخوں پر فرنٹ اینڈ بلیڈ نے فراہمی | 15 | 18 | 17 |
| فرنٹ اینڈ بلیڈ نے کام کیا (گھنٹوں میں) | 5520 | 6480 | 4080 |

شجر کاری

| | | | |
|---|---|---|---|
| بودہ جات شیشم | 47350 | 5000 | 74970 |
| بانس | 2085 | 2870 | 2900 |
| سفید | 6000 | 1050 | 6500 |

ایک مخصوص اندازے کے مطابق ان درختوں سے 20 سال کے بعد تقریباً 28 کروڑ 28 لاکھ آمدنی متوقع ہے۔

کاشتکارانہ منصوبہ بندی

فراہمی زرعی آلات

| | | | |
|---|---|---|---|
| سو ایکڑ کے اجتماعی فارم | 65 | 73 | 55 |
| رہیبر بائنڈر | 2 | 2 | 1 |
| تھریشر | 30 | 40 | 38 |
| ربیع ڈرلز | 17 | 25 | 23 |
| گراونڈنٹ ڈگرو | 12 | 22 | — |

ان تمام مشینوں کے استعمال سے علاقہ کے لوگوں کی آمدنی میں کل 2 کروڑ 45 لاکھ کا اضافہ متوقع ہے۔

**منصوبہ بندی پرورش حیوانات**

| | | | |
|---|---|---|---|
| انجمن ہائے امداد باہمی کا قیام | 1 | 3 | 3 |
| تعداد مہیا کردہ بہترین بھینس گائے | 21 | 72 | 73 |

اس منصوبے کے تحت علاقہ کے لوگوں کی بہبود کے لیے بلا سود قرضوں کا اہتمام کیا گیا اور امداد باہمی کی 32 سوسائٹیاں بنائی گئیں اور 3 سال کے عرصہ میں ایسی 7 سوسائٹیاں کے تحت 7،04،000 کے قرضہ جات اچھی نسل کی دودھ دینے والی بھینسوں اور گائیوں کی خریداری کے لیے مہیا کیے گئے۔ جس سے علاقہ میں دودھ کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ اس سے 528 خاندانوں کو فائدہ پہنچا اور ان جانوروں کی وجہ سے قرضہ لینے والے زمینداروں کی آمدنی میں تقریباً 3،47،000 روپے کا اضافہ ہوا ہے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ جس کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ اگر آباد کی زیر نگرانی چلنے والے منصوبوں کا جائزہ لیا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوگی کہ ان منصوبوں کا فائدہ خاص طور پر کم آمدنی والے افراد کو ہوتا ہے۔

2۔ پیراوپٹرنری ٹریننگ آف ولیجرز کے تحت تربیت پانے والے قلیل آمدنی والے غیر ہنر مند افراد ہیں۔

3۔ انٹیسفائیڈ رورل ڈویلپمنٹ پروگرام کے زیر انتظام ہونے والے پروگرام سے فائدہ چھوٹے زمینداروں کو حاصل ہوا ہے۔

4 ۔ منی ڈیم اور پانی کے تالابوں کی تعمیر سے فائدہ اٹھانے والے بھی چھوٹے زمیندار ہیں کیونکہ ان ذرائع سے حاصل شدہ آبی وسائل اتنے زیادہ نہیں ہوتے کہ بڑا زمیندار ان سے فائدہ اٹھا سکے ۔

5 ۔ بارانی زرعی پراجیکٹ کے تحت ہونے والی سرگرمیاں بھی چھوٹے مالکان کے حق میں ہیں ۔ کیونکہ اس پراجیکٹ کے علاقے زرعی ملکیت اراضی 5.5 ایکڑ سے 11.3 تک ہے ۔

6 ۔ فنی تربیتی مراکز کا قیام دیہاتوں میں کیا گیا ہے ان میں تربیت حاصل کرنے والے طلباء کی اکثریت چھوٹے کاشتکاروں اور غیر کاشتکاروں کنبوں سے ہے ۔

**صوبہ میں ٹریفک کے حادثات کی روک تھام**

142 ۔ **جناب صالح محمد نیازی :** کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ آئے دن سڑکوں پر ٹریفک کے ہولناک / مہلک حادثات رونما ہو رہے ہیں ۔ جن میں قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں ۔

( ب ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ آئے دن سڑکوں پر ٹریفک کے 90 فیصد حادثات تیز رفتاری اور ڈرائیوروں کی غفلت کے باعث رو پذیر ہوتے ہیں ۔ مزید برآں ٹرانسپورٹر حضرات اور بس کمپنیوں کے مالک ٹریفک پولیس اور دیگر متعلقہ اتھارٹی کو رشوت اور ماہانہ نذرانے پیش کرتے ہیں ۔ نتیجتاً ڈرائیور ٹریفک کے اصولوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے ۔

( ج ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت

حادثات کی روک تھام اور رشوت کے خاتمہ کے لیے دیگر ذرائع کے علاوہ سہ فریقی ایڈوائزری کمیٹی کی تشکیل پر غور کرنے کے لیے تیار ہے ؟

**وزیر متعلقہ :** (الف) ٹریفک کے حادثات کی تعداد میں کچھ اضافہ ضرور ہوا ہے۔ لیکن آبادی اور گاڑیوں کی تعداد میں اضافہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو حادثات میں کمی نظر آئے گی اعداد و شمار کے مطابق حادثات کی شرح میں چار فیصد اور گاڑیوں اور آبادی کی تعداد میں چودہ فیصد اضافہ ہوا ہے۔

(ب) اور (ج) حکومت کو حادثات کی روک تھام کے سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کا پورا احساس ہے۔ ٹریفک کے حادثات کی کئی وجوہات ہیں مگر زیادہ تر اس قسم کے حادثات ڈرائیوروں کی غفلت اور تیز رفتاری کا نتیجہ ہوتے ہیں اور اس سلسلے میں کچھ موثر اقدامات کیے جا چکے ہیں اور مزید اقدامات کیے جا رہے ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ موثر موبائل انسپکٹران شاہرات کی گشت پر مامور کیے گئے ہیں جو آٹھ گھنٹے یومیہ سے زیادہ ڈیوٹی انجام دیا کریں گے۔ کیونکہ انسپکٹران کی تعداد شاہرات کی تعداد کے مقابلے میں بہت قلیل ہے اس لیے ان کی تعداد کے مقابلے میں بہت قلیل ہے اس لیے ان کی نفری میں مناسب اضافہ کرنے کے لیے اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

2۔ اس بات کا انتظام کیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ صاحبان کی نگرانی میں ہفتہ میں کم از کم دو دن شاہرات پر ٹریفک کی چیکنگ کی جائے تاکہ تیز رفتاری جیسے جرائم کی سزا موقع پر دی جا سکے۔

3 ۔ ٹریفک سٹاف کو ہدایات دی گئی ہیں کہ وہ اپنی چیکنگ کے دوران تیز رفتاری قواعد کی خلاف ورزی جیسے جرائم کی انسداد پر اپنی توجہ مرکوز رکھیں اور کاغذات کی پڑتال صرف اڈوں اور مقررہ سٹاپس پر عمل میں لائی جائے۔

4 ۔ چونکہ تیز رفتاری کی بڑی وجہ کمیشن کا نظام ہے اس لیے حکومت اس نظام کو ختم کرنے کے لیے مناسب قانون وضع کر رہی ہے۔

5 ۔ حادثات کی روک تھام کے لیے ایک نیا قانون روڈ سیفٹی آرڈیننس کے عنوان سے عنقریب نافذ کیا جا رہا ہے۔ جس میں گاڑیوں کی پڑتال ڈرائیور لائیسنسوں کے اجراء اور ٹریفک کی خلاف ورزی کے سدباب کے لیے مؤثر اقدامات تجویز کیے جا رہے ہیں۔

6 ۔ ڈرائیور حضرات کی از سرنو تربیت کے لیے انتظامات کیے جا رہے ہیں۔

7 ۔ تیز رفتاری کا سراغ لگانے اور ان کی روک تھام کے لیے مشینی آلات فراہم کئے جا رہے ہیں۔

8 ۔ گاڑیوں کی فنی نقائص کی پڑتال کے لیے ایک مؤثر نظام قائم کیا جا رہا ہے۔ جس سے اس عمل کو یقینی بنایا جا سکے گا کہ سڑک پر آنے والی کوئی گاڑی کسی فنی نقص کا شکار نہ ہو۔

9 ۔ شاہرات پر ٹریفک کے اشاروں پر مبنی سائن بورڈ نصب کرنے کے نظام کو مزید بہتر بنایا جا رہا ہے۔

10۔ ڈرائیونگ لائسنسوں کے اجراء کے نظام میں بھی اصلاحات کی جا رہی ہیں تاکہ ایسے لائسنس صرف موزوں اور اہل افراد کو جاری کیے جائیں۔

11۔ ڈرائیونگ کی تربیت کے لیے سرکاری اور نجی دونوں شعبوں میں ادارے قائم کیے جا رہے ہیں۔ لاہور میں ایسے دو سرکاری ادارے قائم جا چکے ہیں جبکہ پنجاب کے مختلف شہروں میں ڈرائیونگ کے بارہ میں نجی سکول حکومت کی نگرانی میں کام شروع کر چکے ہیں۔

12۔ تعلیمی اداروں میں ٹریفک قواعد کی تربیت کے انتظامات زیر عمل ہیں اور اس بات کا انتظام کیا جا رہا ہے کہ ٹریفک کی تعلیم کو نصاب میں شامل کیا جائے۔

13۔ عوام کو ٹریفک کے اصولوں کی تعلیم دینے کے لیے سرکاری ذرائع نشر و اشاعت کو استعمال کرنے کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا گیا ہے۔

14۔ مندرجہ بالا اقدامات کی روشنی میں اس امر کی توقع بجا نہیں ہے کہ صورت حال انشاء اللہ جلد بہتر ہو جائے گی اور مہلک حادثات کی تعداد میں نمایاں کمی واقع ہوگی۔

**قانون کرایہ داری کی ترامیم مجریہ 1979ء کی منسوخی**

230 ۔ **حاجی مقصود احمد بٹ :** کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا حکومت اس امر سے آگاہ ہے کہ قانون کرایہ داری کی ترامیم مجریہ 1979ء کے باعث عام کرایہ دار عموماً اور تاجر طبقہ خصوصاً سخت پریشانی میں مبتلا ہے۔ اگر ایسا ہے تو

مذکورہ ترامیم کی بنا پر کتنے تاجروں کی بیدخلیاں ہوئیں اور کتنے مکینوں کو رہائشی مکانوں سے بیدخل ہونا پڑا ۔

(ب) کیا حکومت پنجاب نے کرایہ دار طبقہ کی اس پریشانی سے وفاقی حکومت کو آگاہ کیا ہے کہ یہ ترامیم صرف مالکان جائیداد کے لیے فائدہ مند ہیں جس کے پیش نظر وہ ذاتی ضرورت کی بنا پر خالی کروا کر جائیداد پگڑی پر اٹھانا چاہتے ہیں اور کرایہ میں بھی اضافہ کر لیتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مفاد عامہ کے پیش نظر مذکورہ ترامیم کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر متعلقہ : (الف) 1979ء کی ترامیم جو قانون کرایہ داری میں کی گئیں وہ اسی وجہ سے کی گئی تھیں کہ اس سے پہلے قانون کی دفعات کرایہ دار کے حق میں زیادہ تھیں لہذا ضروری سمجھا گیا کہ مالک مکان اور کرایہ دار میں بہتر توازن پیدا کیا جائے ۔ جہاں تک کرایہ دار تاجر طبقہ کی مبینہ پریشانیوں کا تعلق ہے اس سلسلہ میں حکومت کے علم میں ہے کہ تاجران اس کا اظہار وقتاً فوقتاً کرتے رہے ہیں اور اس سلسلے میں بعض وفود بھی اعلیٰ حکام کو ملے ، اعلیٰ سطح پر میٹنگیں بھی ہوئیں جس کے بعد وفاقی حکومت کو تجاویز بھیجی گئیں ۔

حکومت کا کوئی شعبہ بیدخلیوں کے اعداد و شمار نہیں رکھتا لہذا ایسے اعداد مہیا کرنا ممکن نہیں کیونکہ بیدخلیاں عدالتوں کے ذریعے ہوتی ہیں جو ہائی کورٹ کے ماتحت ہیں ۔

(ب) حکومت پنجاب نے کچھ تجاویز وفاقی حکومت کو پیش کی ہیں اب معلوم ہوا ہے کہ یہ معاملہ پاکستان لاء کمیشن کے زیر غور ہے ۔

(ج) وفاقی حکومت کی ہدایات کا انتظار ہے جواب آنے پر مناسب کارروائی کی جائے گی۔

## دیانتدار اور فرض شناس ملازمین کو انعام کی عطائیگی

**266 ۔ جناب اشفاق شاہد :** کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ پولیس اور ایکسائز و کسٹم وغیرہ کے ملازمین کو اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں دیانت، مستعدی اور غیر معمولی فرض شناسی کا مظاہرہ کرنے کے سلسلہ میں نقد انعام سے نوازا جاتا ہے۔

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ مال، پراپرٹی ٹیکس اور سٹامنٹ کے ملازمین جو چھپی ہوئی سرکاری اراضی، جائیداد اور واجبات کے حصول میں غیر معمولی کوشش اور دیانت داری کا ثبوت دیتے ہیں، کو بھی ایسے انعامات دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(ج) کیا حکومت دیانت دار اور فرض شناس ملازمین کی حوصلہ افزائی کے لیے انعام کی شرح یا حد مقرر کرنے کو تیار ہے ؟

**وزیر متعلقہ :** (الف) جی ہاں ! یہ درست ہے کہ محکمہ پولیس اپنے افسران و دیگر عملہ کو ان کی غیر معمولی کارکردگی پر پولیس رولز کے مطابق نقد انعامات دیتا ہے۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں بھی اپنے ملازموں کو غیر معمولی کارکردگی پر جس میں پراپرٹی ٹیکس و شعبہ آبکاری شامل ہیں نقد انعام سے نوازا جاتا ہے۔ محکمہ کسٹمز سے صوبائی حکومت کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔

(ب) مالیہ اور آبیانہ کی وصولی محکمہ مال کے اہل کاران کی بنیادی ذمہ داری ہے اس لیے اس سلسلہ میں کسی زائد کارکردگی پر زائد مشاہرہ دینا مناسب نہیں ہے۔ بہر کیف جو افسران و اہلکاران مثالی کارکردگی دکھائیں۔ اس امر کا اندراج ان کی سالانہ رپورٹ میں کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح محکمہ سیٹلمنٹ میں بھی کوئی انعامات نہیں دیے جاتے۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے متعلق وضاحت جزو (الف) میں کر دی گئی ہے۔

(ج) فرض شناس اور دیانت دار سرکاری ملازمین کی مناسب حوصلہ افزائی کے لیے ایک طریقہ کار وضع کیا جا رہا ہے جس کے تحت ان کو تعریفی اسناد اور اضافی ترقی دی جا سکیں گی۔ اس سلسلہ میں اصول طے کر لیے گئے ہیں۔ ان کی جزئیات جلد ہی مکمل کر لی جائیں گی۔

# لاہور شہر کی ترقی کا جائزہ

**ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی** (میجر جنرل محمد حسین انصاری) :
بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی و علیٰ رسولہ الکریم! محترم جناب چیئرمین وزرائے کرام، معزز اراکین کونسل، خواتین و حضرات! میرے لیے یہ امر باعث افتخار ہے کہ لاہور کی ترقی کے بارے میں مجھے اس معزز ایوان کے سامنے ایک جائزہ پیش کرنے کا موقع ملا۔ خواتین و حضرات! جیسا کہ آپ جانتے ہیں۔ لاہور ایک قدیم آبادی ہے۔ اس کی اولین آبادی کے شواہد آج سے کوئی چودہ پندرہ سو سال پہلے تک کے ملتے ہیں۔ 1021ء میں سلطان محمود غزنوی نے اس شہر کو پنجاب کا دارالحکومت قرار دیا۔ اس کے بعد آنے والے دور میں دو سو سال تک یہ شہر مصائب اور مشکلات کا سامنا کرتا رہا۔ پھر مغلوں کے دور میں اس میں جان پڑ گئی اور اس نے ترقی کرنی شروع کی۔ لیکن سکھوں نے ایک بار پھر اسے تباہی اور بربادی سے ہم کنار

کرنا چاہا ۔ پھر انگریزوں کے دور میں ایک بار پھر یہ شہر ترقی کی راہ پر گامزن ہوا اور ہر شعبے میں مناسب اور نمایاں ترقی کرتا رہا ۔ اس شہر کی اہمیت اور اس کی بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر آج سے کوئی پچاس سال قبل یہ ضرورت محسوس کی گئی کہ ایک الگ ادارہ قائم کرنا چاہیے جو روز مرہ کی ذمہ داریوں سے ہٹ کر اس شہر کے ترقیاتی کاموں کی منصوبہ بندی کرے اور ان پر عملدرآمد کرے ۔ چنانچہ 1936ء میں لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ قائم ہوا اور یہ ادارہ اپنی ذمہ داریاں 1975ء تک نبھاتا رہا ۔ شہر کی آبادی تیز رفتاری سے بڑھ رہی تھی ۔ اس کے مسائل میں اضافہ ہو رہا تھا ۔ چنانچہ حکومت نے 1975ء میں ہی یہ فیصلہ کیا کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو قائم کیا جائے اور لاہور امپروومنٹ ٹرسٹ کو اس میں مدغم کر دیا جائے ۔ ایل ڈی اے کی گورننگ باڈی پر دس منتخب نمائندے ہیں ۔ جن میں میئر ، لاہور میونسپل کارپوریشن ، سات کونسلر ، ضلع کونسل لاہور کے چیئرمین اور ضلع کونسل شیخوپورہ کے چیئرمین شامل ہیں ۔ اس گورننگ باڈی پر آٹھ نامزد ممبران بھی ہیں ۔ جن میں دو دو وزرائے کرام ، چیف سیکرٹری صاحب ، چیئرمین پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ اور دیگر محکمہ جات کے سیکرٹری صاحبان شامل ہیں ۔ اور اس کے چیئرمین جناب گورنر ہیں ۔ خواتین و حضرات ، ایل ڈی اے کی ذمہ داریوں کو ، اس کے فرائض کو منجملہ طور پر چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ میں نے انہیں ایک چارٹ کی شکل میں لکھا ہے جو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں :

1 ۔ منصوبہ بندی

2 ۔ ڈویلپمنٹ ، یعنی ترقیاتی کام

3 ۔ ڈویلپمنٹ کنٹرول

4 ۔ فراہمی و نکاسی آب

میں انہی عنوانات کے تحت اپنی گزارشات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ پیشتر اس کے کہ میں ان عنوانات کے تحت تفصیلات عرض کروں۔ میں آپ کو لاہور کی آبادی کے بارے میں کچھ اعداد و شمار پیش کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ کسی شہر کی منصوبہ بندی اور اس ضروریات کا براہ راست تعلق اس کی آبادی اور اس کی آبادی میں اضافے کی شرح سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ آپ یہاں ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ 1901ء میں اس شہر کی آبادی دو لاکھ تھی۔ 1946ء میں بڑھ کر یہ سات لاکھ ہوگئی۔ یعنی 24 سال کے عرصے میں یہ آبادی ساڑھے تین گنا ہوگئی۔ پھر آتا ہے زمانہ تقسیم برصغیر کا اور 1946ء سے لے کر 1955ء تک اس کی آبادی میں تین لاکھ کا اضافہ ہوا۔ پھر آئندہ پندرہ سال میں آبادی دگنی ہوگئی، یعنی 1970ء میں یہ دس لاکھ سے بڑھ کر بیس لاکھ ہوگئی 1980ء میں اس کی آبادی چھبیس لاکھ ریکارڈ ہوئی اور آج کل اس کی آبادی کا تخمینہ تیس لاکھ ہے اور توقع ہے۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں (تو بے جا نہ ہوگا) کہ خوف ہے کہ موجودہ بیسویں صدی کے آخر تک۔ یعنی آئندہ اٹھارہ انیس سال تک اس کی آبادی پھر دگنی ہو جائے گی۔ یعنی ساٹھ لاکھ کے لگ بھگ ہو جائے گی۔

خواتین و حضرات! جو عنوانات میں نے آپ کے سامنے پیش کیے ان کے ضمن میں تفصیلات عرض کرتا ہوں۔ پہلا عنوان ہے منصوبہ بندی آپ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ کسی شہر کی ڈویلپمنٹ اس وقت تک صحیح خطوط پر استوار نہیں ہو سکتی جب تک شہر کی ضروریات اور اس کے مکینوں کی ضروریات کا بغور جائزہ نہ لیا جائے۔ ان کا بغور مطالعہ نہ کیا جائے اور صحیح منصوبہ بندی نہ کی جائے۔ یہی صرف کافی نہیں کہ منصوبہ بندی مناسب ہو۔ مکمل ہو بلکہ یہ بھی اتنا ضروری ہے کہ منصوبہ بندی پیشگی ہونی چاہیے۔ کچھ منصوبے ایسے ہیں کہ اگر آپ ان پر چار پانچ سال پہلے غور کرلیں تو مطلوبہ نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ کچھ

منصوبے ایسے ہوں گے کہ اگر ان پر آپ سات آٹھ سال پہلے غور کرلیں تو وہ منصوبہ جات آسانی سے ۔ کامیابی سے تکمیل کو پہنچ سکتے ہیں ۔ لیکن میرے خیال میں وہ منصوبہ جات جن کا تعلق براہ راست زمین کے حصول سے ہے ۔ ان کی منصوبہ بندی کم از کم دس پندرہ سال پہلے ہونی چاہیے ۔ اگر ہوسکے تو اس سے بھی زیادہ لمبے عرصے کے لیے پہلے منصوبہ بندی کرلی جائے ۔ اسی اصول کے تحت خواتین و حضرات ا ایل ڈی اے نے حال ہی میں اس شہر کی آئندہ بیس سال میں پیش آنے والی ضروریات کو مدنظر رکھ کر ایک جامع منصوبہ تیار کیا ہے ۔

اس منصوبے پر دو سال لگے ۔ سب سے پہلے ہم نے پوری تحقیق کے ساتھ شہریوں کی زندگیوں سے متعلق ہر شعبے اور ہر شعبے کے ہر پہلو کے بارے میں پورے اعداد و شمار جمع کیے ۔ مثلاً مکانات کا مسئلہ سامنے آیا ، تو ہم نے پوری تحقیق کی اور فزیکل سروے کر کے یہ معلوم کیا کہ آج شہر میں کتنے مکانوں کی قلت ہے ۔ مکانات کس کس سائز کے پلاٹوں پر بنے ہوئے ہیں ۔ اوسطاً کتنے آدمی ایک مکان میں رہائش پذیر ہیں ۔ اس وقت کتنے مکان مخدوش حالت میں ہیں ۔ کتنے مکان ہیں آئندہ بیس سال میں درکار ہوں گے ۔ اسی طرح صحت کے بارے میں ، تعلیم کے بارے میں ، روزگار کے بارے میں ، روزمرہ کی اشیائے ضروریہ کی فراہمی کے بارے میں ، آمد و رفت کے بارے میں ، سڑکیں ہوں ، پل ہوں ، ٹرانسپورٹیشن ہو ، پبلک ٹرانسپورٹ ہو ، پارکوں کے سلسلے میں ، غرضیکہ زندگی کے ہر شعبے کے متعلق ہم نے فزیکل سروے کے ذریعے وہ تمام اعداد و شمار جمع کیے ۔ مثلاً ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ آئندہ بیس سال میں ہمیں پانچ لاکھ نئے مکان درکار ہوں گے ، ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ موجودہ بیسویں صدی کے آخر تک پانچ لاکھ لوگ ہوں گے جو روزگار کی تلاش میں ہوں گے ۔ ہم نے یہ اندازہ لگایا ، اس مشاہدے پر پہنچے کہ ہمیں آئندہ بیس سال کے اندر چوبیس ہزار ایکڑ زمین کو رہائشی سہولتوں کے لیے ڈویلپ کرنا ہوگا اور

اس پر چھ ارب روپیہ خرچ ہوگا - ہر سال ہمیں تیس کروڑ روپے کا کام کرنا ہوگا تب جا کر اس شہر کی آئندہ بیس سال تک آنے والی ضروریات کو پورا کیا جا سکے گا - ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ اس عرصے میں پانچ سو مڈل سکول چاہییں ہوں گے ، ایک ہزار پرائمری سکولوں کی ضرورت ہوگی - ایک ہزار ڈسپنسریوں کی ، کلینکس کی ، زچہ بچہ سنٹروں کی ضرورت ہوگی - یہ تمام اعداد و شمار جب ہم نے جمع کر لیے تو پھر ہم نے متعلقہ محکمہ جات کے افسر صاحبان سے رابطہ کیا - ہم ان کے ساتھ بیٹھے - گفت و شنید ہوئی ، بحث ہوئی ، میٹنگز ہوئیں ، بار بار میٹنگز ہوئیں - ہم نے عوامی نمائندوں کو بھی اس میں شامل کیا - لاہور میونسپل کارپوریشن کے کونسلرز سے گفتگو ہوئی - شہر میں تجربہ کار ٹاؤن پلانرز سے گفتگو ہوئی ، انجینئرنگ یونیورسٹی کے متعلقہ اساتذہ صاحبان سے گفت و شنید ہوئی - ان سب کے ساتھ بیٹھ کر گفتگو کرنے کے بعد دو تین متبادل تجاویز ہم نے بنائیں کہ اس شہر میں آئندہ 20 سال میں پیدا ہونے والی ضروریات کو کس طرح پورا کریں - جب ہم یہ کر چکے تو حکومت نے ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی چیئرمین پی اینڈ ڈی کی سربراہی میں قائم کی - اس پر متعلقہ محکمہ جات کے سیکرٹری صاحبان بھی شامل تھے - دو تین ماہ میں اس کمیٹی میں پہلے ہمارے اعداد و شمار اور ہمارے مفروضات کا بخوبی جائزہ لیا - اس کے بعد ہم نے جو متبادل تجاویز ان کے سامنے پیش کیں - انہوں نے ان کو لفظ بہ لفظ پڑھا - بحث ہوئی - گفتگو ہوئی - بالآخر ایک منصوبہ طے کر لیا گیا - یہ منصوبہ اس وقت چھپ رہا ہے اس کی دو جلدیں چھپ چکی ہیں - بہرحال میرے پاس ڈرافٹ کاپی موجود ہے جو صاحبان اس کا معائنہ فرمانا چاہیں اس کا معائنہ کر سکتے ہیں - اس میں اس شہر کی آئندہ 20 سالوں کی آنے والی درپیش تمام ضروریات کے بارے میں اعداد و شمار ہیں - ان کا basis اور ان کا حل اس میں موجود ہے - خواتین و حضرات ! میں اب آپ کو اس structure پلان کا خاکہ پیش کروں گا - جس سے آپ کو

اندازہ ہو گا یہ شہر کس سمت میں بڑھے گا اور کس طرح ہم اپنی ضروریات کو پورا کریں گے ۔ اس خاکہ میں شمال کی جانب دریا راوی یہاں دکھایا گیا ہے ۔ یہ اندرون شہر ماڈل ٹاؤن ، ملتان روڈ ، فیروز پور روڈ اور ہڈیارہ ڈرین ہے ۔

خواتین و حضرات ! آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے مختلف علاقوں کو چار مختلف رنگوں میں ظاہر کیا ہے ۔ ہر رنگ ہمارے ایک ایک مرحلے کو ظاہر کرتا ہے ۔ جو پانچ پانچ سال کا ہے ۔ چونکہ یہ 20 structure سال کا پلان ہے ۔ ہمارا پہلا phase 85 1980ء کا ہے اسے سبز رنگ میں دکھایا گیا ہے ۔ اس علاقے میں ایل ۔ ڈی ۔ اے اور پرائیویٹ سکیمیں آئیں گی ۔ آ رہی ہیں ۔ آنا شروع ہو گئی ہیں ۔ یہ ضروریات ہم انشاء اللہ پہلے مرحلے میں 1985ء تک پورا کریں گے ۔ دوسرا مرحلہ 1985ء سے 1990ء تک کا ہے ۔ ہم نے اسے سرخ رنگ میں ظاہر کیا ہے ۔ یہاں ایک علاقہ نہیں دکھایا گیا ۔ وہ اس خاکہ سے بہت باہر ہے ۔ یہ مریدکے کے پاس نئے شہر بسانے کا منصوبہ ہے جو سٹرکچر پلان کا دوسرا مرحلہ ہے ۔ یہ سات ہزار ایکڑ پر مشتمل ہو گا ۔ امید ہے کہ اس کی داغ بیل 1985ء اور 1990ء درمیان ڈال دی جائے گی اور اللہ کے فضل و کرم سے 1990ء سے 1995ء کے دوران یہ بسنا شروع ہو جائے گا ۔ تیسرا مرحلہ 1990ء سے 1995ء تک کا ہے جسے نیلے رنگ میں ظاہر کیا گیا ہے ۔ آخری مرحلہ 1995ء سے 2000ء کا ہے جسے براؤن رنگ میں دکھایا گیا ہے ۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا کوئی ارادہ نہیں کہ یہ شہر ہڈیارہ ڈرین سے کبھی پار جائے ۔ اس کے بعد اس شہر کو پھیلنا ہوا تو اسے دریا راوی کے پار جانا ہو گا ۔ مجھے امید ہے کہ اس وقت تک سیلابی حالات پر قابو پا لیا جائے گا اور ہمیں یہ بھی توقع ہے کہ مریدکے پاس لاہور سے دور ہٹ کر جو انڈیپنڈنٹ شہر بسانے کا منصوبہ ہے اس میں اس صدی کے آخر تک آبادی بسنی شروع ہو جائے گی ۔ وہ لوگ جو لاہور میں منتقل ہونا چاہتے ہیں وہ اس نئے شہر

میں ہٹ جائیں گے ۔ اس کے علاوہ لاہور کا بوجھ بھی کسی حد تک اٹھا سکے گا ۔ اس سٹرکچر پلان میں وہ تمام ضروریات یعنی کونسے بائی پاس بنیں چاہئیں ہوں گے ، کتنی سڑکیں اور کتنی چوڑی سڑکیں اور دیگر تمام تفصیلات جو میں آپ کو عرض کر چکا ہوں ۔ اس منصوبہ میں موجود ہیں اور اس کے عین مطابق کام کیا جا سکتا ہے ۔ اب میں ترقیاتی کاموں کی تفصیلات عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اس سلسلے میں ایک خاکہ آپ کے سامنے پیش کروں گا ۔ جن میں وہ تمام رہائشی سکیمیں دکھائی گئی ہیں ۔ جو ایل ۔ ڈی ۔ اے نے 1975ء سے لے کر آج تک بنائی ہیں ۔ پرائیویٹ سکیموں کا بھی اس میں ذکر ہے ۔ اس خاکہ میں شمال اس جانب ہے یہاں اندرون شہر ماڈل ٹاؤن ۔ ملتان روڈ ۔ فیروز پور روڈ اور آپ دیکھ رہے ہیں ۔ جو علاقے ہم نے گاڑھے سرخ رنگ میں دکھائے ہیں ۔ وہ ان تمام سکیموں کو ظاہر کرتے ہیں ۔ جو ایل ۔ ڈی ۔ اے نے 1975ء سے لے کر آج تک بنائے ہیں ۔ مکمل ہونے والی سکیموں میں ہماری سب سے بڑی سکیم علامہ اقبال ٹاؤن جسے 1600 ایکڑ بھی کہا جاتا ہے ۔ وہ یہاں دکھائی گئی ہے ۔ یہ سکیم تقریباً مکمل ہے ۔ اس کے قریب فیصل ٹاؤن جس کا رقبہ 372 ایکڑ ہے ۔ اس میں ترقیاتی کام تقریباً مکمل ہو چکا ہے ۔ مکانات بن رہے ہیں ۔ لوگوں نے رہائش اختیار کرنا شروع کر دیا ہے ۔ اس کے ملحقہ علاقہ میں ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم ہے اس کا رقبہ 480 ایکڑ ہے یہ زمین ہم نے ماڈل ٹاؤن سوسائٹی سے قیمتاً خریدی ہے یہاں بھی ترقیاتی کام کافی حد تک مکمل ہو چکے ہیں ۔ مکانات تیزی سے بن رہے ہیں ۔ لوگوں نے خاصی تعداد میں رہنا شروع کر دیا ہے ۔ گلشن راوی ایک اور سکیم ہے جو ساڑھے پانچ سو ایکڑ پر مشتمل ہے ۔ سکیم میں ترقیاتی کام تقریباً مکمل ہو چکے ہیں اور لوگوں کی کافی تعداد اس میں رہائش پذیر ہے ۔ ایک اور سکیم مصطفیٰ ٹاؤن ہے ۔ یہ ایک چھوٹی سی سکیم ہے جو دو سو اڑھائی ۔و ایکڑ کی ہے ۔ اس میں ترقیاتی کام ہو رہے ہیں ۔ اس کے علاوہ تین نئی سکیمیں

ہیں جو سٹرکچر پلان کے پہلے فیز میں ہیں اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے یہ سکیمیں وہ اس وقت ہمارے ہاتھ میں ہے۔ ان کے لیے زمین حاصل کر لی گئی ہے۔ ایکوزیشن کے کام تمام ختم ہو چکے ہیں، ایوارڈ سنائے جا چکے ہیں۔ مجھے امید ہے انشاء اللہ دو تین ماہ میں ترقیاتی کام یہاں فزیکل طریقے پر شروع ہو جائیں گے۔ ان میں آج تک بنائی جانے والی تمام سکیموں میں سے بڑی سکیم محمد علی جوہر ٹاؤن ہے جس کا رقبہ تین ہزار ایکڑ کے لگ بھگ ہے۔ وہ یہاں دکھائی گئی ہے اس کے بعد سبزہ زار سکیم ہے جس کا رقبہ تقریباً ایک ہزار ایکڑ ہے۔

خواتین و حضرات یہ سکیم اس علاقے میں واقع ہے جہاں دو سال پہلے اس علاقے کو ایل ڈی اے نے دریائے راوی کی زد سے بچایا تھا۔ اس کے لیے ایک حفاظتی بند تعمیر کیا گیا تھا جس پر سات کروڑ روپے لاگت آئی تھی۔ اس سے نہ صرف وہ علاقہ سیلاب سے محفوظ ہو گیا ہے۔ بلکہ بہت سا رقبہ بھی دستیاب ہوا ہے۔ جو پہلے دریا برد ہو چکا تھا۔ اسی علاقے میں یہ سکیم لائے ہیں۔ یہ ایک ہزار ایکڑ کی سبزہ زار سکیم ہے۔ تیسری نئی سکیم گجر پورہ سکیم ہے جو انجینئرنگ یونیورسٹی کے عقب میں ہے۔ اس کے دو فیز ہیں پانچ پانچ سو ایکڑ کے۔ یہاں بھی جیسا میں نے عرض کیا ہے۔ زمین حاصل کر لی گئی ہے منصوبہ بندی ہو چکی ہے۔ ایوارڈ سنایا جا چکا ہے اور ترقیاتی کام جلد انشاءاللہ شروع ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ بہت سے چھوٹے چھوٹے دائرے ہیں یہ پرائیویٹ سکیموں کو ظاہر کرتے ہیں۔ پرائیویٹ لوگوں نے ایل ڈی اے کو 66 سکیمیں پیش کی ہیں۔ جن میں سے 8 ٹیکنیکی بنا پر مسترد کر دی گئی ہیں۔ باقی 58 سکیموں میں سے 30 سکیمیں ایسی ہیں جنھیں اصولی طور پر منظوری دی جا چکی ہے۔ اب وہ لوگ رقبہ حاصل کر رہے ہیں اور پوری منصوبہ بندی کے بعد وہ سکیمیں ہیں حتمی منظوری کے لیے پیش کریں گے۔ 28 سکیمیں ایسی ہیں جن کو حتمی منظوری دی جا چکی ہے۔ جہاں اس وقت کام شروع

ہے ، گول دائرے سے اس علاقے کو دکھایا گیا ہے - ان رہائشی سکیموں کے علاوہ ایل - ڈی - اے نے جو اہم کام 1975ء سے لے کر آج تک کیے ہیں ان میں دو اوور ہیڈ پل ہیں - ایک شیرپاؤ پل ہے - جو گلبرگ کو کنٹونمنٹ کے علاقے سے ملاتا ہے - دوسرا میاں میر پل ہے جو مال روڈ پر واقع ہے - اس کے علاوہ الحمرا آرٹ سنٹر کو مکمل کرایا ہے - علامہ اقبال سپورٹس گراونڈ میں in door میوزیم مکمل کرایا ہے - شہر کی 22 اہم سڑکوں کو دوبارہ تعمیر کیا ہے - سروسز ہسپتال کے توسیع کے کام کو ہم نے کیا - اس وقت بھی ہمارے پاس ان سکیموں کے علاوہ تین اوور ہیڈ پل ہیں جن میں گڑھی شاہو کا اوور ہیڈ پل ہے یہ چار یا ساڑھے چار کروڑ روپے کا منصوبہ ہے - لنک راوی روڈ پر داتا نگر اوور ہیڈ پل ہم بنا رہے ہیں جو ساڑھے تین کروڑ روپے کا منصوبہ ہے - فیروز پور روڈ پر قینچی کے پاس بھی ایک اوور ہیڈ پل بنانے کا منصوبہ ہے -

اس کے علاوہ شہر میں پیدل چلنے والے لوگوں کے لیے اوور ہیڈ پل اور انڈر گراؤنڈ پاسز بنانے کے منصوبے بھی ہمارے پاس ہیں - میں یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جو زمین ہم اپنی رہائشی سکیموں کے لیے حاصل کرتے ہیں وہ پنجاب لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1973 کے تحت حاصل کی جاتی ہے - مالکان کو تیس فیصد زمین واپس کر دی جاتی ہے جس کے لیے وہ ترقیاتی اخراجات ایل ڈی اے کو ادا کرتے ہیں - جو زمین ہم لیتے ہیں اس کا چالیس فیصد ترقیاتی کاموں میں صرف ہو جاتا ہے - مثلاً سڑکوں گلیوں کے نیچے جو زمین آتی ہے - پانی کا نظام قائم کرنے کے لیے جو زمین درکار ہوتی ہے - سیوریج کے لیے - نکاسی آب کے لیے - قبرستان کے لیے - پارکس کے لیے - ان تمام ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے چالیس فیصد ان پر صرف ہو جاتی ہے - جیسا میں نے عرض کیا تیس فیصد زمین ہم مالکان کو واپس کر دیتے ہیں - جو باقی تیس فیصد رقبہ ہمارے پاس بچتا ہے اس کا تین چار فیصد پبلک بلڈنگز کے لیے مختص کیا جاتا ہے مثلاً ڈاکخانہ

پولیس سٹیشن - اہم تجارتی مراکز سوک سنٹر اور اس قسم کے دیگر کاموں کے لیے - باقی جتنا رقبہ بچتا ہے - اس کے نوے فیصد رقبے پر یہ بات میں آپ کی توجہ کے لیے دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ جتنا رقبہ ہمیں بچ گیا اس کے 90 فیصد رقبے پر دس مرلے اور چھوٹے پلاٹ بنائے جاتے ہیں اور باقیماندہ دس فیصد رقبے پر ایک کنال کے پلاٹ بنائے جاتے ہیں - پہلی سکیموں میں دو کنال کے پلاٹ بھی ہوا کرتے تھے لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں حکومت کی پالیسی ہے کہ کسی سرکاری رہائشی سکیم میں ایک کنال سے بڑا پلاٹ نہیں ہوگا - یہ تھا ایک مختصر سا خاکہ جو میں نے آپ کے سامنے سکیموں کے بارے میں پیش کیا ہے - ان سکیموں سے جو پلاٹ ہمیں دستیاب ہوتے ہیں اب میں ان کی تفصیل آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں - چارٹ دکھایا گیا - یہ ساری سکیمیں یہاں درج ہیں - ان میں شادمان کالونی وہ سکیم ہے جو گورنمنٹ نے ہمارے سپرد کی تھی - ان تمام سکیموں میں سے خواتین و حضرات! ہمیں 28 ہزار پلاٹ دستیاب ہوتے اور تین سے پانچ مرلے تک جو پلاٹ ہمیں ملے ان کا ٹوٹل 7 ہزار 7 سو 69 ہیں جو تمام پلاٹوں کا 28 فیصد رقبہ بنتا ہے - سات مرلے سے دس مرلے تک جو پلاٹ دستیاب ہوئے ان کی تعداد 16 ہزار سو 9 چھیاسٹھ ہے جو 61 فیصد کے قریب ہیں - تو آپ دیکھیں گے کہ 88-89 فیصد رقبے کو ہم نے دس مرلے اور چھوٹے پلاٹوں کے لیے صرف کیا - جو ایک اور دو کنال کے پلاٹ تھے وہ 3 ہزار 2 سو 99 ہیں یہ کوئی گیارہ ، ساڑھے گیارہ فیصد کے قریب بنتے ہیں - تجارت کے لیے جو پلاٹ رکھے گئے وہ ایک ہزار دو سو 93 ہیں - یہ کوئی ٹوٹل پلاٹوں کا 4 فیصد ہیں - پرائمری سکولوں کے لیے 23 پلاٹ ، ہائی سکولوں کے 13 ، کالجوں کے لیے 6 اور ٹوٹل پلاٹ جو ہم نے ان سکیموں میں تعلیم کے لیے رکھے وہ 42 ہیں - 11 پلاٹ ڈسپنسریوں کے لیے اور 47 پلاٹ مساجد کے لیے رکھے گئے ہیں - یہ ہے تفصیل ان پلاٹوں کی جو اس وقت تک ہمیں حاصل ہوتے ہیں - جو تین نئی سکیمیں

میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیں وہ ہیں جد علی جوہر ٹاؤن سبزہ زار اور گوجر پورہ سکیم ۔ ہمیں ان تین سکیموں سے انشاء اللہ ساٹھ ہزار پلاٹ دستیاب ہوں گے ۔ مزید کے کے پاس نئے شہر کے پہلے فیز میں اور ورپنس پورہ کے علاقے میں جو ہم سکیم لا رہے ہیں ان سے انشاء اللہ ہمیں ایک لاکھ پلاٹ دستیاب ہوں گے ۔

خواتین و حضرات! اس میں کوئی شک نہیں کہ مکان بنانے کے لیے اولین اور اہم ضرورت پلاٹ کی ہوتی ہے ۔ لیکن پلاٹ سے مقصد حل نہیں ہوتا ۔ جب تک پلاٹ پر مکان نہ بنے تو مطلوبہ نتیجہ برآمد نہیں ہو سکے گا ۔ جب ہم اعداد و شمار اکٹھے کر رہے تھے اور اس سارے شہر کی ضروریات کے موجودہ حالات کا جائزہ لے رہے تھے تو ہم نے یہ مشاہدہ کیا کہ وہ لوگ جنہیں سرکاری نرخ پر پلاٹ الاٹ کیے جاتے ہیں ان میں سے اکثریت مکان بنانے کی استطاعت نہیں رکھتے اور چند سال کی مایوس انتظار کے بعد وہ اس پلاٹ کو بیچ کھاتے ہیں کسی فوری ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ۔ جو لوگ ہم سے پلاٹ مارکیٹ ریٹ پر خریدتے ہیں یا وہ لوگ جنہیں ہم پلاٹ زمین کے عوض مستثنیٰ کرتے ہیں ان میں سے بھی کافی لوگ تجارتی نکتہ نظر سے کاروباری نکتہ نظر سے پلاٹ اپنے پاس رکھ چھوڑتے ہیں اور مناسب وقت اور مناسب قیمت کا انتظار کرتے رہتے ہیں ۔ وہ لوگ جو مکان بنانا چاہتے ہیں وہ کسی سکیم میں پہل نہیں کرنا چاہتے ۔ وہ کہتے ہیں کہ کون جانے اجاڑ میں ، کون جانے بیابان میں ، جب کوئی مکان بنا لے گا ۔ تو ہم بھی چلے جائیں گے ۔ پھر ایک اور حقیقت جو مالکان کی نظر میں کھٹکتی ہے ، عوام الناس کی نظر میں کھٹکتی ہے اور ہماری نظر میں کھٹکتی ہے وہ یہ ہے کہ جہاں آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے اور مکانوں کی requirement یا ضرورت بھی اس رفتار سے بڑھ رہی ہے زمین گھٹتی جا رہی ہے ۔ تو اس حقیقت کو سامنے رکھ کر ، دوسرے حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے ، تمام مشاہدات

کو سامنے رکھتے ہوئے ایل ڈی اے نے فیصلہ کیا کہ پہلے تو ہر سکیم میں ہم مکان بنانے میں پہل کریں گے تاکہ وہ خدشہ ، وہ خوف جو انسان کے ذہن میں رہتا ہے اور پہلا مکان نہیں بنانا چاہتا وہ ختم ہو جائے اور آبادی تیزی سے وہاں ہونی شروع ہو جائے۔ پھر ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں عمودی تعمیر کو اس شہر میں رائج کرنا ہوگا اور اس کے لیے ہمیں پہل کرنی چاہیے۔ ہمیں لوگوں کو فلیٹ سسٹم میں یونٹ بنا کر دینے چاہییں تاکہ لوگ اس کے عادی ہوتے چلے جائیں۔ ہم نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ چونکہ کم آمدنی والے لوگ مالی استطاعت مکان بنانے کی نہیں رکھتے اس لیے جتنا بھی ہو سکے ایل ڈی اے کو ان کی مدد کرنی چاہیے تاکہ سر چھپانے کے لیے جگہ مل جائے۔ اب میں آپ کی خدمت کچھ سلائڈ پیش کروں گا جس سے مکانیت کا منصوبہ جو ہم نے بنایا ہے اور اس پر کام کیا ہے اس کی تفصیلات آپ کے سامنے آ جائیں گی۔ (سلائڈ دکھائی گئی) خواتین و حضرات! یہ ایک سلائڈ ہے جو لارنس روڈ پر بنائے گئے فلیٹ دکھاتی ہے۔ یہ لارنس گارڈن کے بالمقابل ہیں۔ ان میں سات منزلہ فلیٹ بھی ہیں جن میں لفٹ لگائی ہے۔ ان میں چار منزلہ فلیٹ بھی ہیں۔ جہاں انسان خود چڑھ سکتا ہے (سلائڈ دکھائی گئی)۔ جناب والا! یہ انھیں فلیٹ کا ایک دوسرا رخ ہے۔ (سلائڈ دکھائی گئی) یہ بھی انھیں فلیٹس کی ایک اور تصویر ہے جو آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ (اگلی سلائڈ دکھائی گئی)۔

خواتین و حضرات! یہ سارے تین منزلہ دو کمرے کے فلیٹس ہیں۔ دو بیڈز روم نہیں صرف دو کمرے ہیں۔ اور یہ شالی لاہور میں ہم نے بنائے ہیں۔ شیخ آباد کچی آبادی کے پاس۔ ان کی کل تعداد 72 ہے اور یہ تین منزلہ فلیٹس ہیں۔ (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) یہ فلیٹس ہم نے فیروز پور روڈ پر گلاب دیوی ہسپتال کے بازو میں بنائے ہیں۔ نچلی منزل پر تین

بیڈز روم کے فلیٹس ہیں اور اوپر کی دونوں منزلوں میں دو دو بیڈ روم کے فلیٹس ہیں ۔ ان کی کل تعداد 69 ہے ۔ (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) ۔

یہ اور فلیٹس ہیں جو ہم نے فیصل ٹاؤن میں بنائے ہیں ۔ ان میں بھی تین بیڈز روم اور دو دو بیڈز روم کے فلیٹس ہیں ۔ ان کی کل تعداد ساٹھ ہے ۔ (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) ۔

یہ فلیٹس جو آپ دیکھ رہے ہیں ہم نے علامہ اقبال ٹاؤن میں بنائے ہیں ۔ ان کی کل تعداد 18 ہے اور تین تین بیڈز روم کے ہر منزل پر یہ فلیٹس ہیں ۔ (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) ۔

یہ جو فلیٹس آپ دیکھ رہے ہیں یہ ہم نے ماڈل ٹاؤن توسیع سکیم میں بنائے ہیں ۔ ان کی کل تعداد ساٹھ ہے ۔ ان میں بھی تین تین بیڈز روم اور اوپر کی منزلوں میں دو دو بیڈز روم ہیں ۔ (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) ۔

یہ جو فلیٹس آپ دیکھ رہے ہیں یہ بھی ہم نے ماڈل ٹاؤن میں بنائے ہیں یہ دو دو بیڈز روم کے ہیں اور ان کی کل تعداد ساٹھ ہے ۔ (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) ۔

یہ جو سلائیڈ ہے اس میں سائنہ میں جو Independent گھر چھوٹے رقبہ پر دو منزلوں کے دو دو بیڈ روم کی شکل میں بنائے ہیں ۔ وہ دکھائے گئے ہیں ۔ (اگلی سلائڈ دکھلائی گئی) ۔ یہ اور تصویر ہے ۔ اس میں ہم نے نہر کے کنارے پر نیو کیمپس کے پاس سات یا ساڑھے سات مرلہ پر 4 بیڈ روم کے گھر دو منزلوں میں بنا کر لوگوں کو دیے ہیں ۔ ان کی تعداد 24 ہے ۔ (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) ۔ یہ فلیٹ جو آپ دیکھ رہے ہیں یہ علامہ اقبال ٹاؤن میں بنے ہیں ۔ یہ صرف دو ، دو یا تین تین کمروں کے فلیٹس ہیں ۔ یہ چار منزلہ ہیں ۔ نچلی منزل کے فلیٹ پر دو کمرے اور ایک خاصا صحن ہے ۔ اس کے اوپر پہلی منزل پر صرف تین پر کمرے اور

ساتھ صحن ہیں ۔ اس کے اوپر دونوں منزلوں میں دو دو کمرے کے فلیٹ ہیں ۔ اور ان کے ساتھ صحن ہیں ۔ کل تعداد ان فلیٹس کی جو کہ علامہ اقبال ٹاؤن میں بنائے گئے ہیں 780 ہے ۔ یہ فلیٹ دو گروپوں میں ہیں ۔ ان میں آدھے ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ صحن نہیں ۔ اور وہ نسبتاً زیادہ سستے ہیں ۔ باقی فلیٹس کے ساتھ صحن ہیں ۔ یہ انہیں فلیٹس کے دوسرے بلاک کی تصویر ہے ۔ (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) ۔ اس میں سستے فلیٹس دکھائے ہیں ۔ جو کہ ہم نے کم آمدنی والے لوگوں کے لیے بنائے ہیں ۔ میں اس کی تفصیل آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ یہ اکیس سو اور کچھ فلیٹس ہیں ۔ ہر ایک کا رقبہ 407 مربع فٹ ہے ۔ یہ ہم نے قرعہ اندازی کے ذریعہ ان لوگوں کو دیے ہیں جو لاہور میں رہائش رکھتے ہیں ۔ مگر ان کے پاس یا ان کے خاندان کے کسی فرد کے پاس کوئی زمین کا ٹکڑا ، کوئی مکان یا کوئی پلاٹ نہ ہو ۔ خواتین و حضرات ان فلیٹس کی بتوانی پر ہمارے چالیس ہزار اور کچھ روپے فی فلیٹ خرچ آئے ہیں ۔ اور ہم نے یہ لوگوں کو 45 ہزار روپے میں الاٹ کر دیے ہیں ۔ ان میں زمین کی قیمت شامل نہیں ہے ۔ ان فلیٹوں کے اردگرد کی زمین پر جو فلیٹوں کی خاطر ہم نے develop کی ۔ سڑکیں بنائیں ۔ ان کی قیمت بھی اس میں شامل نہیں ہے ۔ ان کے علاوہ اس کی قیمت میں لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے ڈیپارٹمنٹل چارجز بھی شامل نہیں ہیں ۔ اس سلسلہ میں ہم پہلے الاٹیوں سے پانچ ہزار روپے لیتے ہیں ۔ اور بعد میں 12 ہزار روپیہ الاٹی ایل ۔ ڈی ۔ اے کو بالاقساط ادا کرتا ہے ۔ اور اس کے ساتھ 28 ہزار روپے کا قرضہ جو بھی الاٹی لینا چاہے ۔ اسے ہم ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرضہ لے کر دیتے ہیں جو پندرہ سال کی مدت میں بالاقساط وہ واپس کرتا ہے ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے قرضہ جو لیا جاتا ہے اس کے ساتھ کافی سود دینا پڑتا ہے ۔ بات درست ہے ۔ لیکن آپ اس خاندان کی سوچیے جو دو تین سو روپے دے کر صرف گیراج میں آج کل رہ رہے ہیں ۔ اگر

وہی کرایہ کی رقم وہ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کو دیتے ہیں تو وہی کرایہ وہ اپنی جائیداد میں convert کراتے چلے جاتے ہیں ۔ اور وہ مکان ایک دن ان کا اپنا ہو جاتا ہے ۔ ایسے فلیٹس کی اتنی ڈیمانڈ ہے ۔

خواتین و حضرات ۔ کہ ہم نے اس سے encourage ہو کر فیصلہ کیا ہے کہ ہم مزید 6 ہزار فلیٹس تاج پورہ میں بنائیں گے اور وہ انشاء اللہ کم سے کم قیمت پر لوگوں کو دیں گے ۔ اس کا ہم نے اندازہ کیا ہے کہ اگر یہ فلیٹس جو کہ آج کل ہم نے بنائے ہیں 45 ہزار روپے میں دیے ہیں ۔ تو نئے فلیٹس کی قیمت 55.50 ہزار روپے سے اوپر نہ جائے ۔ آخر کچھ نہ کچھ inflation ضرور ہوتی ہے ۔ لہذا ہم کوشش کر رہے ہیں کہ 55.50 ہزار روپے میں یہ نئے 6 ہزار فلیٹس دے سکیں ۔ ان فلیٹس کا رقبہ ہم نے بڑھایا ہے ۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ فلیٹس چھوٹے ہیں ۔ بات درست ہے ۔ یہ چھوٹے ہیں ۔ لیکن نہ ہونے سے تو بہتر ہیں جب انسان اپنی چھت کے نیچے سوتا ہے ۔ وہ جی چاہے چارپائی بچھائے ۔ جی چاہے زمین پر سوئے جیسے سوئے ۔ جیسا بیٹھے ۔ اپنی بادشاہت چھوٹی بھی ہو تو اچھی لگتی ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ہم چھ ہزار فلیٹس اور بنائیں گے ۔ دوسری جگہوں پر بھی ہمارا ارادہ ہے کہ ہمیں جہاں کہیں بھی کوئی کھدرا مل جائے ۔ ہم وہاں پر چھوٹے کم آمدنی والے لوگوں کے لیے فلیٹس بنانا چاہتے ہیں ۔ ہم یہ بھی کوشش کر رہے ہیں ۔ کہ 200 یا 400 گھر کہیں کوئے میں اگر جگہ مزید مل جائے ۔ تو ہم شہر میں بیواؤں کے لیے بنا دیں اور نہایت ہی nominal کرایہ پر ان کو چھوٹی سی رہنے کی جگہ دے دی جائے ۔ جب تک مجھے بالغ نہیں ہوتے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

(اگلی سلائڈ دکھائی گئی) ۔ یہ انہیں فلیٹس کی ایک اور تصویر ہے (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) ۔ خواتین و حضرات یہ انہیں فلیٹس کا front فرنٹ ہے جو آپ اس تصویر میں دیکھ رہے ہیں ۔ (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) یہ تصویر ان فلیٹس کی ہے جن کی تعمیر جاری ہے ۔ (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) ۔

اگرچہ ہم نے کوشش کی ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ ہم نے اس شہر میں فلیٹس سسٹم رائج کر دیا ہے اور لوگ ان میں رہ رہے ہیں - پھر بھی بعض لوگ ایسے ہیں جو ہمیشہ یہ سوچتے ہیں کہ ان کی زمین کتنی ہے - لہذا ہم نے چاہا کہ ایسے لوگوں کے لیے بھی کچھ پلاٹوں پر چھوٹے چھوٹے مکان بنا دیے جائیں - ایسے لوگ اگر اس وقت فلیٹس میں جانا پسند نہیں کرتے تو half way چھوٹے مکانوں میں ہی رہنا شروع کر دیں - اس سے بھی ہم جو مکانات کی قلت کم کرنا چاہتے ہیں ہمارا مدعا پورا ہوگا - یہ تصویر دیکھیں - اس میں پانچ پانچ مرلہ پر دو بیڈ رومز کے ڈبل سٹوری گھر بنا رہے ہیں (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) - یہ اور تصویر ہے یہاں 10 مرلہ پر 3 بیڈ رومز کے ڈبل سٹوری گھر بنا رہے ہیں - یہ ماڈل ٹاؤن توسیعی سکیم میں بن رہے ہیں - خواتین و حضرات میں ایک بات کہنا بھول گیا ہوں معاف چاہتا ہوں - میں آپ کی توجہ واپس ان سستے فلیٹس کی طرف لے جانا چاہتا ہوں - میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ ہم نے اس منصوبے میں زمین کی قیمت نہیں لی اور نہ ہی اس میں Departmental charges لیے - اس طرح ہم نے اس میں 10 ہزار روپے فی فلیٹس subsidy اپنی جیب سے دی ہے اگر ان تمام چیزوں کی قیمت لگائی جائے زمین کی قیمت لگائی جائے externanal development charges لگائے جائیں Departmental Charges لگائے جائیں تو 10 ہزار روپے فی فلیٹ Sub-sidy بنتی ہے - یعنی ٹوٹل دو کروڑ روپے کی سب سڈی ایل - ڈی اے نے اس منصوبے میں دی ہے - (اگلی سلائڈ دکھائی گئی) - ہم نے ساڑھے تین سو کوارٹر بھی بنائے ہیں - یہ تین ساڑھے تین مرلے پر ایک ایک کمرے کے کوارٹر ہیں - ایک کمرہ ، ایک چھوٹا سا غسل خانہ ، چار دیواری اور کھلی جگہ جہاں پر دوسرا کمرہ بنایا جا سکتا ہے - یہ بھی ہم نے غریب لوگوں کے لیے بنائے ہیں - ان لوگوں کے لیے ہیں جنہیں مجبوری کے تحت ہمیں اپنی موجودہ سکانیت سے نکالنا پڑتا ہے - ان کی قیمت ساڑھے سترہ ہزار روپے ہے - اس میں بھی

فی کوارٹر 10 ہزار روپے تک سب سڈی دی گئی ہے۔ ٹوٹل ساڑھے تین کروڑ روپے کی سب سڈی اس منصوبہ پر بھی آئی ہے۔ جن لوگوں کو ہم نے دخل کرتے ہیں کسی مجبوری کے تحت۔ ان سے صرف ساڑھے دس ہزار روپیہ لیا جاتا ہے۔ 7 ہزار روپے کی سب سڈی دی جاتی ہے۔ 500 روپے الاٹی نقد ادا کرتا ہے اور دس ہزار روپے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے پندرہ سال میں واجب الادا قرضہ ہم اسے دلاتے ہیں۔ جو ساڑھے تین ہزار کوارٹر بنائے گئے ہیں یہ ان کی ایک اور تصویر ہے۔ یہ ایک اور تصور ہے، عقب میں ایک کمرے والے کوارٹر نظر آ رہے ہیں۔ سامنے ہم نے دکانیں بنائی ہیں۔ تاکہ وہ لوگ جو اس علاقہ میں رہتے ہوں اپنی روزمرہ کے استعمال کی چیزیں ان دکانوں سے لے سکیں۔

خواتین و حضرات یہ تھی وہ تفصیل جو مکانیت کے بارے میں ہے۔ جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ہم اس طرف قدم بڑھا رہے ہیں اور کوشش کر رہے ہیں کہ اس شہر میں مکانوں کی قلت کم ہو جائے۔ ترقیاتی کاموں کا ذکر ہو رہا ہے۔ اگر میں یہاں کچی آبادیوں میں ترقیاتی کاموں کا تذکرہ نہ کروں تو بات ادھوری رہ جائے گی۔ خواتین و حضرات، آج سے 4 سال قبل اس شہر میں 101 کچی آبادیاں تھیں۔ ان میں ساڑھے تین لاکھ لوگ بستے ہیں۔ چونکہ یہ تمام کچی آبادیاں بغیر کسی منصوبہ بندی کے بنائی گئی تھیں۔ لہذا بنیادی سہولتوں کے نام کی کوئی شے یہاں نہیں تھی۔ نہ گلیاں سیدھی تھیں اور بعض جگہ گلی تھی بھی نہیں۔ کہیں کہیں ایک گھر میں جانے کے لیے دوسرے کے گھر سے جانا پڑتا تھا۔ بجلی کا کوئی انتظام نہیں تھا۔ پانی کا کوئی نظام نہیں۔ نکاس آب کا کوئی سلسلہ نہ تھا۔ حکومت کے حکم کے مطابق جب ہم نے اس طرف ترقیاتی کام کرنے کی توجہ دی۔ تو ہر آبادی میں مکمل واٹر سپلائی کا نظام لگایا گیا۔ تاکہ گھر گھر پانی کا کنکشن مل سکے۔ گلیاں سیدھی کیں اور ان کو پختہ کیا۔ بعض آبادیوں میں سڑکیں بھی تعمیر کیں اور Street light کا مکمل نظام

ہم نے قائم کر کے دیا ۔ ایسی کچی آبادیاں جہاں یہ کام مکمل ہوگئے ہیں ۔ ان کی تعداد 43 ہے ۔ ان 43 بستیوں کو ہم نے کچی آبادی کی لسٹ سے نکال دیا ہے ، جو کچی آبادیاں مکمل ہو جائیں ترقیاتی کام ہو جائیں ، ان کو پھر کچی آبادی کہنا نہایت غیر مناسب ہے ۔ باقی جو 58 کچی آبادیاں ہیں ان میں سے دس پر کام اس وقت ہو رہا ہے ۔ 43 کچی آبادیاں ایسی ہیں جو نجی زمین پر واقع ہیں ان کے لیے فی الحال حکومت کی پالیسی یہ ہے کہ جو تعلق مالکان اور رہنے والوں کے درمیان تھا وہی قائم رہے اگر وہ کرایہ دیتے تھے تو کرایہ دیتے رہیں ، پٹہ پر زمین لے رکھی تھی تو پٹہ کی قیمت ادا کرتے رہیں اور چاہیں تو مالک سے زمین خرید لیں ۔

خواتین و حضرات ، ہم نے کچی آبادیوں کے ترقیاتی کاموں پر شہر میں 14 کروڑ روپے خرچ کیے ہیں اور یہ بات میں مسرت سے اس معزز ایوان کے سامنے کہتا ہوں کہ ان علاقوں میں جو سہولتیں مہیا کی گئی ہیں وہ شہر کے مختلف علاقوں سے کسی طرح کم نہیں ہیں ، میں آپ کی کی خدمت کچھ سلائیڈ پیش کروں گا تاکہ آپ ان کاموں کا جائزہ لے سکیں جو ہم نے کچی آبادی کے لیے کیے ہیں ۔ (سلائڈ دکھائی گئی) یہ ایک کچی آبادی کی تصویر ہے جہاں ابھی ترقیاتی کام شروع نہیں ہوئے ۔ یہ ان کچی آبادیوں میں سے ایک کچی آبادی کی تصویر ہے ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہ بھی ایسی ہی ایک تصویر ہے جو ڈویلپمنٹ سے پہلے کچی آبادی کی حالت کو دکھاتی ہے ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہاں سے تین چار سلائیڈیں میں آپ کی خدمت پیش کروں گا ۔ یہ ان کچی آبادیوں کی ہیں جہاں ہم نے ترقیاتی کام مکمل کر لیے ہیں ۔ یہ درس بڑے میاں کا علاقہ ہے ۔ میں شاہد ہوں کہ اس علاقہ میں گھٹنے گھٹنے

کیچڑ تھا ۔ ہمارے کام کرنے سے پہلے یہاں لوگ جوتے تو پہنتے ہی نہیں تھے ۔ کون اس کیچڑ میں جوتی پہنتا کیونکہ جوتا تو وہیں رہ جاتا تھا ۔ اب اس علاقہ میں اگر آپ جائیں تو شام کے وقت بچے کھیلتے ہوئے نظر آئیں گے خواتین و حضرات گھومتے پھرتے نظر آئیں گے ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہ ایک اور کچی آبادی کی تصویر ہے جہاں گلی سیدھی کی گئی دکھائی گئی ہے ۔ گلی پختہ کی گئی ، نالیاں بنائی گئیں ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہ بھی ایک کچی آبادی ہے جہاں ترقیاتی کام مکمل ہوگئے ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہ اسلام پورہ کی کچی آبادی ہے ، مسجد کے عقب میں یہ آبادی واقع ہے ۔ اور یہ گلی جو آپ دیکھ رہے ہیں ۔ سائیکل سوار کے بالکل سامنے یہ اس کچی آبادی سے ملحقہ گلی ہے ۔ اس کو ٹھیک کیا گیا اور اس کے علاوہ وہ بھی تمام کام جو میں نے عرض کیے گئے ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہ بھی ایک کچی آبادی کی تصویر ہے ، آپ گھروں کی طرف غور نہ فرمائیے ۔ غریب لوگ ہیں ، آہستہ آہستہ ان کو بڑھاتے چلے جائیں گے ۔ بعض لوگوں نے اپنے مکانوں کو ابھی سے سیدھا کر لیا ہے ، نیا بنا لیا ہے ، کئی لوگ ایسے ہیں جن کے پاس مالی استطاعت نہیں ، ان کو وقت لگے گا ، آپ ماحول کو دیکھیے ۔ آپ نے پہلے بھی کچھ تصاویر دیکھیں ۔ اس ماحول میں اگر زمین آسمان کا فرق کہا جائے تو مبالغہ ہرگز نہیں ہو گا ۔

**اگلی سلائیڈ :**

یہ بھی ایک کچی آبادی کی گلی کا منظر ہے ۔

**اگلی سلائیڈ :**

یہ بھی ایک کچی آبادی ہے ، نالیاں بنائی گئی ہیں ۔ سیوریج بھی لگایا ہے ۔ گلیوں کو سیدھا کیا ہے ، پختہ کیا ہے ۔ یہ بستی سیدن شاہ کچی آبادی ہے ۔ یہاں ہم نے پرائمری سکول بھی تعمیر کیا کارپوریشن کے حوالے کر دیا ۔ یہ اس سکول کی ایک تصویر ہے ۔

خواتین و حضرات اس وقت تک میں نے آپ کی خدمت ان رہائشی سکیموں کی تفصیل پیش کی جو ایل ۔ ڈی ۔ اے نے 1975ء سے لے کر اب تک بنائیں ۔ نئی سکیموں کے بارے میں میں نے تفصیلات عرض کیں ۔ کچی آبادیوں کے بارے میں بھی ذکر ہوا ، میں نے آپ کو مکانیت کے بارے میں بھی تفصیلات عرض کیں ۔ اگر میں یہاں اندرون شہر کا ذکر نہ کروں تو سخت ناانصافی ہوگی ۔ ہم سب جانتے ہیں کہ لاہور شہر وہیں سے شروع ہوا ۔ اس کا آغاز اندرون شہر سے ہے ، بدقسمتی سے اس کی ترقی کی طرف ، اس کے ترقیاتی کاموں کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی گئی ۔ آجکل وہاں جو پانی کا نظام فرسودہ ہو چکا ہے ۔ 108 سال پرانا ہے ۔ سٹریٹ لائٹ نام کی اس وقت کوئی چیز باقی نہیں رہی ۔ سوائے کھمبوں کے اور لٹکتے ہوئے تاروں کے ۔ گلیاں بھی خراب ہو چکی ہیں اور حالات اسی نوبت تک پہنچ گئی ہے کہ لوگوں نے وہاں رہنے میں دلچسپی لینا چھوڑ دیا ہے ۔ صاحب ثروت لوگ وہاں سے انتقال مکانی کر گئے ہیں ۔ جو نہیں جا سکتے وہ اسی دن کا انتظار کر رہے ہیں جب وہاں سے کسی اور ترقی یافتہ علاقہ میں جا سکیں ۔ چنانچہ ہم نے ، یعنی ایل ۔ ڈی ۔ اے نے اس طرف توجہ دی اور اس کے لیے ہم نے جامع منصوبہ بنایا ہے ۔ اس شہر کے ترقیاتی کاموں کو دو مرحلوں میں انشاء اللہ مکمل کریں گے ۔ ان ترقیاتی کاموں

میں سیوریج لگانا ہے ۔ جو اس وقت سرکلر روڈ کے ملحقہ علاقے کے علاوہ کہیں بھی نہیں ہے ۔ اس شہر میں پانی کے نظام کو تبدیل کرنا ہے بلکہ نیا نظام قائم کرنا ہے ، سٹریٹ لائٹ کو قائم کرنا ہے ، گلیوں کو دوبارہ پختہ کرنا ہے ، یہ تمام تفصیلات اس میں شامل ہیں ۔ اس سلسلے میں جو تجرباتی کام ہم نے کیے ہیں وہ مکمل ہو چکے ہیں ۔ شروع میں جب ہم اپنا پلان لے کر اندرون شہر گئے تو لوگوں نے ہمارے اس منصوبہ کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا ۔ انھوں نے کہا ایل ۔ ڈی ۔ اے والے یہاں کچھ نہیں کر پائیں گے ۔ بھلا یہاں سیوریج کیسے لگ سکتا ہے یہ سب ایسے باتیں کرتے ہیں ، مزاحمت بھی ہوئی لیکن جب ہم نے اپنے تجرباتی کام مکمل کر لیے تو مجھے یہ بات کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ نہ صرف لوگوں نے ہمارے اس منصوبہ کو قبول کیا بلکہ اب وہ اصرار کر رہے ہیں کہ ان کے علاقہ میں یہ کام پہلے کر دیا جائے ۔ پہلے مرحلہ پر 6 کروڑ روپیہ خرچ ہوگا ، دوسرے مرحلہ پر 12 کروڑ روپیہ خرچ ہوگا ۔ اس میں ورلڈ بنک نے بھی دلچسپی لی ہے ۔ ان کے ساتھ گفت و شنید ہوئی ہے ۔ لیکن ورلڈ بنک پیسہ دے یا نہ دے حکومت نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ اندرون شہر کے ترقیاتی کام کو ہر صورت مکمل کیا جائے گا ۔ خواتین و حضرات اب میں آپ کے سامنے کچھ سلائیڈیں پیش کروں گا جس سے وہ تجرباتی کام جو ہم نے کیے ہیں ان کی تفصیلات آپ کے سامنے آ سکیں گی ۔ (سلائیڈ دکھائی گئی) ۔ یہ اندرون شہر کا ایک اجمالی منظر ہے ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہ بازار ہے آپ دیکھ رہے ہیں کہ کاروباری علاقوں میں بھی یہ گلیاں کتنی تنگ ہیں ۔ رہائشی علاقوں میں تو اور تنگ و تاریک ہوں گی ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہ اندرون شہر کی ایک typical گلی ہے ، اس پر کچھ کہنے کی

ضرورت نہیں ۔ آپ خود دیکھ رہے ہیں ۔ صفائی اور نالیوں کا نظام ، پانی کے پائپ کا نظام آگے چل کر اور زیادہ دیکھ سکیں گے ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہ ایک اور گلی ہے ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

آپ دیکھیں پانی کے پائپوں کا کتنا گچھا ہے ، بالکل جال بچھا ہوا ہے ، چونکہ یہ نظام بہت پرانا ہے اس لیے main پائپ سے ہر گھر کو پانی لانے کے لیے اپنی نالی لانی پڑتی ہے ۔ آدھی آدھی گلی تو ان پائپوں نے گھیر رکھی ہے اور پھر یہ گندی نالیوں کے پاس سے گزرتی ہیں اگر تھوڑی سی لیکیج ہو جائے یقیناً صحت پر برا اثر پڑے گا اور پانی contaminate ہو سکتا ہے ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہ بھی ایک ایسی گلی ہے جہاں بچھے ہوئے پائپوں کا منظر نظر آ رہا ہے ۔ میں نے عرض کیا کہ لوگوں نے اپنے مکانوں میں دلچسپی لینا چھوڑ دی ہے ۔ جو اصل لاہوری ہیں وہ یہاں سے نہیں جانا چاہتے ۔ انہیں اس سے بڑا پیار ہے ، لیکن وہ مجبور ہیں ۔ اگر ترقیاتی کام نہ ہوں تو پھر کیا کیا جائے لوگوں نے اس لیے اس میں دلچسپی لینا چھوڑ دیا ہے اور ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں مکان گر جاتے ہیں ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہاں ہم نے کام شروع کیا ، سیوریج کی لائن بچھائی جا رہی ہے ۔ چھوٹے قطر کی ۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ یہ کام کتنا کٹھن ہے ، چھوٹی چھوٹی گلیوں میں پائپ بچھانا ، سیوریج لگانا کوئی آسان بات نہیں ہے ۔ لیکن

اب چونکہ اندرون شہر میں رہنے والے خواتین و حضرات نے اس منصوبے کو قبولیت بخشی ہے ۔ اس میں اب وہ ہماری مدد کرتے ہیں اور کوئی دقت پیش نہیں آ رہی ۔

اگلی سلائیڈ ۔

یہاں سیوریج لگ رہا ہے اور اس کے پائپ بچھ رہے ہیں ۔

اگلی سلائیڈ ۔

یہاں بھی سیوریج مکمل ہوا چاہتا ہے ۔ پانی کے پائپ جو پندرہ پندرہ بیس بیس کی تعداد میں آتے تھے اب ضرورت کے مطابق موٹے پائپ لا کر ان سے گھروں کو پانی دیا جائے گا ۔

اگلی سلائیڈ ۔

یہ ایک گلی ہے جہاں سیوریج لگ چکا ، پائپ بچھ چکے اور ہم دوبارہ ان اینٹوں کو رکھ رہے ہیں اور گلی کو پختہ کر رہے ہیں ۔

اگلی سلائیڈ ۔

یہ ایک تکمیل شدہ گلی کی تصویر ہے ، مانتے ہیں چھوٹی ہے ، لیکن آپ موازنہ کیجیے اس حالت سے جو پہلے میں نے آپ کو سلائیڈ کے ذریعہ دکھائی تھی اور اس کو بھی دیکھیں۔ کتنی صفائی ہے، سیوریج نیچے موجود ہے ، کوئی نالی نہیں ہے ، جتنی بھی گلی ہے چھوٹی ہے مگر وہ ساری کی ساری وہاں کے مکینوں کے لیے موجود ہے ۔

اگلی سلائیڈ ۔

یہ دیکھیے شہر میں کوئی جگہ نہ تھی جہاں بچے کھیل سکتے ، خواتین دھوپ کے لیے باہر بیٹھ سکتیں ، لیکن اب جن علاقوں میں ہم نے

کام مکمل کر لیا ہے ، زمین دستیاب ہو گئی ہے جہاں بچے کھیل سکتے ہیں ، خواتین بیٹھ سکتی ہیں ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہ بھی ایک گلی ہے ، آپ دیکھیے چھوٹی گلی ہے ، تنگ گلی ہے ، لیکن اس میں کام مکمل ہو چکا ہے یہ اس کی ایک تصویر ہے ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

یہ دیکھیے حد نظر تک آپ کو یہ سٹریٹ صاف نظر آئے گی ۔ یہاں کام مکمل ہو چکا ہے ۔

**اگلی سلائیڈ ۔**

آپ دیکھیں گے کہ اس گلی میں کام مکمل ہو چکا ہے اور صفائی صاف نظر آتی ہے ماحول صاف ستھرا ہے ۔

خواتین و حضرات ! یہ اندرون شہر کے بارے میں تفصیلات تھیں ۔ جہاں انسان کے رہنے کے لیے مکان ضروری ہے ، اس کو تن ڈھانپنے کے لیے لباس چاہیئے ، اس کو پیٹ بھرنے کے لیے خوراک کی ضرورت ہے وہاں اسے صحت برقرار رکھنے کے لیے اچھے ماحول کی ضرورت ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سبزہ زار ، یہ پھول ، یہ باغ ایک خاموش خدمت گار کی طرح انسان کی جسمانی اور اس کی ذہنی صحت کو برقرار رکھنے میں بڑی خدمت کرتے ہیں ۔ ہم بڑی کوٹھیوں میں رہنے والے لوگ شاید اس بات کو اچھی طرح appreciate نہیں کر سکتے لیکن آپ ان لوگوں سے پوچھیئے جو گھٹن کی فضا میں رہ رہے ہیں ۔ جن کے پاس سونے کی جگہ بھی کافی نہیں ۔ جو اپنے گھروں میں عید کے روز کاغذ کے پھولوں سے ہی اپنے دل بہلا لیتے ہیں ۔ جو گملے بھی نہیں رکھ سکتے یا ان کے پاس اتنی مالی استطاعت نہیں ہے یہ

ان کے پاس وقت نہیں ہے ۔ ان لوگوں کے لیے یہ پارک ، یہ open spaces ، پہاڑوں کا کام کرتے ہیں ۔ اس فائدے کو جو حاصل ہوتا ہے براہ راست measure تو نہیں کیا جا سکتا لیکن یقیناً انسان کی جسمانی اور ذہنی سمت پر ان کا بہت اچھا اثر پڑتا ہے ۔ خواتین و حضرات ! ہم نے ان پارکوں کی طرف خصوصی توجہ دی ہے ، ہم ہر سال پارک بنانے میں اور ان پارکوں کو maintain کرنے میں ایک کروڑ روپیہ خرچ کرتے ہیں ۔ میں آپ کی خدمت چند سلائیڈز پیش کروں گا جن سے آپ اس ضمن میں جو ہماری خدمت ہے اس کا جائزہ لے سکیں گے ۔

(سلائیڈ)

یہ گلشن اقبال کی تصویر ہے ۔ ہم ایل ۔ ڈی ۔ اے میں کام کرنے والے لوگ نہایت عجز و انکسار کے ساتھ اپنے رب العزت کا شکر بجا لاتے ہیں کہ اس نے اپنے خاص فضل و کرم سے ، جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ، ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم اس شہر کے عوام الناس کے لیے تفریح کی ایک جگہ مہیا کر سکے ۔ یہ گلشن اقبال کی آبشار کی ایک تصویر ہے ۔

(سلائیڈ)

یہ اس آبشار کا دوسرا رخ ہے ۔

(سلائیڈ)

یہ بھی اسی آبشار کی ایک اور تصویر ہے ۔

(سلائیڈ)

یہ گلشن اقبال کا ایک اور منظر پیش کرتا ہے ۔

(سلائیڈ)

یہ بھی گلشن اقبال کی ایک اور تصویر ہے ۔

(سلائیڈ)

یہ مینار پاکستان ہے ۔ ہم لوگ جو ایل ۔ ڈی ۔ اے میں کام کرتے ہیں ہمیں اس بات کا فخر ہے کہ جو ہماری قومی عظمت کا نشان ہے ہم اس کے رکھوالے ہیں ۔ ہماری تاریخ کے درخشندہ باب کی نگہداشت ہمارے سپرد ہوئی ۔ اسی میدان کی نگہداشت ہمارے سپرد ہوئی جو ہماری عظمت کا ، ہمارے ارادوں کا ، ہماری تاریخ کا عینی شاہد ہے اور میں ، خواتین و حضرات ! کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم نہایت ادب و احترام سے اس قومی نشان کی اور اس کے ملحقہ علاقے کی نگہداشت کرتے ہیں ۔ محبت سے کام کرتے ہیں ۔ اس کی یہ ایک تصویر ہے ۔

(سلائیڈ)

یہ بھی مینار پاکستان کا ایک منظر ہے ۔

(سلائیڈ)

دیکھیئے کتنا دیدہ زیب ہے یہ عکس ۔ یہ بھی اس کا ایک منظر ہے ۔

**جناب چیئرمین :** یہ بالکل نیا بنا ہے ۔ اس کا عکس دیکھیئے گا ۔

**ڈائریکٹر جنرل ، لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی :** (سلائیڈ)

یہ بھی مینار پاکستان کی ایک تصویر ہے ۔

(سلائیڈ)

یہ نہر کا کنارہ ہے ۔ دنیا میں بہت کم ایسے شہر ہیں جن کے وسط سے نہر گزرتی ہے اور ہم ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں کہ ہمارے شہر کے بیچوں بیچ ایک نہر گزرتی ہے ۔ اس کی دونوں اطراف کو خوبصورت رکھنے کا ہم پر فرض عائد ہوتا ہے ۔ اس طرف ایل ۔ ڈی ۔ اے نے خاصی

توجہ دی ہے ۔ دونوں اطراف پر جو پلاٹس ہیں ان کو صحیح کیا ہے اور ان کی maintenance کر رہے ہیں ۔ اس علاقے میں ہم نے دس ہزار پھلدار درخت لگائے ہیں جو انشاء اللہ آئندہ تین ، چار سال میں پھل دینا شروع کر دیں گے ۔ یہ علاقہ صرف خوبصورت ہی نہیں لگے گا بلکہ اس سے آمدنی ہوگی جس سے اس کی maintenance کا خرچہ نکل آئے گا ۔

(سلائیڈ)

یہ نہر کا ایک اور منظر ہے ۔

(سلائیڈ)

خواتین و حضرات ! یہ سرکلر گارڈن ہے جو اندرون شہر کے ارد گرد واقع ہے ۔ کچھ کام ہم نے یہاں کیا ہے لیکن اس کی طرف انشاء اللہ اب ہم اپنی توجہ اور مرکوز کریں گے اور اس کو بھی نہایت اعلیٰ پیمانے پر ڈویلپ کریں گے ۔

(سلائیڈ)

یہ گارڈن ٹاؤن میں شیر شاہ پارک کا ایک منظر پیش کرتا ہے ۔

(سلائیڈ)

یہ علامہ اقبال ٹاؤن کی ایک open space ہے ایسی بہت سی spaces ہیں جو ہم نے تیار کی ہیں اور ان کو maintain بھی کرتے ہیں ۔ یہ سٹینڈرڈ ہم نے صرف تصویر ہی کے لیے نہیں بنایا ۔ میں یہ وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ ہمارا normal standard ہے ان پارکوں کا جو ہم look after کرتے ہیں ۔

(سلائیڈ)

یہ نادرہ بیگم کا باغ ہے جو حضرت میاں میرؒ کے مزار کے قریب ہے ۔ اس کی تزئین و آرائش بھی ہم نے کی ہے ۔

(سلائیڈ)

یہ علامہ اقبال ٹاؤن کے ایک چھوٹے سے پارک کا منظر ہے ۔

(سلائیڈ)

یہ شادمان پارک ہے جو ہم نے بنایا ہے اور ہم ہی اس maintain کرتے ہیں ۔

خواتین و حضرات ! اعداد و شمار کے وقت ایک مشاہدہ جو ہمارے سامنے آیا وہ یہ تھا کہ اس شہر میں بیمار ہونے والے لوگوں کے 66 فیصد کی بیماری کا تعلق کسی نہ کسی لحاظ سے ماحول کی خرابی کی وجہ سے ہے ۔ اس جائزے سے پارک کی اہمیت ، سبزہ زار کی اہمیت ، آپ کے سامنے آ جائے گی ۔

(سلائڈ)

اس وقت ایل ۔ ڈی ۔ اے نے 1975ء سے لے کر آج تک شہر کے ترقیاتی کاموں پر 2 ارب ، 19 کروڑ روپے خرچ کیے ۔ اس میں اے ۔ ڈی ۔ پی کے ذریعے ہمیں 71 کروڑ روپے ملے لیکن اس میں 31 کروڑ کا قرضہ شامل ہے جو ہم نے سود کے ساتھ واپس کرنا ہے ۔ ہمیں جو گرانٹ ملتی ہے وہ صرف ان کاموں کے لیے ملتی ہے جو ہماری رہائشی سکیموں سے باہر ہوں ۔ ہم اس شہر میں جو کام ضروری سمجھتے ہیں ان کی درخواست حکومت کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ ہماری نظر میں یہ کام ہونا چاہیے ۔ اس کی اصولی منظوری کے بعد منصوبے کا پورا estimate بنایا جاتا ہے اور PCI حکومت سامنے پیش کر دیا جاتا ہے ۔ پھر منظوری کے بعد ہمیں گرانٹ دے دیتی ہے ۔ جو کام ہم اپنی رہائش سکیموں میں کرتے ہیں اس کے لیے ہمیں کوئی گرانٹ نہیں ملتی ۔ خواتین و حضرات ! یہ تھا تذکرہ ہمارے ترقیاتی کاموں کے بارے میں ۔

تیسرا عنوان جو میں نے آپ کی خدمت عرض کیا تھا وہ تھا ڈویلپمنٹ کنٹرول ۔ اب اس کے بارے میں میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔

ڈویلپمنٹ کنٹرول دو قسم کا ہے وہ کنٹرول جس کا تعلق تعمیرات سے ہے اور دوسرا وہ کنٹرول جس کا تعلق پلاننگ سے ہے۔

جہاں تک تعمیرات کے کنٹرول کا تعلق ہے اسے ہم بائی ۔ لاز کے ذریعے کنٹرول کرتے ہیں جو بھی نئی تعمیرات اس شہر میں شروع ہوں ۔ آج کل حکومت نے سیکرٹری ہاؤسنگ کی سربراہی میں ایک کمیٹی قائم کی ہے وہ صوبہ میں تمام بڑے شہروں کے بائی ۔ لاز کا جائزہ لے رہی ہے تاکہ جہاں تک ممکن ہو ان بائی ۔ لاز کو سٹینڈرڈائز کر دیا جائے۔ اب چونکہ بڑی بڑی کوٹھیوں والے بھی اپنے پلاٹس کو تقسیم کرکے چھوٹے چھوٹے مکان چاہتے ہیں اور زمین کی قلت ہو رہی ہے اس لیے وہ بائی ۔ لاز جو کسی زمانے میں بنے تھے جب زمین وافر تھی ان میں ترمیم ناگزیر ہو گئی ہے ۔ لہذا اب ان بائی ۔ لاز کو تبدیل کیا جا رہا ہے اور ان میں ترمیم کی جا رہی ہے تاکہ وقت کے تقاضے کے مطابق ہمارے بائی ۔ لاز ہوں ۔ جس کنٹرول کا تعلق پلاننگ سے ہے اب اس بارے میں ۔ ہمارا میٹروپولٹن ایریا کا رقبہ کوئی 658 مربع میل ہے ۔ اس علاقے میں ہم کسی سرکاری یا غیر سرکاری رہائشی سکیم بنانے کی اجازت نہیں دیتے جب تک وہ ہم سے اجازت نہ لے ۔ جو شخص کوئی پرائیوٹ سکیم ہمارے علاقے میں بنانا چاہتا ہے پہلے وہ ہم سے اصولی منظوری حاصل کرتا ہے کہ آیا ان کی ضرورت کسی دوسری ضرورت کے ساتھ clsah تو نہیں کرتی ۔ جب ہم ان کو اصولی منظوری دے دیتے ہیں تو اس کے بعد وہ رقبہ خرید کر اور اس کی مکمل پلاننگ کے بعد وہ سکیم ہمارے پاس لے آتے ہیں ۔ ہم اس سکیم کا بغور جائزہ لیتے ہیں اور اس میں کس رد بدل کی ضرورت ہو تو افہام و تفہیم سے اس میں رد و بدل کر لیا جاتا ہے ۔ اس کے بعد ہم پرائیویٹ ڈویلپر سے 20 فیصد زمین ایل ۔ ڈی ۔ اے ۔ کے نام گروی

کروا لیتے ہیں ، اس ضمانت کے لیے کہ جو شرائط اور سہولتیں اس نے اپنے خریداروں کے لیے مشتہر کی ہیں وہ ان کو پورا کرے گا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرے گا تو ہم اس کی زمین بیچ کر ان کو مکمل کر دیں گے۔ یہ ہیں وہ کنٹرول جو ہم اپنے ترقیاتی کاموں پر کر رہے ہیں۔

خواتین و حضرات! وقت بہت ہو چکا ہے۔ میں نے ایک اہم مسئلے کے بارے میں چند تفصیلات عرض کرنی ہیں اور وہ فراہمی اور نکاسی آب کے بارے میں ہیں۔ جیسا میں نے پہلے عرض کیا 1847ء میں پہلی بار اس شہر میں پائپ کے ذریعے پانی سپلائی کیا گیا تھا۔ اس وقت سے لے کر 1967ء تک یہ نظام کارپوریشن کے پاس رہا ، یہ انتظام ان کی ذمہ داری تھا۔ اگرچہ ایل۔ آئی۔ ٹی۔ 1936ء میں قائم ہو گئی تھی لیکن شہر میں پانی کا نظام کارپوریشن کے پاس ہی رہا۔ اسی سال یعنی 1967ء میں حکومت نے فیصلہ کیا کہ ایل۔ آئی۔ ٹی۔ جو صرف اپنے علاقے میں ہی یہ کام کرواتی ہے اور وہ بھی پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ سے۔ اب یہ سارا انتظام خود سنبھالے۔ چنانچہ ایک واٹر ونگ 1967ء میں قائم کیا گیا اور سارے شہر کے پانی کا نظام انہوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یہ نظام سنبھالتے ہی ایل۔ آئی۔ ٹی نے دو مرحلوں کا ایک جامع منصوبہ تیار کیا۔ پہلا مرحلہ 1975ء تک تھا جس کے لیے ورلڈ بنک سے پیسے لیے گئے۔ 1975ء میں پہلا منصوبہ چھ کروڑ روپے کی لاگت سے تکمیل ہوا۔ اس کے بعد دوسرا مرحلہ 1976ء میں شروع ہوا اور 1983ء میں ختم ہوگا اور اس پر 72 کروڑ روپے خرچ آئیں گے۔ اس طرح 88 کروڑ روپے کی لاگت سے ایل۔ آئی۔ ٹی نے اور اس کے بعد ایل۔ ڈی۔ اے نے اس شہر میں پانی کے نظام کو درست کرنے کے لیے اور وسیع کرنے کے لیے اور نکاسی آب کے لیے قرضہ لیا۔ یہ ساری رقم جیسا کہ آپ جانتے ہیں قرضہ ہے جس کا اصل واپس کرنا ہے اور اس کے ساتھ سود بھی دینا ہے۔ اس وقت شہر میں 30 لاکھ کی آبادی سے کوئی 24 لاکھ کی آبادی واسا سے پانی

حاصل کرتی ہے۔ 20 لاکھ ڈائریکٹلی کنکشنز کے ذریعے اور کوئی چار لاکھ لوگ ایسے ہیں جو پبلک سٹینڈ پوسٹوں سے واسا کا دیا ہوا پانی استعمال کرتے ہیں۔ ہمارے پاس اس وقت 106 ٹیوب ویل ہیں اور اس ضمن میں کچھ تفصیلات آگے چل کر عرض کروں گا۔ اب ایک خاکہ پیش کرتا ہوں جس سے آپ کو پانی کے بارے میں منصوبہ جات کی تفصیل ملے گی۔ (چارٹ دیکھا گیا)۔ خواتین و حضرات! یہ لائنیں ہماری ٹرنک لائنز کو ظاہر کرتی ہیں ڈسٹریبیوشن لائنز اور چھوٹی لائنز خاکے میں نہیں دکھائی گئیں۔ تین رنگوں میں یہ چارٹ بنایا گیا ہے۔ نیلا رنگ 1975ء تک کے پہلے منصوبہ میں مکمل ہونے والے کام کو ظاہر کرتا ہے۔ سرخ رنگ میں 1975ء سے 1983ء تک ہونے والا کام دکھایا گیا ہے۔ پیلا رنگ تیسرے مرحلے کو ظاہر کرتا ہے۔ جو انشاء اللہ 1983ء کے بعد شروع ہوگا اور جن علاقوں میں ابھی تک یہ نظام مکمل نہیں ہوا وہ تمام علاقے اس تیسرے مرحلے میں شامل کر دیئے جائیں گے۔

(اگلا چارٹ)

یہ خاکہ خواتین و حضرات! سیوریج کے بارے میں ہے۔ وہی کلر کوڈ ہے جو میں نے پانی کے بارے میں عرض کیا ہے نیلا رنگ ظاہر کرتا ہے 1975ء سے پہلے کئے گئے کاموں کو۔ دوسرا phase سرخ لائنیں دکھاتی ہیں اس خاکے میں بھی ٹرنک سیوریج کی لائنیں دکھائی گئی ہیں۔ lateral اور colateral لائنیں نہیں دکھائی گئیں۔ یہ علاقہ بھاٹی چوہڑ ٹاؤن وغیرہ کا ہے جس میں نئی سکیم آ رہی ہے یہاں تیسرے phase میں کام ہوں گے۔ البتہ یہ عرض کر دوں کہ ہم اس انتظار میں نہیں رہیں گے کہ جب تک تیسرا phase شروع نہیں ہوتا یہ کام نہ ہوں۔ ہم نے منصوبہ بنا لیا ہے۔ اگر واسا کو پیسہ فوراً نہ مل سکے تو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی لون کے طور پر اربن ونگ سے فنڈ دے دے گا تاکہ جو سکیم آئی ہے ان کو بسانے میں اس کو مکمل کرنے میں دیر نہ ہو۔

(اگلا چارٹ)

اب کچھ اعداد و شمار پانی کے سلسلہ میں ہیں - ہماری پانی کی یومیہ پیداوار ساڑھے چودہ کروڑ گیلن ہے - 20 لاکھ آبادی نے ہم سے ڈائریکٹ کنکشن لیے ہوئے ہیں - اس وقت کنکشن کی تعداد کوئی سوا دو یا اڑھائی لاکھ ہے - ان میں 25 ہزار 400 سو کنکشن میٹرڈ ہیں باقی تمام کنکشن بغیر میٹر کے ہیں - 70 گیلن فی کس فی یوم ہم پانی پیدا کرتے ہیں -

اب خرچ کے بارے میں کچھ تفصیلات - بجلی کے بل کمر توڑ ہیں یہ صحیح فگرز ہیں پچھلے سال کے actual فگرز ان میں کوئی تخمینہ شامل نہیں ہے 4 کروڑ 6 لاکھ روپیہ صرف بجلی کا بل تھا - 4 لاکھ روپیہ گیس کا بل تھا - مرمت ، نگہداشت اور متفرق اخراجات ، اس میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو عملہ کو درکار ہیں ان کی تنخواہ کے علاوہ تمام گاڑیاں ، ان کا پٹرول ، ان کی maintenance سٹیشنری کا خرچہ ، چیس کی مرمت پائپ لائن کی replacement جو maintenance کے زمرے میں آتی ہے ، وہ تمام خرچہ ایک کروڑ روپیہ سال کا ہے - عملہ کی تنخواہ ایک کروڑ روپیہ ہے - پچھلے سال کا ٹوٹل خرچ 6 کروڑ 10 لاکھ روپیہ ہے - پانی کو پیدا کرنے میں جو بھی خرچ اٹھتا ہے وہ دو روپے ساٹھ پیسے فی ہزار گیلن ہے - ہم اس پانی کو تین روپے فی ہزار گیلن کے حساب سے بیچتے ہیں - اس کی کل آمدنی اس سال ساڑھے آٹھ کروڑ روپے ہوئی - آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ساڑھے آٹھ کروڑ روپے آمدنی اور چھ کروڑ دس لاکھ روپے ہمارا خرچ - اس لحاظ سے تو واسا گھاٹے میں نہیں ہے پانی کو سپلائی کرنے میں جتنا خرچ کرتا ہے - اس سے کچھ زائد پیسہ اس کو واپس آ جاتا ہے باوجود اس کے ہماری لیکیج اس وقت بھی کوئی چالیس فیصد ہے - آپ دیکھیے واسا نے تقریباً 88½ کروڑ روپے کا قرضہ دینا ہے - اس کا اصل زر اور

سود بھی دینا ہے ۔ اسی سال سوا دو کروڑ روپے ہمیں اس قرضے کے لیے ادا کرنے پڑے ۔ اس وقت تک واسا نے جو قرضہ لیا ہے ۔ وہ 88 کروڑ 48 لاکھ روپے ہے اور جو رقم اس وقت تک ہم ادا کر چکے ہیں وہ 11 کروڑ 32 لاکھ روپے ہے ۔ خواتین و حضرات ! میں آپ سب کا از حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے انہماک اور توجہ سے میری معروضات سنیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

# لاہور شہر کی ترقی کے جائزہ پر عام بحث

جناب سراج قریشی (صدر ، مرکزی انجمن تاجران ، لاہور) : جناب چیئرمین ! جس طرح جناب جنرل انصاری صاحب نے لاہور کے ترقیاتی کاموں کے بارے میں تفصیل سے اس ہاؤس کو بتایا ہے وہ یقیناً قابل تعریف بات ہے ۔ انہوں نے نہ صرف لوگوں کو رہائشی سہولتیں دینے کے لیے ، بلکہ پانی کی فراہمی کے لیے بھی موثر منصوبہ بندی کی ہے آپ کی ہدایت کے مطابق گلشن اقبال بنانے کے بعد آپ وہاں تشریف بھی لے جاتے رہے ہیں ، مینار پاکستان پر وہ دن رات ایک کر رہے ہیں ۔ وہ خاص طور پر اندرون شہر کے لیے ایک نعمت ہے ۔ اس تاریخی جگہ کو جس طرح سنوارا گیا ہے وہ بھی ایک اچھا کارنامہ ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ، جس طرح انہوں نے اعتراف بھی فرمایا ہے ، اندرون شہر کے علاقے میں ترقیاتی کام عرصہ دراز سے نہیں ہوئے ۔ اب جب کہ اندرون شہر ایل ڈی اے کی تحویل میں آ چکا ہے اور منصوبہ بندی ہو چکی تو میری حکومت پنجاب سے گزارش ہے کہ وہ انہیں اس کام کے لیے فنڈز فراہم کرے تاکہ اس علاقے کے رہنے والے بے بس شہری بھی سہولتوں سے مستفیض ہو سکیں اور سو سالہ پائپ لائن تبدیل ہو سکے ۔

انہوں نے اپنے پلاٹوں کی تقسیم کے ضمن میں فرمایا ہے کہ لاہور میں جو رہائشی سکیمیں بنتی ہیں ۔ اس میں چار فیصد تجارتی پلاٹ ہوتے ہیں۔

اب جب کہ روزگار کے لیے لوگوں کو مشکلات پیش آ رہی ہیں اور ہر سکیم میں کاروبار کرنے کے لیے لوگوں کو مناسب دکانیں نہیں ملتیں اور اسی وجہ سے کرایہ داروں اور مالکان کے درمیان چکر اور مقدمہ بازی چل رہی ہے اور شہروں میں ناجائز تجاوزات کا سلسلہ بھی عروج پر ہے۔ میری گزارش ہے کہ نئی سکیموں میں تجارتی پلاٹوں میں کچھ فیصد اضافہ فرما دیں تاکہ نئی نئی مارکیٹیں بن سکیں اور جن لوگوں نے شہر میں اور اندرون شہر کے ارد گرد دوسری آبادیوں میں ناجائز تجاوزات کئے ہوئے ہیں۔ وہ ختم کریں۔ ان تاجروں کو وہ دکانیں جائز روزگار کے لیے آسان اقساط یا مناسب کرائے پر دی جائیں تاکہ وہ با عزت طور روزگار میں لگ جائیں اور ان آبادیوں کو بھی ضروریات زندگی مناسب داموں پر ملتی رہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ سبزی منڈی اور میوہ منڈی آپ کے علم میں ہے اور ڈائریکٹر جنرل صاحب کے علم میں بھی ہے۔ میں تاجروں کی طرف سے ان کا شکر گزار ہوں کہ وہاں انہوں نے ایک دفعہ خاص تعداد میں کوڑا نکالا وہاں دو دو فٹ گار جمع ہے اور سارے شہر کو گندی سبزی اور گندے پھل وہاں سے فراہم ہوتے ہیں۔ تو میری گزارش ہے کہ لاہور کی راوی روڈ کی سبزی منڈی کے لیے آپ کوئی ایسی منصوبہ بندی کریں کہ اس کی حالت بدل سکے۔ اگر وہ سبزی منڈی ایل۔ ڈی۔ اے کی تحویل میں دے دی جائے تو وہاں تاجر زیادہ بہتر طریقے سے کام کر سکیں گے۔

ایل، ڈی۔ اے نے شہر میں ناجائز تجاوزات ختم کرنے کے لیے خصوصی طور مغل پورہ کی نہر اور ہربنس پورہ میں جو ترقیاتی کام کئے ہیں۔ وہاں جا کر اور انہیں دیکھ کر کوئی بھی شہری انہیں خراج تحسین ادا کرتا ہے کہ کس طرح مؤثر طور پر انہوں نے وہاں کام کیا ہے۔ اب وہ صاف ستھرا علاقہ ہو گیا ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ لاہور میں جہاں بھی ناجائز تجاوزات ہیں، وہ ایل۔ ڈی۔ اے کی ذمہ داری میں دیئے جائیں

کہ وہ ان کو ختم کریں اور شہر سے یہ رجحان فوری طور پر ختم ہو جانا چاہیے ۔ اب جب کہ مارشل لاء کا ضابطہ بھی جاری ہو چکا ہے، تو اس شہر میں ناجائز تجاوزات کے خلاف ابھی تک کوئی موثر کارروائی نہیں ہوئی ۔ شکریہ ۔

**چودھری ظہیر احمد تاج** (صدر کالونی ٹیکسٹائل ملز یونین (ملتان) پنجاب فیڈریشن آف ٹریڈ یونین : جناب والا ! جناب ڈائریکٹر جنرل ، ایل ۔ ڈی ۔ اے نے بڑے واضح بڑے اچھے انداز ، بڑے مثبت انداز میں اپنے یہاں کی ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی روداد بتائی ہے ۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ انھوں نے جتنی کالونیاں بنائی ہیں ، ان میں قبرستان اور کمیونٹی سنٹروں کے لیے جگہ کیوں نہیں چھوڑی جب کہ یہ ضروری سمجھتے ہیں ۔ میں نے پچھلے دنوں یہ پڑھا تھا کہ نئی کالونیوں کے لیے یہ شرطیں ہوں گی کہ وہاں پر کمیونٹی سنٹر بھی ہوں گے ، وہاں پر قبرستان بھی ہوگا ۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے تمام اخراجات بتائے ۔ لیکن انتظامی اخراجات نہیں بتائے ۔ مہربانی کر کے اس کی بھی ذرا وضاحت فرمائیں کہ یہ مارکیٹ کب تک ہے کہ یہ اپنی مدد آپ کے اصولوں کے تحت ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ، خصوصی طور پر جس کا ذکر لاہور میں ہو رہا ہے ، یہ اپنے اخراجات خود پورے کر سکیں ۔ خواہ اس کا دس سالہ منصوبہ ہے ، خواہ بیس سالہ ۔ کیونکہ ہمارے متعلق عام رائے بین الاقوامی سطح پر یہ ہوتی ہے کہ ہم بار ہا یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں ، انڈر ڈویلپڈ کنٹری ، انڈر ڈویلپڈ کنٹری ۔

Have you some target anywhere in the developed country ?

تو مہربانی کیجئے ۔ اس طرف بھی توجہ دیجئے ۔

اس کے علاوہ انھوں نے ابھی مینار پاکستان دکھایا ۔ اس کا ایک سکیچ پیش کیا گیا ۔ اس میں فلیگ بالکل نیچے نظر آ رہا تھا ۔ فلیگ کی ایک اہمیت ہے ۔ تو یہ فلیگ مینار پاکستان کے اوپر کیوں نہیں ؟

اس کے ساتھ ہی قرعہ اندازی کی بات ہو رہی تھی - یہ ایک ایسا طریق کار ہے جس میں ہم کبھی امانت کی بات کرتے ہیں ، کبھی شرافت کی بات کرتے ہیں ، کبھی دیانت کی بات کرتے ہیں ، کبھی اصولوں کی بات کرتے ہیں - ہم اس سے کلی طور پر اختلاف رکھتے ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کے پاس جتنے زیادہ پیسے ہوتے ہیں ، اتنی ہی وہ درخواستیں دیتا ہے - تو کیوں نہ یہ کونسلر صاحبان ، جو گلیوں میں ، محلوں میں منتخب لوگ ہیں ، وہ اس کی تصدیق کریں - پھر اس کے بعد اس کا موقع اگر فراہم کرنا ہے تو کر دیا جائے - تو ان کے اساسی نظریے کو مہربانی کرکے تبدیل کیجئے - یہ میری گزارش ہے -

**جناب سلطان علی چودھری** (صدر ، چیمبرز آف ایگریکلچر پنجاب) : جنرل صاحب نے جس طریقے سے Presentation کی ہے وہ واقعی قابل تعریف ہے - جو کچھ بھی کام ہوا ہے وہ بہت اچھا ہوا ہے - پہلے تحقیق کی گئی کہ کیا کرنا چاہیے ، پھر اس کا نفاذ کیا گیا - سب سے قابل تعریف کچی آبادیوں کی طرف توجہ ہے - پہلی حکومتیں صرف باتیں کرتی رہی ہیں اس حکومت نے عملی طور پر کام کرکے دکھا دیا ہے اور یہ قابل صد تحسین کام ہے - میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ حکومت کچی آبادیوں کی طرف اور زیادہ توجہ دے گی - چھوٹے لوگوں کو جن کو مکانوں کی ضرورت ہے ان کی طرف اور پرانے لاہور شہر کی طرف خاص توجہ دے گی - میں صرف ایک ہی عرض کروں گا کہ واسا کی طرف کچھ مزید آپ کو توجہ دینی چاہیے ، کیونکہ جگہ جگہ آپ یہ دیکھیں گے کہ بہت سا پانی چل رہا ہے اور پانی کی وجہ سے گلیاں خراب ہو رہی ہیں - جیسا کہ جنرل صاحب نے فرمایا ، وہ ماحول کو بہت خراب کرتی ہیں - دوسرے مینٹیننس کی طرف بھی توجہ دیں - ہماری سکیموں کی سب سے بڑی بد قسمتی یہ ہے کہ بہت سے قرضہ جات لینے کے بعد وہ اس کو مکمل تو کر لیتے ہیں - لیکن مینٹیننس کے لیے ان کے پاس فنڈز نہیں ہوتے اور وہ سکیمیں آخر میں خراب ہو جاتی

ہیں ۔ میں ان چند الفاظ کے ساتھ اور صرف جنرل صاحب کے نام کی appriciation کے لیے اس شعر پر اپنی بات ختم کروں گا ۔

گلشن پرست ہوں میں گل ہی نہیں عزیز
کانٹوں سے بھی نباہ کیے جا رہا ہوں میں

**حاجی مقصود احمد بٹ** (جنرل سیکرٹری ، شاہ عالم مارکیٹس بورڈ) : جناب والا ، جیسے جناب جنرل انصاری صاحب نے لاہور شہر کو نقشوں کے ذریعے دکھایا ہے ، میں اپنی اور تاجران کی طرف سے جناب جنرل انصاری صاحب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں ۔ جیسا کہ ایل ۔ ڈی ۔ اے نے مختلف سکیمیں بنائیں ، جس میں کسٹم ، پولیس ، بنک کالونیاں واپڈا کالونی اور ایسی کئی کالونیاں بنائی گئیں ۔ لیکن افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج تک تاجروں کے بارے میں انھوں نے کبھی نہیں سوچا ۔ حالانکہ تاجر اس ملک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ تاجروں کے لیے کالونی بنائی جائے اور اسی سرکاری ریٹ پر انھیں پلاٹ مہیا کیے جائیں ۔ اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ جب یہ کالونیاں بنتی ہیں اور سرکاری طور پر الاٹ کر دی جاتی ہیں ، تو وہ لوگ اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بلیک میں یہ پلاٹ بیچتے ہیں اور ہم غریب تاجر اس کو خریدتے ہیں ۔ (قہقہہ) ۔ جناب والا ! میری مراد یہ ہے کہ جو سفید پوش تاجر ہیں ، وہ اپنے تن کو ڈھانپنے کے لیے مجبوراً کسی سے قرض لے کر یا جس طرح بھی ہو سکے وہ پلاٹ لیتے ہیں ۔ تو میں گزارش کروں گا کہ آئندہ جو کالونیاں بنائی جائیں ان میں تاجروں کا خاص طور پر خیال رکھا جائے اور ان کے لیے بھی کوٹہ مقرر کیا جائے ۔

دوسری ایک چھوٹی سی گزارش ہے کہ پچھلے دنوں جناب چیئرمین ! ایل ۔ ڈی ۔ اے نے ٹاؤن ہال میں ایک سیمینار منعقد کروایا تھا ۔ اس میں

عوام سے رائے لی گئی تھی کہ پانی کے نرخ بڑھانے چاہییں یا نہیں ۔ اس میں عوام نے بھرپور حصہ لیا اور وہاں طے ہوا تھا کہ ریٹ نہیں بڑھنے چاہییں ۔ تو میری گزارش ہے کہ اس پر بھی ذرا نظر ثانی کی جائے ۔

**وزیر مواصلات و تعمیرات (میاں صلاح الدین)** : جناب تاجروں کے لیے یتیم خانہ بنا دیا جائے ۔ (قہقہہ) ۔

**جناب خاقان بابر (صدر ، آل پاکستان فری لیگل ایڈ سوسائٹی)** : جناب والا ! انہوں نے جو پریذنٹیشن کی ہے ، اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ انصاری صاحب کو معاملات پر مکمل کنٹرول ہے اور وہ معاملات کو سمجھتے ہیں ۔ بڑے خوبصورت طریقے سے پریذنٹیشن ہوئی ۔ لیکن جناب ، میں یہ سوچ رہا تھا کہ کیا کہوں ، کیا نہ کہوں ۔ اتنے خوبصورت ماحول میں ایک ایسی پراگندگی کی بات کر دوں تو شاید اچھا نہ لگے ۔ میں نے پچھلے اجلاس میں جناب کے گوش گزار کیا تھا کہ چراغ تلے اندھیرا ۔ گورنمنٹ ہاؤس کے قریب ، اس سہیلی ہال کے قریب آدھ میل کے اندر اندر میرا گھر ہے اور دو نالوں کی زد میں ہے ۔ جب برسات آتی ہے تو ایک گندے نالے کا پانی میرے کمروں میں آ جاتا ہے ۔ دوسرا گندا نالہ میرے صحن میں سے گزرتا ہے ۔ اس کے گواہ یہاں پر ممبر بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اشفاق شاہد صاحب سے پوچھ لیجیے ، محترمہ سے پوچھ لیجیے ، کسی سے پوچھ لیجیے ، دو گندے نالوں کی زد میں میں بس رہا ہوں اور ہائی کورٹ کے قریب ، مال روڈ کے قریب یہ علاقہ ہے ۔ یہ جہاں اتنی ترقی ہو رہی ہے ۔ کچھ ہمارا خیال بھی کیا جائے ہم نے کیا گناہ کیا ہے ؟

**جناب چیئرمین** : آپ اصل میں غلط جگہ پر رہتے ہیں ۔ مال روڈ کا ممبر تو اخیر میں آئے گا ۔

**جناب خاقان بابر** : پھر جناب ٹھیک ہے ۔

**جناب صالح محمد نیازی (صدر لیبر یونین سرگودھا)** : جناب میں رسماً

تعریف تو نہیں کروں گا۔ تعریفیں تو بہت ہو چکی ہیں اس لیے میں تعریف کا وقت بچانے کے لیے صرف اتنا عرض کروں گا کہ کچی آبادیوں اور ڈویلپمنٹ کی بات ہوتی ہے۔ لاہور شہر میں کچا راوی روڈ بھی ہے۔ یہ اس کا مستقل نام ہے اس کی سمت میں کچا راوی روڈ بھی ہے۔ اس کا پرانا نام بوڑھا دریا ہے۔ مجھے یہ معلوم نہیں کہ اس کا نام کیا تھا۔ لیکن اس کو بوڑھا دریا ہی کہتے ہیں۔ وہاں ایل۔ ڈی۔ اے۔ نے پکے نالے بنائے ہوئے ہیں بوڑھے دریا کو اس نالے کو ختم کر دیا ہے۔ باغ منشی لدھا کے عقب میں نزول کی سرکاری زمین پر ناجائز قابضین ہیں۔ کچھ حصوں پر تو ورکشاپ والوں نے سامان پھینک رکھا ہے۔ کچھ پر گائے بھینسوں کا قبضہ ہے جس کا میں ذکر نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ لاہور کی طاقت سے باہر ہے گورنمنٹ کی طاقت سے باہر ہے۔ میں اس کے متعلق بھی کچھ عرض نہیں کرنا چاہتا کہ وہاں جانوروں نے کیا کر رکھا ہے۔ میں اس کے متعلق بھی کچھ کہنا نہیں چاہتا کہ ان سے شہریوں کو نجات دلانا نامعلوم کس کی capacity میں ہے۔ میرے خیال میں یہ بات کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ میں اس کا فیصلہ نہیں کرتا۔

**جناب اشفاق شاہد :** سچی بات کرنی چاہیے۔ کیوں ڈرتے ہو۔

**جناب صالح محمد نیازی :** ڈرتا اس لیے ہوں کہ مجھے کسی کا ڈر نہیں ہے۔ سوال یہ ہے کہ 23/22 کنال کا ٹکڑا جس میں مسلسل پانی سالہا سال سے رہتا ہے۔ نہ تو انہوں نے وہاں پر مچھروں کی کوئی لیبارٹری بنائی ہے کہ وہاں مچھر کی افزائش کریں اور مچھروں کو ٹیسٹ کریں کہ ان کی فیملی بڑھ رہی ہے اور آئندہ وہ کتنی بڑھے گی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آئندہ اس کے متعلق کیا پروگرام ہے۔

**جناب چیئرمین :** وہ تو ہو گیا ہے۔ آپ آئیے۔

**الحاج چوہدری محمد حیات (وائس چیئرمین پنجاب ٹرانسپورٹرز ایسوسی ایشن) :** جناب گورنر صاحب جنرل انصاری صاحب نے ایل ۔ ڈی ۔ اے کی جو رپورٹ تفصیلاً ایوان میں پیش کی ہے ۔ اس کی جتنی بھی تعریف کی جائے وہ کم ہے ۔ اس میں مختصراً عرض یہ ہے میں جناب انصاری صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس شہر کے وسط میں ایک جنرل بس سٹینڈ بھی ہے جہاں سے ہزاروں روپے ٹیکس کے وصول کیے جاتے ہیں مگر اس کی حالت ناگفتہ بہ ہے ۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ آپ ملاحظہ کر سکتے ہیں ۔ یہ آپ کے علم میں بھی ہے اور میئر کارپوریشن کے علم میں بھی ہے ۔ اس کے ساتھ میں میئر کارپوریشن سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ تمام اندرون شہر کا علاقہ ایل ۔ ڈی ۔ اے تحویل میں دے دیا ہے ۔ کیا ان کو شہر بدر کر دیا گیا ہے؟ کیا شہر سے نکال دیا گیا ہے؟ کیا کارپوریشن کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے ۔ میں جناب گورنر صاحب سے یہ بھی عرض کروں گا کہ جہاں اول ۔ ڈی ۔ اے کے چیئرمین صاحب نے تفصیلاً رپورٹ اس ہاؤس کے سامنے پیش کی ہے ۔ اسی طرح میئر صاحب کو بھی موقع دیا جائے کہ انہوں نے آج تک جو بھی ترقی کی ہے اس کی رپورٹ اس ایوان میں پیش کریں ۔

اس کے ساتھ ہی ایک چھوٹی سی عرض ہے ۔ جناب وزیر صاحب نے پچھلی دفعہ یہ فرمایا تھا کہ فیروز پور روڈ پر ریلوے کراسنگ کے پاس اوور ہیڈ برج بنانے کا تخمینہ بنایا جا رہا ہے ۔ اور عنقریب اس کام کو شروع کر دیا جائے گا ۔ وہاں پر 25/20 منٹ کے بعد ریلوے کراسنگ پھاٹک بند ہو جاتا ہے ۔ اور وہاں طویل "کیو" لگ جاتی ہے ۔ وہاں 6 سو کے قریب بسیں چل رہی ہیں ۔ اور 4 کے قریب ویگنیں چلتی ہیں ۔ یہاں بہت ہیوی ٹریفک ہے اس لیے مؤدبانہ گذارش ہے کہ اس کی طرف غیر معمولی توجہ دی جائے ۔ اور اس کام کو پہلے مرحلے میں کیا جائے ۔

**جناب چیئرمین :** لاہور ہو گیا ہے اب ان کو بھی سن لیں ۔

**شیخ غلام حسین** (میئر میونسپل کارپوریشن راولپنڈی) : جناب صدر میں اکبر کاہلوں سے معذرت چاہوں گا کہ میری اس بات کو خوشامدانہ سمجھیں ۔ کیونکہ یہ خوشامد نہیں ہے ۔ یہ واقعی جنرل انصاری صاحب کی خوشامد نہیں لیکن تعریف نہ کرنا بھی زیادتی ہے ۔ ایک تو انہوں نے لکھی ہوئی تقریر نہیں پڑھی بلکہ سب سے زیادہ قابل قدر بات یہ ہے کہ انہیں اپنے معاملات میں اس قدر کنٹرول ہے اور ہر چیز از برہے اور انہوں نے کوئی ایک کاغذ بھی اپنے سامنے نہیں رکھا ۔ اور ایک لفظ انہوں نے پڑھا نہیں میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ وہی شخص بیان کر سکتا ہے جو اپنے دل و دماغ میں ہر وقت اس چیز پر حاوی ہو ۔ اور ہر وہ چیز اس کی آنکھوں سے گذری ہو یہ کام وہی کر سکتا ہے ۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایل ۔ ڈی ۔ اے کے پاس کافی مالی وسائل ہیں ۔ لیکن مالی وسائل ہونا ہی اصل میں کوئی ایسی بات نہیں ہے بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو سب لوگوں کے پاس ہوتی ہیں ۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس کو کر گزرنا بھی ایک بہت بڑا مقصد ہے ۔ اس سلسلہ میں میں پنڈی میں تجاوزات کے بارے میں عرض کروں گا ۔ حکومت نے 821 کا ضابطہ پورے ملک میں اور پنجاب کے لیے نافذ کیا ہے ۔ وہ صرف پنڈی کے لیے ہرگز نافذ نہیں کیا ۔ پنڈی میں ہم نے مئی میں یہ کارروائی شروع کی اور اس کے اندر دو بنیادی اصول وضع کیے کسی شخص کے مالی وسائل سے ہرگز مرعوب نہ ہوا جائے ۔ اور کسی شخص کا سیاسی طور پر کتنا ہی قد ہے اس کے سامنے اپنے آپ کو کمزور نہ سمجھا جائے ۔ اس میں بلا تخصیص چاہے میئر کام کرنے والا ہی کیوں نہ ہو اس کی اپنی جائداد اس کی زد میں کیوں نہ آتی ہو وہ جائے گی ۔ اس کے باپ کی ہے وہ بھی جائے گی ۔ اس کے بھائی کی ہے ۔ وہ بھی جائے گی ۔ ایک اصول یہ تھا ۔

دوسرا اصول یہ تھا کہ کارپوریشن کسی شخص کی ذاتی ملکیت کی

ایک انچ زمین نہیں لے گی کارپوریشن حالانکہ اس بات کی مجاز ہے کہ اپنے شہریوں کو سہولت مہیا کرنے کے لئے اگر کسی شخص کی جائیداد کو حاصل کرنا مقصود ہو تو یقیناً اس جائیداد کو حاصل کیا جا سکتا ہے اور اس کے اندر قانون موجود لیکن پنڈی کارپوریشن نے ایک انچ زمین کسی شخص کی نہیں لی ہے ۔ ہر شخص سے یہ کہا گیا جہاں بھی ہمیں اس بات پر شک گزرا کہ اس کے اندر کوئی شک ہے ۔ شاید اس کی زمین ہو ہم نے ایک ایک دو دو ہفتہ کی اس کو مہلت دی ۔ اس میں شرط یہ تھی کہ ریکارڈ جیسی شے کوئی نہ آئے کیونکہ جناب اس کے اندر سٹیلمنٹ نے میونسپل کارپوریشن کی سڑکیں بھی بیچ دی تھیں ۔ میونسپل کارپوریشن کی گیارہ سڑکیں سٹیلمنٹ کے محکمہ کے ملازمین نے لوگوں سے مل کر دے دیں۔ یہ ایک ایسا درد تھا میرے پاس ریکارڈ موجود ہے۔کوئی پوچھنے والا نہیں تھا ۔ انھوں نے سڑکیں فروخت کر دیں تھیں ۔ اس طریقے سے بیشمار کارپوریشن کی جائیداد لوگوں کے پاس بیچ دی ۔

**جناب اشفاق شاہد** : کیا یہ ایل ۔ ڈی ۔ اے میں ہے ۔

**جناب چیئرمین** : ہم نے جو presentation کی ہے کسی مقصد کے لیے کی ہے ۔ ابھی تو لاہور کی بات ہوگی ۔ وہ آپ کو اپنا تجربہ بتا رہے ہیں ۔ یہ جو ان کی observation ہے وہ بتا رہے ہیں ۔ آپ تھوڑی دیر کے لیے ان کی بات سن لیجئے ۔ میں آپ کی طرف بھی آ رہا ہوں ۔ چونکہ اگلی باری ایل ایم سی کی آ سکتی ہے ۔ اس کی presentation میئر صاحب کریں گے یا ڈپٹی میئر کریں گے ۔

**شیخ غلام حسین** : اگر لاہور والے ایل ڈی اے نے جو کام کیا ہے اس کی تعریف کرنے سے کنجوسی برتتے ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ یہ زیادتی ہے ۔ مجھے تو کم از کم ان کی تعریف کرنے دیں ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں لاہور کے کاموں سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا لیکن

بطور پاکستانی میں فخر سے کہا سکتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے واقعی جو کام کیے ہیں اور جو کرنے ہیں ان کے اندر باقاعدہ ایک عمل ہے اور ایک مسلسل عمل ہے اور منصوبہ بندی ہے۔

جناب چیئرمین : لاہور ہر کسی کا شہر ہے۔ شیخ صاحب۔

شیخ غلام حسین : جی جناب۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پنڈی میں جب ہم نے منڈی میں کارروائی شروع کی تو سب سے پہلے یہ کہا کہ جب تک ہم لوگ عملی طور پر اپنے آپ کو پیش نہیں کریں گے۔ تقریروں کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں جو بات کہنے لگا ہوں اور اس کے لیے کمشنر پنڈی موجود ہیں ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین بھی موجود ہیں اور میرے کونسلر بھی موجود ہیں جو بطور گواہ بھی ہیں۔ کیونکہ بعض اوقات آدمی یہ سوچتے ہیں کہ سب سے پہلے ہم نے منڈی میں کارروائی شروع کی وہاں میرے باپ کی دوکان تھی۔ میرے والد صاحب کا نام غلام رسول ہے اور فرم کا نام شیخ غلام رسول محمد امین ہے۔ سب سے پہلے میں نے کارروائی شروع کی میرے والد صاحب کی یہ 30 سالہ لیز تھی اس کو کینسل کیا۔ اس کے بعد جامع مسجد روڈ پر آئے کیونکہ وہ زمین کارپوریشن کی تھی اور یہ لیز پر تھی لیکن کارپوریشن مجاز ہے کہ کسی وقت بھی لوگوں کی سہولت کے لئے لوگوں کو سہولت فراہم کرنے کے لیے یا ایسی سہولت جو لوگوں کو دی گئی ہو وہ واپس لے سکتی ہے چاہے یہ زمین اس کے باپ کے نام پر ہو یا کسی کے نام پر یہ واپس لی جا سکتی ہے۔ ہم نے جامع مسجد روڈ پر یہ کارروائی کی۔ کلیم ایوب حسن جو ہماری فیملی کے سربراہ بھی ہیں اور وہ میرے چھوٹے بھائی کے سسر بھی ہیں اور میں نے اپنے بیٹے کی شادی چھوٹے بھائی کے گھر کرنی ہے۔ ان کی جائداد جو پاکستان بننے سے 50 سال پہلے کی تھی لیکن یہ بھی ناجائز تجاوزات تھی پنڈی کے لوگ گواہ ہیں اس کو بھی میں نے encroarchment سے ہٹا دیا۔

نمبر 3 سب سے بڑی بات یہ ہے کہ میئر کی اپنی رہائش گاہ جو 1937ء میں جس وقت میں کونسلر تھا اس وقت باقاعدہ کونسل سے منظوری لے کر اس زمین کا کچھ ٹکڑا لیز پر لیا تھا اس کو بھی ہٹا دیا ۔ اس ساری کارروائی کے ساتھ کوئی شخص راولپنڈی میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس سے کوئی شخص بے روزگار ہوا ہے ۔ تیرہ سو دکانیں ہم نے ان لوگوں کے لیے جو مکمل طور پر بے روزگار ہوئے ہیں ۔ بنائی ہیں ۔ ان کو پلاٹ دیئے ہیں اور ایک دکان کی قیمت جو کہ سائز سے increase کرتی ہے سات ہزار سے روپے سے زیادہ کسی صورت میں نہیں تھی ۔ وہ جو ریڑھی بان اور پاکر تھے جو 365 دنوں میں بمشکل دو سو دن کاروبار کرتے تھے : اگر دھوپ ہو تو ان کا کاروبار نہیں ہے ۔ بارش ہو تو ان کاروبار نہیں ہے ۔ کارپوریشن والے آئے دن ڈنڈے لیے ان کے پیچھے پھرا کرتے تھے ۔ لہذا صحیح معنوں میں ان کو دکانیں بنا کر دی گئیں ہیں اور مالکانہ حقوق دیئے گئے ہیں ۔ آج وہی ریڑھی والوں کو آپ جا کر دیکھیں تو آپ کو ان کی دکانوں پر باقاعدہ بشیر سنز ، عبدالکریم کے بورڈ لگے ہوئے نظر آئیں گے اور وہ باعزت روزی کما رہے ہیں ۔ اسی طریقے سے میں یہ عرض کروں گا کہ ضابطہ تو سب کے لیے ہوتا ہے ۔ اس میں ڈویلپمنٹ اتھارٹیز اور بھی ہیں ۔ لیکن ہمارے سامنے جو آج لاہور کی تصویر پیش کی گئی ہے اس میں میں پھر ان کو مبارکباد دیتا ہوں اور ساتھ ساتھ میں یہ عرض کروں گا کہ اصل میں یہ ڈائریکٹوریٹ یا سیکرٹریٹ یا اس قسم کے جو ہیڈ کوارٹر ہوتے ہیں وہ اپنے ذیلی آفس کو امداد دینے کے لیے ان کو چلانے کے لیے بنائے جاتے ہیں ۔ اب ہم لوگ جب ہیڈ کوارٹر سے یا سیکرٹریٹ سے یا ڈائریکٹوریٹ سے رخ کرتے ہیں کسی کام کے لیے کارپوریشن کا تو کام ہونے کی صورت میں بھی اور نہ ہونے کی صورت میں بھی ہم تو ان کا شکریہ ادا کر کے چلے جاتے ہیں ۔ لیکن ہماری وہاں پوزیشن یہ ہے کہ ایک تو ہاؤس کے اندر اپوزیشن بنانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ بلکہ مسلسل اپوزیشن موجود ہے ۔ ایک تو وہ لوگ ہوتے ہیں اور ان کا محاسبہ ہوتا ہے ۔ نمبر 2 پھر جو شہر

میں لوگ ہیں ان کا محاسبہ ہوتا ہے تو اس کے لیے کام کرنے کے جو طریقے ہیں مثال کے طور پر اب راولپنڈی میں امپروومنٹ ٹرسٹ قائم ہے اور اس کی اپنی سکیمیں ہیں ۔ اس سلسلے میں میں اسی ہال میں عرض کروں گا ۔

**جناب چیئرمین :** اب فیصل آباد میں چلیں ۔

**شیخ غلام حسن :** جناب والا ! صرف ایک منٹ میں عرض کر دیتا ہوں کیونکہ یہ اسی سے متعلق ہے ۔ جہاں جنرل صاحب نے یہ بات کی ہے میں بتاؤں گا کہ کام جہاں بھی ہو سکتے ہیں ان اداروں میں بھی ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ان میں وسائل مہیا کیے جائیں ۔ امپروومنٹ ٹرسٹ کے لیے اب تین سکیمیں ہیں ۔ ایک سکیم ہائی کورٹ میں پڑی ہے لیکن دو سکیمیں یہاں دفتری طور پر ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ میں کوئی obesrvation یا کوئی query لگ کر اسی طرح سالہا سال سے چل رہی ہیں ۔ ایک کا نام ظفرالحق روڈ سکیم ہے اور دوسری کا نام مورگاہ سکیم ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اگر اسی طریقے سے وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے منتخب لوگوں کی کارپوریشنوں سے بھی کسی حد تک ڈائریکٹوریٹ یا سیکرٹریٹ کو اپریٹ کرے تو میں سمجھتا ہوں کچھ یقینی طور پر یہاں بھی نتائج بہتر برآمد ہوں گے ۔

**جناب چیئرمین :** انشاء اللہ ۔ میئر صاحب فیصل آباد ۔

**میاں احسان الحق ثانی (میئر میونسپل کارپوریشن فیصل آباد) :** جناب چیئرمین! مجھے صرف بیس دن ہوئے کہ میں نے اپنا چارج سنبھالا ہے ۔ میں نے جو کچھ دیکھا ہے اور جس سے ہمیں بہت پریشانی ہو رہی ہے وہ ہمارا سیوریج سسٹم ہے ۔ ہم نے جتنی نئی سڑکیں تعمیر کی ہیں یا گلیاں بنائی ہیں ان کو نقصان پہنچ رہا ہے کیونکہ سیوریج ٹوٹ گئے ہیں اور ان سے پانی نکل رہا ہے ۔ ہمارے ڈائریکٹر جنرل صاحب یہاں تشریف فرما ہیں ۔ انہوں نے کافی منصوبے بنائے ہیں ۔ میں نے ان کی جائزہ رپورٹ

بھی دیکھی ہے - اس میں انہوں نے estimate وغیرہ لگائے ہیں لیکن ان پر عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے - میں یہ چاہتا ہوں کہ ڈائریکٹر جنرل صاحب اس پر فوری طور پر عملدرآمد کروائیں تاکہ ہم لوگ اس نقصان سے بچ سکیں -

**جناب چیئرمین :** شکریہ - میئر صاحب ملتان -

**نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی** (میئر میونسپل کارپوریشن ملتان) : جناب چیئرمین! آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ نے حکم دیا - جناب والا! میں آج جنرل صاحب کی presntation دیکھ بھی رہا تھا اور سن بھی رہا تھا اور مجھے بڑی خوشی محسوس ہو رہی تھی کہ لاہور شہر میں کس طرح سے ترقی کے منصوبے بنائے گئے ہیں اور کس طرح ان پر عملدرآمد ہو رہا ہے - اور میں بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اس پنجاب میں تین اتھارٹیز ہیں - ایک لاہور کی - ایک فیصل آباد کی اور ایک ملتان کی - فیصل آباد نے بھی presentation اور لاہور کی آج تھی - تو میرا دماغ بھی یہی کہہ رہا تھا اب شائد ملتان کی باری آئے گی -

**جناب چیئرمین :** (مسکراتے ہوئے) یعنی کب تک خیر مناؤ گے -

**نوابزادہ غلام قاسم خان خاکوانی :** جناب والا ! میں ایک بات عرض کروں کہ لاہور تو ساڑھے تین کروڑ روپے کی سبسڈی لے کر ڈویلپمنٹ کر سکتا ہے اور میرا ایم - ڈی - اے کا بجٹ ساڑھے تین کروڑ روپے نہیں ہے - میرے ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کو تین کروڑ روپیہ سال میں بڑی مشکل سے ملتا ہے اور وہاں کی جو سکیمیں ہیں وہ ابھی تک پینڈنگ پڑی ہوئی ہیں - اس سلسلے میں میں ایک گزارش ضرور کرنی چاہتا ہوں کہ 1973ء کا جو ایکٹ ہے وہ ہمارے بہت سخت آڑے ہے اور یہ ترقی وہاں پر ان شہروں میں نہیں ہو سکتی جب تک اس کو تبدیل نہ کیا جائے - گزارش یہ ہے کہ شہر کے اطراف میں ہماری جتنی سکیمیں ہیں ان میں سے تھوڑی سی

سکیمیں ایسی ہیں جن پر کام ہو رہا ہے - باقی ہماری سکیمیں litigation میں ہیں - تو اس مصیبت سے جب تک ہم نہیں نکلیں گے ہمارا سیوریج کا نظام اور ہماری ہاؤسنگ سکیمیں اسی طرح التوا میں پڑی رہیں گی - تو گزارش یہ ہے کہ ہمارے پاس وسائل بھی نہیں ہے - پانی کی بھی بڑی سخت قلت ہے مگر ہماری آمدنی اتنی کم ہے اور ہمیں جو گرانٹ ملتی ہیں وہ بھی بہت کم ہیں تو ہم وہاں پر اس طریقے سے ترقی کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس presentation کے بعد ہم ایسا کر سکتے ہیں - جناب والا اگو میں اس ادارے کا انچارج نہیں ہوں مگر میرے ڈائریکٹر صاحب اس کی presentation کریں گے - مگر جو کچھ بھی وہ کر رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس قلیل رقم سے کس طرح عہدہ برآ ہو رہے ہیں اور ہم جو سیوریج وہاں بچھا رہے ہیں اسے کیسے پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے گا - میں جناب انصاری صاحب سے معافی کا بھی درخواستگار ہوں کیونکہ میں نے لاہور کی ترقی کے بارے میں کوئی بات نہیں کی چونکہ مجھے چیئرمین سے حکم ملا ہے کہ میں بھی ملتان کے متعلق کچھ کہوں - تو ملتان کی جب presentation ہوگی تو انشاء اللہ اس وقت مزید باتیں کہہ سکوں گا - میں اس وقت نہیں چاہتا کہ ملتان کی تمام ڈویلپمنٹ جو ریکارڈ ہوئی ہے یا ہو رہی ہے اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کروں کیونکہ میرے پاس وسائل کی کمی ہے اور حالات ایسے ہیں کہ سیوریج کا lay کرنا اور سیوریج کا ڈسپوزل جو ہے وہ بھی سپریم کورٹ میں stay order جو بند پڑا ہوا ہے - and that is two-third of the disposal جو کہ ابھی تک کارآمد نہیں ہو سکا - ان گزارشات کے ساتھ میں اپنا حق ریزرو رکھتا ہوں آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ عرض کروں گا - (شکریہ) -

جناب چیئرمین : شکریہ - چونکہ ٹاؤن پلاننگ ایک بڑی پیچیدہ چیز ہو گئی ہے اور پتا نہیں اب جنرل صاحب recommendation دیں گے لیکن میرے اپنے خیال میں یہ ہر سال آپ لوگوں کو بیٹھنا چاہیے - بڑے شہروں

کے میئر حضرات کو ۔ بڑے شہروں کی جو ڈویلپمنٹ اتھارٹیز ہیں ان سب صاحبان کو سال میں کم از کم اکٹھے بیٹھنا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ ان بڑے شہروں کے اندر کیا کیا پیچیدگیاں ہیں کیا کیا مشکل چیزیں ہیں ۔ کیا کیا مراحل آنے والے ہیں ۔ کیا ہیں کیا نہیں ہیں ۔ تاکہ اکٹھے بیٹھ کے تمام شہروں کی جو مشکل اور پیچیدہ پرابلمز ہیں ان کے ہم نے کس طرح کے حل ڈھونڈنے ہیں اور وہ بڑا لازمی ہو گا ۔ میرے خیال میں اگر آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں تو کہیں اور اس کے بعد ہم اس کو ختم کرتے ہیں کیونکہ اب ٹائم ہو گیا ہے ۔

**چودھری ہارون الرشید تھہیم** (چیف آرگنائزر انجمن کاشتکاران پنجاب) : جناب والا ! ہم جو دور کے دیہاتی لوگ ہیں ہمیں یہ سلائڈ اور پروگرام دیکھنے سے آج یہ یقین ہو گیا ہے کہ لاہور ، لاہور ہی ہے ۔ (قہقہہ) ہم بزرگوں سے سنتے آئے تھے کہ لاہور واقعی لاہور ہے ۔ دوسری میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جو سبزی مارکیٹ اور فروٹ مارکیٹ کے اندر گندگی کا سوال تھا اس کے متعلق میں گزارش کرتا ہوں کہ وہ واقعی صحیح بات ہے ہم بعض زرعی اور باغبانی کے لحاظ سے کئی دفعہ چیزیں خریدنے جاتے ہیں تو واقعی وہاں بڑی گندگی ہے ۔ لیکن ایک چیز میں بتا دینا چاہتا ہوں ۔ یہ شائد ان کے نوٹس میں نہیں آئی ۔ یہ فروٹ مارکیٹ اور سبزی مارکیٹ یہ دونوں مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ کے ماتحت ہیں اور مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ کی لکھو کھا آمدنی ہے جو انہیں اس فروٹ مارکیٹ اور سبزی مارکیٹ سے حاصل ہوتی ہے ۔ ان کے فرائض میں ہے کہ وہ ان کو صاف رکھیں لہذا ان کو ہدایت کی جائے کہ اس پر پیسے خرچ کریں اور ان مارکیٹ کو صاف کروائیں ۔

**جناب چیئرمین** : اس کے اوپر بھی ہم کچھ کر رہے ہیں ۔ لیکن بہر صورت اب میں جنرل صاحب سے کہوں گا کہ وہ اس کو wind up کریں تاکہ ہم اگلے مرحلے پر چلیں ۔

**حافظ محمد یونس** (میئر میونسپل کارپوریشن سرگودھا) : جناب والا ! میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

**جناب چیئرمین** : میرے خیال میں اب اس کو ختم کریں ۔ ڈیڑھ بج چکا ہے ۔

**حافظ محمد یونس** : جناب والا ! میں دو منٹ سے زیادہ نہیں لوں گا ۔ جناب والا ! ایک یہ بڑی اہم چیز اور مسئلہ کے متعلق عرض کرتا ہوں جو کہ میرے خیال میں نہ صرف میونسپل کارپوریشن سرگودھا کو بلکہ میرے بہت سارے قصبوں اور شہروں کے چیئرمین حضرات کو یہ مسئلہ درپیش ہے اور وہ مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے اس صوبہ کے اکثر شہروں کے اندر پرائیویٹ لوگوں نے کچھ کالونیاں بنا لی ہیں ۔ کالونیاں بنانے کے بعد انہوں نے کسی قسم کے نہ ڈویلپمنٹ چارجز کارپوریشن یا بلدیات کو جمع کرائے ہیں اور نہ انہوں نے ان کالونیوں کی ڈویلپمنٹ خود کروائی ہے ۔ چار روپے کے اشٹام پر ان کے ایگریمنٹ لکھے ہوئے ہیں ۔ جس کے اوپر ان کو باقاعدہ نوٹس دیئے گئے لیکن اس سلسلے میں کوئی کارروائی مزید آگے نہیں بڑھی اور آج تک انہوں نے یہ ڈویلپمنٹ چارجز جمع نہیں کروائے ۔

جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ صرف اس وقت سرگودھا کارپوریشن کے اندر 48 کالونیاں ایسی ہیں ۔ جن کے اندر کسی قسم کی شہری سہولتیں جو کہ بنیادی سہولتیں کہنی چاہیں وہ نہیں ہیں اور وہ لوگ انتہائی کس مپرسی کی حالت میں ہیں اور میں اس سے پیشتر بھی جو سابقہ گورنر صاحب تھے ان کی خدمت میں یہ عرض کی تھی کہ ان کالونیوں کے مالکان سے ڈویلپمنٹ چارجز مارشل لاء کے آرڈر کے تحت وصول کئے جائیں ۔ لیکن انہوں نے اس وقت آرڈر دے دیا ۔ لیکن یہ کام ابھی تک تصفیہ طلب ہے ۔ ان لوگوں نے ابھی تک ایک پیسہ بھی جمع نہیں کروایا ہے ۔ جناب والا ! میری اس ہاؤس کی وساطت سے آپ سے گزارش ہے کہ اس رقم کی وصولی

کے لیے مارشل لاء یا کسی ضابطے کے تحت کارروائی کر کے ان سے یہ رقم وصول کی جائے تاکہ وہ لوگ جن کے علاقے میں اس وقت نہ سڑکیں ہیں نہ گلیاں ہیں نہ نالیاں ہیں اور نہ ہی ان کو کسی قسم کی سٹریٹ لائٹ کی سہولت میسر ہے اور نہ ہی سیوریج کی سہولت اور وہ کس مپرسی کی حالت میں وقت گزار رہے ہیں ۔ ایسا بندوبست کیا جائے جس سے ان علاقوں کی ڈویلپمنٹ ہو سکے ۔

**جناب چیئرمین :** جیسا کہ میں نے ابھی ابھی یہ عرض کیا ہے ۔ یہ سیمینار کی بات ہے ۔ کہ اسی طرح سال میں ایک دفعہ ضرور آپ لوگوں کو مل بیٹھنا چاہیئے ۔ وہ میں جلد انتظام کراؤں گا ۔ اب آپ اس میں آ کر بیٹھیے گا سب لوگ بیٹھ کر اس پر سوچیں گے اس کے کئی راستے ہیں ۔ کئی رولز ہیں ۔ کئی لاز ہیں ۔ ان کو آپ apply کریں ۔ ٹھیک ہے ۔ یہ سب ہو جائے گا ۔ اب آپ جنرل صاحب ۔

**ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی** (میجر جنرل محمد حسین انصاری) : جناب چیئرمین و معزز اراکین ! جو نکات اٹھائے گئے ہیں ۔ میں ان کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ جن معزز اراکین نے مشفقانہ الفاظ میں اس پیش کش کے بارے میں اور لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی کارکردگی کے بارے میں اپنے خیالات اظہار فرمائے ہیں ۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ البتہ یہ ضرور عرض کرتا ہوں کہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں ۔ کہ ہم لاہور شہر کے باسیوں کے خادم ہیں اور جو ملازم برتن دھوتا ہے ۔ اس سے کبھی برتن ٹوٹ بھی جاتا ہے اور اگر اس کو سختی سے جھڑک دیا جائے ۔ تو اس کے بد دل ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے ۔ میں اس مشاہدے کو بھی دہرانا چاہتا ہوں کہ ہمارے گھروں میں قابل احترام خواتین خانہ ہمیشہ ساری عمر اچھا کھانا کھلاتی ہیں یا خود پکا کر کھلاتی ہیں یا پکوا کر کھلاتی ہیں ۔ سال کے 364 دن اگر لذیذ کھانا ملتا رہے تو میاں چٹخارے لے لے کر کھاتا رہتا رہے ۔ لیکن اگر ایک روز نمک زیادہ

ہو جائے تو کہہ دیتا ہے کہ اس گھر میں کھانا کبھی اچھا ملا ہی نہیں ۔ بہر صورت جب غلطی ہوتی ہے تو نظر آتی ہے ۔ ہم تسلیم کرتے ہیں ۔ ہم میں خامیاں ہیں ۔ ہم ان خامیوں کو دور کرنے کی مزید ایماندرانہ کوشش کریں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

ایک فاضل رکن نے اندرون شہر کے بارے میں فرمایا ہے ۔ کہ اس کے کام جلد تکمیل کو پہنچنے چاہییں ۔ میں نے اپنی معروضات میں عرض کیا تھا کہ حکومت پنجاب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ورلڈ بنک پیسے دے یا نہ دے اندرون شہر کے جو منصوبہ جات بنائے گئے ہیں وہ انشاء اللہ بفضل تعالیٰ تکمیل تک پہنچ کر ہی رہیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ تجارتی مراکز کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہاں پر زیادہ زمین چھوڑنی چاہیئے ۔ ہم اس پر غور کریں گے ۔ میں یہ بھی عرض کروں کہ ہم جب کبھی کسی علاقہ میں پبلک بلڈنگ کے لیے یا کمرشل بلڈنگز کے لیے جگہ چھوڑتے ہیں تو اس علاقہ کا پورا جائزہ لیتے ہیں ۔ بہر حال اسی تجویز پر غور کریں گے اور اگر ضرورت ہوئی ۔ تو اس کے لیے زیادہ زمین مختص کی جائے گی ۔ سبزی منڈی کے بارے میں ایک فاضل رکن نے خود ہی اس بات کی تشریح فرما دی ہے کہ یہ مارکیٹ کمیٹی کا کام ہے ۔ وہاں سے ان کو کافی پیسہ حاصل ہوتا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ وہ اور لاہور کارپوریشن آپس میں مل کر سبزی منڈی کا جو مسئلہ ہے اس کا حل تلاش کر لیں گے ۔ کمیونٹی سینٹرز کے بارے میں بات کہی گئی ہے ۔ میں یہ بات معزز ایوان کے سامنے عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ ہم ہر سکیم میں کمیونٹی سینٹر کے لیے جگہ مختص کرتے ہیں اور انتظار کرتے ہیں کہ کوئی ایسوسی ایشن یہ زمین خرید کر وہاں کمیونٹی سینٹر بنا لے ۔ لیکن کچھ مشکلات درپیش تھیں ۔ اب ہم خود یہ کمیونٹی سینٹر بنا کر کسی کو چلانے کے لیے کرایہ پر دے دیں گے ۔ انتظامی اخراجات کے بارے میں حکم ہوا کہ اعداد و شمار نہیں بتائے گئے ۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارے انتظامی

اخراجات ہمارے Total Development Expenditure کا صرف سات فیصد ہیں اور یہ مانی ہوئی بات ہے کہ سات فیصد تک انتظامی اخراجات ہوں تو وہ بالکل مناسب ہوتے ہیں -

جناب اشفاق شاہد (ڈپٹی میئر لاہور میونسپل کارپوریشن) : ساٹھ فیصد ؟

جناب چیئرمین : Seven.

ڈائریکٹر جنرل لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی : جی ہاں جناب ! سات فیصد - یہ بھی فرمایا گیا - کہ کب تک ہم خود مختار ہو جائیں گے - میں عرض کروں اور یہ پورے وثوق سے عرض کرتا ہوں کہ ہم اس سلسلے میں اپنے اخراجات خود اٹھانے کے قابل ہیں - لیکن آپ جانتے ہیں کہ انسان کو اگر ایک کوٹھی بنانا ہو - اگر ایک دکان کھولنی ہو تو وہ قرض لینے جاتا ہے - اسی طرح ہم بھی اپنے ترقیاتی کاموں کے لیے قرض لیتے ہیں اور سود کے ساتھ اصل واپس کرتے ہیں - ہم ورلڈ بنک کے یا کسی اور بنک کے دست نگر نہیں ہیں - اگر وہ مدد دیں تو اچھی بات ہے - معاملہ آسانی سے حل ہو جائے گا - ورنہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم پاکستان کے وسائل سے ہی اپنے مسائل حل کر لیں گے - اگر پانچ سال میں نہیں ہوں گے تو سات سال میں حل ہو جائیں گے -

مینار پاکستان پر فلیگ کی بات کی گئی - شاید یہ تصویر صحیح angle سے نہیں لی گئی تھی - آپ اگر وہاں تشریف لے جائیں تو آپ دیکھیں گے - کہ یہ جھنڈا بڑا دیدہ زیب لگتا ہے -

قرعہ اندازی کی بابت فرمایا گیا - میں پورے وثوق اور دعویٰ سے یہ عرض کروں گا کہ جو بھی قرعہ اندازی ہم نے پچھلے 3 ، 4 سال میں کیں وہ نہایت مناسب طریقہ سے کی گئیں اور ان میں کسی قسم کی دھاندلی کا شبہ تک نہیں اور اگر کوئی معزز رکن یا اس شہر کا کوئی باسی اس سلسلہ

میں ہماری کسی دیدہ دانستہ غلطی کی نشاندھی کر سکے تو آپ میرے گلے میں کپڑا ڈال دیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین) یہ بھی فرمایا گیا کہ آئندہ جو درخواستیں وصول کی جائیں وہ کونسلر حضرات کے توسط سے لینی چاہییں ۔ جناب والا ! اس وقت تک ہم صرف درخواست گزار سے ایک Affidavit لیتے تھے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا ہے درست ہے ۔ لیکن اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ حلفیہ بیان کے ساتھ درخواست گزار اپنے علاقہ کے کونسلر کی تصدیق بھی کروائے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ واسا کے بارے میں فرمایا گیا ہے ۔ ہم کوشش کریں گے کہ ہم واسا کی کارکردگی کو اور بہتر بنائیں اور اس میں انشاء اللہ آپ ضرور ترقی دیکھیں گے جیسا کہ میں نے عرض کیا غلطی ہو جاتی ہے ۔ کوتاہیاں ہو جاتی ہیں ۔ غفلت ہو جاتی ہے ۔ ہم ان کو دور کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مزید کوشش کریں گے کہ سیوریج اور پانی کے نکاس کے بارے میں آپ کی شکایت دور ہو سکیں ۔ میں آپ سے عرض کروں گا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تین سال کے عرصہ میں اس میں مکمل Break through ہو جائے گا اور اس شہر میں نہ نکاسی آب کا کوئی مسئلہ رہے گا اور نہ ہی سیوریج کا مسئلہ رہے گا ۔ اللہ تعالیٰ نے اگر زندگی دی ۔ انشاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ یہ وعدہ جو میں نے آپ کے سامنے کیا ہے ۔ یہ تفصیل جو میں نے بتائی ہے اس کو ہم پورا کر سکیں گے ۔

پلاٹوں کے بارے میں یہ فرمایا گیا کہ ہم پلاٹ مہنگے داموں بیچتے ہیں ، پیسہ کماتے ہیں ۔ عرض یہ ہے ، حقیقت یہ ہے کہ اگر ہم 20 پلاٹ ایک دن نیلامی کے لیے رکھتے ہیں تو یقین جانیے ہمارے تین یا چار پلاٹ صرف بکتے ہیں ۔ اس کی کئی وجوہات ہیں ، سب سے پہلی وجہ یہ ہے کہ ہماری نیلامی میں انکم ٹیکس والے صاحبان گھات لگا کر بیٹھ جاتے ہیں اور کسی نے بولی دی نہیں کہ انھوں نے اسے پکڑا نہیں ۔ البتہ یہ ان کی قانونی مجبوری ہے ۔ وہ یہ پتہ کرنا چاہتے ہیں کہ کون لوگ ہیں ۔ جو ٹیکس کو aviod کرتے ہیں ۔ ایک تو لوگ اس بات سے خائف ہیں ۔ دوسری بات

یہ ہے کہ اگر ہم ایک پلاٹ دو لاکھ روپے کنال حساب سے بیچیں تو دو لاکھ روپے ہی لکھواتے ہیں - یہ بات بھی لوگ پسند نہیں کرتے - لہذا ہمارے پاس تو صرف وہ لوگ آتے ہیں جن کا پیسہ بالکل white ہو - وہ لوگ آتے ہیں جو اتنی ہی رقم کا کاغذ خریدنے کی ہمت رکھتے ہوں اور انکم ٹیکس صحیح ادا کرتے ہوں - اسی لیے ہمارے پلاٹ بہت تھوڑے بکتے ہیں - پھر میں نے یہ بھی عرض کیا کہ ہمارے پاس صرف ڈیڑھ فیصد پلاٹ بچتے ہیں جن کو بیچ کر ہم اپنا کاروبار چلاتے ہیں - ہم نے کئی بار حکومت کی خدمت میں یہ عرض کیا ہے کہ اسے کچھ بڑھا دیجیے تاکہ ہمارا کاروبار بھی آسانی سے چلتا رہے - لیکن وہ بھی چاہتے ہیں کہ عوام الناس کو جتنے زیادہ پلاٹ سرکاری قیمت پر دئیے جا سکیں دئیے جانے چاہئیں - ہمارا موجودہ ڈیڑھ فیصد کا تناسب پہلے ہی کم ہے اس کو اور کم نہیں کیا جا سکتا - اگر ان پلاٹوں کو بھی ہم سرکاری قیمت پر دے دیں تو پھر کام کیسے چلے گا -

واٹر ریٹ کے بارے میں فرمایا گیا ، ہم نے حال ہی میں ایک مذاکرہ کیا تھا جس میں عوام الناس کی آواز سامنے آئی کہ واٹر ریٹ میں اضافہ نہیں کرنا چاہیے - اس کے بعد ہم نے منہ تو کھولا نہیں ہے ، اس لیے پہلے کوشش کریں گے - کہ ان کو بڑھانے کے بغیر ہم خسارے کی وجوہات پر قابو پا سکیں - جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ ہمارے پاس دو کروڑ روپیہ بچتا ہے لیکن اس سے قرض واپس کرنا ہوتا ہے - پانی کی لیکیج 40 فیصد ہے - ہم اس کو کم کرنے کی پوری کوشش کریں گے اور دوسری معاملات میں بھی کوشش کریں گے ، کہ واٹر ریٹ نہ بڑھائے جائیں لیکن اگر مجبوری ہوئی تو آپ کے سامنے ضرور عرض کر دیں گے -

مینار کی جھیل کے قریب قبضہ کا ذکر کیا گیا - ہم ان صاحبان کو جنھوں نے یہاں ناجائز قبضہ کر رکھا ہے نوٹس دے چکے ہیں ،

مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ افہام و تفہیم سے وہ یہاں سے چلے جائیں گے۔

ایل۔ ڈی۔ اے کے وسائل کا ذکر کرتے ہوئے 1973ء کے ایکٹ کے بارے میں کچھ فرمایا گیا۔ میں صرف اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ حکومت اس بات پر غور کر رہی ہے۔ ایک اعلیٰ اختیاراتی کمیٹی 1973ء کے ایکٹ کا جائزہ لے رہی ہے۔ اس کا مطالعہ کیا جا رہا ہے اور امید ہے کہ اس بارے میں کوئی نہ کوئی بہتر فیصلہ ہو سکے گا۔ میں جناب چیئرمین کا اور آپ سب خواتین و حضرات کا ایک دفعہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔

# سوال نمبر 213 اور اس کا جواب

## ضلع کونسل مظفر گڑھ کی اراضی بیچ پر بیچنا

213۔ ملک غلام مصطفیٰ غازی کھر: کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ 1894ء میں سردار کوڑے خان جتوئی مرحوم نے اپنی جائیداد واقع تحصیل علی پور مظفر گڑھ و تحصیل راجن پور اور جام پور موجودہ راجن پور کا 3/9 حصہ ڈسٹرکٹ بورڈ (موجودہ ضلع کونسل مظفر گڑھ) کو بطور عطیہ دیا تھا جو موصوف کی وفات 1898ء سے محکمہ مال کے ریکارڈ میں بنام مذکورہ ضلع کونسل کو بطور مالک، قابض و متصرف منتقل ہوا۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ محکمہ اوقاف نے 1973ء میں بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر DWP-Auqaf/72 (271) 1 مورخہ 17 فروری 1973ء مذکورہ جائیداد کو وقف قرار دے کر اپنے قبضہ میں لینے کی ناکام کوشش کی۔

(ج) آیا یہ بھی درست ہے کہ 1981ء میں مذکورہ ضلع کونسل نے مذکورہ جائیداد میں سے کچھ رقبہ میعاد مستاجری خریف ختم ہونے پر بروئے حکم سارشل لاء ایڈمنسٹریٹر/گورنر پنجاب بذریعہ چٹھی نمبر SOVI (LG) 4 (59)/77 مورخہ 3 اپریل 1980ء ایک سال کے لیے بعوض ایک لاکھ سولہ ہزار چھ سو پچھتر روپے میں نیلام کیا تھا ؟

(د) آیا یہ بھی درست ہے کہ چند شر پسند عناصر سے ملی بھگت کر کے چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب نے بذریعہ چٹھی SOC-5 (16) 13/Leases مورخہ 14 جنوری 1982ء مذکورہ جائیداد دو سال کے لیے بعوض مبلغ تیرہ ہزار دو سو بیس روپے میں بشرح 10 روپے فی ایکڑ پٹہ پر دے دیا ہے ۔ نتیجتاً ضلع کونسل کو لاکھوں روپے کا نقصان اٹھانا پڑا ۔

(ہ) کیا حکومت کے احکام کے مطابق اراضی سرکاری بشمول میونسپل اراضی و نزول اراضی وغیرہ برائے عرصہ ایک سال بذریعہ نیلام عام دی جاتی ہیں مگر محکمہ اوقاف نے مذکورہ اراضی دو سال کے لیے پٹہ پر دی ہے ۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

**وزیر اوقاف** (میاں محمد ذاکر قریشی) : (الف) یہ درست ہے کہ یہ رقبہ سردار کوڑے خان جتوئی نے 1894ء میں وقف کیا تھا ۔ یہ غلط ہے کہ ڈسٹرکٹ کونسل کو بطور عطیہ دیا گیا تھا بلکہ 1/3 حصہ بذریعہ وصیت اللہ کے نام وقف برائے خرچ رفاہ عامہ کیا گیا اور ڈسٹرکٹ کونسل کو محض متولی مقرر کیا گیا تھا ۔

(ب) حقیقت یہ ہے کہ محکمہ اوقاف نے یہ زمین 1974ء میں بذریعہ نوٹیفیکیشن نمبری ڈی ڈبلیو پی - 1 (271) باوقاف 72 دسمبر 1973ء میں اپنی تحویل میں لی - جس پر ڈسٹرکٹ کونسل مظفر گڑھ نے ڈسٹرکٹ جج مظفر گڑھ کی عدالت میں مقدمہ دائر کو دیا جو تاحال فیصلہ طلب ہے - محکمہ اوقاف ضلع کونسل کے عدم تعاون کی وجہ سے اس جائیداد کا ابتدا میں قبضہ حاصل نہ کر سکا -

(ج) ڈسٹرکٹ کونسل کے قبضہ میں ابھی تک 4919 ایکڑ 3 کنال 12 مرلے رقبہ ہے جو مورخہ 2 اپریل 1980ء کو 1،16،675 روپے کے عوض پٹہ پر دیا گیا یہ رقبہ زیادہ تر نہری ہے -

(د) یہ درست نہیں ہے - حقیقت یہ ہے کہ اوقاف نے تقریباً 4431 ایکڑ 3 کنال 15 مرلے اراضی 2 سال کے لیے بشرح 10 روپے فی ایکڑ پٹہ پر دی جیسا کہ ڈسٹرکٹ کونسل نے 1961ء میں کیا تھا - یہ صرف قابضین کو محکمہ کا پٹہ دار بنانے کے لیے کیا گیا - نتیجتاً 68 پٹہ داران کے پاس 226 لائین میں محکمہ اوقاف کو مالک تسلیم کر چکے ہیں - اس طرح محکمہ کو 44310 روپے آمدن ہوئی - متذکرہ بالا شرح پر پٹہ کی منظوری صرف اس لیے دی گئی کہ محکمہ اس رقبہ پر قابض ہو سکے - یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ محکمہ اوقاف نے جس رقبہ کو پٹہ پر دیا ہے وہ باراني ، نہری ، سیلابی اور بنجر قدیم کی اقسام پر مشتمل ہے - اگر محکمہ تمام رقبہ پر قابض ہونے میں کامیاب ہو گیا تو اسے آئندہ بذریعہ نیلام عام پٹہ پر دیا جائے گا -

(ہ) محکمہ اوقاف کے قوانین میں زمین ایک سال سے زائد مدت کے لیے پٹہ پر دینے کی گنجائش موجود ہے۔

(و) مطلوبہ وضاحت اوپر کر دی گئی ہے۔

**جناب چیئرمین :** اب صرف پانچ منٹ کے لیے بحث ہوگی صرف ایک سوال۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کیا یہ subjudice ہے ؟

**جناب خاقان بابر :** نہیں جناب۔

**جناب چیئرمین :** ہاں یا نہیں میں بتائیں۔ یہ معاملہ کورٹوں کے اندر ہے ؟

**جناب خاقان بابر :** جناب کورٹ میں بھی ہے اور ایک نوٹس دیا گیا ہے۔ ایم۔ ایل۔ او (821) کے نیچے یعنی مزارعوں کو نکالنے کے لیے ناجائز قابضین والا اور یہ بات آپ کی سننے والی ہے۔

**جناب چیئرمین :** نمبر دو یہ ہے کہ آپ نے ایسے کوڑیوں کے بھاؤ دیا ہوا ہے اس کی تفصیل بتائیں۔

**جناب خاقان بابر :** جناب ان کو حق پہنچتا ہے کوڑیوں کے بھاؤ دینے کا لیکن میں بات کچھ اور بتانے والا تھا اور یہ بات ان کے حق میں آتی ہے۔ پوزیشن یہ ہے کہ اسلام میں اور قانون میں مسلمان (وقف) ڈیلیگیٹڈ ایکٹ کے نیچے وقف کی جو زمین ہوتی ہے وہ پروردگار عالم کی زمین ہوتی ہے اس کی ملکیت ہوتی ہے وہ اسی مقاصد کے لیے وہ رقم خرچ ہو سکتی ہے جس کے لیے وقف بنے۔ اب اس زمین کو انہوں نے کم پیسے پر کیوں دیا ہے اب میں وہ بھی سمجھ گیا ہوں۔ اس زمین کو جب کھر صاحب یہاں وزیر اعلیٰ تھے تو یہاں پر ایک سو سے زائد لوگ بیٹھے کاروبار کرتے رہے۔ تقریباً 108 یا 110 خاندان تھے تو اس وقت بھی کوشش کی گئی کہ ان کو زبردستی یہاں سے نکال دیا جائے اور اس زمین پر قبضہ کر

لیا جائے ، وہ نہیں نکلے ۔ ساٹھ ستر رہ گئے ۔ کچھ لوگ ڈر کے مارے چلے گئے بھاگ گئے وقت بدل چکا ہے ۔ میں ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ زمینداو حضرات کو اور خاص طور پر کھر نیملی کو بدلے ہوئے حالات کا جائزہ لینا چاہیئے اور ان حالات کے مطابق چلنا چاہیئے ۔ وہ اس بات کو مان لیں کہ یہ اوقاف کی زمین ہے اور میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ زمین ایک بزرگ اور خدا رسیدہ انسان نے 1854ء میں وقف کی تھی ۔

**جناب چیئرمین :** وہ تمام ہو گیا ۔

**جناب خاقان باہر :** اب اس کے دو خطرناک پہلو ہیں ایک تو پہلی بات یہ ہے کہ اوقاف کے قبضہ میں رکاوٹیں ڈالی جا رہی ہیں خواہ قانونی شکل میں ہوں یا کسی اور شکل میں ہوں یا ذاتی اثر و رسوخ کی شکل میں ہوں ، اوقاف کا قبضہ نہیں ہونے دیا جا رہا اور اس طرح اوقاف کو نقصان پہنچایا جا رہا ہے ۔ دوسری جناب اس میں پوزیشن یہ ہے کہ وہاں پر جو آباد کار ہیں وہ پنجاب کے دوسرے اضلاع کے ہیں اور وہاں پر مقامی لوگ جو برسراقتدار ہیں ان کے حق میں انہوں نے ووٹ نہیں دئے تھے ۔ یہاں پر 1972ء میں انہیں بلڈوزروں کے ذریعہ نکالا جا رہا تھا اور وہ کچھ بچ گئے اور کچھ نکل گئے ، آج وہاں پر پوزیشن یہ ہے کہ ان کو نکالنے کے لیے ایم ۔ ایل ۔ او 821 کا سہارا لیا جا رہا ہے وہ encroachment کے لیے ہے اور encroachments define ہو چکی ہیں جہاں تک مزارعین کی بیدخلی کا تعلق ہے وہ encroachment laws سے ہو ہی نہیں سکتی اور میں چیئرمین صاحب کی طرف سے جاری کردہ نوٹس آپ کو دکھانا چاہتا ہوں جو مزارعین کو دیا گیا ہے میں اس کو دیکھ کر حیران ہو گیا تھا ۔

**Mr. Chairman :** Is Naseem Sahib here. I want to ask what has encroachment got to do with the ordinary land.

**جناب خاقان باہر :** جناب یہ چیئرمین صاحب کا دستخط شدہ نوٹس ہے

ایم - ایل - او 21 کے نیچے ان مزارعین کو نکالنے کے لیے - کیونکہ وہ بن گئے اوقاف کے مزارع

"They are not liked by the Chairman, therefore they should be turned out. This is the position."

تو جناب میں اس میں گزارش کروں گا کہ یہ سارا معاملہ انکوائری طلب ہے اور اس کی مارشل لاء ٹیم سے انکوائری کروائی جائے اور مناسب کارروائی کی جائے -

**جناب چیئرمین :** بس ختم -

**وزیر اوقاف :** جناب میں ایک چھوٹی سی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ مظفر گڑھ گئے تھے آپ نے فرمایا تھا کہ یہ آپس میں لڑ رہے ہیں اس لیے ان کا آپس میں فیصلہ کر دیں - چنانچہ میں نے منسٹر لوکل سیلف گورنمنٹ کو عرض کیا تھا کہ آپ وزیر قانون کو ثالث رکھ لیں یا کسی اور کو رکھ لیں اور ہم مقدمہ واپس لے لیں گے - آج تک ان کی طرف سے مجھے جواب نہیں آیا - آج میں پھر یہ کہتا ہوں کہ مہربانی کر کے یہ کیس withdraw کر لیں اور وزیر قانون صاحب کو ثالث رکھ لیں - کیونکہ 8 سال سے مقدمہ چل رہا ہے اور مزارعے تنگ ہو رہے ہیں - ہم مزارعین کو نہیں نکالیں گے ، کسی کو ناجائز تنگ نہیں کریں گے لیکن یہ فیصلہ تصفیہ طلب ہے کہ آیا یہ اوقاف کی زمین ہے یا عطیہ ہے یا ڈسٹرکٹ کونسل کی ہے - وزیر قانون صاحب بیٹھے ہوئے ہیں وہ قانون جانتے ہیں اگر وہ مانتے ہیں تو ہم کیس withdraw کرتے ہیں - ہم بھی تیار ہیں کہ اس کا فیصلہ ایک منٹ کے اندر کر دیا جائے -

**ملک غلام مہ مجتبیٰ غازی کھر :** جناب والا ! میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں - - - -

**جناب چیئرمین :** نہیں یہ اب ختم ہو گیا کیونکہ یہ چیز subjudice ہے

We should not really be discussing this one.

پوائنٹ اب واضح ہو گیا ہے۔ لیکن یہ جو encroachment کا نکلنا ہے اس کے لیے ضابطوں کا غلط استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ میرے خیال میں پارلیمنٹ کے متعلقہ حکام بھی یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس کو آپ دیکھ لیجئے کہ کہیں اس کا غلط استعمال نہیں ہونا چاہیے۔ یہ جو ناجائز تجاوزات والا معاملہ ہے۔

ملک غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر : جناب! میں اس کے بارے میں کاغذی ثبوت پیش کر سکتا ہوں۔

Being head of the District Board I have to look into the assets by self. Fortunately or unfortunately, I have to watch the interests of the District Board because my assets are. . . . .

جناب چیئرمین : وہ آپ بڑے شوق سے کیجئے گا۔

ملک غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر : جناب والا! جب آپ سفر کو تشریف لے گئے تھے تو میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ فیصلہ آپ ہی نے کرانا تھا، ہمارا یہ معاملہ سیشن کورٹ میں چل رہا ہے۔

جناب چیئرمین : چلنے دیں۔ آپ چلنے دیجئے۔ منسٹر صاحب آپ کے ساتھ ہیں اگر آپ اس کا تصفیہ کر سکیں تو بہت اچھی بات ہے۔ آپ نے دیں فیصلہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

ملک غلام محمد مجتبیٰ غازی کھر : جناب! وہی زمین جو میں نے ایک لاکھ 54 ہزار میں 1980ء میں نیلام کی تھی۔

Mr. Chairman : This is not the forum to plead that case.

وزیر اعلیٰ : جناب آسان بات ہے۔

Malik Ghulam Mohammad Mujtaba Ghazi Khar : Sir, May I reply this question.

جناب چیئرمین : نہیں وزیر موصوف بھی بیٹھیں گے آپ بھی بیٹھ جائیے گا۔ باقی جو فیصلہ عدالت میں ہونا ہے وہ ہوتا رہے گا۔

**جناب چیئرمین :** وزیر صاحب ! آپ آئیے اور اب wind up کیجئے -

**میاں محمد منیر :** جناب والا ! میری اس معزز ایوان سے درخواست ہے کہ ان مزارعین کی عزت اور زندگی کی حفاظت کی ذمہ داری کون دے گا کوئی اتھارٹی ان مزارعین کی عزتوں اور زندگی کی حفاظت کی ذمہ دار قرار دی جائے -

**جناب صالح محمد نیازی :** جناب ! اینٹی ملیریا کے 4 ہزار ملازمین کے بارے میں کچھ عرض کرنی ہے -

**جناب چیئرمین :** وزیر صاحب اب آپ اس کو wind up کریں -

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** جناب والا ! سارے ایوان اور خاص طور پر کونسلرز حضرات کو چند افواہوں اور خدشات کی وجہ سے پریشان کیا ہوا ہے اور جناب کے الفاظ سے ہی ہمیں تسلی ہو سکتی ہے -

**جناب چیئرمین :** آپ مجھے اس کے متعلق بتائیں -

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** جناب اخباروں کے ذریعہ اور زبانی طور پر یہ افواہیں پھیل رہی ہیں کہ جنوری یا مارچ اپریل میں الیکشن ہو رہے ہیں اور ایڈمنسٹریٹر مقرر کیے جا رہے ہیں تو اس سے متعلق ہماری صرف اتنی استدعا ہے کہ الیکشن مقررہ ٹائم پر ہونے چاہییں اور اس کے لیے ہم ایک دن بھی زیادہ نہیں مانگتے - اگر پہلے ہو گئے تو چند ایسی کلاسز بھی جن کا ہماری وجہ سے اب کوئی اثر نہیں رہا اور وہ پریشان ہیں کہ ان لوگوں کے آنے کے بعد عوام سے کیوں اتنا دور کر دیا ہے - اگر یہ ایڈمنسٹریٹر مقرر کیے گئے تو الیکٹرویٹ کے لیے یہ مشکل ہو جائے گی اور ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ واقعی ہم میں کوئی ایسی کمی تھی یا جس طرح ہمارے image کو خراب کیا جا رہا ہے کہ یہ لوگ بے ایمانی کر رہے ہیں - ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے کوئی ایسا ہو - ہم کوئی ولی اللہ نہیں ہیں -

**جناب چیئرمین :** نہیں نہیں یہ بات نہیں ہے ۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** اس کے متعلق میری صرف اتنی استدعا ہے بلکہ پورے ایوان کی خواہش ہے کہ اس بارے میں ہمیں تسلی دے دیں ۔

**جناب چیئرمین :** نہیں میں نے اپنی تقریر میں کہا تھا اور میں یہ بھی دیکھ رہا ہوں کہ مرکزی وزیر بلدیات جناب فخر امام صاحب بھی بیٹھے ہیں ۔ اگر انہوں نے کوئی وضاحت کرنی ہو تو بعد میں کر لیں گے ۔ میں صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ اگلے سال آپ کے الیکشن ہونے ہیں تو الیکشن کا تو جو اصول ہے وہ ہے ۔ یعنی اب تک جو معلوم ہے وہ یہی کہ اگلے سال وقت پر ہونے چاہییں ۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** ٹھیک ہے ۔

**جناب چیئرمین :** ایسی تو کوئی بات نہیں اور پچھلی دفعہ میں نے یہ چیز کہی تھی ۔ اب کی دفعہ میں یہ چیز کہوں گا کہ ہمارا کام یہاں پر corrective action لینا ہے ۔ punitive action نہیں ہے ۔ خدا کے فضل سے آپ سبھی وہی بیٹھے ہوئے ہیں ۔

نمبر 2 اب کی دفعہ تقریر میں میں نے یہ بات کہی ہے کہ اپنی introspection اپنی انسپکشن ، آڈٹ ، اکاؤنٹ قصہ کہانی تو چلتا رہے گا ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے یہ بھی کہا تھا کہ غلطیاں ہوتی رہتی ہیں اگر جان بوجھ کر غلطی نہیں ہوئی ، اگر ویسے ہی procedural mistake ہوگئی تو اس کی تو درستگی ہو جاتی ہے اور اس کی معافی بھی ہو جاتی ہے ۔ تو ایسے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کسی کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور یہ کرکے رہنا ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ یہ بالکل آپ اپنے ذہن کو addressed رکھیں ۔ تسلی رکھیے گا ایسی کوئی بات نہیں ، ورنہ وہ بہت آسان کام ہے ہم اس کی طرف جا نہیں رہے ۔

**سردار فضل احمد خان لنگاہ :** شکریہ ۔

**جناب چیئرمین :** ہم مشکل کام کی طرف جا رہے ہیں اصلاح کی طرف جا رہے ہیں کیونکہ اس کی اصلاح کرنا ہے ۔ فخر امام صاحب آپ الیکشن کے متعلق یا ویسے کچھ کہنا چاہیں گے ، آپ اتفاق سے آئے ہوئے ہیں ۔ کیونکہ اس پر آپ کا ایک کمشن بھی بیٹھا ہے ۔ اس پر اگر آپ روشنی ڈالنا چاہیں گے تو ہمیں بڑی خوشی ہوگی اور ہمیں یہ بھی خوشی ہے کہ آج آپ نے یہاں ہماری حوصلہ افزائی کی ۔

**سید فخر امام** (وفاقی وزیر بلدیات و دیہی ترقی) : جناب چیئرمین ۔ معزز خواتین و حضرات! اس معزز ایوان میں میرے دوستوں نے دو سوال کیے ہیں ایک سوال یہ ہے کہ مختلف اخباروں میں ایڈمنسٹریٹر کے بارے میں بار بار خبریں آ رہی ہیں ۔ جہاں تک پالیسی کا مسئلہ ہے اس کے بارے میں آپ کو علم ہے کہ ایسی کوئی سکیم نہیں ہے کہ موجودہ الیکٹیڈ نمائندوں کو برطرف کر کے اور ان کو ہٹا کر کوئی ایڈمنسٹریٹر لگا دیے جائیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ الیکشن کب ہوں گے ۔ تو اس کے بارے میں عرض ہے کہ الیکشن جنوری 1983ء میں ہوں گے کیونکہ مختلف صوبوں میں term of office مختلف مہینوں میں ختم ہوتی ہے اس کا جائزہ لے کر ہی اس چیز کا فیصلہ کیا جائے گا ۔

## وزیر بلدیات و دیہی ترقی کا اختتامی خطاب

**جناب چیئرمین :** باقی جو افواہیں ہیں ان کے بارے میں تو اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتے ۔ اب میں جناب منسٹر صاحب سے کہوں گا کہ اس کو wind up کر لیں پھر مجھے صرف ایک ہی چیز کہنی ہے ۔

وزیر بلدیات و دیہی ترقی (ملک اللہ یار خان) : بسم اللہ الرحمن الرحیم۔
جناب چیئرمین ، معزز خواتین و حضرات!

پنجاب کونسل کا یہ سہ روزہ اجلاس آج اختتام پذیر ہو رہا ہے۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ اس اجلاس میں تقریباً تمام معزز اراکین نے مختلف موضوعات پر بحث میں حصہ لیا۔

جناب والا! یہ اجلاس سابقہ اجلاسوں سے اس لحاظ سے بھی مختلف تھا کہ اس اجلاس میں پہلی مرتبہ پنجاب کے ترقیاتی پروگرام کا جائزہ اور اس کے ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل اور ان کی رفتار کے بارے میں ایک رپورٹ پیش کی گئی جس میں اس ایوان کے تمام اراکین نے بھرپور حصہ لیا اور اپنے اپنے قیمتی خیالات سے نوازا۔ یہ اجلاس گذشتہ اجلاسوں سے اس لحاظ سے بھی ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے کہ اس اجلاس میں پہلی مرتبہ صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان کے کونسلر حضرات بطور مبصرین شریک ہوئے ہیں۔ ہمیں بہت خوشی ہے کہ انہوں نے زحمت فرما کر اس اجلاس میں بطور مبصر کے شرکت کی اور انہوں نے ہمیں یہ عزت بخشی۔ مجھے امید ہے کہ وہ آئندہ بھی وقتاً فوقتاً ہمارے بلدیات کے کاموں کا جائزہ لیتے رہیں گے اور ہمیں اپنے قیمتی خیالات سے مستفید فرماتے رہیں گے۔

جناب والا! آپ نے اپنی تقریر میں بلدیات کے کاموں کے بارے میں جس اطمینان کا اظہار کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہم سب کے لئے قابل فخر بات ہے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آپ اور صدر محترم نے بلدیات سے جو توقعات وابستہ کر رکھی ہیں انشاء اللہ بلدیات کے ارکان ان توقعات پر پورا اتریں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! مجھے آپ کے اس خیال سے کلی طور پر اتفاق ہے کہ بلدیات قومی اور صوبائی سطح پر قیادت کے خلا کو پر کرنے میں

کافی حد تک مدد و معاون ثابت ہو سکتے ہیں ۔ مجھے آپ سے کلی طور پر اتفاق ہے بلکہ اگر میں یہ عرض کروں تو مناسب ہوگا کہ ہماری قومی اور صوبائی سطح پر نظام جمہوریت کا استحکام اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اپنی سطحوں پر اپنے بلدیات کے نظام کو مضبوط اور مستحکم کریں اور میری ناقص رائے میں حکومت پاکستان نے اگر سب سے بڑا کام جو اپنے دور حکومت میں کیا ہے وہ صرف یہ کیا ہے کہ انھوں نے بلدیہ کے تصور کو جلا بخشی ہے اور بلدیہ کے مقصد کا صحیح معنوں میں اجراء اور اس کو تشکیل دینے میں جو انھوں نے اقدام کیے ہیں وہ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھے جائیں گے ۔

خواتین و حضرات! یہ بات میں اپنے دل کی گہرائیوں سے عرض کر رہا ہوں کہ یہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ بلدیات کے تصور کو صحیح معنوں میں اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ آج تک اگر قومی اور صوبائی سطح پر ہماری جمہوری حکومتیں نہ پنپ سکیں یا ہماری جمہوریت کو استحکام نصیب نہ ہو سکا تو اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ہمارے زعما اور اکابرین نے اس بنیادی ضرورت کو اپنے پیش نظر نہ رکھا اور اس کی طرف اپنی توجہ مبذول نہ کی ۔ ہم اپنی جمہوریت کو ان سطحوں سے اٹھانے کی کوشش کر رہے ہیں اور بلدیات کی صورت میں ہم آگے لانے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر قیام پاکستان کے بعد ہم وقتاً فوقتاً ان جمہوری اداروں کو پامال کرنے کے لیے مختلف طریقے اور حربے استعمال نہ کرتے اور صحیح معنوں میں اہم ان جمہوری اداروں کو پنپنے کا موقع دیتے اور اس کے استحکام کی کوشش کرتے تو شاید موجودہ پاکستان کی جو صورت ہے وہ آج سے بہت مختلف ہوتی ۔ جناب والا! عام طور پر جب یہ تنقید کی جاتی ہے کہ مارشل لاء اس ملک میں تین مرتبہ نافذ ہوا لیکن میں یہ پوچھنے میں حق بجانب ہوں کہ مارشل لاء کیوں نافذ ہوا اور

جب بھی جن ممالک میں مارشل لاء نافذ ہوتا ہے اس کی کوئی وجوہات ہوتی ہیں اور آپ کے سامنے ایسے ممالک بھی ہیں جہاں آج تک مارشل لاء نافذ نہیں ہوا ہم ان وجوہات کو پیش نظر رکھ کر یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ مارشل لاء لگانے کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں ۔ جناب والا ! میری نظر میں اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نے جمہوریت کو بنیادوں سے اٹھانے کی کوشش نہیں کی اور اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس حکومت کا سب سے مستحسن اور سب سے مبارک اقدام ہے کہ انہوں نے پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ان بلدیات کے جمہوری اداروں کو صحیح معنوں میں بنیادوں سے اٹھانے اور ان کو مستحکم کرنے کی کوشش کی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے جناب کے اس تاثر کے ساتھ بالکل اتفاق ہے ۔ میں بحیثیت نہ صرف ایک وزیر کے بلکہ ایک شہری کے یہ محسوس کرتا ہوں کہ ان تین سالوں میں جو اعتماد حکومت کی طرف سے ان جمہوری اداروں میں رکھا گیا ان اراکین کونسل نے خواہ وہ یونین کونسل کی سطح پر تھے لیکن انہوں نے اس اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی تھی ۔ میں ایک شہری اور ایک دیہاتی ہونے کی حیثیت سے بجا طور پر اس بات پر فخر کر سکتا ہوں کہ باوجود اس بات کے ہمارے ملک کا 75 فیصد حصہ ان پڑھ ہے اور ہماری بیشتر بلدیات ان 75 فیصد ارکان پر مشتمل ہیں لیکن میں یہ دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جس قرینے سے جس خلوص سے اور جس ایمانداری سے ہمارے ان پڑھ اراکین نے اپنے علاقے کی ترقی اور بہبود کے لیے کام کیا ہے میں سمجھتا ہوں آج تک اس کی مثال نہیں مل سکتی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ! شاید یہی وجہ ہے کہ آپ نے لوز صدر محترم نے ہمارے اراکین کے انہی کاموں اور ان کی خلوص نیت کو سراہتے ہوئے چند ایک ایسے قانون میں اچھی ترامیم کی ہیں ۔ چند ایک ایسے اچھے اقدام کئے ہیں

جو کہ میں سمجھتا ہوں ان بلدیات اور ان جمہوری اداروں کو استحکام بخشنے کے لیے بہت زیادہ کارآمد اور مفید ثابت ہوں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا ! سب سے پہلے میرے بہت سے اراکین بھائی اس مجلس میں اس بات کا اظہار خیال کر چکے ہیں کہ جس وقت ترقیاتی رپورٹ کا جائزہ لیا گیا اور انہیں اس بات کی دعوت دی گئی کہ وہ اس پر اپنا اظہار خیال کریں میرے بہت سے بھائیوں نے اس بات کی خواہش ظاہر کی کہ انہیں ترقیاتی رپورٹوں کا جائزہ اور رفتار پر غور و فکر کرنے کے لیے شریک کار کیا جاتا اور انہیں پہلے سے اس بارے میں بتا دیا جاتا تاکہ وہ بہتر طور پر اس بحث میں حصہ لے سکتے ۔ لیکن جناب والا ! حکومت نے حال ہی میں جو اقدامات کیے ہیں وہ رابطہ کمیٹیوں کی تشکیل اور اجرا کے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں اس کے پیش نظر شاید میرے بھائیوں کو آئندہ اس قسم کے نوٹسز کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی اس لیے کہ رابطہ کمیٹیوں کا وجود اور ان کی تشکیل کا مقصد صرف یہی ہے کہ ہم ضلع کے منتخب چیئرمین اور مختلف ٹاؤن کمیٹیوں ۔ میونسپل کمیٹیوں اور یونین کونسلوں کے منتخب اراکین جو اس رابطہ کمیٹیوں کے ممبر ہوں گے ان کو ہر وقت ہر موقع پر یہ حق حاصل ہوگا اور یہ اختیار ہوگا کہ وہ اس ضلع کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے ترقیاتی کاموں کے جائزہ کے متعلق رپورٹ لکھ سکیں اور اس پر خصوصی ہدایات دے سکیں ۔ اس لحاظ سے رابطہ کمیٹیوں کا قیام اور ان کی تشکیل ایک انتہائی اہمیت کی حامل ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ میرے تمام بھائی اور اراکین جو ان اداروں سے تعلق رکھتے ہیں ، اس کی اہمیت اور ہیئت کو تسلیم کرتے ہوں گے ، کیونکہ اگر ہم اس صوبائی سطح پر چھ مہینے کی بجائے دو مہینے کے بعد بھی اپنے ترقیاتی کاموں کا جائزہ لیتے رہیں تو شاید وہ اتنا مفید اور کارآمد ثابت نہیں ہو سکتا ، بجائے اس کے کہ ضلعی سطح پر جتنے ترقیاتی کام ہو رہے ہیں اور ہماری اپنی آنکھوں کے سامنے ہو رہے ہیں ، اگر ہم ان کا ہر مہینے ، ہر دوسرے مہینے صحیح معنوں میں

جائزہ لیتے رہیں اور ان کی خامیوں اور کمزوریوں کے لیے ان مختلف شعبہ جات کے سربراہوں کو جوابدہ ٹھہرائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ کسی دوسری سطح پر ان ترقیاتی کاموں کا جائزہ لینے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ مجھے امید ہے کہ میرے بھائی جو ضلع کونسل اور مختلف بلدیات سے تعلق رکھتے ہیں اور جو رابطہ کمیٹیوں کے اراکین کے طور پر منتخب ہوئے ہیں وہ اس اہم ترین ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس بارے میں خصوصی دلچسپی لیں گے اور تمام شعبہ جات کے بارے میں جب وہ رپورٹیں حاصل کرنا چاہیں، ان کی رفتار کے بارے میں جائزہ لینا چاہیں تو انہیں یہ اختیار اور حق حاصل ہے کہ ان کا صحیح معنوں میں محاسبہ کر سکیں اور ان بارے میں صحیح ہدایات دے سکیں۔

اس کے علاوہ جناب والا! میرے اراکین بھائیوں کو یہ بھی علم ہے کہ مصالحتی عدالتوں کے قیام کے بارے میں بھی ایک قانون نافذ ہو چکا ہے۔ یہ بھی ایک بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ اس سے نہ صرف یہ کہ ہمارے بلدیات کے اراکین کو اعتماد میں لے کر ان سے یہ توقع کی گئی ہے کہ وہ اس سطح پر چھوٹے چھوٹے تنازعات ہیں اور جن تنازعات کو ہمارے بیشتر بھائی اپنے کم تر وسائل کے پیش نظر عدالتوں تک نہیں لے جا سکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان پر نہ صرف اخلاق، بلکہ قانونی طور پر یہ فرض عائد کر دیا گیا ہے کہ وہ اپنے ان کم وسیلہ بھائیوں کی امداد میں ان چھوٹے چھوٹے تنازعات کو اسی سطح پر حل کرنے کی کوشش کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ جس خلوص اور محنت سے آپ نے اپنے اپنے علاقوں میں اپنے ترقیاتی کاموں کے متعلق توجہ دی، اگر آپ اسی انہماک اور اسی توجہ کے ساتھ ان مصالحتی عدالتوں کے بارے میں صحیح دلچسپی لیں گے تو ہماری بہت سی مشکلات اور بہت سے مسائل جو کہ اس سطح پر ہمارے معاشرے میں درآتے ہیں، ہم انہیں دور کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

علاوہ اس کے ہمیں ان تین سالوں میں مختلف اوقات میں اپنے منتخب اراکین سے تجاویز موصول ہوتی رہیں، تبادلہ خیال کیا جاتا رہا اور ان بلدیات کے قواعد اور قوانین کو زیادہ بہتر بنانے کیلئے بھی بعض تجاویز ہمیں موصول ہوتی رہیں اور اسی کے پیش نظر حکومت پاکستان نے ایک قومی سطح پر بلدیاتی کمیشن کا قیام عمل میں لایا اور جس کمشین نے ملک بھر کے طول وعرض میں دورہ کیا اور تمام طبقوں سے تعلق رکھنے والے حضرات سے تبادلہ خیال کیا اور ان سے آراء مانگیں، ان سے تبادلہ خیال ہوا، بحث و تمحیص ہوئی۔ جہاں تک مجھے علم ہے، اس کمیشن نے اپنی رپورٹ مرتب کر لی ہے، یا شاید 30 دسمبر تک وہ اپنی رپورٹ مرتب کر لیں گے جس کے بعد وہ اپنی تجاویز اور اپنے خیالات صدر محترم کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ وہ تمام تجاویز اس کمیشن کی رپورٹ کا حصہ ہوں گی جو وقتاً فوقتاً ان اراکین کی طرف سے آتی رہیں۔ قطع نظر اس کمیشن کی رپورٹ میں ان ترامیم کو ظاہر کیا گیا ہے یا نہیں، لیکن جن ترامیم کے بارے میں ہم نے گذشتہ تین سال میں جائزہ لیا، جن قواعد و ضوابط کے بارے میں جن کمزوریوں کی نشاندہی کی گئی، ہم یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ انشاء اللہ آئندہ ایک دو ماہ کے عرصے میں ہم ان میں بہت ہی اچھی اور کارآمد ترامیم کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے تاکہ ہم اپنے بلدیات کے قوانین میں زیادہ بہتر طور پر ترامیم کرکے اپنی بلدیات کی کارکردگی کو زیادہ بہتر بنانے اور اپنے اراکین کے ہاتھ زیادہ مضبوط کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

جناب والا! جیسا کہ آپ نے فرمایا، اگلے سال 1983ء میں بلدیات کے انتخاب ہو رہے ہیں۔ تمام بھائی، منتخب اراکین کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس محنت سے اور جس خلوص سے انہوں نے اپنی گذشتہ مدت میں کام کیا ہے، ان میں 90 فیصد فاضل اراکین وہی منتخب ہوں گے جو کہ اس وقت تشریف رکھتے ہیں۔ ہم دعا کریں گے۔ لیکن ہم ان سے یہ بھی توقع رکھتے ہیں کہ آپ اسی انہماک سے کام کرتے رہے تاکہ انتخاب ہونے تک آپ اپنے کاموں اور اپنے وجود کو اپنے علاقے کے لیے ضروری ثابت کرنے کے لیے ایک ثبوت کے طور پر آپ انہیں بتا سکیں کہ آپ نے اپنے علاقے میں کس محنت اور خلوص سے کام کیا ہے۔

جناب والا ! بلدیات کا تصور ، بلدیات کی تحریک نئی تحریک نہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ افزائش آدم کے لیے کو آج تک یہ تحریک چل رہی ہے اور یہ جاری تحریک ہے ۔ لیکن اس کا انحصار ہم پر ہے کہ ہم اس کو کس مقام اور کس بلندی پر لے جا سکتے ہیں ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک روشن مستقبل صحیح معنوں میں حقیقت کا روپ دھار کر ابھر رہا ہے ۔ انشاء اللہ ، وہ وقت دور نہیں کہ ہم اپنے انہی جمہوری اداروں کی وساطت سے اپنے ملک کو ایک انتہائی عظیم اور بلند مقام پر پہنچانے میں کامیاب ہو سکیں گے ۔ پاکستان پائندہ باد ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

**جناب چیئرمین :** آخر میں میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ صرف دو چیزیں کہوں گا ۔ ایک ، جمہوریت کے فروغ کے لیے آپ کا یہ ادارہ انشاء اللہ ریڑھ کی ہڈی کا کام کرے گا ۔ آپ نے اس کو فعال بنانا اور آگے بڑھانا ہے ۔ اب آپ اس سے زیادہ ذمہ داری سنبھالنے کے لیے تیار ہوں جو اب دھیرے دھیرے ہم آپ کو دیتے جا رہے ہیں ۔ اس کو آپ سنبھالیے گا ۔ ان اداروں کا فعال بنائیے گا ۔ اپنی کمیٹیوں کو بھی آپ فعال بنائیے گا ۔

دوسری چیز ۔ کل ذکر ہوا تھا ، "جسٹسز آف پیس" انہیں بنا دیا ، ہمیں نہیں بنایا ۔ تو ہمیں بننے میں کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہے ۔ میں اس کو اصولاً قبول کرتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور اس کے قواعد اور ضوابط کو اگلے ہفتے دس دن تک شائع کر دیں گے ۔ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ انشاء اللہ ، ہماری اگلی میٹنگ فروری مارچ 1983ء میں ہوگی اور آپ سب کو نیا سال مبارک ہو ۔ خدا حافظ ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

(کونسل کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی ہو گیا)

# فہرست

(سوال نمبر 226)

**فہرست صنعتی ادارے بمعہ تعداد کارکنان جن کا چیف میڈیکل انسپکٹر آف فیکٹریز نے 1-11-1980 ء سے 30-6-1981ء تک طبی معائنہ کیا اور طبی معائنہ کے ضمن میں وصول کی گئی فیس بذریعہ چیک یا نقد کی تفصیل**

| نمبر شمار | نام صنعتی ادارہ | تعداد کارکنان جن کا طبی معائنہ کیا گیا زیر سیکشن 23-4 فیکٹریز ایکٹ | زیر سیکشن 4 کیو سی 33 | فیس وصول کی گئی۔ | بذریعہ چیک یا نقد |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
| 1 | ۔ آئی سی ۔ آئی کھیوڑہ | 408 | 78 | 390 | نقد |
| 2 | ۔ نیشنل سیمنٹ ڈنڈوت | — | — | 340 | چیک |
| 3 | ۔ غریب وال سیمنٹ جہلم | 200 | 65 | 1325 | نقد |
| 4 | ۔ اورٹینٹ وباوٹ لاہور | 8 | — | 40 | ،، |
| 5 | ۔ شاہد ویونگ لاہور | 10 | — | 50 | ،، |
| 6 | ۔ جاوید ویونگ لاہور | 8 | — | 40 | ،، |
| 7 | ۔ لونگ مین ملز لاہور | 15 | 7 | 110 | ،، |
| 8 | ۔ صمد ربڑ ورکس لاہور | 80 | 12 | 460 | ،، |
| 9 | ۔ کاکا خیل انڈسٹریز فیصل آباد | 265 | 28 | 1325 | چیک |
| 10 | ۔ مشتاق ڈائینگ و ٹیکسٹائل فیصل آباد | 11 | 3 | 70 | نقد |
| 11 | ۔ لائل پور کاٹن ملز فیصل آباد | — | 60 | 300 | نقد |
| 12 | ۔ کور نور ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد | 100 | 72 | 860 | ،، |

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|---|---|---|---|---|---|
| 13 | ستارہ ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد | 40 | — | 240 | نقد |
| 14 | تاج فلور ملز فیصل آباد | 8 | — | 40 | " |
| 15 | کیپٹل انڈسٹریز لاہور | 300 | 43 | 1500 | " |
| 16 | پیکو کوٹ لکھپت لاہور | 206 | 54 | 1300 | " |
| 17 | چوہدری ٹیکسٹائل ملز شیخوپورہ | 148 | 13 | 805 | " |
| 18 | ایسٹ پاکستان کروم ٹینریز شیخوپورہ | 17 | 6 | 115 | نقد |
| 19 | کاشر کار وولن ملز لاہور | 130 | 18 | 740 | " |
| 20 | وائیکس پاکستان لمیٹڈ لاہور | 100 | — | 500 | " |
| 21 | پیپسی کولا لاہور | 72 | — | 360 | " |
| 22 | ریاض بالرز لاہور | 180 | — | 900 | " |
| 23 | ساز کار کیمیکلز لمیٹڈ لاہور | 28 | 8 | 180 | " |
| 24 | سرور سیونگ اوکاڑہ | 60 | 20 | 400 | " |
| 25 | منٹگمری فلور اینڈ جنرل ملز ساہیوال | 200 | — | 1000 | " |
| 26 | بٹالہ کسان فاؤنڈری ساہیوال | 20 | 6 | 130 | نقد |
| 27 | ایس۔ ایس وولن ملز ساہیوال | 21 | — | 105 | " |
| 28 | ستلج کاٹن ملز اوکاڑہ | 100 | — | 500 | " |
| 29 | کاروان انجینئرنگ اوکاڑہ | 15 | 3 | 90 | " |
| 30 | سلطان ربڑ ورکس لاہور | 21 | 5 | 130 | " |
| 31 | پیکو کوٹ لکھپت لاہور | 220 | 240 | 2300 | " |
| 32 | خیبر گھی ملز لاہور | 121 | 24 | 720 | چیک |
| 33 | واحد ٹیکسٹائل ملز لاہور | 40 | 7 | 235 | نقد |
| 34 | کوہ نور ٹیکسٹائل ملز لاہور | 200 | 28 | 1140 | " |

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|---|---|---|---|---|---|
| 35 | راولپنڈی فلور جنرل ملز راولپنڈی | 10 | — | 50 | نقد |
| 36 | وطن وولن ملز راولپنڈی | 275 | 37 | 1570 | ،، |
| 37 | بمبئے پلائی ووڈ راولپنڈی | 20 | 5 | 125 | ،، |
| 38 | کہانی ٹیکسٹائل ملز مندرہ | 62 | — | 310 | ،، |
| 39 | پرائمر ٹوبیکو کمپنی مندرہ | — | 100 | 500 | ،، |
| 40 | سروس انڈسٹریز لاہور | — | 24 | 120 | ،، |
| 41 | آر سی کولا لاہور | 70 | — | 350 | ،، |
| 42 | پیکیجز لمیٹڈ لاہور | — | 65 | 325 | ،، |
| 43 | اتحاد کیمیکلز شیخوپورہ | — | 40 | 200 | ،، |
| 44 | سید بھائی لاہور | 200 | 24 | 1120 | چیک |
| 45 | روئی پلانٹ لاہور | 49 | — | 245 | نقد |
| 46 | سیون اپ باٹلنگ لاہور | 60 | — | 300 | ،، |
| 47 | پیکسی لاہور | 13 | — | 65 | ،، |
| 48 | بی - پی لاہور | 98 | — | 490 | ،، |
| 49 | لاہور کیمیکلز لاہور | 103 | — | 515 | چیک |
| 50 | پیل لمیٹڈ لاہور | 350 | 76 | 2180 | نقد |
| 51 | خالد سراج لاہور | — | — | — | — |
| 52 | ریگل سرامک لمیٹڈ گوجرانوالہ | 200 | — | 1000 | نقد |
| 53 | کلائمیکس لمیٹڈ گوجرانوالہ | — | 19 | 95 | ،، |
| 54 | فیصل ٹیکسٹائل ملز گوجرانوالہ | 20 | 8 | 140 | ،، |
| 55 | ریجنٹ سرامکس لاہور | 10 | — | 50 | ،، |
| 56 | سٹار لائٹ گوجرانوالہ | 20 | 3 | 105 | ،، |
| 57 | فلپس اینڈ جون سیالکوٹ | 110 | 29 | 795 | ،، |

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|---|---|---|---|---|---|
| 58 | ہلبرو لمیٹڈ سیالکوٹ | 267 | 40 | 1535 | نقد |
| 59 | ایم ایف الٰہی سیالکوٹ | 11 | 30 | 955 | " |
| 60 | قیوم الٰہی سیالکوٹ | 14 | — | 70 | " |
| 61 | وائیٹل سپورٹس | 15 | — | 75 | " |
| 62 | پاک جرمن سیالکوٹ | 25 | 4 | 145 | " |
| 63 | پاک عالم سیالکوٹ | 19 | 7 | 130 | " |
| 64 | فوجی ٹیکسٹائل ملز جہلم | 100 | 51 | 755 | " |
| 65 | پی ٹی سی جہلم | 500 | 543 | 5215 | چیک |
| 66 | پرائم گلاس ورکس لاہور | — | 5 | 25 | نقد |
| 67 | وائیٹ لیبارٹریز لاہور | 165 | — | 825 | " |
| 68 | گلیکسو لیبارٹریز لاہور | — | — | — | — |
| 69 | اے - اے وولن ملز لاہور | 25 | 10 | 175 | " |
| 70 | رین بو انڈسٹریز بھائی پھیرو | 67 | 20 | 435 | " |
| 71 | موڈرن موٹرز لاہور | 25 | 2 | 135 | " |
| 72 | سروس انڈسٹریز گجرات | — | 135 | 675 | " |
| 73 | باسکو انڈسٹریز گجرات | 240 | 29 | 1345 | چیک |
| 74 | پاک پور سراسکس لالہ موسیٰ | — | — | — | — |
| 75 | پیکو بادامی باغ لاہور | 195 | — | 975 | نقد |
| 76 | باٹا پاکستان لمیٹڈ لاہور | — | 84 | 420 | " |
| 77 | آر - جی - اے لاہور | 284 | 16 | 1500 | " |
| 78 | پینٹکس لمیٹڈ لاہور | 100 | 54 | 200 | " |
| 79 | پاکستان آکسیجن لمیٹڈ لاہور | 58 | — | 290 | " |
| 80 | پینٹکس لمیٹڈ لاہور | 38 | 5 | 570 | " |
| 81 | ایم این ہٹھل ملز بادامی باغ لاہور | 28 | — | 140 | " |

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|---|---|---|---|---|---|
| 82 | الیکٹرو مولٹ لاہور | 17 | 5 | 110 | نقد |
| 83 | ستارہ فیبرک فیصل آباد | 74 | 26 | 500 | نقد |
| 84 | کریسنٹ ٹیکسٹائل ملز فیصل آباد | 94 | 48 | 700 | نقد |
| 85 | زینت ٹیکسٹائل فیصل آباد | 200 | 10 | 1045 | نقد |
| 86 | نشاط ٹیکسٹائل فیصل آباد | 178 | 22 | — | نقد |
| 87 | رفحان میز پروڈکٹس فیصل آباد | — | — | — | — |
| 88 | ار پاک انوسٹمنٹ لالہ موسیٰ | 808 | — | 4040 | چیک |
| 89 | نیشنل ووڈ ورکس لالہ موسیٰ | 25 | — | 125 | نقد |
| 90 | یونیورسل شیخوپورہ روڈ | 84 | 18 | 510 | چیک |
| 91 | اولمپیا کارپٹ شیخوپورہ | — | — | — | — |
| 92 | سیٹھی برادرز گوجرانوالہ | 40 | — | 200 | نقد |
| 93 | کشمیر وولن گوجرانوالہ | 23 | 4 | 135 | نقد |
| 94 | پنجاب گلاس لاہور | 43 | — | 215 | نقد |
| 95 | زیرک لمیٹڈ لاہور | 46 | — | 230 | نقد |
| 96 | پاک لینڈ ہاؤس لاہور | 14 | — | 70 | نقد |
| 97 | بلیٹنگ مینوفیکچرنگ مریدکے | 67 | 14 | 405 | نقد |
| 98 | نیشنل ٹیبریز مریدکے | 122 | 8 | 650 | نقد |
| 99 | کالونی ٹیکسٹائل ملتان | 284 | 10 | 1470 | نقد |
| 100 | اللہ وسایا ملتان | 200 | — | 1000 | نقد |
| 101 | پاک پولی پروپلین ملتان | 75 | 5 | 400 | نقد |
| 102 | خاص ٹریڈرز سیالکوٹ | 29 | 56 | 165 | نقد |
| 103 | جی - ٹی سرجیکل سیالکوٹ | — | 53 | 265 | نقد |
| 104 | لانگ مین ملز لاہور | 48 | 6 | 270 | نقد |

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|---|---|---|---|---|---|
| 105۔ | داؤد ہرکولیس شیخوپورہ | 320 | — | 1600 | نقد |
| 106۔ | ایس - اے بیگ شاہدرہ لاہور | 38 | 5 | 215 | نقد |
| 107۔ | پاک پینٹ لاہور | 18 | — | 90 | نقد |
| 108۔ | ہمدرد فیکٹری لاہور | 26 | — | 120 | نقد |
| 109۔ | پیکجز لمیٹڈ لاہور | — | 40 | 200 | نقد |

**فہرست صنعتی ادارے بمعہ تعداد کارکنان جن کا چیف میڈیکل انسپکٹر آف فیکٹریز پنجاب نے 1 - 7 - 81 سے 30 - 6 - 82 تک طبعی معائنہ کیا اور طبعی معائنہ کے ضمن میں وصول کی گئی فیس بذریعہ چیک یا نقد کی تفصیل**

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|---|---|---|---|---|---|
| 1 | ۔ پیکو بادامی باغ لاہور | — | 180 | 900 | نقد |
| 2 | ۔ پیکجز | 100 | 18 | 590 | نقد |
| 3 | ۔ راحت وولن ملز راولپنڈی | 10 | — | 100 | نقد |
| 4 | ۔ وطن وولن ملز راولپنڈی | 500 | 17 | 2585 | نقد |
| 5 | ۔ نیشنل سلک ملز فیصل آباد | 40 | 5 | 200 | نقد |
| 6 | ۔ چیمپئین کلاک فیصل آباد | 1+19 | — | 100 | نقد |
| 7 | ۔ نیلم نائیلون | 60 | — | 300 | نقد |
| 8 | ۔ سٹیل کاسٹنگ گوجرانوالہ | 24 | 24 | 240 | نقد |
| 9 | ۔ انور انڈسٹریز گوجرانوالہ | 49 | 49 | 390 | نقد |
| 10 | ۔ کلائمیکس گوجرانوالہ | 150 | 17 | 835 | نقد |
| 11 | ۔ بمبئے پلائی ووڈ راولپنڈی | 78 | — | 390 | نقد |
| 12 | ۔ پیکو کوٹ لکھپت | 275 | 308 | 2915 | نقد |
| 13 | ۔ صمد ربڑ لاہور | 170 | 53 | 1115 | نقد |
| 14 | ۔ سلطان ربڑ | 20 | 2 | 110 | نقد |

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|---|---|---|---|---|---|
| 15 | وائٹ لیبارٹریز لاہور | 160 | — | 800 | نقد |
| 16 | بی - بی لاہور | 95 | — | 475 | نقد |
| 17 | سٹینڈرڈ گرانڈنگ سرپدکے | 17 | 6 | 115 | نقد |
| 18 | سی - سی فیکٹری سیالکوٹ | 110 | 15 | 625 | نقد |
| 19 | پیک انڈسٹریز سیالکوٹ | — | — | — | — |
| 20 | واجیکس سیالکوٹ | — | — | — | — |
| 21 | پینسلین داؤد خیل | 25 | — | 125 | نقد |
| 22 | میپل لیف سیمنٹ داؤد خیل | 43 | 43 | 430 | نقد |
| 23 | پاک ڈائی کیمیکل انڈسٹریز | 46 | — | 230 | نقد |
| 24 | پاک امریکن فرٹیلائزر | 94 | 94 | 940 | نقد |
| 25 | کے - ڈی - سی پلائی وڈ جہلم | — | — | — | — |
| 26 | پاکستان چپ بورڈ | 30 | — | 150 | نقد |
| 27 | حسین شوگر ملز فیصل آباد جڑانوالہ | 80 | — | 400 | — |
| 28 | کریسنٹ جیوٹ پروڈکٹس جڑانوالہ | — | — | — | — |
| 29 | زمیندار انجنئرنگ فیصل آباد | 16 | 8 | 120 | نقد |
| 30 | رحمانیہ ٹکسٹائل ملز فیصل آباد | 92 | — | 460 | نقد |
| 31 | کلائمیکس گوجرانوالہ | 421 | — | 2105 | نقد |
| 32 | پاکستان انٹرنیشنل پرنٹرز لاہور | 28 | 2 | 150 | نقد |
| 33 | فرینڈ ربڑ لاہور | 39 | — | 195 | نقد |
| 34 | ڈاوسن ربڑ وزیر آباد | 66 | — | 330 | نقد |
| 35 | منٹگمری بسکٹ ساہیوال | 50 | — | 250 | نقد |
| 36 | ایس - ایس وولن ملز ساہیوال | 4 | — | 20 | نقد |

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|---|---|---|---|---|---|
| 37 | ۔ ہٹالہ انجینرنگ ساہیوال | 16 | — | 80 | نقد |
| 38 | ۔ زمیندار سوپ اوکاڑہ | — | — | — | — |
| 39 | ۔ کاروان انجینرنگ اوکاڑہ | — | — | — | — |
| 40 | ۔ سرور سیونگ مشین اوکاڑہ | 88 | 10 | 440 | نقد |
| 41 | ۔ سردار پور ٹیکسٹائل ملز بھائی پھیرو | 96 | — | 480 | نقد |
| 42 | ۔ ایم ایس انٹر پرائزز کوٹ لکھپت | — | — | 2156 | ،، |
| 43 | ۔ پاکستان پیلٹنگ مرید کے | 22 | 5 | 110 | نقد |
| 44 | ۔ ریگل سرامک گوجرانوالہ | 200 | — | 1000 | نقد |
| 45 | ۔ سروس انڈسٹریز گجرات | — | 135 | 675 | ،، |
| 46 | ۔ ارپاک انڈسٹریز | 837 | — | 4185 | چیک |
| 47 | ۔ پرٹیمر ٹوبیکو کمپنی مندرہ | 200 | — | 1000 | نقد |
| 48 | ۔ کوہ نور ٹیکسٹائل ملز راولپنڈی | 147 | 78 | 1125 | ،، |
| 49 | ۔ ویٹرج فائر کلے راولپنڈی | — | — | — | — |
| 50 | ۔ پنجاب ماربل | 39 | — | 195 | نقد |
| 51 | ۔ راولپنڈی فلور اینڈ جنرل ملز پنڈی | 9 | — | 45 | ،، |
| 52 | ۔ خاص ٹریڈرز سیالکوٹ | 53 | 27 | 400 | ،، |
| 53 | ۔ ایم ایف الٰہی اینڈ کمپنی سیالکوٹ | 150 | — | 750 | ،، |
| 54 | ۔ پلبرو لمیٹڈ سیالکوٹ | 250 | 67 | 1585 | ،، |
| 55 | ۔ فلپس اینڈ فون لمیٹڈ سیالکوٹ | 92 | 48 | 700 | ،، |
| 56 | ۔ پاک عالم انڈسٹریز سیالکوٹ | 14 | — | 100 | ،، |
| 57 | ۔ وائیٹل لمیٹڈ سیالکوٹ | — | — | — | — |
| 58 | ۔ پاک جرمن سیالکوٹ | — | — | — | — |
| 59 | ۔ قیوم الٰہی سنز سیالکوٹ | 10 | — | 50 | نقد |
| 60 | ۔ شکر گنج شوگر ملز جھنگ | — | — | — | — |

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|---|---|---|---|---|---|
| 61 | آشیانہ ٹیکسٹائل ملز جھنگ | 120 | — | 600 | نقد |
| 62 | بہا سائیزنگ جھنگ | 8 | — | 40 | ،، |
| 63 | بسم اللہ سائزنگ جھنگ | 10 | — | 50 | ،، |
| 64 | چمن سائزنگ فیصل آباد | 10 | — | 100 | ،، |
| 65 | صادق سائزنگ ،، | 10 | — | — | — |
| 66 | شمس سائزنگ ،، | 7 | — | 35 | نقد |
| 67 | زینت ٹیکسٹائل ،، | 225 | 10 | 1175 | ،، |
| 68 | ستارہ ٹیکسٹائل ،، | 46 | 18 | 320 | ،، |
| 69 | نشاط ٹیکسٹائل ،، | 182 | 18 | 1000 | ،، |
| 70 | جانی سٹیل گارڈن ٹاؤن لاہور | 15 | — | 75 | ،، |
| 71 | کوہ نور شوگر ملز جوہر آباد | — | — | — | — |
| 72 | صلی ٹیکسٹائل ملز جوہر آباد | — | — | — | — |
| 73 | پیکجز لمیٹڈ لاہور | 130 | 64 | 870 | نقد |
| 74 | کیپیٹل انڈسٹریز لاہور | 250 | 50 | 1500 | ،، |
| 75 | سید بھائی لاہور | 158 | 13 | 1005 | چیک |
| 76 | ایسٹرن لیدر مرید کے | 20 | 10 | 300 | نقد |
| 77 | نیشنل ٹینریز مرید کے | 80 | 40 | 600 | ،، |
| 78 | پی آئی پی ایل پولکا شیخوپورہ | 51 | — | 255 | ،، |
| 79 | سیفائر فائبر لمیٹڈ | 76 | — | 380 | ،، |
| 80 | ملک پاک شیخوپورہ | 64 | — | 320 | چیک |
| 81 | پینٹکس لمیٹڈ لاہور | 50 | 24 | 370 | نقد |
| 82 | ہمدرد گارڈن ٹاؤن | 59 | — | 295 | نقد |
| 83 | وائیٹھ لیبارٹریز | 159 | — | 795 | نقد |
| 84 | رمتاج انڈسٹریز | 20 | — | 100 | نقد |
| 85 | زیمبراک لیمیٹڈ | 51 | — | 255 | نقد |
| 86 | مائیکوپینٹ لاہور | 38 | — | 190 | نقد |
| 87 | بائی پاکستان لیٹیڈ | — | 79 | 395 | نقد |
| 88 | بشیر انجینئرنگ شیخوپورہ | 49 | 13 | 245 | نقد |
| 89 | لیڈر سائیکل لاہور | 175 | 13 | — | — |

| 1 | 2 | 3 | 4 | 5 | 6 |
|---|---|---|---|---|---|
| 90 | ۔ چیمپئین کلاک فیصل آباد | 9 | — | 45 | نقد |
| 91 | ۔ فردوس فیبرک فیصل آباد | 3 | 2 | 195 | نقد |
| 92 | ۔ کربسنٹ ٹیکسٹائل فیصل آباد | 100 | 100 | 1000 | نقد |
| 93 | ۔ ریاض باٹلرز لاہور | 33 | 30 | 315 | نقد |
| 94 | ۔ سیون اپ باٹلرز لاہور | 34 | 26 | 300 | نقد |
| 95 | ۔ فائن گیس | 11 | — | 55 | نقد |
| 96 | ۔ ہمدرد بونٹ | 29 | — | 145 | نقد |
| 97 | ۔ مشین ٹول مینوفیکچرنگ گوجرانوالہ | 25 | — | 125 | نقد |
| 98 | ۔ سٹیل کاسٹنگ گوجرانوالہ | — | 23 | 115 | نقد |
| 99 | ۔ انور انڈسٹریز گوجرانوالہ | — | 54 | 270 | نقد |
| 100 | ۔ وطن ووان ملز راولپنڈی | 350 | 14 | 1750 | نقد |
| 101 | ۔ ٹاپ سپورٹیج راولپنڈی | 27 | — | 135 | نقد |
| 102 | ۔ ڈی ایم ٹیکسٹائل ملز راولپنڈی | — | — | — | — |
| 103 | ۔ سری پری پور راولپنڈی | — | — | — | — |
| 104 | ۔ نیشنل باٹلرز لمیٹڈ لاہور | 64 | 13 | 320 | نقد |
| 105 | ۔ چوہدری واٹر روپ لاہور | 43 | — | 215 | نقد |
| 106 | ۔ چوہدری کیبلز لمیٹڈ لاہور | 23 | — | 115 | نقد |
| 107 | ۔ شفیق لیمپ ملتان روڈ لاہور | 30 | — | 150 | نقد |
| 108 | ۔ پی این پی رائس ملز دھونکل | 47 | — | 235 | نقد |
| 109 | ۔ میز پروڈکٹس گکھڑ | — | — | — | — |
| 110 | ۔ یونس میٹل ورکس گجرات | 43 | — | 215 | نقد |
| 111 | ۔ سروس ٹیکسٹائل ڈویژن گجرات | — | 5 | 25 | نقد |
| 112 | ۔ سروس انڈسٹریز گجرات | — | 122 | 610 | نقد |
| 113 | ۔ مچل فروٹ پروڈکٹس رینالہ خورد | 78 | — | 390 | نقد |
| 114 | ۔ منٹگمری بسکٹ ساہیوال | 68 | — | 340 | نقد |
| 115 | ۔ عزیز ٹینریز ہڑپہ | — | 8 | 40 | نقد |
| 116 | ۔ پنجاب سگریٹ قادرآباد ساہیوال | — | — | — | — |
| 117 | ۔ واحد انڈسٹریز گجرات | — | — | — | — |

تفصیل برائے انکم ٹیکس - تنخواہ اور الاؤنس آف ڈاکٹر شجاع الدین

| مہنگائی الاؤنس | پیشہ ورانہ ٹیکس | نان پریکٹسنگ الاؤنس | انکم ٹیکس | بہبود فنڈ | جی - پی فنڈ |
|---|---|---|---|---|---|
| — | — | 400 | 5 | 45 | 300 |
| 235 | — | 400 | 5 | 47 | 500 |
| 235 | — | 400 | 5 | 47 | 300 |
| 235 | — | 400 | 5 | 47 | 300 |
| 235 | — | 400 | 5 | 47 | 300 |
| 235 | — | 400 | 5 | 47 | 300 |
| 245 | — | 400 | 5 | 49 | 300 |
| 245 | — | 400 | 5 | 49 | 300 |
| 245 | — | 400 | 5 | 49 | 300 |
| 245 | — | 400 | 5 | 49 | 300 |
| 245 | 100 | 400 | 5 | 49 | 300 |
| 245 | — | 400 | 1432 | 49 | 300 |
| 3645 | 100 | 4800 | 1487 | 574 | 3600 |

اختر بھٹی چیف میڈیکل انسپکٹر آف فیکٹریز پنجاب سال 82-1981ء

| ماہ | گروپ انشورنس | تنخواہ | کرایہ مکان | موٹر سائیکل الاؤنس | شہری الاؤنس |
|---|---|---|---|---|---|
| 9/81 | 20 | 2250 | 900 | 140 | 100 |
| 7/81 | 20 | 2350 | 1012 | 150 | 100 |
| 8/81 | 20 | 2350 | 1012 | 150 | 100 |
| 9/81 | 20 | 2350 | 1012 | 150 | 100 |
| 10/81 | 20 | 2350 | 1012 | 150 | 100 |
| 11/81 | 20 | 2350 | 1012 | 150 | 100 |
| 12/81 | | 2450 | 1012 | 150 | 100 |
| 1/82 | 20 | 2450 | 1012 | 150 | 100 |
| 2/82 | 20 | 2450 | 1012 | 150 | 100 |
| 3/82 | 20 | 2450 | 1012 | 150 | 100 |
| 4/82 | 20 | 2450 | 1012 | 150 | 100 |
| 5/82 | 20 | 2450 | 1012 | 150 | 100 |
| | 240 | 28700 | 12032 | 1790 | 1200 |

تفصیل برائے انکم ٹیکس - تنخواہ اور الاؤنس آف ڈاکٹر شجاع الدین

| ٹیکنیکل تنخواہ | پیشہ ورانہ ٹیکس | نان پریکٹسنگ الاؤنس | انکم ٹیکس | جیہود فنڈ | جی - پی فنڈ |
|---|---|---|---|---|---|
| — | — | 400 | 5 | 45 | 300 |
| — | — | 400 | 5 | 45 | 300 |
| — | — | 400 | 5 | 45 | 300 |
| — | — | 400 | 5 | 45 | 300 |
| — | 100 | 400 | 5 | 45 | 300 |
| — | — | 400 | 5 | 45 | 300 |
| — | — | 400 | 1355 | 45 | 300 |
| — | 100 | 2800 | 1385 | 315 | 2100 |

اختر ہوئی چیف میڈیکل انسپکٹر آف لیکٹرز پنجاب سال 82-1981ء

| ماہ | گروپ انشورنس | تنخواہ | کرایہ مکان | موٹر سائیکل الاؤنس | شہری الاؤنس |
|---|---|---|---|---|---|
| 11/80 | 20 | 2250 | 900 | 140 | 100 |
| 12/80 | 20 | 2250 | 900 | 140 | 100 |
| 1/81 | 20 | 2250 | 900 | 140 | 100 |
| 2/81 | 20 | 2250 | 900 | 140 | 100 |
| 3/81 | 20 | 2250 | 900 | 140 | 100 |
| 4/81 | 20 | 2250 | 900 | 140 | 100 |
| 5/81 | 20 | 2250 | 900 | 140 | 100 |
| | 140 | 15750 | 6300 | 980 | 700 |